مکمل و مدلل

# فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

جلد ۸

## کتاب النکاح مکمل و مدلل

افادات

مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانیؒ

مرتب

مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب

حسب ہدایت

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دارالعلوم دیوبند

مکمل ومدلل

# فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

جلد ۸

## کتاب النکاح نصف آخر

افادات

مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانیؒ

مرتب

مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب

حسب ہدایت

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دارالعلوم دیوبند

# مقدّمہ طبع جدید

الحمد للّٰہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ امّابعد

اللہ جل شانہٗ نے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (ترتیب جدید) کو محض اپنے فضل و کرم سے قبولیت عام عطا فرمائی ہے، مسلسل اس کے ایڈیشن طبع ہوتے رہے۔ جس کی وجہ سے اس کی پلیٹیں خراب ہو چکی تھیں، نیز عصر حاضر کا ذوق بھی متقاضی تھا کہ فتاویٰ کا معیار طباعت بلند کیا جائے۔ اس لئے بنام خدا آفسیٹ سے طبع کیا جارہا ہے۔

اس موقع پر مناسب سمجھا گیا اور بہت سے اہل علم حضرات نے توجہ بھی دلائی کہ نظر ثانی کی ضرورت ہے بعض جگہ مسائل کی تصحیح وتشریح بھی ضروری تھی۔ اسلئے احقر نے متعدد اساتذۂ دارالعلوم دیوبند کو یہ خدمت سپرد کی، انھوں نے دیدہ ریزی کے ساتھ اس جلد کی تصحیح کی، اور بالغ نظری کے ساتھ ضروری اصلاحات کیں۔

اس جلد میں جو اہم تصحیحات کی گئی ہیں ان کو ایک ضمیمہ کی شکل میں مرتب کیا گیا ہے تاکہ قارئین کو اندازہ ہوسکے کہ کیا تصحیح کی گئی ہے۔ اور کیوں تصحیح کی گئی ہے ضمیمہ کا ایک فائدہ یہ بھی پیش نظر ہے کہ جن حضرات نے فتاویٰ کا پہلا ایڈیشن خریدا ہے وہ یہ ضمیمہ حاصل کریں اور اس کی روشنی میں اپنے نسخہ کی تصحیح کریں۔

میں امید کرتا ہوں کہ اس سے کتاب کی افادیت دوچند ہوجائے گی، اور کتاب پہلے سے زیادہ دلچسپی اور اعتماد کے ساتھ پڑھی جائے گی، اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ادارہ کی اس خدمت کو قبول فرمائیں، اور مسلمانوں کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائیں۔ واٰخر دعوانا اَنِ الحمدُ للّٰہِ ربّ العٰلمین۔

(حضرت مولانا) مرغوب الرحمٰن (صاحب دامت برکاتہم) مہتمم دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# فہرست مضامین

## فتاویٰ دارالعلوم مدلل ومکمل جلد ہشتم

## پانچواں باب
### نکاح میں ولایت کن لوگوں کو حاصل ہے
### فصل اول اس باب سے متعلق مسائل واحکام

## فصل دوم

## مسائل واحکامِ فسخ نکاح

# فصل سوم

## نکاح بذریعہ فضولی اور وکیل

## فصل چہارم

### متفرق مسائل و احکام نکاح



## چھٹا باب

### مسائل و احکام کفاءت

## ساتواں باب

## فصل اول مسائل واحکام مہر

## فصل دوم
## مسائل جہیز و متفرق مسائل



## آٹھواں باب ۔ نکاح کافر
## ارتداد و کفر سے متعلق احکام و مسائل نکاح

## نواں باب

## بیویوں میں عدل و مساوات اور حقوق الزوجین۔

## دسواں باب

### آدمی کے دُودھ پینے پلانے سے متعلق احکام و مسائل

فہرست مضامین ختم شد



بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

# جلد ہشتم فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جلد ہشتم فتاوی دارالعلوم دیوبند مرتب ہوکر پریس میں جارہی ہے، اس جلد پر کتاب النکاح ختم ہے، اگلی جلد کتاب الطلاق سے متعلق ہوگی، خاکسار مرتب برابر اپنی محنت و کاوش میں منہمک ہے، اور وہ جس قدر محنت کر سکتا ہے کر رہا ہے، کامیابی رب العزت کے ہاتھ ہے۔

اس کی پہلی جلد غالباً ۱۳۸۳ھ میں مرتب ہوکر شائع ہوئی تھی، اس آٹھ نو سال میں اس کی آٹھ ضخیم جلدوں کا مرتب اور حواشی سے مزین ہوکر چھپ جانا رب العالمین کی خصوصی توفیق اور دارالعلوم دیوبند کا فیض ہے، ورنہ دوسرے مشاغل کیساتھ ایسے اہم کام کا اس طرح انجام پانا تصور سے بالاتر تھا۔

پھر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم یہ ہے کہ بغیر کسی پروپگنڈہ کے فتاوی کی یہ جلدیں ملک و بیرون ملک میں بڑی تیزی کیساتھ پھیل چکی ہیں اور پھیلتی جارہی ہیں، چار پہلی جلدوں کا جدید اڈیشن بھی آچکا ہے اور عنقریب پانچویں جلد کا جدید اڈیشن نظر نواز ہونے والا ہے۔

مرتب فتاوی کا دل حمد و شکر سے لبریز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اُسے اس علمی اور دینی خدمت کی توفیق عطا کی، اور چھتیس ستیس سو صفحات اہل علم تک پہنچا دیے جس کا شروع میں مرتب کو وہم بھی نہ تھا، شیخ سعدیؒ نے بہت درست فرمایا ہے، ؎

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی
منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

یقیناً یہ گراں قدر علمی اور دینی خدمت مرتب کیلئے باعث صد عزت و افتخار ہے اور خود دارالعلوم دیوبند کو بھی خوشی ہے کہ اس کے ایک معمولی شعبہ سے ایک بیش قیمت علمی اور دینی خدمت انجام پا رہی ہے اس سے دنیا کو بھی اندازہ ہوسکا کہ اس کے فرزندوں نے زندگی کے مختلف شعبہ جات میں کیا حصہ لیا ہے اور مخلوق خدا کی رہنمائی کا فریضہ کس کس طرح انجام دیا ہے۔

یہاں ایک جدید مسئلہ کا تذکرہ بے جا نہ ہوگا، وہ یہ کہ آج کل ایک انسان کا خون دوسرے انسان کے بدن میں منتقل کیا جاتا ہے تو کیا اس سے رضاعت کی طرح حرمت ثابت

ہوگی یا نہیں، اس لئے کہ اس صورت میں بھی انسانی جسم کا ایک حصہ دوسرے انسان میں منتقل ہوتا ہے، خاکسار مرتب کا جواب یہ ہے کہ اس سے حرمت ثابت نہیں ہوگی، اسلئے کہ رضاعت سے حرمت ثابت ہونے کیلئے شرط یہ ہے کہ عورت کا دودھ بچہ دو یا ڈھائی سال کی عمر کے اندر پیئے، لہذا اگر دو یا ڈھائی سال کی عمر کے بعد یہ خون ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل کیا گیا ہے یا خون عورت کا نہیں ہے بلکہ مرد کا ہے تو بظاہر اس شرط مذکور کی بنیاد پر حرمت ثابت نہیں ہوگی، البتہ صرف ایک صورت تشنہ بحث رہ جاتی ہے وہ یہ کہ عورت کا خون دو یا ڈھائی سال یا اس سے کم عمر بچہ کے جسم میں منتقل کیا جائے تو اس میں حرمت اس لئے ثابت نہیں ہوگی کہ اولاً رضاعت کی حرمت کتاب و سنت میں صراحتاً موجود ہے اور خون کے سلسلہ میں کہیں کوئی صراحت نہیں پائی جاتی، ثانیاً دودھ غذا ہے، اور جسم اور اس کے اجزاء اس سے پرورش پاتے ہیں، یہ بات خون کو حاصل نہیں ہے، پھر دودھ کی تاثیر الگ ہے اور خون کی تاثیر الگ، ثالثاً رضاعت سے قرآن نسب ثابت کرتا ہے وامھاتکم اللاتی ارضعنکم، خون سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی اور نہ کہیں ایسی صراحت ملتی ہے پھر یہ بھی دیکھا جائے کہ ظاہری طور پر دودھ پلانے میں حال یہ ہوتا ہے کہ دودھ پلانے والی عورت بچہ کو گود میں اٹھاتی ہے، پیار کرتی ہے، چھاتی سے چپٹاتی ہے اور اپنی محبت اس پر نچھاور کرتی ہے، اور بچہ بھی اس کا اثر قبول کرتا ہے، مگر خون منتقل کرنے میں ان باتوں میں سے کوئی بات نہیں پائی جاتی،

جو کچھ عرض کیا گیا یہ خاکسار کی ذاتی رائے ہے، زیر نظر فتاویٰ میں چونکہ یہ جزئیہ موجود نہیں ہے، اسلئے اس طرف اشارہ کر دیا گیا ہے اگر کسی کو یہ صورت حقیقتاً پیش آئے تو اس کو دارالافتاء سے رجوع کرنا چاہئے اور جو جواب ملے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

یہاں پہنچ کر اپنے اساتذہ کرام، اراکین مجلس شوریٰ اور سرپرست شعبہ حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند (دامت فیوضہم) کی خدمت بابرکت میں ہدیہ عقیدت و اخلاص اور امتنان و تشکر پیش ہے کہ ان حضرات کی دعاؤں اور حوصلہ افزائی سے یہ سب کچھ انجام پا رہا ہے، مولانا عبدالحق صاحب زید مجدہ پیشکار بھی خاکسار کے شکریہ کے مستحق ہیں جو شروع سے اب تک ان فتاویٰ کی تعمیم، پروف خوانی اور طباعت میں دلچسپی لے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر خدمت کو قبول فرمائیں اور اسے دنیاوی اور اخروی زندگی کے لئے ذریعہ صلاح و فلاح بنائیں، اخیر میں دعا ہے کہ مرکز رشد و ہدایت اور گہوارۂ علم و فن دارالعلوم دیوبند تا قیامت آباد و اور شاد کام رہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

طالبِ دعاء۔ محمد ظفیر الدین غفرلہ
مُرتّب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

۱۸ ربیع الثانی [illegible]



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

# پانچواں باب نکاح میں ولایت کن لوگوں کو حاصل ہے

## فصل اوّل اس باب سے متعلق مسائل و احکام

عصبہ اور ماں نہ ہونے کی صورت میں ماموں ولی ہے

**سوال نمبر ۸۷٠** ہندہ نابالغہ کے کوئی عصبہ نہیں ہے، اور نہ ماں ہے بلکہ فقط ذوی الارحام سے ایک ماموں علاتی اور ایک خالہ عینی ہے۔ پس حق ولایت نکاح کس کو پہونچتا ہے۔؟

**الجواب** - ولایت نکاح نابالغہ اس صورت میں ماموں علاتی کو ہے کما فی الدر المختار ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال ثم الخالات[1] الخ پس خال بجمیع اقسام خالات سے ولایت نکاح میں مقدم ہے لہذا ماموں علاتی خالہ عینی سے مقدم ہے۔ فقط

علاتی بھائی اور چچا کے ہوتے ہوئے ماں کو نابالغہ کے نکاح کا اختیار نہیں

**سوال نمبر ۸۷۱** ایک لڑکی جس کی عمر تخمیناً گیارہ سال تھی اس کے ولی یہ ہیں۔ والدہ حقیقی اور سوتیلا باپ اور سوتیلے بھائی اور تایا و چچا۔ لڑکی کی والدہ نے اپنے خاوند کو لڑکی کے نکاح کی اجازت دی یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ اب پانچ سال کے بعد لڑکی دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے شرعاً کیا حکم ہے۔؟

**الجواب** - بھائی علاتی بالغ اور چچا تائے کے ہوتے ہوئے والدہ کو اختیار نکاح نابالغہ کا نہیں ہے اور نہ سوتیلے باپ کو اختیار ہے کیوں کہ اس صورت میں اول ولی

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۰ ج ۲، ۱۲ ظفیر

بھائی علاتی تھا اس کے بعد تایا چچا ولی ہیں[1] لہٰذا وہ نکاح جو والدہ اور سوتیلے باپ نے کیا۔ علاتی بھائی کی اجازت پر موقوف رہا۔ اگر بھائی نے اجازت دی تو وہ نکاح صحیح ہوا[2]۔ ورنہ باطل ہوا۔ بصورت بطلان نکاح کے لڑکی کو بعد بالغہ ہونیکے اختیار ہے کہ کفو میں اپنا نکاح کرے یا اس کا ولی اس کا نکاح کفو میں اس کی اجازت سے کردیں۔ فقط

پندرہ سالہ لڑکی بالغہ ہے نابالغہ کا ولی چچا ہے

**سوال ۸۷۲** کریم جس نے اپنی نواسی شکورن کا کہ جس کی عمر اس وقت قریب پندرہ سال کی ہے نکاح شیخ محمد سے کردیا ہے اس کی ماں اور چچا کہتے ہیں کہ شکورن کی عمر گیارہ سال کی ہے آیا نانا کو حق نکاح کرنیکا بغیر رضا چچا وماں ہے کہ نہ؟

**الجواب** لڑکی جب تک پوری پندرہ برس کی ہو کر سولواں سال شروع نہ ہو جاوے اس وقت تک شرعاً اس کے بالغہ ہونیکا حکم نہیں دیا جاتا جب کہ اور کوئی علامت بلوغ کی مثل حیض وغیرہ ظاہر نہ ہو اور غیر بالغہ کے نکاح کا ولی بصورت موجود ہونے چچا حقیقی کے نانا نہیں ہے پس نانا نے جو نکاح شکورن نابالغہ کا بلا اجازت چچا کے کیا وہ موقوف ہے چچا کی اجازت پر۔ اگر چچا اس کو جائز رکھے صحیح ہوگا ورنہ باطل ہوجاویگا[3]۔ فقط

چچا کے رہتے ہوئے ماں کی ولایت نہیں

**سوال ۸۷۳** ہندہ بیوہ ہوگئی اس کی دو لڑکیاں نابالغ ہیں۔ ہندہ نے دوسرا نکاح کیا اور اب شوہر ثانی سے لڑکیوں کا عقد کرانا چاہتی ہے تو لڑکیوں کا چچا مانع ہوتا ہے اگر ماں یا شوہر ثانی لڑکیوں کا عقد کردیویں تو کوئی حرج وگناہ تو نہیں ہے اور ہندہ کے شوہر متوفی کے ذمہ جو قرضہ تھا اس کا دیندار کون ہوگا

[1] الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونۃ علی ابیہا (در مختار) ثم یقدم الاب ثم ابوہ ثم الاخ الشقیق الخ ثم لاب (رد المحتار باب الولی ص ۴۲۲ و ص ۴۳۶ ج ۲) ظفیر [2] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۳ ج ۲) ظفیر [3] الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (ایضاً ص ۴۲۴ ج ۲ و ص ۴۳۳ ج ۲) ظفیر



**الجواب** - اس صورت میں ولی نابالغوں کے نکاح کا ان کا چچا ہے بموجودگی چچا کے ماں کو ولایت نکاح کی نہیں پہونچتی اور شوہر ثانی کسی حال میں ولی نہیں ہے شرعی مسئلہ یہی ہے[1] اور قرضہ متوفی کا کسی کے ذمہ نہیں ہوتا اگر بہت کچھ ترکہ چھوڑے تو اس میں سے ادا کیا جاوے اور اگر نہ چھوڑے تو وارثوں کے ذمہ ادا کرنا قرض کا لازم نہیں ہے اگر تبرعاً کوئی ادا کردے تو اس کو اختیار ہے۔ فقط

نابالغہ کا نکاح ولی کے ذریعہ کیا جائے یا اس کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائے

**سوال ۸۷۴** ایک لڑکی گیارہ سالہ نابالغہ کی شادی کا انتظام کیا گیا لیکن اس کے اولیاء میں سے سوائے نانی اور نانا کے اور کوئی نہیں وہ بھی یہاں سے چار ہزار میل کے فاصلہ پر افریقہ میں ہیں آیا اس کی چچی ولی ہو کر نکاح کر سکتی ہے یا کیا۔ ؟

**الجواب** - اولیاء کے بعد ولایت نکاح صغیرہ کی بادشاہ اسلام اور قاضی کے لئے ہے پس جب یہ نہیں تو انتظار بلوغ کیا جاوے نانا نانی سے بذریعہ تحریر اجازت طلب کی جاوے کما فی الدر المختار فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام ثم لام الاب الخ وفی الشامی فتحصل بعد الام ام الاب ثم ام الام ثم الجد الفاسد الخ ثم لذوی الارحام الخ ثم للسلطان ثم لقاض نص لہ علیہ فی منشورہ ثم لنوابہ الخ[2] فقط

بھائیوں کے ہوتے ہوئے ماں کا نکاح کرنا درست نہیں

**سوال ۸۷۵** ایک لڑکی جس کی عمر تیرہ[13] سال کی ہے اس کے دو بھائی بالغ موجود ہیں اس کا نکاح بلا رضامندی بھائیوں کے والدہ نے کردیا ہے یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور یہ لڑکی مذکورہ بالغہ ہے یا نابالغہ؟

[1] اقرب الاولیاء الی المرأۃ الابن ثم ابن الابن وان سفل ثم الاب ثم الجد ابو الاب وان علا الخ ثم الاخ لاب وام ثم الاخ لاب ثم ابن الاخ لاب وام ثم ابن الاخ لاب وان سفلوا ثم العم لاب وام ثم العم لاب ثم ابن العم الخ (عالمگیری کشوری کتاب النکاح الباب الرابع الاولیاء ص ۲۹۱ ج ۲) ظفیر [2] دیکھئے رد المحتار مع تنویر الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۹ ج ۲ و ص ۴۳۰ ج ۲ (۱۲) ظفیر

**الجواب** - اس صورت میں والدہ نے جو نکاح بدون اجازت بھائیوں کے کیا وہ بھائیوں کی اجازت پر موقوف ہے اگر ان میں سے کسی ایک نے بھی اجازت نکاح کی دیدی اور اس نکاح کو جائز رکھا تو صحیح ہوگیا اور اگر دونوں میں سے کسی ایک نے بھی اجازت نہیں دی اور انکار کردیا تو وہ نکاح باطل ہوگیا بکذا فی کتب الفقہ[1] (تیرہ سالہ لڑکی ہیں جب تک علامت بلوغ نہ پائی جائے نابالغ ہے۔ ظفیر)

**بالغہ خود اپنی مرضی سے نکاح کرسکتی ہے**

**سوال ۸۷۶** عمر کی نواسی بعمر تخمیناً پندرہ سال ہے اور علامت بلوغ کی موجود ہیں اور لڑکی کا ولی ماں باپ اور بھائی کوئی نہیں ہے لڑکی کے حقیقی دادا کے بھائی زید اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ لڑکی کا ولی میں ہوں بغیر میری رضامندی نکاح نہ ہونا چاہیئے۔ لڑکی بالغہ ہے یا نہیں، اور لڑکی عمر کی رضامندی سے اپنا نکاح کرنا چاہتی ہے اور زید جو اپنے کو ولی کہتا ہے وہاں کرنا نہیں چاہتا اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔؟

**الجواب** - علامت بلوغ لڑکی کے لئے حیض وغیرہ کا ہونا ہے اگر کوئی علامت بلوغ کی موجود نہ ہو تو پورے پندرہ برس کی عمر ہوکر سولہواں سال شروع ہوجاوے اس وقت شرعاً لڑکی بالغہ سمجھی جاتی ہے پس اگر علامت بلوغ کی موجود ہے مثلاً اس کو حیض آنے لگا ہے تو وہ بالغہ ہے[2]۔ اس حالت میں خود لڑکی کی رضامندی سے اس کا نانا عمر اس کا نکاح کرسکتا ہے لیکن چونکہ نانا ولی شرعی نہیں ہے بلکہ ولی شرعی دادا کا بھائی ہے لہذا نانا کے سامنے جب تک وہ لڑکی بالغہ زبان سے اپنی رضامندی کا اظہار نہ کرے اس وقت تک نکاح صحیح نہ ہوگا چپ ہوجانا لڑکی کا جیسا کہ ولی کے استیذان پر معتبر اور کافی ہے

[1] فونکح الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی صفحہ ۳۴۴/۲) ظفیر [2] بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال الخ والجاریۃ بالاحتلام والحیض والحبل الخ فان لم یوجد فیھما شئی حتی یتم لکل منھما خمس عشرۃ سنۃ بہ یفتی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحجر فصل ۱۳۲/۱۲) ظفیر



وہ یہاں معتبر نہ ہوگا۔ کذا فی الدر المختار[1]۔ فقط

**نابالغ کا نکاح ولی کے ایجاب و قبول سے ہوتا ہے**

**سوال ۸۷۷** نابالغ بچوں کا نکاح صرف والد کے ہی ایجاب و قبول سے ہوتا ہے یا ہر جائز ولی بھائی چچا وغیرہ کے ایجاب و قبول سے بھی۔

**الجواب** - صغیر اور صغیرہ کا نکاح ان کے ہر ولی جائز کے ایجاب و قبول سے منعقد ہوجاتا ہے لیکن ولی اقرب کی موجودگی میں ولی ابعد کو نکاح کا حق حاصل نہیں ہے پس اس میں اب و جد و دیگر اولیاء حسب درجات یکساں ہیں۔

**باپ اگر اجازت دے تو نانا نابالغہ نواسی کا نکاح کرسکتا ہے**

**سوال ۸۷۸** ایک شخص نے اپنے خسر کو اسٹامپ لکھدیا اور کہدیا کہ میری دختر نابالغہ کا نکاح میرا خسر جہاں چاہے کردے اب اگر شخص مذکور کا خسر اپنی نواسی کا نکاح کرادے تو بلا اجازت اسکی والد کے درست ہے یا نہیں۔؟

**الجواب** - ولی اس صورت میں نابالغہ کے نکاح کا اس کا باپ ہے لیکن اگر باپ نے نابالغہ کے نانا کو اجازت دیدی اور اس نے نکاح کردیا تو وہ نکاح صحیح ہے[2]

**سولہ سالہ لڑکی کا نکاح جبراً جائز نہیں**

**سوال ۸۷۹** دختر سولہ سالہ کا نکاح ولی نے جبراً کردیا آیا بالغہ کا نکاح بلا اس کی مرضی کے ولی جبراً کرسکتا ہے یا نہ۔؟

**الجواب** - بالغہ کا نکاح بدون اس کی رضا اور اجازت کے صحیح نہیں ہے اور کسی ولی کو اختیار نہیں ہے کہ بالغہ کا نکاح بدون اس کی رضامندی کے کرے اگر نکاح کردیا اور بالغہ راضی نہ ہوئی اور اس نکاح کو جائز نہ رکھا تو وہ نکاح باطل ہے اور عمر بلوغ

[1] وان فعل ھذا غیر ولی یعنی استامر غیر الولی او ولی غیرہ اولی منہ لم یکن رضا حتی تتکلم بہ ای لم یکن سکوتھا و لا ضحکھا رضا (فتح القدیر باب فی الاولیاء صفحہ ۱۶۵/۳) ظفیر

[2] الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی صفحہ ۳۲۱/۲) ظفیر

کی شرعاً پندرہ برس ہے۔ پس سولہ برس کی لڑکی شرعاً بالغہ ہے البتہ ولی کے استفسار اور اطلاع پر سکوت کرنا بالغہ کا رضا اور اجازت سمجھا جاتا ہے اور تمکین وطی وغیرہ کو بھی فقہاء نے اجازت شمار کیا ہے۔ ہکذا فی الدر المختار[1]۔ فقط

**جس کا کوئی ولی نہ ہو حاکم ولی ہے**

**سوال ۸۸۰** ایک عورت جو لطور طوائف اپنا پیشہ کرتی تھی اسی اثناء میں اس کے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا باپ معلوم نہیں بعد اس عورت نے اپنا نکاح ایک شخص سے کرلیا اور آٹھ روز بعد انتقال کرگئی عمر لڑکی کی دس سال ہے سوتیلے باپ نے لڑکی کو ایک طوائف کے ہاتھ فروخت کرنا چاہا۔ اہل محلہ نے مزاحمت کی سوتیلے باپ نے جوائنٹ مجسٹریٹ کے یہاں نالش کردی۔ حاکم نے بعد تحقیقات لڑکی کو ایک معمر شخص کے سپرد کرکے ہدایت کردی کہ اس کا نکاح کسی محتاج شخص سے کردیا جائے لہٰذا اس لڑکی کا نکاح ایک لڑکے سے کردیا۔ اب یہ نکاح جو سوتیلے باپ کی بلا اجازت ہوا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔؟

**الجواب۔** سوتیلا باپ اس لڑکی کا ولی نہیں ہے بلکہ ایسے لاوارث بچوں کے نکاح کا ولی حاکم ہی ہوتا ہے لہٰذا نکاح مذکور درست ہے[2]۔ فقط

**اس صورت میں ولی بھائی ہے لڑکی کی ماں کا شوہر ولی نہیں**

**سوال ۸۸۱** زید نے اپنی وفات کے وقت اپنی لڑکی ہاجرہ نابالغہ کو ذمہ اپنی اخیافی بہن فاطمہ کے کیا اور ہاجرہ فاطمہ کے لڑکے عمر سے منسوب تھی اور وصیت کی زید نے کہ ہاجرہ کا نکاح عمر سے کردینا فاطمہ موافق وصیت کے ہاجرہ کو مع اس کی ماں حقیقی زینب اور ہاجرہ کے سوتیلا بھائی بکر کے اپنے یہاں لے آئی۔ لیکن ہاجرہ کی ماں زینب چوں کہ جوان تھی اس لئے فاطمہ نے اس کا

[1] ولا تجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولایة بالبلوغ الخ فان استاذنها هو ای الولی الخ فسکتت الخ فهو اذن الخ ایضاً ص ۲۴۰ ج ۲ ظفیر [2] ثم السلطان ثم القاضی نص له فی منشوره ثم لنوابه الخ الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۳۳۰ ج ۲ ظفیر غفرلہ



نکاح کردیا اور اپنے شوہر کے ہاں چلی گئی اور زید کی ماں چوں کہ زندہ تھی اور اس نے بعد انتقال والد زید کے ایک شخص سے نکاح کرلیا تھا وہ اپنے شوہر کے یہاں رہتی تھی بکر بھی وہیں اپنی دادی کے پاس چلا گیا اور ہاجرہ کی ماں زینب اور اس کا بھائی بکر جب تک کہ فاطمہ کے یہاں رہے یہی کہتے رہے کہ ہاجرہ کا نکاح عمر سے کردینا۔ لیکن جب فاطمہ نے نکاح ہاجرہ کا عمر سے کردیا تو زینب کا شوہر جدید مخالف ہوا اور اس نے زینب و بکر اور بکر کی دادی کو اپنا ہم خیال بنالیا۔ یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں۔؟

**الجواب۔** زینب کے شوہر جدید کو ولایت نکاح ہاجرہ نابالغہ کا حاصل نہیں ہے لہٰذا اس کی مخالفت سے تو کچھ نہیں ہوتا البتہ بکر برادر ہاجرہ ولی ہے فاطمہ نے جو نکاح ہاجرہ کا عمر سے کیا تو وہ بکر کی اجازت پر موقوف ہے اگر بکر اجازت دیدے تو صحیح ہوگا ورنہ باطل ہوجاویگا[1] اور زید کی وصیت کا دربارہ نکاح بعد وفات زید کے شرعاً کچھ اعتبار نہیں رہا[2]

**عاقلہ بالغہ کفو میں نکاح خود کرسکتی ہے**

**سوال ۸۸۲** عورت عاقلہ بالغہ کہ در کفو یا غیر کفو نکاح خود کند بلا رضا ولی۔ آیا نکاح جائز است یا نہ۔؟

**الجواب۔** قوله قال فی الدر المختار وهو ای الولی شرط صحة نکاح صغیر ومجنون ورقیق لا مکلفة فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضی ولی الخ والدلیل فیه قوله علیه الصلوة والسلام الایم احق بنفسها من ولیها رواه مسلم وغیره وفی رد المحتار والایم من لا زوج لها بکراً او لا شامی جلد ۲ وتاویل لا نکاح الا بولی او فنکاحها باطل [illegible] ومذکور فی الفتح والشامی وغیرهما وفی الدر المختار وله ای للولی الاعتراض فی غیر الکفو الخ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازه اصلاً الخ الحاصل نکاح مکلفه بالغہ بلا رضا ولی در کفو جائز است ودر غیر کفو صحیح نیست وهو المفتی به فقط

[1] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۳۳۲ ج ۲) [2] رد المحتار باب الولی ص ۳۰۷ ج ۲ و ص ۳۰۸ ج ۲، ۱۲ ظفیر

**چچا کے ہوتے ہوئے چچا کا لڑکا ولی نہیں ہے**

**سوال ۸۸۳** ما قول العلماء الشافعية فی بنت شافعية المذهب غنية عن النفقة وغيرها عمرها ثمان سنين وهی تحت كفالة امها الشافعية الرشيدة ولها ابن عم شافعی المذهب حاضر هل له ان يتزوجها بغير رضاها ولا رضا امها لما بينهم من التنافر والعداوة وحيث انه لم يجد الی ذلك سبيلاً فی مذهب الشافعی ؒ اراد تقليد الامام الاعظم ابی حنيفة ؒ فی هذا الامر المخالف لمذهب الشافعی فهل يجوز له ان يتزوجها من نفسه تقليداً اذا فرضنا ان مذهب الامام الاعظم يجيز ذلك بغير فرق الی ذلك التزاوج والتقليد ام لا يجوز۔

**الجواب** ۔ قواعد الحنفية تقتضی جواز ذلك النكاح ان لم يكن ولی اقرب من ابن عم وان كان اقرب منه مثلاً يكون عم الصغيرة موجوداً فلا ولاية لابن العم مع وجود العم فلا يجوز نكاحه بلا رضاء عم وقد وقع التصريح به فی موانع علی يدة[۱] ۔ فقط

**بالغہ خود بلا ولی نکاح کر سکتی ہے باپ کا ناجائز لڑکا نہ ولی ہے نہ لڑکا۔**

**سوال ۸۸۴** بالغہ باکرہ کا عقد شرعاً بلا ولی کے صحیح ہے یا نہ ۔ باپ کا ناجائز لڑکا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں نکاح میں کچھ خرابی نہ ہوگی اور باپ کا ناجائز لڑکا اگر باکرہ بالغہ کا عقد کر دیگا تو اس سے وہ باپ کا بیٹا صحیح النسب بن جاویگا یا نہ اور وارث باپ کا ہوگا یا نہ ۔؟

**الجواب** ۔ باکرہ بالغہ کے نکاح کے جواز کیلئے عند الحنفیہ ولی کا ہونا شرط نہیں ہے مسنون ہے کذا فی الدر المختار[۲] پس باکرہ بالغہ کی اجازت سے ہر ایک شخص اس کا نکاح کر سکتا ہے باپ کا ناجائز لڑکا بھی اس کام کو باجازت باکرہ بالغہ کر سکتا ہے اور عقد صحیح ہو جاویگا کچھ خرابی

---

[۱] الولی فی النكاح لا المال العصبة بنفسه الخ علی ترتيب الارث والحجب فيقدم ابن المجنونة (در مختار) ثم يقدم الاب ثم الاخ الشقيق ثم لاب ثم ابن الاخ الشقيق ثم لاب ثم العم الشقيق ثم لاب ثم ابنه كذلك (رد المختار باب الولی ص ۳۲۲ ج ۲) ظفير

[۲] ولا تجبر البالغة البكر فی النكاح لانقطاع الولاية بالبلوغ الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی) ظفير



اس میں نہ ہوگی اور جو ناجائز لڑکا باپ کا ہے وہ اس نکاح کے باجازت باکرہ کر دینے کی وجہ سے باپ کا صحیح النسب لڑکا نہ بنے گا لیکن اگر درحقیقت وہ پہلے ہی ثابت النسب اپنے باپ سے ہے تو وہ جائز بیٹا اپنے باپ کا ہے اور وارث ہوگا ۔ فقط

**بالغہ بیوہ کی اجازت سے جو نکاح ہوا وہ صحیح ہے اب انکار سے کچھ نہیں ہوتا**

**سوال ۸۸۵** ہندہ بیوہ نے زید سے اپنی شادی کر دینے کی اجازت بموجودگی دو عورت اور ایک مرد کے اپنی ماں کو دی اس کا عقد زید سے کر دیا گیا اور چند تحائف کا استعمال بھی کیا جو کہ زید کی جانب سے موقع عقد پر حسب دستور بھیجے گئے تھے زید کے گھر جانے سے پہلے بوجہ بہکانے مخالفین زید کے ہندہ کہتی ہے کہ میں نے اجازت نہیں دی ۔ کیا ہندہ کا انکار صحیح ہے اور کیا زید اس کو زبردستی اپنے گھر لاکر وظائف زوجیت ادا کر سکتا ہے ۔؟

**الجواب** ۔ اس صورت میں نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ منعقد ہو گیا اور اب انکار کرنا ہندہ کا لغو ہے مسموع نہ ہوگا اور زید ہندہ کو رخصت کرا سکتا ہے اور وظائف زوجیت ادا کر سکتا ہے ۔ فقط

**باپ اپنے لڑکے کو اجازت دے تو اسکی اجازت سے نکاح جائز ہے**

**سوال ۸۸۶** والد کی موجودگی میں بھائی اجازت نکاح کی دے سکتا ہے اور نکاح کر سکتا ہے یا نہیں ۔؟

**الجواب** ۔ اگر باپ نے اپنے پسر یعنی نابالغہ کے بھائی کو اجازت دیدی اور اختیار دیدیا تو بھائی کی اجازت سے نکاح نابالغہ کا صحیح ہوگا ورنہ نہیں ۔ فقط

**بلا ولی اصلی کی اجازت کے نابالغہ کا نکاح درست نہیں**

**سوال ۸۸۷** محمد بخش فوت ہو گیا ایک لڑکی صغیرہ بعمرہ سالہ اور ایک عورت اور دو چچا زاد بھائی محمد سعید و محمد صالح ۔ محمد سعید جو ولی اصلی ہے اس کے فرزند نے بغیر رضا و اجازت باپ کے نابالغہ کا نکاح کر دیا ۔ جب ولی اصلی کو خبر ہوئی تو اس نے مجلس عام میں کہدیا کہ یہ نکاح جو میرے لڑکے نے کر دیا ہے اس پر میں راضی نہیں ہوں شرعاً کیا حکم ہے ۔؟

**الجواب۔** بدون ولی اصلی کی رضامندی واجازت کے نابالغہ کا نکاح صحیح نہیں ہو سکتا پس ولی کے فرزند نے بموجودگی ولی کے جو نکاح نابالغہ کا بدون اجازت ورضامندی ولی کے کیا اور بعد نکاح کے ولی نے اس نکاح سے انکار کردیا اور اس کو رد کردیا تو وہ نکاح باطل ہوگیا۔ ہکذا فی الدر المختار وغیرہ[1]۔ فقط

بھائی کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ فسخ کر سکتی ہے مگر قضائے قاضی ضروری ہے

**سوال ۸۸۸** نابالغہ کا نکاح اس کے بھائی نے کردیا اور لڑکی صغر سنی سے اس نکاح پہ رضامند نہیں تھی بعد بالغہ ہونے کے بھی عدم رضامندی ظاہر کی۔ آیا اختیار فسخ نکاح لڑکی کیلئے باقی ہے یا نہیں۔؟

**الجواب۔** لڑکی کو اس صورت میں بعد بالغہ ہونے کے اختیار فسخ نکاح کا ہے لیکن فسخ کیلئے قضاء قاضی شرط ہے اگر قاضی نہ ہو تو نکاح فسخ نہ ہوگا اس صورت میں شوہر بالغ کی طلاق دینے کے بعد نکاح فسخ ہو سکتا ہے[2]۔ فقط

ولی اقرب دو سو میل کی دوری پر ہو اور ماں نکاح کردے تو کیا حکم ہے

**سوال ۸۸۹** عبداللہ ایک دختر نابالغہ اور ایک زوجہ چھوڑ کر فوت ہوا متوفی کے کوئی بیٹا اور بھائی نہیں تھا چچازاد بھائی ہیں دختر نابالغہ اپنی پھوپی کے پاس پرورش پاتی ہے جو دو سو میل کے فاصلہ پر متوفی کے چچازاد بھائیوں سے ہے اور دختر نابالغہ کی والدہ ۴۸ یا ۵۰ میل پر ہے اور متوفی نے قبل مرگ چھ ماہ اپنی حقیقی ہمشیرہ کے بیٹے سے نابالغہ کو منسوب کیا تھا۔ اب اگر دختر نابالغہ کی والدہ حسب وعدہ خاوند متوفی اس کی ہمشیرہ زادہ سے تین روز کی مسافت پر جاکر نکاح کردے تو جائز ہے یا نہیں کیوں کہ متوفی کے بھانجہ سے کفو میں نکاح ہوگا۔؟

**الجواب۔** اس غیبت میں کہ جس کی وجہ سے ولی بعد کو نکاح کا اختیار ہو جاوے

[1] فلو زوج الولی الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۳۳۲ ج ۲) ظفیر

[2] وان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب وابیہ الخ لھا خیار الفسخ بالبلوغ الخ بشرط القاضی للفسخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۳۴۹ ج ۲) ظفیر



دو قول ہیں ایک مسافت قصر دوسرا یہ کہ اقرب کے انتظار میں کفو فوت ہو جاوے اور اسی کو محققین نے راجح کہا ہے شامی میں ہے اختلف فی حد الغیبۃ فاختار المصنف تبعاً للکنز انھا مسافۃ القصر ونسبہ فی الھدایۃ لبعض المتاخرین والزیلعی لاکثرھم قال وعلیہ الفتوی آہ وقال فی الذخیرۃ الاصح انہ اذا کان فی موضع لو انتظر حضورہ او استطلاع رأیہ فات الکفو الذی حضر فالغیبۃ منقطعۃ والیہ اشار فی الکتاب اھ وفی البحر عن المجتبیٰ والمبسوط انہ الاصح وفی النھایۃ واختارہ اکثر المشائخ وصححہ ابن الفضل وفی الھدایۃ انہ اقرب الی الفقہ وفی الفتح انہ الاشبہ بالفقہ وانہ لاتعارض بین اکثر المتاخرین واکثر المشائخ ای لان المراد من المشائخ المتقدمون وفی شرح الملتقی عن الحقائق انہ اصح الاقاویل وعلیہ الفتوی آہ وعلیہ مشی فی الاختیار والنقایۃ ویشیر کلام النہر الی اختیارہ وفی البحر والاحسن الافتاء بما علیہ اکثر المشائخ[1]۔

ان عبارات سے واضح ہے کہ راجح عند المحققین قول ثانی یعنی خوف فوت کفو ہے۔ پس نابالغہ کی والدہ اگر نابالغہ کے پاس جاکر یا اس کو اپنے پاس بلاکر اس کا نکاح کفو سے کردیوے تو صحیح ہوگا۔ فقط

پھوپی نے نکاح کیا اور ولی نے رد کردیا تو نکاح نہیں ہوا

**سوال ۸۹۰** ایک یتیمہ کے چار ولی ہیں۔ اس ترتیب سے باپ کا سوتیلا چچا۔ نانا حقیقی۔ بہن حقیقی۔ پھوپی حقیقی۔ پھوپی نے اپنے لڑکے سے اپنی اجازت سے یتیمہ کا نکاح پڑھوالیا۔ تینوں ولیوں نے جب سنا تو رد کردیا۔ تو عند الشرع نکاح فسخ ہوا یا نہیں۔؟

**الجواب۔** کتب فقہ میں ہے الولی فی النکاح العصبۃ[2] الخ پس صورت مذکورہ میں ولی نابالغہ یتیمہ کے نکاح کا اس کے باپ کا علاتی چچا ہے پس جبکہ نکاح مذکور کو اس نے

[1] رد المحتار باب الولی ص ۳۳۳ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۳۲۷ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

رد کردیا وہ نکاح فسخ ہوگیا[۵] ۔ فقط

**والدہ سوتیلا باپ اور ماموں میں ولی کونسا ہے**

**سوال ۸۹۱** ایک لڑکی کی والدہ زندہ ہے ۔ باپ، دادا، چچا وغیرہ مرچکے ہیں، سوتیلا باپ اور ماموں موجود ہے ان تینوں میں لڑکی کا ولی کون ہے ۔ لڑکی بالغہ ہے ولایت نکاح کس کو ہے ۔ ؟

**الجواب** ۔ عصبات کے بعد والدہ ولی نابالغہ کے نکاح کی ہوتی ہے[۲] اور صورت مسئولہ میں چونکہ لڑکی بالغہ ہے تو اس کی والدہ اس سے اجازت لے کر نکاح اس کا کر سکتی ہے اور لڑکی کا سکوت والدہ کی اجازت لینے پر کافی ہے سکوت بھی اجازت سمجھا جاتا ہے[۳] ۔ فقط

**اٹھارہ سالہ لڑکی اپنا نکاح خود کر سکتی ہے**

**سوال ۸۹۲** ایک لڑکی جس کی عمر تقریباً اٹھارہ سال کی ہے اس کا والد اس کے عقد نکاح سے بالکل بے فکر ہے راہگیری کا پیشہ کرتا ہے اور اعمال بد اطوار میں ملوث ہے اور شراب خور ہے ۔ ایسی حالت میں اس لڑکی کو اپنی اجازت سے نکاح کرنے کا اختیار حاصل ہے یا نہیں ۔ ؟

**الجواب** ۔ درمختار میں ہے وھو ای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر ومجنون ورقیق لا مکلفۃ فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضی ولی الخ الی ان قال ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار الخ[۴] پس معلوم ہوا کہ اگر لڑکی بالغہ کفو میں اپنا نکاح اپنی رضامندی سے کرلیوے تو صحیح ہے ۔ فقط

---

[۱] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (درمختار) فلم یجعلوا سکوتہ اجازۃ والظاھر ان سکوتہ ھنا کذٰلک فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد مالم یرض صریحا او دلالۃ (ردالمحتار باب الولی ص ۳۳۲/۲ و ص ۳۳۴/۲) ظفیر

[۲] فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ص ۴۳۹/۲) ظفیر

[۳] لا تجبر البالغۃ البکر علی النکاح لانقطاع الولایۃ بالبلوغ فان استاذنھا ھو ای الولی وھو السنۃ الخ فسکتت عن ردہ مختارۃ الخ فھو اذن (فھو اذن (الدرالمختار باب الولی ص ۴۱۲/۲ و ص ۴۱۳) ظفیر

[۴] شامی باب الولی ص ۴۰۷/۲



**ماموں نانی اور ماں میں ولایت کس کو حاصل ہے**

**سوال ۸۹۳** ہندہ اور زبیدہ دو حقیقی بہنیں ہیں ہندہ کا ایک لڑکا خالد ہے اور زبیدہ کی بیٹی عائشہ ہے اور عائشہ کی بیٹی ساجدہ ہے ۔ زبیدہ کا شوہر اور عائشہ کا شوہر انتقال کر گیا ۔ ساجدہ نابالغہ کا بعمر ۹ سال زبیدہ نے اپنی ولایت سے ہندہ کے لڑکے یعنی خالد سے نکاح کر دیا ۔ حالاں کہ عائشہ کے بھائی تین نفر جو ساجدہ نابالغہ کے ماموں حقیقی ہیں موجود تھے آیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے ۔ کیا ماموں حقیقی کی موجودگی میں نانی کی ولایت سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں ۔ اب ساجدہ بالغہ ہوئی تو کیا وہ فسخ نکاح خالد سے کر سکتی ہے یا نہیں یا تجدید نکاح کیا جاوے ۔ ؟

**الجواب** ۔ نانی کی ولایت مقدم ہے ماموں سے ۔ پس جبکہ کوئی عصبہ نابالغہ کا موجود نہ ہو تو ولایت نکاح ماں کو ہے پھر دادی کو ۔ پھر نانی کو ۔ الخ اور ماموں ذوی الارحام میں سے ہے بموجودگی ذوی الفروض ان کو ولایت نکاح نابالغہ کی نہیں ہے[۱] ۔ پس صورت مسئولہ میں اگر عائشہ بھی اس نکاح سے راضی رہی تو وہ نکاح منعقد ہوگیا ۔ اور ساجدہ بعد بالغہ ہونے کے خود اپنا نکاح فسخ نہیں کر سکتی بلکہ اس کے فسخ کے لئے قضاء قاضی شرط ہے[۲] اور قاضی شرعی موجود نہیں ہے[۳] اور دیگر شرائط کا تحقق بھی دشوار ہے لہذا فسخ نکاح کا حکم نہیں ہو سکتا ۔ فقط

**مرتد باپ کو نابالغ لڑکا لڑکی پر کوئی حق ولایت نہیں**

**سوال ۸۹۴** (۱) ایک شخص مسلمان آریہ ہوگیا

---

[۱] فتحصل بعد الام ام الاب ثم ام الام ثم الجد الفاسد الخ (ردالمحتار) ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال ثم الخالات (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ص ۴۲۷/۲ الخ) ظفیر

[۲] بشرط القضاء للفسخ (ردمحتار) وحاصلہ انہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلھما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختارا الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (ردالمحتار باب الولی ص ۴۲۲/۲) ظفیر [۳] علماء نے جو اس کا حل تجویز کیا ہے اس کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للمرشد التھانوی ۱۲ ظفیر

ہے اس کے ایک لڑکی بعمر دس سال اور لڑکا بعمر ۸ سال ہے لڑکی اپنی ماں کے ہمراہ اپنے نانا کے مکان پر پرورش پاتی ہے اور دادا بھی موجود ہے کیا باپ کو کوئی حق اولاد کے بارے میں حاصل ہے لڑکی کا نکاح دادا کی اجازت سے ہو سکتا ہے یا نانا کی اجازت سے۔؟

**مرتد مسلمان ہو جائے تو وہ اپنی بیوی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں**

(۲) اگر باپ پھر مسلمان ہو جائے اور تائب ہو جائے تو اپنی پہلی بیوی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں اور اپنی اولاد پر قابض ہو سکتا ہے یا نہ۔

**الجواب۔** (۱) باپ چوں کہ مرتد ہو گیا اس کو کچھ حق اور تعلق اولاد سے نہیں رہا ولی اولاد نابالغہ کا اس صورت میں ان کا دادا ہے دادا کی اجازت سے نکاح ان نابالغوں کا صحیح ہو سکتا ہے نانا کی اجازت سے نہیں ہو سکتا[1]۔

(۲) اگر باپ مسلمان ہو جائے اور تائب ہو جائے تو اپنی زوجہ سابقہ سے نکاح کر سکتا ہے اور اولاد پر بھی اس کا حق ہو جائیگا اور ولایت ثابت ہو جاوے گی[2]۔ فقط

**بوقت نکاح بھائی بنانے کا رواج غلط ہے**

**سوال ۸۹۵** یہاں کابل اور پشاور میں یہ دستور ہے کہ ماں باپ موجود ہوں یا نہ ہوں نکاح کے وقت غیر آدمی کو بھائی بناتے ہیں بغیر اس کے نکاح نہیں کرتے اور ہمارے ہند کا یہ دستور ہے کہ ماں باپ خود اجازت دیں یا لڑکی خود ہوشیار ہو اور اجازت دے دونوں باتیں درست ہیں یا کچھ فرق ہے۔؟

---

[1] الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونۃ علی ابیھا (در مختار) ھذا عندھما خلافا لمحمد حیث قدم الاب الخ ثم یقدم الاب ثم ابوہ الخ (رد المحتار باب الولی ص ۴۲۷/ج۲ و ص ۴۲۸/ج۲) ظفیر

[2] اس لئے کہ مرتد ہونے کی وجہ سے دین اسلام سے خارج ہو گیا تھا اور سارے حقوق سے محروم ہو گیا تھا جب مسلمان ہو گیا تو پھر اسے باپ کے حقوق حاصل ہو جائیں گے اور شادی کا حق بھی حاصل ہو جائیگا۔ اس لئے کہ فقہاء صراحت کرتے ہیں وبقی النکاح ان ارتد معاً بان لم یعلم السابق الخ فاسلما کذلک (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۴۱/ج۲) ظفیر



**الجواب۔** جو ہمارے ملک کا رواج ہے کہ نابالغہ کے لئے اس کے اولیاء یعنی باپ دادا وغیرہ اجازت دیتے ہیں اور جو لڑکی بالغہ ہو تو خود اس کے گوش گذار کیا جاتا ہے کہ تیرا نکاح فلاں شخص سے کیا جاتا ہے اس پر وہ سکوت کرتی ہے اور یہ سکوت اجازت ہے شرعاً یہی صحیح ہے اور ایسا ہی ہونا چاہئے[1]۔ بھائی بنانے کی صورت فضول ہے اور اسکی کچھ اصل معلوم نہیں ہوتی۔ فقط

**ماں نے نکاح کر دیا، بھائی خاموش رہا کیا حکم ہے**

**سوال ۸۹۶** ولی اقرب یعنی برادر کی موجودگی میں ولی ابعد یعنی والدہ نے نکاح نابالغہ کا کر دیا اور اقرب نے سکوت کیا لیکن کوئی علامت رضا کی ظاہر نہیں ہوئی نہ صراحتاً اور نہ دلالۃً تو یہ نکاح فاسد ہوا یا باطل۔؟

**الجواب۔** فی الشامی علی قولہ توقف علی اجازتہ الخ والظاھر ان سکوتہ ھنا کذلک فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد مالم یرض صریحاً او دلالۃ تامل[2] پس جب تک ولی اقرب راضی نہ ہوگا صراحتاً یا دلالۃً اس وقت تک نکاح موقوف رہیگا نہ صحیح ہوگا نہ باطل۔ فقط

**چودہ سالہ لڑکی جو اپنے آپ کو بالغ بتاتی ہے اس نے دادا کے نکاح کو رد کر دیا**

**سوال ۸۹۷** دادا نے اپنی پوتی چودہ سالہ کا نکاح اپنے پوتے کے ساتھ کرا دیا۔ بوقت نکاح لڑکی کسی اور شہر میں تھی، لہذا دادا نے نہ اجازت نکاح کی لی اور نہ یہ دریافت کیا کہ تم بالغہ ہو یا نہیں لڑکی کو جب نکاح کی خبر ملی تو اس نے یہ کہا کہ ہم کو یہ نکاح منظور نہیں ہے۔ میں نکاح کے وقت بالغ تھی۔ مجھ کو مدت سے حیض آتا ہے چنانچہ وہاں دو شخص معتبر عادل بھی موجود تھے کہتے ہیں

---

[1] لا تجبر البالغۃ البکر علی النکاح لانقطاع الولایۃ بالبلوغ فان استاذنھا ھو ای الولی وھو السنۃ او وکیلہ او رسولہ او زوجھا ولیھا واخبرھا رسولہ او فضولی عدل فسکتت عن ردہ مختارۃ الخ فھو اذن (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۱۰/ج۲ و ص ۴۱۱/ج۲)

[2] رد المحتار باب الولی ص ۴۳۲/ج۲ و ص ۴۳۳/ج۲ ۱۲ ظفیر

ہم نے انکار بھی سنا اور دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ زمانہ سے بالغ ہے اور سچ کہتی ہے ایسی عمر میں دعوئ بلوغ کا جو خلاف ظاہر نہ تھا جیسا کہ گواہان معتبر سے معلوم ہوتا ہے صحیح ہے یا نہیں اور بعد ثبوت بلوغ کے انکار صحیح ہوا یا نہیں۔؟

**الجواب** ۔ مراہقہ کا قول دربارہ بلوغ معتبر و مصدق ہوتا ہے اور وہ لڑکی جس کی عمر چودہ سال کی ہے بالیقین مراہقہ ہے درمختار میں ہے فان راهقا بان بلغا هذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبهما الظاهر[1] الخ وقال قبیله وادنی مدته له اثنتی عشرة سنة ولها تسع سنین[2] الخ اور بالغہ کا نکاح بلا اسکی اجازت کے معتبر و صحیح نہیں ہوتا لہذا نکاح مذکور صحیح نہیں ہوا[3]۔ فقط

قریب کا ولی جب نکاح نہ کرے تو دور کا ولی کر سکتا ہے یا نہ

**سوال ۸۹۸** ہندہ اپنے نابالغ لڑکے بکر کا نکاح حمیدہ نابالغہ سے کرنا چاہتی ہے لیکن بکر کا دادا اپنے پوتہ سے ناراض ہے اور اپنے لڑکے کے مرنے کے بعد اس کو اور اس کی والدہ کو اپنے مکان سے نکال دیا اسی وجہ سے وہ بکر کے نکاح کی اجازت دینے سے انکاری ہے اور چچا حقیقی بکر کا نکاح کی اجازت دینے کو تیار ہے نیز حمیدہ کا ولی چچا حقیقی اور خالہ موجود ہیں مگر اس کی حمیدہ کے باپ سے رنجش تھی اس بنا پر حمیدہ کے نکاح کی اجازت نہیں دیتا اس صورت میں بکر کا حقیقی چچا اور حمیدہ کی خالہ دونوں ان کے نکاح کی ولی ہو سکتے ہیں یا نہیں۔؟

**الجواب** ۔ درمختار میں ہے کہ اگر ولی اقرب نکاح صغیر کفو میں کرنے سے مانع ہو تو ولی ابعد کو اختیار نکاح کا حاصل ہو جاتا ہے وتثبت للابعد من اولیاء النسب التزویج بعضل الاقرب ای بامتناعه عن التزویج[4] الخ بناءً علیہ بکر نابالغ کا نکاح اس کا چچا

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام الخ ص ۱۳۲ ج ۵ ۱۲ ظفیر [2] ایضاً ص ۱۳۲ ج ۵ ۱۲ ظفیر

[3] لا یجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب و سلطان بغیر اذنها بکرا کانت او ثیبا عالمگیری کشوری باب الاولیاء ص ۲۹۵ ج ۱ ظفیر [4] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۳۳۴ ج ۲ و ص ۳۳۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر



کر سکتا ہے اور حمیدہ نابالغہ کا چچا اگر نکاح سے مانع ہے تو اس کے بعد حسب ترتیب ولایت جو ولی ہوگا وہ نکاح حمیدہ نابالغہ کا کر سکتا ہے اور ترتیب یہ ہے کہ عصبات کے بعد والدہ ولی ہے اس کے بعد دادی نانی بہن وغیرہ ولی ہیں اگر ان میں سے کوئی نہ ہو اور خالہ سے مقدم کوئی ولی عصبات و ذوی الفروض میں سے نہ ہو تو خالہ نکاح کر سکتی ہے[1]۔ فقط

وصیت کا اعتبار نہیں اور چچا زاد بھائی کے ہوتے ہوئے ماں ولی نہیں ہے

**سوال ۸۹۹** زید نے اپنے مرض الموت میں اپنی عورت سے کہا کہ میری صغیرہ لڑکی ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ کر دینا جس کے ساتھ میں قبل اس کے صغیرہ مذکورہ کی منگنی کر چکا ہوں۔ پھر زید نے عمرو خالد کو کہا کہ اگر میری عورت میری صغیرہ لڑکی کا نکاح بکر کے ساتھ نہ کرے تو تم کر دینا میں تم کو اجازت دیتا ہوں۔ زید کے مرنے کے بعد زید کی عورت نے صغیرہ کا نکاح بکر کے ساتھ کر دیا۔ اس نکاح ہو جانے کے بعد زید کے ابن الاخ نے صغیرہ مذکورہ کا نکاح بولایت اپنے ساتھ پڑھا لیا۔ یہ ابن الاخ زید کا بالغ ہے اس کے سوا اور کوئی جدی رشتہ دار زید کا نہیں۔ زید کی عورت صغیرہ کی والدہ ہے شرعاً پہلا نکاح جائز ہے یا دوسرا۔

**الجواب** ۔ زید کی وصیت کا تو اس بارے میں کچھ اعتبار اور لحاظ نہیں ہے اور زید کے انتقال کے بعد ولایت نکاح ہندہ نابالغہ کی زید کے ابن الاخ کو ہے پس ہندہ کی والدہ نے جو نکاح کیا وہ زید کے ابن الاخ کی اجازت پر موقوف تھا اگر اس نے اس نکاح موقوف کو باطل کر کے اپنا نکاح اس نابالغہ سے کیا ہے تو ابن الاخ کا نکاح صحیح ہو گیا اور پہلا نکاح جو والدہ نے کیا تھا باطل ہو گیا قال فی الدر المختار الولی فی النکاح

---

[1] اقرب الاولیاء الی المرأة الابن ثم ابن الابن وان سفل ثم الاب ثم الجد: اب الاب الخ ثم الاخ ثم ابن الاخ الخ ثم العم الخ ثم ابن العم الخ ثم عم الاب الخ ثم بنوهما الخ وعند عدم العصبة کل قریب یرث الصغیر والصغیرة من ذوی الارحام یملک تزویجها الخ والاقرب عند ابی حنیفة رح الام ثم البنت الخ ثم الاخت الخ ثم اولادهم الخ وبعد اولاد العمات (بقیہ ص ۵۰ پر)

العصبۃ الخ[۱] فقط

**ولی کا سکوت اجازت ہے یا نہیں جب غیر ولی نکاح کردے**

**سوال ۹۰۰** ہندہ نابالغہ کا حقیقی بھائی خالد بالغ مکان پر موجود نہ تھا بوجہ ملازمت ایک روز کی مسافت پر تھا خالد کی عدم موجودگی میں اس کی حقیقی ماں اور سوتیلے باپ نے ہندہ نابالغہ کا نکاح کردیا نکاح کے بعد خالد مکان پر آیا۔ نکاح کی خبر سن کر خاموش ہو رہا۔ نکاح کو قریب دو برس ہوئے۔ اس درمیان میں کئی بار خالد اپنے مکان پر آیا اور پھر گیا مگر ہر بار بجز سکوت کے کچھ کلام نہیں کیا۔ اب تقریباً دو برس کے بعد کہتا ہے کہ ہم راضی نہیں ہیں ایسی حالت میں ہندہ نابالغہ کا نکاح جائز ہوا یا بھائی دوسری جگہ نکاح کر سکتا ہے۔؟

**الجواب** - سکوت ولی کا اس صورت میں اجازت نہیں ہے کما فی الدرالمختار فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ: فی الشامی فلم یجعلوا سکوتہ اجازۃ والظاہر ان سکوتہ ہہنا کذلک فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد مالم یرض صریحاً او دلالۃ تامل الخ[۲] پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں ماں کا کیا ہوا نکاح نہیں ہوا بھائی دوسری جگہ نکاح اس کا کر سکتا ہے۔ فقط

**ماں نے نکاح کردیا باپ جاہل نے لکھوایا کہ مجھے پسند نہیں کیا حکم ہے**

**سوال ۹۰۱** ایک ناخواندہ شخص مسمی زید کی نابالغہ لڑکی کا عقد لڑکی کی ماں اور ماموں نے کفو میں ایسی جگہ کردیا کہ جس سے اور بہتر ممکن نہ تھا اور یہ عقد اس حالت میں کیا گیا کہ زید یعنی نابالغہ کا باپ مسافت بعیدہ پر تھا لڑکے والے اتنی مہلت نہیں دیتے تھے کہ نابالغہ کی ماں اپنے شوہر زید کی منظوری بذریعہ خط منگوا سکتی۔ کچھ دنوں بعد زید کا ایک خط اس مضمون کا آیا کہ

(بقیہ صفحہ ۴۹) العمات ثم الاخوال ثم الخالات ثم بنات الاعمام الخ عالمگیری کشوری باب الاولیاء ص ۳۱۱ ج ۱ ۱۲ ظفیر

[۱] الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب الولی ص ۴۳۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[۲] دیکھئے ردالمحتار باب الولی ص ۴۳۳ و ص ۴۳۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر



اس کو یہ نکاح پسند نہیں ہے۔ پس اس خط سے نکاح فسخ ہوجائیگا۔ یا نہیں اور ناخواندہ شخص کے خط کا جو ڈاک کے ذریعہ سے آیا ہو باب فسخ نکاح میں معتبر ہے یا نہیں۔؟

**الجواب** - ایسی حالت میں کہ باپ دور ہو اور ولی ابعد کفو میں نابالغہ کا نکاح کرنے نکاح صحیح ہوجاتا ہے اور پھر ولی اقرب اس کو فسخ نہیں کر سکتا قال فی الدرالمختار ولا یبطل تزویجہ السابق بعود الاقرب لحصولہ بولایۃ تامۃ الخ[۱] اور والدہ کی ولایت عصبات کے بعد ہے پس جب کہ کوئی عصبہ موجود نہ ہو اور باپ دور ہو تو والدہ کا نکاح کیا ہوا صحیح ہے اور باپ کے اس لکھنے سے کہ مجھکو یہ نکاح پسند نہیں ہے وہ نکاح فسخ نہ ہوگا اور خط اگرچہ ایسے امور میں معتبر ہوتا ہے لیکن اس موقع پر اس تحریر سے نکاح فسخ نہ ہوگا جیسا باپ کے زبانی کہنے سے بھی نکاح مذکور فسخ نہیں ہو سکتا۔ فقط

**صورت مسئولہ میں دادا کا بھائی ولی ہے**

**سوال ۹۰۲** ہندہ کا باپ اور دادا مرگیا مگر دادا کا بھائی زندہ ہے ہندہ کی دادی نے دادا کے بھائی کی عدم موجودگی میں مگر دادا کے بھائی کے لڑکے کی موجودگی میں ہندہ کا نکاح کردیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں ہندہ نابالغہ مرگئی شوہر کے پاس نہیں گئی کل مہر یا دے گی یا کم یا بالکل نہیں۔؟

**الجواب** - ولی نکاح بالغہ ہندہ کا اس صورت میں دادا کا بھائی ہے اور اگر دادا کا بھائی کہیں دور ہو کہ اس کو اطلاع کرنے اور اجازت لینے میں حرج تھا تو اس کے پسر کی ولایت اور اجازت سے نکاح ہو سکتا ہے[۲] اور زوجہ کے نابالغہ ہونیکی

[۱] الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب الولی ص ۴۳۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[۲] الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ وللولی الابعد التزویج بغیبۃ الاقرب الخ مسافۃ القصر واختار فی الملتقی مالم ینتظر الکفو الخاطب جوابہ الخ (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب الولی ص ۴۲۷ و ص ۴۳۳ ج ۲ ظفیر)

حالت میں انتقال کر جانے سے شوہر کے ذمہ پورا مہر لازم ہوتا ہے[1] نصف اس میں سے شوہر کا حق ہے وہ ساقط ہو جاویگا باقی نصف دیگر ورثاء کو ملے گا[2]۔ فقط

**دادا کے رہتے ہوئے ماں نکاح کردے تو کیا کیا جائے**

**سوال ۹۰۳** زید کے دو لڑکے حامد و محمود تھے حامد کا انتقال زید کی حیات میں ہوا۔ حامد ایک لڑکی اور بیوہ چھوڑ کر فوت ہوا۔ بیوہ حامد نے حامد کی لڑکی نابالغہ کو ایک دوسرے مقام پر لیجا کر شخص غیر سے بلا رضامندی زید و محمود و مسماۃ ہندہ زوجہ زید کے اس کا نکاح کر دیا تھا۔ چند روز سے جب لڑکی نابالغہ کو ہوش ہوا ہے وہ ایسے نکاح سے نارضامند ہے لہٰذا ایسا نکاح جائز ہے یا نہیں

**الجواب** - اس صورت میں ولی نابالغہ کا اس کا دادا زید ہے بدون اجازت زید کے نکاح نابالغہ کا صحیح نہ ہوگا۔ پس بیوہ حامد نے جو نکاح اپنی دختر نابالغہ کا کیا وہ زید کی اجازت پر موقوف ہے اگر زید نے اجازت دی تو صحیح ہوا ورنہ باطل ہوا[3] اور ترتیب ولایت نکاح کی اس صورت میں اس طرح ہے کہ اول زید ولی ہے اس کے غائب ہونے کی صورت میں محمود ولی ہے پھر جب کوئی عصبہ نہ ہو تو والدہ اس نابالغہ کی یعنی بیوہ حامد کی ولی ہے[4]۔ پس بیوہ حامد اگر اپنی دختر کو اتنی دور لے گئی کہ زید محمود وہاں سے مسافت شرعیہ یعنی تین دن کے سفر پر ہیں اور یا بقول ثانی جو کہ معتمد و مفتی بہ ہے اتنی دور ہے کہ کفو خاطب انتظار زید محمود کے جواب کا نہیں کر سکتا اور وہاں جا کر بیوہ حامد نے اس لڑکی کا نکاح کفو میں کیا ہے تو صحیح ہو جاوے گا کما فی الدر المختار وللولی الابعد

[1] والمہر یتاکد باحد معان ثلاثۃ الدخول او الخلوۃ الصحیحۃ وموت احد الزوجین الخ حتی لایسقط منہ شیٔ بعد ذالک الا بالابراء (عالمگیری مصری الباب السابع فی المہر فصل ثانی ص۲۸۲/۱۷۰) ظفیر

[2] وما للزوج فحالتان النصف عند عدم الولد وولد الابن وان سفل (سراجی ص) ظفیر

[3] فلو زوج الاب حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۳۲۹/۲) ظفیر

[4] فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام (ایضاً ص۳۳۹/۲) ظفیر۔



التزویج بغیبۃ الاقرب الخ مسافۃ القصر واختار فی الملتقی مالم ینتظر الکفو الخاطب جوابہ واعتمدہ الباقانی ونقل ابن الکمال ان علیہ الفتوی[1] الخ فقط

**ہندہ مجنونہ کا ولی کون ہے اور اس کا جہیز کس کی ملکیت ہے**

**سوال ۹۰۴** زید کی زوجہ ہندہ مجنونہ ہوگئی اس سے ایک لڑکی موجود ہے جس کو زید کی والدہ نے پرورش کیا اور اپنے پاس رکھتی ہے۔ زید اپنی زوجہ مجنونہ اور لڑکی کے اخراجات کا ذمہ دار ۔۔۔ ہے اور اس میں کوئی کمی نہیں کرتا۔ ہندہ اکثر زید کے ساتھ رہتی ہے البتہ کبھی کبھی اپنی والدہ کے پاس چلی جاتی ہے۔ زید کا ارادہ دوسرا نکاح کرنیکا ہے۔ جس وقت سے یہ ارادہ ظاہر ہوا ہے ہندہ کی والدہ اس کو زید کے ہاں نہیں بھیجتی۔ ہندہ کے بھائی بہن اور والدہ دوسرے نکاح کا ارادہ سنکر مطالبہ کرتے ہیں کہ ہندہ کو جو جہیز دیا گیا تھا واپس کر دیا جاوے کیونکہ ان کا خیال ہے کہ دوسرا عقد کر لینے کے بعد زید ہندہ کے حقوق کی ادائیگی میں کمی کریگا۔ جہیز میں سامان خانہ داری تھا اور زیور اور کپڑا تھا نقد یا جائداد کچھ نہیں تھی خانہ داری کے سامان میں سے بعض چیزیں استعمال میں بالکل ضائع ہو چکی ہیں اور بعض ناقابل استعمال ہو گئی ہیں اور بعض اچھی حالت میں موجود ہیں کپڑے کا اکثر حصہ استعمال ہو چکا ہے زیور بعض بجنسہ موجود ہے بعض کو ہندہ نے قبل جنون توڑ اکر اور کچھ زیور بنوا لیا تھا۔ خلاصہ یہ کہ جو سب گھروں میں جہیز کی حالت ہوتی ہے وہی ہوئی۔ اس حالت میں حسب ذیل سوالات کا جواب مرحمت ہو۔

(۱) ہندہ کا ولی اس جنون کی حالت میں کون ہے اس کو کس کے پاس رہنا چاہیے

(۲) ہندہ کی والدہ اور بھائیوں اور بہن کو جہیز کے مطالبہ کا حق ہے یا نہیں۔

(۳) جہیز کس کی ملکیت ہے ہندہ کی یا اس کی والدہ وغیرہ کی۔

(۴) اگر ہندہ کی والدہ وغیرہ جہیز کا مطالبہ کر سکتی ہے تو کیا جو چیزیں موجود ہیں وہی دی جانی چاہئیں یا اس کل مال کی قیمت دینا ہوگی جو بوقت نکاح ہندہ کو دیا گیا تھا

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۳۳۲/۲ و ص۳۳۳/۲ ۱۲ ظفیر

**الجواب** - (۱) مجنونہ کے نکاح کے ولی عصبات ہوتے ہیں علی الترتیب اور مجنون کے مال کا ولی خاص باپ دادا وغیرہ ہیں ماں اور بھائی بہن وغیرہ کو مجنونہ کے مال کی ولایت نہیں ہے[۱] اور یہ بھی مسئلہ ہے کہ جنون کی وجہ سے نکاح فسخ نہیں ہوتا لہٰذا وہ مجنونہ اپنے شوہر کے پاس رہے جس وقت اس کی حق تلفی ہو اس وقت البتہ اس کے حقوق کے پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے[۲] - اور اگر شوہر کے پاس رہنا دشوار ہو تو پھر اپنے پاس رکھنا چاہیئے اس وقت اس کا سامان جہیز بھی جو موجود ہو اپنے پاس رکھ سکتے ہیں -

(۲ و ۳) جہیز ملک زوجہ ہوتا ہے نہ شوہر کی ملک ہے اور نہ والدہ وغیرہ کی - پس جہاں زوجہ رہے وہاں اس کا سامان مملوکہ رکھنے کا حق ان لوگوں کو ہے جن کے پاس وہ رہے اگر شوہر کے پاس رہے تو اس کا سامان وہاں پر رہے اور اگر والدہ وغیرہ کے پاس رہے تو وہاں رہے - پس اگر ہندہ کو اس کی والدہ وغیرہ بوجہ مجنونہ ہونے کے اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں تو اس کا جہیز موجودہ بھی وہاں اپنی حفاظت میں رکھ سکتے ہیں[۳] -

(۴) ہندہ مجنونہ کی والدہ وغیرہ اگر ہندہ کو اپنے پاس رکھیں تو وہی اشیاء جہیز کی لے سکتے ہیں جو موجود ہیں ضائع شدہ کی قیمت شوہر ہندہ سے نہیں لے سکتے . فقط

قریب کا ولی جب نکاح نہ ہونے دے تو ماں جو ولی بعید ہے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں

**سوال ۹۰۵** ایک لڑکی یتیمہ کا ولی سوائے اس کی مادر حقیقی و برادر علاتی کے کوئی نہیں اب زید جو لڑکی یتیمہ کا کفو ہے بعوض دین مہر مہر مثل اس سے نکاح کی درخواست کرتا ہے

[۱] الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ (در مختار) قولہ لا المال فان الولی فیہ الاب ووصیہ والجد ووصیہ والقاضی ونائبہ فقط الخ (رد المحتار باب الولی ص ۴۲۷ ج ۲) ظفیر

[۲] ولا یتخیر احد الزوجین بعیب الآخر ولو فاحشا کجنون وجذام وبرص الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۲۳ ج ۲) ظفیر [۳] جہز ابنتہ بجہاز وسلمہا ذلک لیس لہ الاسترداد منہا ولا لورثتہ بعدہ ان سلمہا ذلک فی صحتہ بل تختص بہ وبہ یفتی (ایضا باب المہر ص ۵۰۳ ج ۲) ظفیر



برادر علاتی نکاح یتیمہ مذکورہ سے مانع ہے اس صورت میں ماں کو ولایت اور اختیار نابالغہ کے نکاح کا ہے یا نہیں - ؟

**الجواب** - بصورت امتناع ولی اقرب عن التزویج بالکفو ولی ابعد کو جو کہ اس صورت میں والدہ ہے ولایت و اختیار نکاح یتیمہ حاصل ہے اور اگرچہ فقہا کو اس میں کلام ہے کہ ولی اقرب کے امتناع کے وقت ولایت قاضی کی طرف منتقل ہوتی ہے یا ولی ابعد من اولیاء النسب کی طرف - لیکن جب کہ فتویٰ فقہاء کا اس پر بھی ہے کہ ولی ابعد من اولیاء النسب کی طرف ولایت منتقل ہو جاتی ہے تو بالخصوص اس زمانہ میں اس پر فتویٰ دینا صحیح ہے قال فی الدر المختار ویثبت للابعد من اولیاء النسب الخ التزوج بعضل الاقرب الخ[۱] - فقط

باپ کا علاتی چچا ولی ہے اس کے رہتے ہوئے بہن اور پھوپی ولی نہیں

**سوال ۹۰۶** ایک یتیمہ نابالغہ ہے اس کا ولی اس کے باپ کا علاتی چچا اور اس کی بہن حقیقی اور پھوپی حقیقی ہیں اب زید جو کہ اس یتیمہ کا ہم کفو ہے بعوض مہر مثل کے اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے سوتیلا چچا اور بہن انکار کرتی ہیں اس صورت میں حق تزویج پھوپی کو بھی حاصل ہے یا نہیں - ؟

**الجواب** - قال فی الدر المختار الولی فی النکاح الخ العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب[۲] الخ اس عبارت سے واضح ہے کہ ولی اس صورت میں اس نابالغہ کے باپ کا علاتی چچا ہے بہن کا درجہ بھی اس سے مؤخر ہے اور پھوپی کسی طرح ان کی موجودگی میں ولی نہیں ہے اور در مختار میں جو عضل اقرب کی صورت میں ولی ابعد کو ولایت نکاح شرح وہبانیہ سے نقل کی ہے علامہ شامی نے اس کے خلاف کو موجہ کہا ہے کہ ولی اقرب کے عضل کی صورت میں ولی ابعد کو ولایت نکاح نہیں ہے بلکہ قاضی کو ہے[۳] فلیراجع . فقط

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۳ ج ۲ ص ۴۳۴ ج ۲، ۱۲ ظفیر

[۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۷ ج ۲، ۱۲ ظفیر

[۳] ویثبت للابعد من اولیاء النسب شرح وہبانیہ لکن فی القہستانی عن الغیاثی ولولم
(بقیہ ص ۵۶ پر)

**بھتیجہ اور ماں نکاح کے ولی ہیں مال کے نہیں**

**سوال ۹۰۷** نابالغہ کے مال کا ولی بھتیجہ ہے یا ماں -؟

**الجواب** - بھتیجہ متوفی کا نابالغہ کے نکاح کا ولی ہے اس کے مال کا ولی نہیں ہے اور نہ ماں ولی ہے نابالغہ کا حصہ حاکم جس کے پاس مناسب سمجھے امانت رکھے اور یا جو طریق اس کے مال کی حفاظت کا بہتر ہو وہ طریق اختیار کیا جاوے[۱] - فقط

**لڑکی کا رشتہ ولی ابعد پر اگر ولی اقرب نہ کرے تو کیا حکم ہے۔**

**سوال ۹۰۸/۱** ہم کفو مہر مثل پر جب پیام دے تو کیا ولی اقرب صغیرہ کو اقرار کرنا ضروری ہے اگر نہ کریگا تو کیا ظلم علی الصغیرہ لازم آئیگا اور عاصی قرار پائیگا عبارت شامی و در مختار سے تو معلوم ہوتا ہے کہ جب کفو کے فوت ہونیکا اندیشہ ہو اور ظلم علی الصغیرہ لازم آتا ہو اس وقت امتناع عضل ہوگا نہ مطلق امتناع پس اگر کفو فوت ہونیکا اندیشہ نہ ہو اور حسب منشا اچھے پیام کا منتظر ہو اور اس وجہ سے انکار کرے جیسا کہ مروج ہے تو یہ عضل ہوگا یا نہیں -

(۲) ولی اقرب صغیرہ اور ولی ابعد (جس کی تربیت میں صغیرہ ہے) ہیں یا خود صغیرہ اور ولی اقرب میں میل و محبت نہ ہو یا مال وغیرہ کی وجہ سے باہم مخالفت ہو قطع نظر اس سے کہ کون حق پر ہے تو کیا اس صورت میں ولی ابعد کی طرف ولایت منتقل ہو جائے گی - انتقال ولایت تو غیبت اور عضل ولی اقرب کی صورت میں لکھتے ہیں یہ صورت تو جداگانہ ہے نیز اکثر تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ اپنے نفع و نقصان کی وجہ سے جا بے جا جھگڑے اور قصے کرتے ہیں لیکن تزویج کے وقت اس کے بدخواہ نہیں ہوتے کفو میں اور مہر مثل ہی پر کرتے ہیں تو باوجود اس تجربہ کے بھی کیا ولایت منتقل ہو جائے گی حالانکہ احتمال ضرر تو یہاں بہت

(بقیہ ص۵۵) یزوج الاقرب زوج القاضی عند فوت الکفو التزویج بعضل الاقرب (در مختار) ذکر فی النفع الوسائل عن المنتقی اذا کان للصغیرة اب امتنع عن تزویجها لا تنتقل الولایة الی الجد بل یزوجها القاضی ونقل مثلہ ابن الشحنة الخ (رد المحتار باب الولی ص۴۳۳ ج۲) ظفیر

[۱] الولی فی النکاح لا المال (در مختار) فان الولی فیہ الاب ووصیہ والقاضی ونائبہ فقط (رد المحتار باب الولی ص۴۲۴ ج۲) ظفیر



ضعیف ہے -

**الجواب** - (۱) عبارت شامی کا حاصل یہ ہے کہ اگر دوسرا کفو موجود حاضر ہو تو کفو اول سے انکار کرنا عضل نہیں ہے البتہ اگر کوئی دوسرا کفو موجود نہ ہو اور کفو خاطب سے نکاح کرنے سے انکار کیا جاوے تو یہ عضل ہے پھر اس بارے میں اختلاف ہے کہ ولی اقرب کے عضل کی صورت میں ولی ابعد کی طرف ولایت منتقل ہو جاتی ہے یا قاضی کی طرف اور اسی کی تصحیح کی گئی ہے کذا فی الشامی[۱]

(۲) اس صورت میں ولی ابعد کی طرف ولایت منتقل نہیں ہوتی[۲] - فقط

**دادا کی اولاد ماں دادی پر مقدم ہیں**

**سوال ۹۰۹** ایک لڑکی جس کی عمر گیارہ سال ہے اس کے باپ دادا بھائی بھتیجے مر چکے ہیں لیکن اس کے پردادے کے بھائی کی اولاد میں بعض اولاد ذکور اور اس کی ماں دادی پھوپی موجود ہیں ان میں سے ولایت تزویج کس کے لئے ہے - پردادے کے بھائی کی اولاد کے ہوتے ہوئے ماں یا دادی کو ولایت حاصل ہے یا نہ -

**الجواب** ولایت تزویج نابالغہ عصبات کو ہوتی ہے علی الترتیب - پس جب کہ عصبہ قریب موجود نہیں ہے تو دادا کے بھائی کی اولاد ذکور میں جو قریب تر ہو وہ ولی ہے اس کی موجودگی میں والدہ اور دادی پھوپی کو ولایت نکاح نہیں ہے کذا فی الدر المختار[۳] فقط

[۱] ویثبت للابعد التزویج بعضل الاقرب ای بامتناعہ عن التزویج اجماعا (در مختار) ای من الکفو بمہر المثل اما لو امتنع عن غیر الکفو او لکون المہر اقل من مہر المثل فلیس بعاضل الخ اذا امتنع عن تزویجہا من ہذا الخاطب الکفو لیزوجہا من کفو غیرہ استظہر فی البحر انہ یکون عاضلا الخ قلت وفیہ نظر لانہ متی حضر الکفو الخاطب لا ینتظر غیرہ خوفا من فوتہ الخ نعم لو کان الکفو الآخر حاضرا ایضا وامتنع الولی الاقرب من تزویجہا من الکفو الاول لا یکون عاضلا الخ رد المحتار باب الولی ص۴۳۳ ج۲) ظفیر [۲] ویثبت للابعد من اولیاء النسب صیانیہ لکن فی القہستانی عن الخلاصة الوالد یزوجہا الاقرب زوج القاضی (در مختار) ذکر فی النفع الوسائل عن المنتقی اذا کان للصغیر
(بقیہ ص۵۸)

نابالغہ کی جبراً بلا اجازت ولی جو شادی کی ہوئی وہ درست نہیں

**سوال ۹۱۰** زید نے اپنی سالی مساۃ ہندہ کو بحیلہ ملاقات اپنی ہمراہ لے جاکر بغیر اجازت اس کے والد عبداللہ کے کسی دوسری جگہ نکاح کردیا۔ قبل اس کے عبداللہ نے اپنی دختر ہندہ کو بکر کے ساتھ نامزد کیا ہوا تھا۔ ہندہ کی عمر چودہ سال کی ہے وہ کہتی ہے کہ میں اس نکاح سے راضی نہیں ہوں میرا یہ نکاح جبراً پڑھایا گیا ہے اب اس کا والد عبداللہ اپنی دختر کا نکاح بکر سے کرسکتا ہے یا نہیں۔؟

**الجواب** ۔ زید کو کچھ اختیار اور ولایت نکاح اس صورت میں نہیں ہے نکاح مذکور جو بلا رضامندی و بلا اجازت ہندہ اور اس کے والد عبداللہ کے ہوا وہ باطل اور ناجائز ہوا[۱]۔ عبداللہ اس کا نکاح بکر سے کرسکتا ہے۔ فقط

عورت کا صرف انگوٹھا لگوانے اور بعد میں گواہ بنانے سے نکاح نہیں ہوتا

**سوال ۹۱۱** ایک شخص کا بھائی تین بچے اور بیوہ چھوڑ کر مرگیا۔ متوفی کے بھائی نے بچوں کی ہمدردی کے لئے بیوہ بھاوج کے ساتھ نکاح کرنا چاہا وہ رضامند نہ ہوئی۔ اس کو مجبور کر کے نشان انگوٹھا نکاح نامہ پر لگایا گیا۔ عورت نے باکراہ یہ عمل کیا۔ کوئی گواہ بوقت نکاح موجود نہ تھا بعدازاں دو گواہوں کی شہادت نکاح نامہ پر ثبت ہوئی۔ دو ڈھائی سال کے بعد مرد کو اس نکاح کے متعلق تشویش ہوئی اور اس نے جواز نکاح سے انکار کردیا۔ لیکن عورت اب اس بات پر پابند رہنا چاہتی ہے۔ یہ امر احکام شریعت کا محتاج ہے اور سابقہ نکاح کے بارے میں جواز یا عدم جواز مطلوب ہے۔

(بقیہ صفحہ ۵۷) اب امتنع عن تزویجها لا تنتقل الولاية الى الجد بل تزوجها القاضي الخ رد المحتار باب الولي ص ۴۳۳ ج ۲) ظفیر

[۱] الولي في النكاح لا المال العصبة بنفسه الخ على ترتيب الارث والحجب (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولي ص ۴۲۴ ج ۲) ظفیر [۱] الولي في النكاح لا المال العصبة بنفسه على ترتيب الارث والحجب فلو زوجها الابعد حال قيام الاقرب توقف على اجازته (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولي ص ۴۲۶ ج ۲) ظفیر



**الجواب** ۔ جب تک دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول نہ ہو نکاح صحیح نہیں ہوتا اور جبراً نشان انگوٹھا لگوالینا اجازت نکاح کی نہیں ہے۔ پس جبکہ عورت اس وقت نکاح پر راضی نہ تھی اور بوقت نکاح کوئی گواہ نہ تھا تو وہ نکاح صحیح نہیں ہوا[۱]۔ اب جبکہ عورت راضی ہے تو دوبارہ اس سے باقاعدہ دو گواہوں کے سامنے نکاح کیا جاوے[۲]۔ اور پہلے جو فعل حرام کا ارتکاب ہوا اس سے توبہ کیجائے۔ اور استغفار کیا جائے۔ فقط

باپ کے رہتے ہوئے ماں نے نابالغہ لڑکی کی شادی کی اور باپ نے انکار کردیا تو نکاح درست نہیں ہوا

**سوال ۹۱۲** ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کی ماں کی اجازت سے ہوا۔ لڑکی کا باپ انکار کرتا رہا حتی کہ مجلس نکاح میں بھی شریک نہیں ہوا۔ لڑکی اب بالغہ ہوئی اور اس نے کہا کہ میں اب بالغہ ہوئی اور شریعت کے قاعدہ سے میں اس شخص کے نکاح سے باہر ہوئی جس کے ساتھ میری ماں نے نکاح پڑھایا ہے اب میں اپنے باپ کی مرضی سے نکاح کروں گی۔ لڑکی کا نکاح فسخ ہوا یا نہیں۔ اور اس کا باپ اس کا دوسرا نکاح کرسکتا ہے یا نہیں۔؟

**الجواب** ۔ باپ کی موجودگی میں ماں کو ولایت اور اختیار نکاح کرنے کا نہ تھا اگر ماں نے بلا اجازت باپ کے نابالغہ کا نکاح کیا تو باپ کی اجازت پر موقوف تھا اگر باپ نے رد کردیا اور انکار کردیا تو نکاح باطل ہوگیا[۳]۔ اس صورت میں دوسرا نکاح لڑکی کا باپ کرسکتا ہے اور خیار بلوغ کی صورت اس وجہ سے نہیں چل سکتی کہ اس میں قاضی شرعی کی ضرورت ہوتی ہے بدون قضاء قاضی نکاح فسخ نہیں ہوتا اور قاضی شرعی اس زمانہ میں نہیں ہے[۴]۔

[۱] ومنها الشهادة قال عامة العلماء انها شرط جواز النكاح هكذا في البدائع (عالمگیری کتاب النکاح باب اول ص ۲۵۰ ج ۲) ظفیر [۲] ولا ينعقد نكاح المسلمين الا بحضور شاهدين حرين عاقلين بالغين الخ (ہدایہ کتاب النکاح ص ۲۸۶ ج ۲) ظفیر [۳] فلو زوج الابعد على حال قيام الاقرب توقف على اجازته (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولي ص ۴۳۳ ج ۲) ظفیر [۴] لهما اى لصغير وصغيرة وملحق بهما خيار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنكاح بعده الخ بشرط القضاء للفسخ (رد محتار) وحاصله

(بقیہ صفحہ ۶۰ پر)

اور اگر حکم کو بھی اختیار فسخ ہونا مان لیا جائے تو حکم بتراضی ذوجین ہوتا ہے۔ ہکذا فی الدرالمختار[۵]۔ فقط

**بلا اجازت ولی فضولی نے جو نکاح کیا اور ولی نے انکار کر دیا تو وہ نکاح نہیں ہوا**

**سوال ۹۱۳** ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کی والدہ کے شوہر ثانی نے ایک لڑکے نابالغ کے ساتھ کر دیا لڑکی نابالغہ کے سوائے دو سوتیلے بھائیوں کے اور کوئی وارث نہیں تھا۔ بوقت نکاح کے سوتیلے بھائیوں سے کسی نے اجازت نہیں لی۔ بلکہ عرصہ کے بعد سوتیلے بھائیوں کو خبر ہوئی تو سوتیلے بھائی ناراض ہوئے کہ ہماری بلا اجازت کیوں نکاح کر دیا اور نکاح سے پہلے والدہ لڑکی نابالغہ کی مر چکی تھی اس صورت میں لڑکی دوسری جگہ بعد بالغہ ہونے کے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔؟

**الجواب۔** والدہ کا شوہر ثانی اس نابالغہ کا ولی نہیں ہے بلکہ ولی عصبہ ہوتا ہے اور اگر ولی قریب کوئی موجود نہ تھا تو سوتیلے بھائی یعنی علاتی بھائی ولی ہیں بدون اس کی اجازت کے نکاح صحیح نہیں ہو سکتا۔ پس جبکہ علاتی بھائی نے بعد خبر پانے کے ناخوشی اس نکاح سے ظاہر کی تو وہ نکاح جو موقوف تھا باطل ہو گیا[۲]۔ لہٰذا اب اس لڑکی کو دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہے۔ فقط

**بیوہ کا جبریہ نکاح درست نہیں ہے**

**سوال ۹۱۴** ایک شخص نے اپنی بیوہ بھاوج سے جبراً نکاح کیا۔ جس وقت قاضی نے عورت سے ایجاب و قبول کرایا تو عورت نے قاضی کے ہر سوال پر اس طرح جواب دیا کہ یہ میرا بھائی ہے مگر زفتار زمانہ کے موافق قاضی اور شاہدوں نے اس جواب پر کوئی توجہ نہیں کی۔ پھر عرصہ بعد وہ عورت اپنے باپ کے گھر

[۵] انہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلہما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختارا الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (ردالمحتار باب الولی ص ۴۲۱ ج ۲)

[۱] خیار بلوغ کی تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ للتھانویؒ ۱۲ ظفیر

[۲] الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ فان زوج الا بعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ص ۴۲۷ ج ۲) ظفیر



چلی آئی۔ اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں۔ ایسی حالت میں شوہر متوفی کے رشتہ کے چچا سے نکاح اس عورت کا درست ہے یا نہیں۔؟

**الجواب۔** اگر اس بیوہ عورت نے نکاح کے بعد بھی اس نکاح سے انکار کیا اور ولی وغیرہ برضا نہیں پائی گئی تو وہ نکاح باطل ہو گیا[۱]۔ اور شوہر کے رشتہ کے چچا سے نکاح اس کا درست ہے بلکہ شوہر کے حقیقی چچا سے بھی نکاح درست ہے۔ لیکن جب تک شوہر اول کے نکاح کا بطلان محقق نہ ہو جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے اس وقت تک کسی دوسرے سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ فقط

**بالغہ کا نکاح درست ہے یا نہیں جبکہ وہ سنکر رونے پیٹنے لگے یا معلوم ہو کہ شوہر کا نسب غلط ہے**

**سوال ۹۱۵** زید نے بکر سے کہا کہ تم میری شادی اپنی لڑکی کے ساتھ کر دو۔ بکر نے زید سے کہا کہ تمہارا حسب نسب کیا ہے زید نے کہا کہ میں خاص قریشی ہوں۔ بکر نے اپنی لڑکی کا نکاح زید کے ساتھ کر دیا۔ بکر نے گھر جا کر لڑکی سے کہا کہ میں نے تیرا نکاح زید کے ساتھ کر دیا ہے تو وہ لڑکی جو بالغہ تھی رونے پیٹنے لگی جس کو باہر کے لوگوں نے سنا اور بعد تحقیق معلوم ہوا کہ وہ قریشی نہیں بلکہ ترک ہے ایک گاؤں کا رہنے والا ہے اس صورت میں یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

**الجواب۔** یہ نکاح موافق تصریحات فقہا صحیح نہیں ہوا کہ اولاً بالغہ کی بے اجازت اس کا نکاح نہیں ہوتا اور سکوت اور رونے کو اگرچہ فقہاء نے اجازت پر محمول فرمایا ہے مگر یہ رونا پیٹنا جیسا کہ سوال میں درج ہے دلیل اجازت نہیں ہے بلکہ انکار کی دلیل ہے دوسرے شوہر نے اپنا نسب قریشی بتلایا اور اس پر بکر نے اپنی دختر کا نکاح اس سے کیا اور پھر ظاہر ہوا کہ شوہر کا نسب قریشی نہیں ہے تو اس صورت میں نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار ہوتا ہے قال فی الشامی کیف والبکاء بالصوت والویل قرینۃ علی

[۱] فلا تجبر البالغۃ علی النکاح لانقطاع الولایۃ بالبلوغ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ص ۴۲۰ ج ۲) ظفیر

الرد وعدم الرضاء الخ صفحہ ۲۹۹ وفی الدر المختار لو تزوجتہ علی انہ حر او سنی او قادر علی المهر والنفقة فبان بخلافہ او علی انہ فلان بن فلان فاذا ہو لقیط او ابن زنا کان لها الخیار[۱] الخ۔ فقط

**بالغہ کا کسی گناہ کی وجہ سے جبراً نکاح کر دیا تو کیا حکم ہے**

## سوال ۹۱۶

محمودہ بیوہ ایک زمیندار عورت ہے اس کا کارندہ ایک کافر ہے اس سے محمودہ کا ناجائز تعلق ہے اسی وجہ سے محمودہ باوجود کوشش کے بھی کسی طرح نکاح ثانی پر تیار نہیں ہوتی۔ ایسی حالت میں محمودہ کی والدہ محمودہ کا نکاح جبراً کر سکتی ہے یا نہیں، یا عدالت سے چارہ جوئی کر کے اس کافر کو محمودہ کے گھر آنے سے روک سکتی ہے یا نہیں۔؟

**الجواب** - محمودہ کا نکاح بدون اس کی اجازت و رضا کے اس کی والدہ جبراً نہیں کر سکتی[۲]۔ البتہ اس میں کوشش کرنی چاہیئے کہ اس کافر اجنبی سے تعلق ناجائز قطع کرایا جاوے اور پردہ کرایا جاوے اور جس طریق سے بھی موقع تہمت سے اس کو بچایا جاوے اسمیں سعی کیجاوے۔ فقط

**نابالغہ سمجھ کر باپ نے نکاح کیا مگر لڑکی بالغہ تھی۔ انکار کر دیا تو کیا حکم ہے**

## سوال ۹۱۷

زید نے اپنی لڑکی کا عقد اس کو نابالغہ سمجھ کر ایسے لڑکے کے ساتھ کر دیا کہ وہ لڑکی اپنے شوہر سے کسی طرح راضی نہیں اور شوہر کسی طرح طلاق دینے پر راضی نہیں ایسی حالت میں اگر محلہ کی پنچوں کو جمع کیا جاوے جسمیں ایک عالم بھی ہو اور ان سے تفریق کا حکم کرا لیا جاوے یا اکثر جگہوں میں اسلامی قاضی مقرر کئے گئے ہیں وہ اگر تحقیق کر کے تفریق کا حکم دیدیں تو یہ تفریق معتبر ہوگی اور اس کا حکم طلاق کا ہوگا یا نہیں۔؟

**الجواب** - ان وجوہ سے تفریق نہیں ہو سکتی اور وہ تفریق شرعاً معتبر نہیں ہے اور

[۱] رد المحتار باب الکفاءة ص ۳۳۶ ج ۲ تحت قولہ والکفاءة ھی حق الولی لا حقها نیز دیکھئے الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیرہ قبیل باب العدة ص ۸۲۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر مفتاحی

[۲] ولا تجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولایة بالبلوغ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۳۰۹ ج ۲) ظفیر



طلاق نہیں ہے البتہ اگر زید نے اپنی دختر کو نابالغہ سمجھ کر بدون اس سے اجازت لینے اور دریافت کرنے کے اس کا نکاح کر دیا تھا اور درحقیقت وہ بالغہ تھی اور اس نے اطلاع پانے پر فوراً انکار کر دیا تھا تو وہ نکاح اول سے ہی باطل ہوا تفریق کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر اس نے اجازت لینے کے وقت یا اطلاع پانے کے وقت سکوت کیا تو نکاح ہو گیا اور وجوہ مذکورہ کی وجہ سے تفریق نہ ہو سکے گی بلکہ شوہر کی طرف سے طلاق دینے کی ضرورت ہے

**نابالغہ لڑکی کے باپ کے ایجاب اور نابالغ کے باپ کے قبول سے نکاح ہو گیا**

## سوال ۹۱۸

لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کے باپ نے نابالغ لڑکے سے کر دیا، لڑکے نابالغ کے باپ نے ایجاب کیا۔ پھر لڑکے کا باپ لڑکے کو اجازت دیوے تب لڑکے کا حق ہوتا یا دوسری دفعہ اجازت دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔؟

**الجواب** - دوسری دفعہ ایجاب دینے کی ضرورت نہیں ہے پس جبکہ دختر نابالغہ کے باپ نے ایجاب کے ساتھ تکلم کیا اور شوہر نابالغ کے باپ نے قبول کر لیا تو نکاح صحیح ہو گیا۔

**لڑکی کا نکاح ماں نے کیا چچا نے رد کر دیا پھر اجازت دی تو کیا حکم ہے**

## سوال ۹۱۹

ایک عورت بیوہ نے اپنی دختر کا نکاح اپنی ولایت سے کر دیا لیکن لڑکی کے چچا زندہ ہیں وہ اس وقت موجود نہ تھے جب چچا کو خبر ہوئی تو انھوں نے شور و شر کے بعد بعوض کسی لالچ کے راضی ہو کر اسٹامپ پر تحریر کر دیا کہ ہم نے برضا و رغبت خود اسی نکاح کو منظور کیا۔ شرعاً یہ نکاح معتبر ہے یا غیر معتبر؟

**الجواب** - اس صورت میں ولی شرعی نابالغہ کے نکاح کا چچا تھا والدہ ولی نہ تھی لیکن اگر چچا اتنا دور تھا کہ اس سے رائے و مشورہ لینا دشوار تھا اور اس کے انتظار میں فوات کفو کا اندیشہ تھا اور عند البعض تین دن کے سفر پر تو والدہ ولی ہو گئی تھی اور اس کا نکاح کیا ہوا صحیح ہو گیا[۱] اور بصورت دوری مذکور نہ ہونے کے والدہ کا کیا ہوا نکاح چچا کی اجازت و رضا پر موقوف تھا

[۱] الولی فی النکاح العصبة بنفسہ علی ترتیب الارث والحجب الخ فان لم یکن عصبة فالولایة للام الخ والولی (بقیہ صفحہ ۶۴ پر)

جب اول خبر نکاح کی سنکر چچا نے انکار کردیا تو وہ نکاح باطل ہوگیا۔ بعد کی رضامندی اور اجازت معتبر نہیں ہے پس وہ نکاح صحیح نہ ہوگا[۱]۔ فقط

غیر کفو میں چچا نے لڑکی کی جو شادی کی وہ صحیح نہیں ہوئی

**سوال ۹۲۰** میری طفولیت میں میرا باپ انتقال کرگیا چچا موجود ہے اور وہ تخمیناً پندرہ میل کے فاصلہ پر ہے میری نابالغی کی حالت میں میری والدہ نے بغیر اطلاع میرے چچا کے ایک شخص غیر کفو کے ساتھ میری شادی کردی از روئے شریعت یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہوں یا نہیں۔؟

**الجواب** ۔ درمختار میں ہے وان کان المزوج غیرهما ای غیر الاب وابیه لا یصح النکاح من غیر کفو[۱] الخ اس سے معلوم ہوا کہ غیر کفو میں جو نکاح نابالغہ کا سوائے باپ دادا کے دوسرا ولی کردے وہ صحیح نہیں ہے پس دوسرا نکاح درست ہے۔ فقط

بالغہ لڑکا لڑکی نے ایجاب و قبول نہیں کیا بلکہ دونوں کے والدین نے کیا نکاح ہوا یا نہیں

**سوال ۹۲۱** ایک لڑکی کا بطور منگنی ایجاب ہوا لڑکی لڑکا ہر دو بالغ تھے مگر بوقت ایجاب حاضر نہ تھے ان سے ایجاب نہیں ہوا بلکہ ہر دو کے والدنے آپس میں کیا علماء بھی موجود تھے عام مجلس تھی اب وہ لڑکی اس لڑکے سے بوجہ ولد الزنا ہونے کے نکاح کرنا نہیں چاہتی اور لڑکی خواندہ قرآن ہے آیا وہ طلاق سے دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے یا کہ بغیر اس کے ہوسکتا ہے عرصہ سے وہ اس تردد میں رہتی ہے علماء جو کہ موجود تھے وہ کہتے ہیں کہ دوسری جگہ نہیں ہوسکتا اور بعض کہتے ہیں کہ نکاح دوسری جگہ کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں واضح طور پر تحریر کیا جاوے۔ فقط

(بقیہ صفحہ ۶۳) الا بعد الذی یلیه بغیبة الاقرب فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته مسافة القصر واختار الملتقی ما لم ینتظر الکفو الخاطب جوابه الخ الدر المختار باب الولی صفحہ ۴۳۳/۲ و صفحہ ۴۳۳/۲ ) ظفیر[۱] جیسا کہ اس عبارت میں ہے ولو استاذنها فی معین فردت ثم زوجها منه فسکتت صح فی الاصح بخلاف ما لو بلغها فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلانه بالرد الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی صفحہ ۴۳۹/۲

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی صفحہ ۴۱۹/۲ ۱۲ ظفیر



**الجواب** ۔ اس صورت میں نکاح منعقد اور لازم نہیں ہوا کیوں کہ جب دونوں لڑکے اور لڑکی بالغ تھے اور دونوں یعنی لڑکے اور لڑکی بالغہ کی طرف سے ان کے باپ نے دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کرلیا تو وہ نکاح اجازت پر لڑکے و لڑکی کے موقوف ہوگیا اور درصورت کفو میں کردینے ولی کے لڑکی کی جانب سے سکوت اس کا رضا کے لئے کافی نہیں تاوقتیکہ تصریح رضامندی کی نہ ہو اور جب کہ لڑکی رضامند نہیں ہے اور نکاح سے انکار کرتی ہے تو نکاح صحیح نہیں ہوا جیسا کہ شامی میں ہے واختلف فیما اذا زوجها غیر کفو فبلغها فسکتت فقالا لا یکون رضا[۱] الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

لڑکی کا ماموں اس کے باپ کی اجازت کے بغیر نکاح کردے تو کیا حکم ہے

**سوال ۹۲۲** ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کے ماموں نے باوجود اس کے والد اور دیگر قریبی رشتہ دار موجود ہونے کے ولی بنکر زید نابالغ سے کردیا جب ہندہ کو کچھ سمجھ پیدا ہوئی تو اس نے اس نکاح سے انکار کردیا۔ اب جب وہ بالغہ ہوئی تو زید کو بلا کر کہا کہ میں چونکہ تم سے راضی نہیں لہٰذا اپنا عقد توڑ دیا کیا ہندہ کا نکاح فسخ ہوگیا اور وہ دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں اگر کرسکتی ہے تو کیا عدت کرنا پڑے گی۔؟

**الجواب** ۔ باپ دادا وغیرہ عصبات کی موجودگی میں ماموں ولی نہیں ہے اگر ماموں کے عقد کو باپ نے جائز رکھا تھا تو وہ نکاح صحیح ۔ ۔ ۔ ہوگیا۔ بعد بلوغ کے ہندہ کے اس کہدینے سے کہ میں نے عقد توڑ دیا نکاح فسخ نہیں ہوا اور دوسری جگہ ہندہ اپنا نکاح نہیں کرسکتی۔ اور اگر ماموں کے عقد کی اجازت باپ وغیرہ اولیاء نے نہیں دی تھی اور انکار کردیا تھا تو وہ نکاح صحیح نہیں ہوا۔ پس ایسی حالت میں کہ پہلا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ ہندہ اپنا نکاح بعد بلوغ کے دوسری جگہ کرسکتی ہے[۲]۔ فقط

[۱] رد المحتار للشامی باب الولی تحت قوله واخبرها رسوله۔

[۲] الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ فیزوج الابعد

**عدت میں نکاح درست ہے اور نہ بالغہ کی رضامندی کے بغیر**

**سوال ۹۲۳** ایک بیوہ بالغہ نے عدت کے اندر بخوشی اپنے دیور سے نکاح کر لیا۔ ابھی عدت ختم نہیں ہوئی تھی کہ لڑکی کا باپ جبراً لڑکی کو لے گیا اور ایک غیر شخص سے جس کی عمر پچاس سال ہے بلا رضامندی اس لڑکی کے نکاح کر دیا اور عورت کے دیور مذکور نے دخل زوجیت کا دعویٰ کر دیا ہے اس وجہ سے عورت کے باپ نے عورت کو اس کے دیور کے یہاں جس سے اول نکاح ہوا تھا بھیجا یا اس صورت میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔؟

**الجواب۔** عدت میں جو نکاح دیور سے ہوا وہ شرعاً باطل اور لغو ہے اس کا اعتبار نہیں ہے[1] اور باپ نے جو نکاح لڑکی کا دوسرے شخص پچاس سالہ سے کیا وہ بھی بلا رضامندی و اجازت لڑکی کے صحیح نہیں ہوا[2] کیوں کہ اس صورت میں لڑکی کی اجازت صراحتہً یا دلالتہً ضروری ہے اور دلالتہً اجازت یہ بھی ہے کہ مہر یا نفقہ کا مطالبہ شوہر سے کرے یا اسکو وطی پر قدرت دے کما فی الدر المختار بل لابد من القول کالثیب البالغۃ الخ اوما ھو فی معناہ من فعل یدل علی الرضا کطلب مہرھا و نفقتھا و تمکینھا من الوطی الخ[3] اور یہ رضا دلالتہً اس وقت معتبر ہو سکتی ہے کہ اس سے پہلے وہ لڑکی اس نکاح سے انکار نہ کر چکی ہو اور اگر انکار کر دیا تھا تو وہ نکاح باطل ہو گیا[4]۔ الغرض اگر لڑکی کی رضامندی قولاً یا دلالتہً نہیں پائی گئی تو دوسرا نکاح بھی باطل ہوا اس حالت میں دونوں میں سے کوئی نکاح

(بقیہ ص۶۵) حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (در مختار) والظاھر ان سکوتہ ھنا کذلک فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابعد (رد المحتار باب الولی ص۴۳۳ ج۲) ظفر

[1] اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدتہ الخ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً (رد المحتار باب المحرمات ص۲۸۲ ج۲ و باب العدۃ ص۸۳۵ ج۲) ظفر [2] ولا تجبر البالغۃ البکر علی النکاح لانقطاع الولایۃ بالبلوغ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص۴۰۷ ج۲) ظفر [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۱۳ ج۲ و ص۴۱۴ ج۲ ظفر [4] بخلاف ما لو بلغھا فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلانہ بالرد (الشامیہ ص۴۱۴ ج۲) ظفر



بھی صحیح نہیں ہے اور کسی کے گھر بھی رخصت کرنا درست نہیں ہے اب جس سے لڑکی رضامند ہو اسکے ساتھ دوبارہ نکاح ہونا چاہیے۔

تنبیہ (بجواب سوال مکرر) بندہ کی مراد اس سے وہ نکاح ہے جو باپ نے کیا تھا پس اگر پہلے سے لڑکی کو خبر نہ تھی تو بعد نکاح کے جب اس کو خبر ہوئی۔ اگر اس نے انکار کر دیا تو نکاح باطل ہوا۔ اور اگر انکار نہیں کیا اور پھر اس خاوند کے گھر رخصت ہو کر وطی وغیرہ بخوشی واقع ہوئی تو یہ بھی رضامندی سمجھی جاتی ہے لہٰذا نکاح صحیح ہو گیا اور جس سے عدت میں نکاح ہوا وہ بالکل باطل ہوا۔ عدت میں نکاح صحیح نہیں ہوتا اور اس میں قرابت داری کا کچھ لحاظ اور خیال نہیں ہے[1]۔ فقط

**دادا کے رہتے ہوئے چچا ولی نہیں ہو سکتا**

**سوال ۹۲۴** زید فوت ہوا اس نے زوجہ اور باپ اور چچازاد بھائی اور نابالغ اولاد چھوڑی۔ زید کی نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کے چچا نے کر دیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں اور ولی نابالغان کا کون ہے؟

**الجواب۔** اس صورت میں زید کی اولاد نابالغہ کا ولی زید کا باپ ہے[2] پس اگر وہ لڑکی جس کا نکاح کیا ہے نابالغہ ہے تو اس کے دادا کی اجازت سے اس کا نکاح ہو سکتا ہے[3] چچا نے اگر دادا کی اجازت سے نکاح کیا ہے تو نکاح صحیح ہو گیا[4]۔ فقط

**باپ کا کیا ہوا نکاح درست ہے بغیر طلاق دوسرا نکاح جائز نہیں**

**سوال ۹۲۵** مسماۃ کریمن کا نکاح سات برس کی عمر میں اس کے باپ نے ایک شخص سے کر دیا تھا لیکن بعد دو سال کے اس کی ماں اپنی لڑکی کریمن کو لے کر بھاگ گئی اور بعد دو تین سال کے جب اس کی

[1] و یجوز للرجل ان یتزوج زوجۃ غیرہ و کذا المعتدۃ کذا فی السراج الوہاج (عالمگیری مصری کتاب النکاح القسم السادس ص۲۶۱ ج۱) ظفر [2] الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونۃ علی ابیھا (در مختار) ثم یقدم الاب ثم ابوہ ثم الاخ الشقیق الخ (رد المحتار باب الولی ص۴۲۴ ج۲ و ص۴۲۶ ج۲) [3] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۳۳ ج۲) ظفر

عمر گیارہ برس کی ہوئی تو اس کی ماں نے اس کا نکاح دوسری جگہ کر دیا۔ باپ مر چکا تھا پھر وہاں سے بھی نکل گئی اب زید اس سے عقد کرنا چاہتا ہے اور ہر دو خاوند میں سے کسی نے طلاق نہیں دی تو زید عقد کر سکتا ہے یا کیا حکم ہے

**الجواب** ۔ پہلا نکاح جو باپ نے کیا تھا وہ صحیح ہو گیا تھا وہ فسخ نہیں ہوا زید اگر اس عورت سے نکاح کرنا چاہے تو شوہر اول سے طلاق دلوائے اس وقت زید نکاح کر سکتا ہے[1]۔ فقط

اجنبی اگر بالغہ لڑکی سے اجازت چاہے تو اس کا خاموش رہنا اجازت کے حکم میں نہیں ہے

**سوال ۹۲۶** ایک ناکتخدا بالغہ لڑکی سے ایک اجنبی شخص نے اجازت نکاح طلب کی وہ اجنبی نہ لڑکی کا محرم ہے اور نہ لڑکی اس کے سامنے آتی ہے اور لڑکی کے ولی یعنی لڑکی کے باپ کے چچا زاد بھائی موجود ہیں لیکن ان کو کچھ اطلاع نہ کیگئی اور یہ محض اس خیال سے کہ اگر ان کو اطلاع ہوئی تو معاملہ درہم برہم ہو جائیگا۔ غرض خفیہ طور سے اس لڑکی سے اجازت نکاح طلب کی لڑکی نے کچھ جواب نہیں دیا بالکل ساکت رہی۔ باہر آکر اس کا نکاح پڑھا دیا اور اس کے سکوت کو اجازت بتایا۔ آیا صورت مذکورہ میں یہ سکوت اجازت ہو گا یا نہیں اور یہ نکاح جو بلا اجازت و بغیر اطلاع ولی محض اجنبی کے کہنے سے کر دیا گیا منعقد ہو گا یا نہیں۔؟

**الجواب** ۔ اگر ناکتخدا بالغہ سے اجازت لینے والا ولی قریب کے علاوہ کوئی اور اجنبی شخص ہے تو تا وقتیکہ وہ زبانی اجازت نہ دے اور بہ تکلم رضامندی کا اظہار نہ کرے تو از روئے شرع رضامندی نہیں ہو سکتی اجنبی کے دریافت کرنے کی صورت میں سکوت رضامندی کے قائمقام نہیں ہو سکتا۔ سکوت کا رضامندی پر دلالت کرنا صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب اجازت لینے والا ولی قریب ہو۔ چوں کہ صورت مذکورہ

[1] ویجوز نکاح الصغیر والصغیرة اذا زوجہما الولی بکرا کانت الصغیرة او ثیبا الخ فان زوجہما الاب والجد الخ فلا خیار لہما بعد البلوغ (ہدایہ باب فی الاولیاء ص $\frac{265}{240}$ و ص $\frac{296}{240}$) ظفیر



میں بالغہ مذکورہ نے زبانی اجازت نہیں دی اور رضامندی نہیں پائی گئی اور صحت نکاح کے لئے رضامندی اس کی ضروری تھی لہذا یہ نکاح منعقد نہیں ہوا ہدایہ میں ہے وان فعل ہذا غیر الولی یعنی استامر غیر الولی او ولی غیرہ اولی منہ لم یکن رضا حتی تتکلم[1] اس صورت میں چوں کہ اجنبی نے نکاح کی اجازت مساۃ سے طلب کی ہے تو مساۃ کا زبانی اجازت دینا ضروری ہے خاموش رہنا کافی نہیں۔ جب خاموش رہی نکاح نہیں ہوا۔ فی الدر المختار فان استاذنہا غیر الاقرب کاجنبی او ولی بعید فلا عبرة لسکوتہا بل لابد من القول کالثیب البالغة[2]۔

الجواب الثانی۔ سکوت بالغہ کا اس صورت میں اجازت اور رضا نہیں ہے اور اس سکوت کا اعتبار نہیں ہے فان استاذنہا غیر الاقرب کاجنبی او ولی بعید فلا عبرة لسکوتہا الخ الدر المختار[3]۔ پس وہ نکاح موقوف رہے گا بالغہ کی اجازت پر۔ اگر بعد نکاح اس نے صراحتاً اس نکاح کو جائز رکھا یا کوئی ایسا فعل کیا جو رضا پر دال ہو۔ جیسے تمکین وطی۔ طلب مہر و نفقہ و خلوت برضاء بالغہ تو وہ نکاح صحیح ہو جاوے گا ورنہ ناجائز اور باطل ہو گا جیسا کہ درمختار میں ہے عبارت مذکورہ کے بعد یہ مذکور ہے بل لابد من القول الخ وما ہو فی معناہ من فعل یدل علی الرضاء کطلب مہرہا ونفقتہا وتمکینہا من الوطی ودخولہ بہا برضاہا الخ[4] وفی الشامی عن الظہیریة ولو خلا بہا برضاہا ہل یکون اجازة لا روایة لہذہ المسئلة وعندی ان ہذا اجازة وفی البزازیة الظاہر انہ اجازة الخ (شامی)[5] وفی الدر المختار ونکاح عبد وامة بغیر اذن السید موقوف علی الاجازة کنکاح الفضولی الخ وفی الشامی[6] ایضاً واما الضحک فذکر فی فتح القدیر اولاً انہ کالسکوت لا یکفی وسلم ہہنا انہ یکفی الخ (رد المحتار باب الولی ص $\frac{413}{2}$ ظفیر)

[1] ہدایہ باب فی الاولیاء ص $\frac{294}{2}$ ۲ ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص $\frac{413}{2}$ ۲ ظفیر [3] ایضاً [4] ایضاً

[5] رد المحتار باب الولی ص $\frac{413}{2}$ ظفیر [6] شامی قبیل باب المہر ص $\frac{357}{2}$

نابالغہ لڑکی کا ولی اس کا باپ ہے نانا اس کا نکاح نہیں کرسکتا

**سوال ۹۲۷** ایک شخص کی لڑکی ابتداء سے اپنے نانا کے زیر پرورش رہتی ہے باپ نے اول سے اس لڑکی سے تعلق قطع کر رکھا ہے کسی قسم کی خبر نہیں لیتا اس حالت میں اس لڑکی کا عقد اس کا نانا کر سکتا ہے یا نہیں اور علامات بلوغ کیا ہیں۔؟

**الجواب۔** جبکہ ابھی وہ لڑکی نابالغہ ہے بدون باپ کی رضامندی و اجازت کے اس کا نکاح نہیں ہو سکتا کیوں کہ ولی شرعی اس حالت میں باپ ہے[1] البتہ جب وہ لڑکی بالغہ ہو جاوے تو خود اس لڑکی کی اجازت سے کفو میں اس کا نکاح صحیح ہو جاویگا اور بالغہ ہونا لڑکی کا حیض سے معلوم ہوگا یا اگر حیض نہ آوے تو پندرہ برس کی عمر ہونے پر شرعاً بالغہ ہو جاوے گی یعنی سولہویں برس کے شروع ہونے پر[2]۔ ہکذا فی کتب الفقہ۔ فقط

لانکاح الا بولی کا مطلب

**سوال ۹۲۸** زینب بالغہ نے بغیر اذن ولی البعد کے بموجودگی حقیقی دادی و عدم موجودگی ماں کے بحضور شاہدین عمر سے نکاح کر لیا اور ولی البعد اور ماں اس نکاح سے راضی نہیں اگر یہ نکاح صحیح ہے تو حدیث لانکاح الا بولی کا کیا مطلب ہے؟ اور اس کا کیا جواب ہوگا۔

**الجواب۔** بالغہ کا نکاح بلا اذن ولی کفو میں صحیح ہے اور غیر کفو میں صحیح نہیں علی المذہب المختار اور یہی محمل ہے حدیث لانکاح الا بولی کا۔ ان فقہاء کے نزدیک جو غیر کفو میں نکاح کو صحیح نہیں کہتے اور جو صحیح موقوف علی اجازۃ الولی کہتے ہیں ان کے نزدیک محمول ہے نفی کمال پر اور مطلب یہ ہے کہ بدون ولی کی اجازت کے جو نکاح ہوگا وہ قریب ہے کہ

[1] الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ (رد المحتار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۰ ج ۲) ظفیر [2] وبلوغ الجارية بالحيض والاحتلام والحمل فان لم يوجد ذالك فحتى يتم لها سبع عشرة سنة عند ابی حنيفة رح وقالا اذا تم للغلام والجارية خمس عشرة سنة فقد بلغا وهو رواية عن ابی حنيفة (هدايه كتاب الحجر فصل فی حد البلوغ ص ۳۳۲) ظفیر



ٹوٹ جاوے یعنی ولی اگر چاہے اس کو فسخ کر سکتا ہے اور شامی نے یہ بھی جواب دیا ہے کہ حدیث مذکور کے معارض ہے دوسری حدیث الایم احق بنفسها من وليها رواہ مسلم اور یہ قوی ہے اس حدیث لانکاح الا بولی سے اس لئے راجح ہے اس پر۔ الحاصل صورت مذکورہ میں اگر نکاح زینب بالغہ نے کفو میں بموجودگی شاہدین کے کیا ہے تو منعقد ہو گیا[1]۔

بغیر اجازت ولی نابالغہ کا نکاح درست نہیں

**سوال ۹۲۹** ہندہ کا نکاح بحالت نابالغی زید کے ساتھ ہوا اور کوئی ولی ہندہ کا بوقت نکاح موجود نہیں تھا آیا نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

**الجواب۔** نابالغہ کا نکاح بدون اجازت ولی کے نہیں ہوتا کذا فی الدر المختار وهو ای الولی شرط صحة نكاح صغير الخ[2]۔ فقط

صغیر اولاد کا ولی باپ ہے

**سوال ۹۳۰** ہم اپنی اولاد پر خود قادر ہیں جہاں چاہیں شادی کریں یا شریعت کے محتاج ہیں۔؟

**الجواب۔** اولاد کا اختیار اللہ تعالیٰ نے باپ کو دیا ہے جہاں وہ مصلحت دیکھے نکاح کر دے۔ شرعاً اس میں کچھ روک نہیں ہے[3]۔ فقط

دادا کا بھائی جو ولی ہے اگر لڑکی کی والدہ کو اختیار دیدے اور پھر خود ہی کر دے تو کیا حکم ہے

**سوال ۹۳۱** ایک لڑکی نابالغہ جس کا کوئی ولی اقرب سوائے برادر حقیقی کے اور والدہ کے اور کوئی نہیں ہے اور جد حقیقی کا بھائی اپنی پوتی کا اختیار عقد والدہ نابالغہ کو دیتا ہے اور تحریر بھی کر دیتا ہے کہ بلا رضامندی والدہ نابالغہ کے مجھے نکاح کا کچھ اختیار نہ ہوگا اس کے بعد بلا رضامندی والدہ کے نابالغہ کا نکاح کر دیتا ہے یہ عقد شرعاً جائز ہے یا اب والدہ ولی ہے

[1] فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولی (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۰۶ ج ۲) ظفیر
[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۰۶ ج ۲ ظفیر [3] نابالغ ہے تو باپ کی صوابدید ہے اور بالغ ہے تو اولاد کی اجازت ضروری ہے بالغ اولاد پر شادی میں جبر کا اختیار نہیں ہے الولی شرط صحة نكاح صغير الخ لا مكلفة فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولی الخ ولا تجبر البالغة البكر على النكاح (ایضاً ص ۴۰۶ ج ۲) ظفیر

**الجواب** ۔ اس کہدینے اور لکھدینے سے ولایت اور اختیار نکاح نابالغہ کا اخ الجد کے لئے جو ولی اقرب ہے ساقط نہیں ہوا البتہ اگر والدہ بوجہ اختیار دیدینے کے نکاح نابالغہ کا کر دیتی تو وہ بھی صحیح ہو جاتا لیکن اخ الجد کی ولایت اس سے سلب نہیں ہوئی۔ پس جو نکاح اس نے اپنی ولایت سے کیا وہ صحیح ہے در مختار میں ہے والولایۃ تنفیذ القول علی الغیر شاء او ابی الخ وھو ای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر و مجنون الخ[1] ۔ فقط

ولی نکاح چچا ہے ماموں نہیں اور مال کا ولی کوئی نہیں

**سوال ۹۳۲** مسماۃ کنیز و مریم یتیم ہیں اور ان کے ورثاء میں ایک چچا علاتی ہے اور ایک ماموں حقیقی ہے ابتداء سے زیر ولایت چچا کے رہیں اس چچا نے جو ان کا حصہ پدری ان کی جائداد میں پہنچتا تھا ایک فرضی بیعنامہ ظاہر کر کے اس تمام جائداد کو اپنے نام کر کے رقم کثیر میں رہن کر دی اب ماموں چاہتا ہے کہ وہ لڑکیاں چچا کی ولایت سے نکلکر میری ولایت میں آدیں تاکہ ان کے حقوق تلف کردہ کو ثابت کرے اور قائم کرے ایسی حالت میں ولایت چچا نقصان پہونچانے والے کی منسوخ ہو کر ماموں کی طرف منتقل ہو سکتی ہے یا نہیں۔؟

**الجواب** ۔ ولایت نکاح نابالغہ اس صورت میں چچا کو ہے کیونکہ وہ عصبہ ہے ماموں کو ولایت نکاح بموجودگی چچا کے نہیں ہے اور نابالغہ کے مال کی ولایت اور اختیار نہ چچا کو ہے نہ ماموں کو۔ پس چچا نے جب کہ نابالغہ کو نقصان پہونچایا تو اس کو نابالغہ کے مال میں تصرف کرنے سے روکنا چاہیئے در مختار میں ہے الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ[2] قولہ لا المال فان الولی فیہ الاب و وصیہ والجد و وصیہ الخ رد المحتار ص ۴۱۱ ج ۲ و ولیہ ابوہ ثم وصیہ الخ دون الام الخ در مختار قال الزیلعی و اما ما عدا الاصول من العصبۃ کالعم والاخ او غیرھم کالام الخ لا یملکہ اذ نعم نہ لا انھم

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۰۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب الولی ص ۴۲۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر



لیس للصمان یتصرف فی مالہ الخ[1] شامی ج ۵ ..... ان عبارات سے واضح ہوا کہ چچا کو بچہ کے مال کی ولایت نہیں ہے البتہ نکاح کی ولایت ہے۔ سو ولایت نکاح ماموں کی طرف بحالت موجودہ منتقل نہ ہوگی۔ فقط

بالغہ نکاح میں خود مختار ہے مگر کفاءت کا لحاظ ضروری ہے

**سوال ۹۳۳** زید نے انتقال کیا۔ بھائی۔ ماں۔ باپ بیوہ۔ دختر چھوڑے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ماں باپ نے بھی انتقال کیا لڑکی بخوشی و رضامندی اپنی و نیز اپنی ماں کی بکر سے جو اس کی برادری سے ہے عقد کرنا چاہتی ہے چچا حقیقی معترض ہے کہ بکر کفو نہیں ہے اور اپنے بیٹے سے عقد کرنا چاہتا ہے جو لڑکی اور اس کی والدہ کو چند وجوہ سے ناپسند ہے اس صورت میں کیا حکم ہے اور لڑکی کتنی عمر میں بالغہ سمجھی جاتی ہے اور کیا زید کا بھائی حق ولایت رکھتا ہے۔ کفو کا اعتبار کسی وقت ساقط ہو سکتا ہے یا نہ۔ ہندوستان میں کون کس کا کفو ہو سکتا ہے۔ کفو و غیر کفو کی تعریف کیا ہے

**الجواب** ۔ شرعاً پندرہ برس کی عمر میں لڑکی بالغہ سمجھی جاتی ہے اور اگر اس سے پہلے کوئی علامت بلوغ کی مثل حیض وغیرہ کے پائی جاوے تو پہلے ہی بالغہ ہو جاویگی اور چچا بیشک اس صورت میں ولی ہے لیکن ولی کو نابالغہ پر تو جبراً اختیار نکاح کرنے کا ہے بالغہ پر نہیں ہے بالغہ خود اپنی مرضی سے کفو میں نکاح کر سکتی ہے[2] غیر کفو میں نہیں کر سکتی غیر کفو میں بیشک ولی کو رد کرنے کا اختیار ہے اور کفو کا اعتبار کسی حال میں ساقط نہیں ہوتا اور کفو ہونا باعتبار نسب اور باعتبار دیانت و پرہیزگاری اور باعتبار تمول و عدم تمول اور باعتبار پیشہ کے معتبر ہے[3] اور تفصیل ان سب امور کی کتب فقہ میں ہے یہاں

---

[1] رد المحتار کتاب الماذون مطلب فی تصرف الولی و من لہ الولایۃ علیہ ص ۱۵۱ ج ۵ و ص ۱۵۲ ج ۵

[2] و ینعقد نکاح الحرۃ العاقلۃ البالغۃ وان لم یعقد علیھا ولی بکرا کانت او ثیبا الخ ولا یجوز للولی اجبار البالغۃ علی النکاح (ھدایہ باب فی الاولیاء ص ۲۹۳ ج ۲ و ص ۲۹۴ ج ۲) ظفیر

[3] واذا زوجت المرأۃ نفسھا من غیر کفوء فللاولیاء ان یفرقوا بینھما دفعا لضرر العار ھدایہ ج ۲ ص ۳۲۰ فصل فی الکفاءۃ)

اس کی تفصیل لکھنا دشوار ہے ۔ فقط

لڑکی کی اجازت سے اس کا نکاح درست ہے

**سوال ۹۳۴** ملک بنگال میں اکثر یہ دستور ہے کہ ولی لڑکی بالغہ کو قبل عقد نکاح کے مع چند اقارب کے بارات کے ساتھ دولہا کے مکان میں رخصت کر دیتا ہے جب لڑکی دولہا کے گھر پہونچتی ہے تب تین شخص اس کے پاس جاتے ہیں اور ایک ان میں سے لڑکی سے پوچھتا ہے کہ تم بوساطت میری وکالت کے بعوض مہر کذا وکذا اپنے نفس کو فلاں بن فلاں کی زوجیت میں دینا قبول کرتی ہو ۔ لڑکی کہتی ہے قبول تب یہ تینوں شخص مجلس دولہا میں آتے ہیں اور دولہا سے پوچھتے ہیں کہ فلاں بنت فلاں نے بعوض مہر کذا اپنے نفس کو تمہاری زوجیت میں دیدیا ہے تمنے اسکو قبول کر لیا ہے تب دولہا قبول کہتا ہے ۔ اس طرح نکاح درست ہوتا ہے یا نہیں ۔ اور نابالغہ کو خیار بلوغ باقی رہتا ہے یا نہیں ۔ ؟

**الجواب** ۔ اس صورت میں بالغہ کا نکاح منعقد ہوجاتا تو ظاہر ہے کیوں کہ خود بالغہ سے اجازت لیگئی ہے اور در مختار میں ہے فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضی ولی[1] الخ اور یہاں تو ولی کی رضامندی بھی ظاہر ہے اور نابالغہ کے نکاح کے لئے اگر ولی نے ان لوگوں کو جو نکاح خواں سے نکاح خوانی کو کہنے میں وکیل بنا دیا ہے تو نکاح منعقد ہوجاتا ہے اور نابالغہ کو بعد بلوغ اختیار فسخ کا بشرائط باقی رہتا ہے کما فی الدر المختار وان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب وابیہ ولو الام او القاضی او وکیل الاب الخ لا یصح النکاح من غیر کفو او بغبن فاحش اصلا وان کان من کفو وبمہر المثل صح ولکن لھما ای لصغیر وصغیرۃ ملحق بھما خیار الفسخ بالبلوغ الخ بشرط القضاء[2] الخ

چچا کا کیا ہوا نکاح لڑکی بغیر قضائے قاضی فسخ نہیں کر سکتی

**سوال ۹۳۵** ایک شخص نے انتقال کیا ۔ لڑکی نابالغہ و زوجہ اور ایک اپنا بھائی چھوڑا متوفی کی زوجہ نے اس کے بھائی یعنی لڑکی نابالغہ کے تایا سے نکاح کر لیا اور لڑکی نابالغہ کے تایا نے لڑکی مذکورہ یعنی اپنی بھتیجی کا

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۳۲۸ ج ۲ ظفر [2] ایضاً ص ۳۲۹ ج ۲ ظفر



نکاح اپنے لڑکے سے کر لیا ۔ باہمی جھگڑوں کی وجہ سے لڑکی نے بالغہ ہوتے ہی اپنی والدہ کے ایما سے اپنی سمجھ سے نکاح سے انکار کر دیا اور شوہر نے بھی اپنے دوستوں سے یہ کہا کہ میرا کوئی تعلق اس عورت سے نہیں ایسی حالت میں لڑکی کا دوسرا نکاح جائز ہے یا نہیں ۔ ؟

**الجواب** ۔ اس لڑکی کا ولی اس صورت میں اس کا تایا ہے اگر بحالت عدم بلوغ دختر کے اس کا نکاح اپنے لڑکے سے کیا تو وہ نکاح صحیح ہوا ۔ اور اس زمانہ میں قضاء شرعی نہ ہونے کی وجہ سے عورت کے انکار سے نکاح فسخ نہیں ہوا[1] ۔ اور یہ کہنا شوہر کا کہ میرا کوئی تعلق اس عورت سے نہیں ۔ صریح طلاق نہیں ہوا بلکہ کنایہ ہے[2] اس میں نیت شوہر کا اعتبار ہے اگر وہ کہے کہ میری نیت طلاق کی نہ تھی تو اس لفظ سے طلاق واقع نہیں ہوئی ۔ لہٰذا بدون طلاق اپنے شوہر کے اس عورت کا دوسرا نکاح درست نہیں ہے ۔ فقط

**سوال ۹۳۶** ۔ ایک لڑکی برس ڈیڑھ برس کی تھی اس کے والدین مشرک تھے وہ مر گئے حاکم نے ایک مسلمان کے سپرد کر دیا اب وہ مسلمان اس کی شادی کر سکتا ہے یا نہیں ۔ ؟

**الجواب** ۔ قال فی الدر المختار ولا ینفذ الملتقط علیہ نکاح وبیع الخ وفی الشامی لانہ یعتمد الولایۃ من القرابۃ والملک والسلطنۃ ولا وجود لواحد منہا فیہ الخ[3] اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وہ مسلم اس لڑکی نابالغہ کا نکاح نہیں کر سکتا البتہ بعد بلوغ اس کی اجازت سے نکاح صحیح ہوجاویگا ۔

بالغ کا ولی نے نکاح کر دیا بالغ خاموش رہا پھر انکار کر دیا

**سوال ۹۳۷** زید در مرض الموت خود عمر و پسر بالغ را ہمراہ زینب نکاح ساخت ۔ آنوقت عمر در مجلس نکاح حاضر نہ بود است

---

[1] ولھما ای خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنکاح بعدہ الخ بشرط القضاء للفسخ (در مختار) حاصلہ انہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلھما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختیار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار باب الولی ص ۳۲۱ ج ۲) ظفر

[2] کنایتہ مالم یوضع لہ الخ فالکنایات لا تطلق بھا قضاء الا بنیۃ او دلالۃ الحال (در مختار) قولہ (البقیہ ص ۶۶ج ۲ ...)

اکنون عمرو نکاح خود ہمراہ زینب منظور نمی دارد۔ آیا نکاح زینب با عمرو درست است یا نہ۔

**الجواب** ۔ اگر عمرو بعد اطلاع آں نکاح پدر را رد نہ کرد و صراحۃً و دلالۃً آں نکاح را جائز داشت نکاح منعقد شد و بعد ازاں انکار عمرو بطلان نکاح صحیح نخواہد شد و اگر عمرو بعد اطلاع نکاح مذکور را رد کرد نکاح مذکور باطل شد۔

**غیر کفو میں ماں کا کیا ہوا نکاح صحیح نہیں ہے**

**سوال ۹۳۸** زید سفر میں ہے زید کی عورت مسماۃ ہندہ نے اپنی لڑکی نابالغہ کا نکاح ایک لڑکے نابالغ سے جو غیر کفو ہے کیوں کہ لڑکے کا باپ بھٹیارہ ہے بغیر رضامندی اپنے شوہر یعنی لڑکی کے والد کے کردیا ماں کی اجازت سے جو نکاح لڑکی نابالغہ کا غیر کفو میں ہوا وہ صحیح ہے یا نہ۔؟

**الجواب** ۔ اس صورت میں ماں کی اجازت سے جو نکاح نابالغہ کا غیر کفو میں ہوا وہ صحیح نہیں ہوا۔ ہکذا فی الدر المختار[1]۔ فقط

**باپ کے رہتے ہوئے دوسرا ولی نہیں ہوسکتا**

**سوال ۹۳۹** زید کی دختر صالحہ کو جبکہ صالحہ کی ماں فوت ہوگئی تھی عمر نے پرورش کیا زید نے عمر کے حوالہ کردی تھی۔ صالحہ کو عمر نے حالت نابالغی میں بکر کے ساتھ واسطے مناکحت منسوب کیا۔ زید زندہ ہے کسی وجہ سے صالحہ کو بکر کے ساتھ منسوب کرنے میں رضامند نہیں۔ اب عقد صالحہ نابالغہ کا باجازت عمر بکر کے ساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں۔؟

**الجواب** ۔ صالحہ نابالغہ دختر زید کا ولی زید ہے عمر کی اجازت سے بلا اجازت زید کے صالحہ کا نکاح درست نہیں ہے۔ ہکذا فی عامۃ کتب الفقہ[2]۔ فقط

(بقیہ ص۷۵) قضاء قید بہ لانہ لا یقع دیانۃ بدون النیۃ (رد المحتار باب الکنایات ص۶۳۶ ج۲) ظفیر

[1] ویفتی فی غیر الکفوء بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۱۹ ج۲) ظفیر

[2] الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۳ ج۲) ظفیر
[3] شامی کتاب اللقیط ص۴۱۷ ج۳)



**بھائی کے رہتے ہوئے سوتیلا باپ ولی نہیں ہے**

**سوال ۹۴۰** ایک لڑکی نابالغہ کا سوتیلا باپ اور حقیقی ماں موجود ہے اور لڑکی کا حقیقی بڑا بھائی بالغ ایک روز کی مسافت پر ہے۔ اگر سوتیلا باپ اور حقیقی ماں کسی شخص سے نابالغہ کا نکاح کردیں اور حقیقی بھائی کو عقد کے بعد خبر ہو اور وہ اجازت نہ دے اور راضی نہ ہو تو ایسی حالت میں نکاح درست ہوسکتا ہے یا نہیں۔؟

**الجواب** ۔ ایسی حالت میں ولی شرعی اس نابالغہ کا اس کا حقیقی بھائی ہے اگر اس نے اجازت نہ دی تو نکاح نہیں ہوا کذا فی الدر المختار وغیرہ[1]۔ فقط

**غیر ولی کا نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہے**

**سوال ۹۴۱** ایک لڑکی نابالغہ یتیمہ جس کی ماں نے نکاح ثانی کرلیا ہے رشتہ کی نانی کی زیر پرورش رہی اس کا نکاح اس رشتہ کی نانی کی ولایت سے جبکہ وہ نابالغہ تھی کردیا گیا۔ اب لڑکی جوان ہے اور اپنے شوہر سے بوجہ اس کی کم عمر ہونے کے متنفر ہے آیا وہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہ اور پہلا نکاح صحیح ہے یا کیا۔؟

**الجواب** ۔ وہ رشتہ کی نانی بموجودگی والدہ کے اس نابالغہ لڑکی کی ولی نہ تھی اس نے جو نکاح بحالت عدم بلوغ دختر کے کیا وہ ولی شرعی کی اجازت پر موقوف تھا اور ولی نکاح میں عصبات ہوتے ہیں علی ترتیب الارث والحجب، پھر اگر کوئی عصبہ نہ ہو والدہ ولی ہے نانی سے والدہ کا درجہ مقدم ہے اگرچہ والدہ نے دوسرا نکاح کرلیا ہو۔ پس اگر اس نکاح کی اجازت ولی نے دیدی تھی تو وہ نکاح صحیح ہوگیا اور اب بدون طلاق دینے شوہر کے کوئی صورت اس کے نکاح سے علیحدگی کی نہیں ہے اور اگر ولی جائز نے اس نکاح کو پسند نہ کیا تھا اور انکار کردیا تھا تو وہ نکاح باطل ہوگیا۔ اس صورت میں لڑکی دوسرا نکاح اپنا کفو میں کرسکتی ہے[2]۔ فقط

[1] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۳ ج۲) ظفیر

[2] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابعد وان کان حاضرا فی المجلس العقد مالم یرض صریحا او دلالۃ (رد المحتار باب الولی ص۴۲۳ ج۲ و ص۴۲۴ ج۲) ظفیر۔

**بالغہ کا نکاح اس کے علم کے بغیر کردیا تو کیا حکم ہے**

**سوال ۹۴۲** زید نے اپنی لڑکی مساۃ ہندہ بالغہ کا نکاح بکر سے کردیا مگر بوقت نکاح اس سے اجازت نہیں لی اور نہ اس کو اطلاع کی تو یہ نکاح جائز ہے یا نہ۔؟

**الجواب** نکاح موقوف رہا۔ جس وقت لڑکی کو خبر نکاح کی پہنچی اگر وہ خاموش رہی اور انکار نہ کیا تو نکاح منعقد ہوگیا فی الدر المختار فان استاذنہا ھو ای الولی وھو سنۃ او وکیلہ او رسولہ او زوجہا ولیہا واخبرہا رسولہ او فضولی عدل فسکتت عن ردہ مختارۃ الخ فہو اذن الخ[1]۔ فقط

**صرف نابالغ کے ایجاب وقبول سے نکاح درست ہے یا نہیں**

**سوال ۹۴۳ /۱** نابالغ لڑکے اور لڑکی سے ایجاب وقبول کرانے سے نکاح صحیح ہوتا ہے یا نہیں۔؟

**اس صورت میں کیا حکم ہے**

(۲) یہاں دستور ہے کہ نکاح خواں نابالغ کے باپ یا دیگر کسی ولی سے اجازت لے کر دو گواہوں کے ساتھ نابالغہ دولہن کے پاس آتے ہیں اور اس کو کلمہ پڑھا کر کہتے ہیں کہ تمہارا نکاح بعوض ـــ مہر کے فلاں کے لڑکے مسمی فلاں سے ہوتا ہے، تم نے قبول کیا کہو ہاں قبول کیا۔ اسی طرح لڑکے سے کہلاتے ہیں، غرض دونوں جانب قبولیت ہوتی ہے ایجاب کا پتہ نہیں کیا شرعاً یہ نکاح صحیح ہوجاتا ہے شرعاً جو طریقہ نکاح مسنون کا ہو تحریر فرمائیں۔

**نابالغ کا ولی غیر سے ایجاب وقبول کرائے تو کیا حکم ہے**

(۳) اگر ولی خطبہ پڑھنے یا صرف ایجاب وقبول کرنے پر قادر نہ ہو بوجہ شرم کے تو ایک غیر سے ایجاب وقبول کرانا کیا ہے۔؟

**الجواب** - (۱) نابالغوں کے ایجاب وقبول کو اگر ولی نے جائز رکھا تو نکاح صحیح ہوگیا (۲) جبکہ نکاح خواں نے ولی کی اجازت سے ایسا کیا تو یہ نکاح صحیح ہوگیا اور ان دونوں طرف کے کلام میں سے پہلا ایجاب اور دوسرا قبول سمجھا جاوے گا اور اصل تو یہ ہے کہ بالغ سے ایجاب وقبول کرانے کی ضرورت ہی نہیں ہے، خود ولی یا جس کو ولی اجازت دے ایجاب و

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۲۲ ج ۲ ظفیر



قبول کرلیوے۔

(۳) اس میں کچھ حرج نہیں ہے

**مجنونہ کا نکاح بغیر ولی درست نہیں ہے**

**سوال ۹۴۴** ایک شخص نے ایک عورت مہری مدہوش سے نکاح کرلیا۔ اس کی ذات کی خبر نہیں ہے مولوی صاحب نے بغیر تحقیق اس کی ذات وغیرہ کے اس کا نکاح پڑھا دیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

**الجواب** - درمختار میں ہے دعوای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر ومجنون[1] الخ پس اگر وہ عورت مجنونہ ہے اس کو کسی وقت ہوش نہیں آتا تو نکاح اس کا بدون ولی کے یا حاکم مسلمان کے نہیں ہوسکتا اور اگر مجنونہ نہیں ہے تو خود اس کی اجازت ورضا سے نکاح ہوسکتا ہے[2]۔ فقط

**نابالغ کا ایجاب وقبول باپ کی موجودگی میں اس کی رضا سے ہوا تو نکاح صحیح ہے**

**سوال ۹۴۵** زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ جب کہ زید کی عمر پندرہ سال سے کسی قدر کم تھی ہوا۔ مجلس نکاح میں زید کا باپ موجود تھا مگر زید کے باپ کی ولایت سے نکاح نہیں ہوا۔ زید نے خود ایجاب وقبول کیا کابین نامہ پر صرف زید کے باپ کے دستخط بطور گواہ کے ثبت ہیں یہ نکاح صحیح ہوا یا دوبارہ نکاح ہونا چاہیئے۔

**الجواب** - جب کہ زید کا باپ اس مجلس میں موجود تھا اور اس کی رضا واجازت سے زید نے قبول کیا تو وہ نکاح صحیح ہوگیا اور پھر جو کچھ لکھا گیا اور باپ نے اس پر دستخط کردئے صحیح ہوا دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

**نابالغ کا نکاح والد کی موجودگی میں دوسرا شخص کرسکتا ہے یا نہیں**

**سوال ۹۴۶** نابالغ بچوں کا نکاح والدین کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص کرسکتا ہے یا نہیں۔؟

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۲۲ ج ۲ ظفیر

[2] نفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضی ولی والاصل ان من تصرف فی مالہ تصرف فی نفسہ وما لا فلا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۲۲ ج ۲) ظفیر

**الجواب** - نابالغ بچہ کے نکاح کا ولی اول باپ ہے پھر دادا پھر بھائی وغیرہ۔ پس باپ کی موجودگی میں اگر کوئی دوسرا شخص نابالغ کا نکاح کرے تو وہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف ہے اگر باپ اجازت دیگا تو نکاح ہوگا ورنہ نہیں[1]۔

باپ کی اجازت سے نابالغ کا نکاح ہوا اور نابالغ نے قبول کیا تو کیا حکم ہے

**سوال ۹۴۷** زید نے اپنی لڑکی نابالغہ کے نکاح پر اور عمر نے اپنے لڑکے نابالغ کے نکاح پر راضی ہو کر نکاح خواں کو کہا کہ نکاح پڑھو نکاح خواں نے زید و عمر کی موجودگی میں روبرو شاہدین نکاح کر دیا عمر نے قبول نہیں کیا۔ بلکہ لڑکے نے قبول کیا لہذا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔؟

**الجواب** - جب کہ باپ اس نابالغ کا اس مجلس میں موجود تھا اور اس نے نابالغ کے قبول کو تسلیم رکھا تو وہ قبول باپ کی طرف سے منسوب ہو کر نکاح صحیح ہو گیا کیونکہ صبی نابالغ ممیز کے اس قسم کے تصرفات جو متردد ہیں بین النفع والضرر ولی کے قبول پر موقوف رہتے ہیں اگر ولی جائز رکھے جائز ہوتے ہیں وما تردد من العقود بین نفع وضرر کالبیع والشراء توقف علی الاذن الخ کتاب الماذون درمختار[2] اور نکاح بھی مثل بیع و شراء کے ہے فقط

نابالغ کا ولی ایجاب و قبول کے بعد مر جائے تو کیا حکم ہے

**سوال ۹۴۸** زید نے اپنے پسر نابالغ کے لئے ایک دختر نابالغہ عقد نکاح میں قبول کی زید کا پسر نابالغ ہی تھا کہ زید مر گیا اور ولایت و تولیت نکاح کسی ولی دیگر کو نہیں دے گیا تو شرعاً کیا حکم ہے۔

**الجواب** - اگر زید نے اپنی حیات میں اپنے نابالغ پسر کا نکاح جو کہ نابالغہ لڑکی کے ولی کی ولایت سے ہوا تھا قبول کر لیا تھا اور ایجاب و قبول نکاح کا باقاعدہ شاہدین کی روبرو ہو گیا تھا تو وہ نکاح منعقد ہو گیا کیوں کہ نابالغوں کی طرف سے ان کا ولی ہی ایجاب و قبول کرتا ہے۔ یعنی مر جانے کے بعد نکاح میں خلل نہیں ہوا، نکاح ہو چکا تھا۔

[1] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۳۳۳ ج ۲) ظفیر

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الماذون ص ۱۵۰ ج ۵ ۱۲ ظفیر



نابالغہ کیلئے باپ کی اجازت کافی ہے مجلس میں اس کی موجودگی ضروری نہیں

**سوال ۹۴۹** ایک نکاح میں یہ صورت تھی کہ لڑکی کا باپ بارات میں نہیں آیا اور نکاح لڑکے کے مکان پر ہوا قاضی لڑکی کے باپ سے اجازت لے کر آیا تب نکاح پڑھایا گیا تو یہ نکاح درست ہوا یا نہیں۔

**الجواب** - اگر دختر کا باپ اس نکاح ہونے کے بعد اس نکاح سے راضی رہا اور اجازت دیدی تو نکاح صحیح ہو گیا۔ فقط

بالغہ کا نکاح باپ نے کر دیا مگر رخصتی کے وقت اس نے انکار کر دیا کیا حکم ہے

**سوال ۹۵۰** زید کے پیر نے زید کو اس بات پر مجبور کیا کہ تم اپنی دختر کا نکاح بکر کے پسر سے کر دو۔ اولاً زید انکار کرتا رہا مگر پیر صاحب کے زیادہ دباؤ دینے پر ناچار و مجبور ہو کر راضی ہو گیا اور اپنی لڑکی بالغہ کا نکاح بکر کے بیٹے سے پڑھا دیا لیکن اس کے بعد جب وہ لوگ رخصتی کرانے آئے تو زید نے رخصت نہیں کیا بلکہ دختر مذکور کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا اور نکاح اول کے وقت بھی زید نے اپنی لڑکی سے نکاح کی اجازت لی نہ بعد میں اس کو اطلاع دی اس صورت میں کون سا نکاح جائز ہے۔

**الجواب** - اس صورت میں پہلا نکاح صحیح ہو گیا لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ثلث جدھن جد وھزلھن جد الحدیث درمختار میں ہے کہ سکوت عاقلہ بالغہ کا بوقت استیذان ولی اجازت ہے اور اس طرح عاقلہ بالغہ کو جس وقت اطلاع نکاح کرنے کی ہو اور وہ سکوت کرے تو یہ بھی اجازت ہے[1]۔ پس دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوا لان نکاح منکوحۃ الغیر باطل کذا فی الدر المختار والشامی قال اللہ تعالیٰ والمحصنات من النساء[2] الآیۃ فقط (لیکن اگر بالغہ نے نکاح کی خبر سنتے ہی انکار کر دیا تو نکاح منعقد نہیں ہوا۔ ظفیر)

اجازت کے بعد بالغہ کا نکاح درست ہے

**سوال ۹۵۱** زید نے اپنی لڑکی کے نکاح کی تاریخ مقرر کر دی اور لڑکی کو تنہائی میں بٹھا دیا۔ غرض لڑکی کو ہر طرح سے یہ علم ہو گیا

[1] دیکھیے رد المحتار ص ۴۸۲ ج ۲ ظفیر [2] سورۃ النساء - ۴ - ۳ ظفیر

کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہوگا نکاح کے وقت زید نے قاضی سے کہا کہ لڑکی کا نکاح پڑھا دو لڑکی کو نکاح کا علم ہوگیا ہے اس صورت میں نکاح ہوگیا ہے یا نہ۔؟

**الجواب**۔ باپ کے نکاح کرنے کی صورت میں لڑکی بالغہ کو نکاح کی اطلاع پر سکوت کرنا کافی ہے نکاح ہوجاتا ہے۔ لیکن سنت یہ ہے کہ باپ اپنی دختر سے اجازت نکاح کی لے اور کہے کہ میں تیرا نکاح فلاں شخص سے کرتا ہوں اس پر سکوت کرنا اس کی رضامند اجازت ہے نکاح ہوجاویگا[1]۔ فقط

**بالغہ کی اجازت سے ماموں نے اس کا نکاح کردیا تو وہ صحیح ہے۔**

**سوال ۹۵۲** ایک لڑکی نے اپنے ماموں کے پاس پرورش پائی کیوں کہ اس کا باپ دس سال سے مفقود الخبر ہے اور ماموں نے لڑکی کے تائے کی موجودگی میں بعد بالغہ ہونے کے نکاح کردیا اور لڑکی نے بوقت اجازت لینے کے سکوت کیا۔ تائے نے کسی وجہ سے اجازت نہ دی تو نکاح ہوا یا نہیں۔؟

**الجواب**۔ وہ نکاح اگر لڑکی کے بالغہ ہونے پر لڑکی کی اجازت سے کیا گیا ہے تو صحیح ہوا لیکن سکوت لڑکی کا بمقابلہ غیر ولی کے اجازت نہیں ہے اگر اسکے بعد دلالت رضا مثل وطی وغیرہ نہیں پائی گئی تو نکاح نہیں ہوا[2]۔ فقط

**چچا نے بھتیجی کا نکاح کیا مگر بائیس سال کی عمر میں لڑکی نے دوسری شادی کرلی کیا حکم ہے۔**

**سوال ۹۵۳** ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کے چچا اور ماموں اور والدہ نے پڑھا دیا ان کے سوا

---

[1] ولا تجبر البالغة البكر على النكاح الخ فان استاذنها هو اى الولى وهو السنة الخ فسكتت عن رده مختارة او ضحكت غير مستهزئة الخ فهو اذن (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۱۱ ج ۲ و ص ۴۱۲ ج ۲)

[2] فان استاذنها غير الاقرب كاجنبى او ولى بعيد فلا عبرة لسكوتها بل لا بد من القول كالثيب البالغة الخ او ما هو فى معناه من فعل يدل على الرضا كطلب مهرها ونفقتها وتمكينها من الوطى ودخوله بها برضاها الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۱۳ ج ۲ و ص ۴۱۴ ج ۲) ظفیر



اور کوئی ولی نہ تھا بائیس سال کی عمر کے بعد لڑکی نے نکاح سے انکار کیا کہ میرا نکاح نہیں ہوا اور سرکار میں دعویٰ کرکے دوسرا نکاح پڑھا لیا اور خاوند کے گھر چلی گئی۔ بعد اتنی مدت کے دعویٰ لڑکی کا صحیح رہا یا نہیں اور دوسرے نکاح میں جو لوگ باوجود علم کے شامل تھے انکے نکاح باقی رہے یا ٹوٹ گئے۔؟

**الجواب**۔ جب کہ اور کوئی ولی اقرب نابالغہ کا مثل باپ دادا اور بھائی کے موجود نہ تھا تو چچا ولی تھا جو نکاح اس نے کیا وہ صحیح ہوگیا[1]۔ بائیس سال کی عمر میں لڑکی کا انکار اس نکاح سے معتبر نہیں ہے اور دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوا جو لوگ باوجود نکاح اول کے علم کے دوسرے نکاح میں شامل و شریک و ساعی ہوئے وہ گنہگار ہوئے توبہ کریں مگر ان کے نکاح نہیں ٹوٹے کیوں کہ نکاح مرتد و کافر ہونے سے ... ٹوٹتا ہے اور وہ کافر و مرتد نہیں ہوئے۔ فقط

**نابالغی میں باپ نے جو نکاح لڑکی کا کیا وہ درست ہے دوسرا نکاح بعد بلوغ نہیں کرسکتی**

**سوال ۹۵۴** ایک شخص نے اپنی لڑکی نابالغہ کا ایجاب و قبول اپنے بھتیجے کے لئے روبرو گواہان کے مجلس عام میں کیا یعنی شخص مذکور کے حقیقی بھائی نے قبول کیا اب جب کہ لڑکی بالغہ ہوئی تو اس کے باپ نے اس کا نکاح دوسری جگہ کردیا آیا نکاح اول بحال رہا یا فاسد ہوگیا اور نکاح ثانی کے لئے اور اس شخص کیلئے کیا حکم ہے۔؟

**الجواب**۔ اگر ایجاب و قبول اول بطریق نکاح و مجلس نکاح میں کیا گیا روبرو گواہوں کے تو وہ پہلا نکاح صحیح ہوگیا دوسرا نکاح اس کا باطل اور ناجائز ہوا وہ لڑکی پہلے شوہر کو ملنی چاہیئے اور دوسرے شوہر سے علیحدہ رکھی جاوے اور شخص مذکور جس نے ایسا کیا اس فعل سے توبہ کرلے یہی کفارہ اس گناہ کا ہے۔ فقط

---

[1] اقرب الاولياء الابن ثم ابن الابن وان سفل ثم الاب ثم الجد ابو الاب وان علا الخ ثم الاخ الخ ثم العم لاب وام الخ (عالمگیری مصری الباب الرابع فی الاولیاء ص ۲۶۵ ج ۱) ظفیر

**ایک عورت نے کہا میرا نکاح فلاں سے کردو قاضی نے کردیا کیا حکم ہے۔**

**سوال ۹۵۵** مساۃ سندر طوائف نے تین گواہوں کے روبرو اپنے نکاح کی اجازت دی کہ میرا نکاح رمضانی سے پڑھ دو تب قاضی نے نکاح پڑھا لیکن قاضی نے اپنے کان سے اجازت نہیں سنی تو یہ نکاح صحیح ہوگیا یا نہیں۔؟

**الجواب** - اس صورت میں نکاح صحیح ہوگیا[1]۔ فقط

**نابالغہ کی شادی اسکی مرضی کے بغیر ولی نے کردی تو وہ جائز ہے**

**سوال ۹۵۶** ایک لڑکی بعمر دس سالہ کا نکاح اس کے بھائی نے بلا رضامندی نابالغہ لڑکے چھ سالہ کے ساتھ کردیا۔ اس وقت سے ابتک وہ لڑکی ناراض ہے اور وہ اپنے شوہر کے گھر نہیں جاتی اب اس لڑکی کی عمر پندرہ سال کی ہے اور لڑکے کی عمر دس سال کی ہے۔ آیا اس لڑکی کا نکاح بلا طلاق دوسری جگہ پڑھا سکتے ہیں یا نہیں اس لڑکی مذکورہ کے تین بھائی ہیں ان میں سے دو بھائی پہلے بھی ناراض تھے اور اب بھی وہ ناراض ہیں۔

**الجواب** - اگر بھائیوں کے سوا اور کوئی ولی اقرب اس لڑکی نابالغہ کا نہ تھا تو جس بھائی نے نکاح اس کا اپنی ولایت سے کفو میں کردیا وہ صحیح ہوگیا[2]۔ نابالغہ کی ناراضی شرع میں معتبر نہیں ہے[3]۔ اور جب تک شوہر بالغ نہ ہو اس کی طلاق بھی واقع نہ ہوگی[4] اور بدون طلاق کے دوسرا نکاح اس لڑکی کا صحیح نہ ہوگا[5]۔ فقط

---

[1] قاضی کا سننا ضروری نہیں ہے لڑکی کا اجازت دینا کافی ہے ۱۲ ظفیر

[2] ولو زوجها الاقرب حيث هو جاز النكاح (ونيه قبله) ولو زوجها وليان مستويان قدم السابق (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولى ص ۳۳۲ ج ۲ و ص ۳۳۳ ج ۲)

[3] وهى نوعان ولاية ندب على المكلفة وولاية اجبار على الصغيرة الخ وهو اى الولى شرط صحة نكاح صغير ومجنون الخ ايضاً ص ۳۲۲ ظفير

[4] ولا يقع طلاق الصبى والمجنون والنائم لقوله عليه السلام كل طلاق جائز الا طلاق الصبى والمجنون ولان الاهلية بالعقل المميز وهما عديما العقل هدايه كتاب الطلاق ص ۳۳۹ ج ۲ ظفير

[5] واما نكاح منكوحة الغير ومعتدته الخ لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (رد المحتار باب المهر ص ۴۸۳ ج ۲) ظفير



**صرف بالغہ کی اجازت سے نکاح درست ہے**

**سوال ۹۵۷** زید نے اپنے بیٹے بکر کو عمر کے مکان پر تین آدمی ہمراہ کر کے روانہ کیا انھوں نے عمر کے مکان پر پہنچکر عمر کی عدم موجودگی میں اور بلا اجازت صریحی یا ضمنی عمر کے۔ اس کے بیٹے شبیر حسن نابالغ اور اس کی زوجہ کو شامل کر کے عمر کی نابالغ لڑکی سے جس کی عمر پندرہ برس دو ماہ بارہ دن ہے نکاح کر لیا صحیح ہوا یا نہیں۔

**الجواب** - پندرہ برس کی عمر میں لڑکی شرعاً بالغہ شمار ہوتی ہے[1] اور بالغہ کا نکاح خود اس بالغہ کی اجازت سے صحیح ہے اگر کفو میں نکاح ہو پس اگر اس لڑکی سے اس کی والدہ وغیرہ نے اجازت لے کر اس کا نکاح کیا روبرو شاہدین کے تو نکاح مذکور صحیح ہوگیا[2]

**جذام والے خاندان کے لڑکے سے شادی درست ہے**

**سوال ۹۵۸** ایک بالغہ لڑکی زید سے نکاح کرنے پر راضی ہے مگر زید کے خاندان میں جذام ہے تو نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں۔

**الجواب** - نکاح کرنا درست ہے فی الحال کی حالت کا اعتبار ہے آئندہ کی خبر کس کو ہے ایسا وہم نہ کیا جاوے۔ فقط

**لڑکی کا سکوت اجازت ہے یا نہیں**

**سوال ۹۵۹** (۱) اگر لڑکی نے اجازت نکاح لفظوں میں نہ دی ہو اور صرف سکوت کیا تو یہ اجازت شمار ہوگی یا نہیں۔؟

**دوسرا نکاح صحیح نہیں**

**سوال ۹۶۰** (۲) اب لڑکی اپنی ماں یا کسی اور رشتہ دار کے کہنے سننے سے اگر دوسری جگہ نکاح کرلے تو یہ دوسرا نکاح صحیح ہوگا یا نہیں۔

**باپ کے نکاح کردینے پر لڑکی اپنی رضامندی ظاہر کردے تو کیا حکم ہے**

**سوال ۹۶۱** (۳) لڑکی کے باپ کو عمر کے لڑکے سے نکاح کرتے ہوئے دیکھکر خاموش رہنا اور بعد میں لڑکی کا یہ کہنا کہ جو ہونا تھا

---

[1] بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال الخ والجارية بالاحتلام والحيض والحبل فان لم يوجد فيهما شئ حتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى لقصر اعمار اهل زماننا (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحجر فصل بلوغ الغلام ص ۱۳۶ ج ۵) ظفير

[2] فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضاء ولى الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولى ص ۴۱۲ ج ۲) ظفير

ہوگیا موجب نکاح ہے یا نہیں۔

**لڑکی غائب رہی تو کوئی حرج نہیں**

۹۶۲ (۴) دو دن لڑکی کے غائب رہنے اور اپنی ماں کے ساتھ کسی رشتہ دار کے یہاں رہنے سے نکاح میں کچھ خلل ہے یا نہیں۔

**نکاح ہونے کے بعد فسخ نہیں کیا جا سکتا**

۹۶۳ (۵) باوجود صحت نکاح زید اپنی بیوی کے کہنے سننے یا لڑکی اپنی ماں کے کہنے سننے سے نکاح کو فسخ کر سکتے ہیں یا نہیں۔؟

**رخصتی کا شوہر کو حق ہے**

۹۶۴ (۶) زید کے اپنی بیوی یا کسی اور کے کہنے سننے سے نکاح سے ناراضمند ہونے سے اور لڑکی کے زوج کے ساتھ نہ رخصت کرنے پر شرعی مطالبہ شوہر کو ہے یا نہیں۔

**الجواب۔** (۱) سکوت لڑکی کا اس موقع پر کافی ہے اور اجازت سمجھی جاتی ہے کذا فی الدر المختار[1] (۲) دوسرا نکاح صحیح نہ ہوگا[2]۔

(۳) لڑکی کا یہ کہنا بھی اجازت نکاح کی ہے اور زید نے تو خود ناکح کو امر نکاح خوانی کا کیا ہے اس کی اجازت ظاہر ہے (۴) کچھ خلل نہیں آتا (۵) فسخ نہیں کر سکتے (۶) جب کہ معلوم ہوا کہ نکاح صحیح ہوگیا تو شوہر کو رخصت کرانے کا شرعاً حق ہے۔ فقط

**نابالغ کا نکاح باپ کی اجازت سے ہوا مگر قبول صرف نابالغ نے کیا تو کیا حکم ہے**

**سوال ۹۶۵** زید اپنے بیٹے عمر کی بارات کی تیاری کر کے مع عمر خالد کے مکان پر گیا۔ تمام لوگوں کو مجلس نکاح میں جمع کیا اور ملا کو یہ کہا کہ میرے بیٹے عمر کا نکاح خالد کی لڑکی سے کردو۔ ملا نے باجازت زید نکاح عمر کا کردیا اور زید وقت ایجاب وقبول کے موجود تھا مگر قبول عمر نابالغ غیر عاقل نے کیا بموجودگی اپنے باپ زید کے۔ کیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

**الجواب۔** نکاح شرعاً صحیح ہے کیونکہ باپ کی رضا واجازت دلالۃً معلوم ہے فی الدر المختار ویثبت الاذن دلالۃ[3] وفیہ ایضاً وما تردد من العقود بین نفع وضرر

[1] فان استاذنها هو ای الولی الخ فسکتت الخ فهو اذن (ایضاً ص ۴۱۰ ج ۲)، [2] اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ الخ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً (رد المحتار باب المحرمات ص ۳۸۲ ج ۲) ظفیر

[3] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الماذون ص ۱۳۵ ج ۵) ۱۲ ظفیر۔



کالبیع والشراء توقف علی الاذن الخ فان اذن لهما الولی فهما فی شراء وبیع کعبد ماذون فی کل احکامه وفیه ولا یتزوج الا باذن[1] الخ من کتاب الماذون۔ فقط

**پوتی کا دادا نے نکاح کردیا باپ نے خاموشی اختیار کی اور راضی رہا تو نکاح ہوگیا**

**سوال ۹۶۶** زید کی لڑکی بوقت نکاح ۱۱ سال تھی۔ زید کی عدم موجودگی میں زید کے باپ نے نکاح کردیا تھا اور زید کو اطلاع دی کہ فلاں تاریخ نکاح ہے تم آکر شریک ہو۔ زید نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس سفر خرچ نہیں ہے اور وہ شریک نہ ہوسکا۔ بعد چند روز کے زید آیا مگر اس نے کوئی اعتراض نہ کیا کہ میری عدم موجودگی میں کیوں نکاح کردیا۔ پھر پردیس چلا گیا۔ اس کے بعد پانچ چھ مرتبہ آیا مگر کسی سے اشارۃً کنایۃً یہ نہیں کہا کہ میری مرضی سے نکاح نہیں ہوا۔ اس عرصہ میں زید کے باپ نے چار مرتبہ لڑکی کو رخصت بھی کیا۔ اب کسی وجہ سے زید کہتا ہے کہ نکاح ہماری مرضی سے نہیں ہوا۔ نکاح فسخ کرانا چاہتا ہے لہذا یہ نکاح جائز رہا یا ناجائز۔؟

**الجواب۔** یہ نکاح جو دادا نے کیا صحیح ہوگیا اب فسخ نہیں ہوسکتا کہ باپ کی رضا دلالۃً پائی گئی ہے شامی میں فللولی الاعتراض ما لم یرض صریحاً او دلالۃً[2] اس سے معلوم ہوا کہ دلالۃً رضا بھی مثل صریحی رضا کے ہے اور در مختار میں ہے وللولی الابعد التزویج بغیبۃ الاقرب الخ مسافۃ القصر واختار فی الملتقی ما لم ینتظر الکفو الخاطب جوابه[3] الخ پس صورت موجودہ میں غالباً دونوں وجہ جواز نکاح کی قائم ہیں لہذا زید اب اس نکاح کو فسخ نہیں کراسکتا۔ فقط

**ماں نے بالغہ کا نکاح کردیا اور وہ شوہر کے پاس رہی بھی نکاح ہوا یا نہیں**

**سوال ۹۶۷** مسماۃ ہندہ جس کی عمر پندرہ یا سولہ سال کی ہے اس کا والد فوت ہوچکا ہے حقیقی تایا اور والدہ

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الماذون ص ۱۳۰ ج ۵ وص ۱۵۱ ج ۵ ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الاولی ص ۴۱۳ ج ۲ وص ۴۱۴ ج ۲ (۴) ظفیر

[3] رد المحتار باب الاولی ص ۴۳۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر

موجود ہیں بغیر اس کی رضامندی اور اس کے تایا سے بغیر دریافت کئے محض اس کی ماں کی اجازت سے زید کے ساتھ اس کا نکاح کردیا گیا تین ماہ سے اس کے نکاح میں ہے دو ماہ تک شوہر کے یہاں رہی لیکن اب شوہر کے گھر رہنے پر رضامند نہیں آیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہ اور اب علیحدگی کی کیا صورت ہے ہندہ مہر کی مستحق ہے یا نہ ؟

**الجواب** - خلوت اور وطی اگر برضا واقع ہو تو وہ بھی اجازت ہے کطلب مہرھا ونفقتھا وتمکینھا من الوطی الخ[1] درمختار پس اگر ایسا ہوا تو نکاح صحیح ہوگیا اور پندرہ سولہ سال کی عمر میں لڑکی بالغہ سمجھی جاتی ہے اور مہر اگر موجل ہے تو اس کی وصولی کا وقت طلاق یا موت ہے فی الحال نہیں لے سکتی۔ فقط

| | |
|---|---|
| باپ نے اپنی بالغہ لڑکی کو مار پیٹ کر اجازت لی اور نکاح کردیا یہ درست ہے کیا | **سوال ۹۶۸** ایک عورت بیوہ کو اس کے والد نے کہا کہ فلاں شخص سے تمہارا نکاح کرتے ہیں اس نے |

انکار کیا مگر اس کے باپ اور بھائی دونوں نے اس بیوہ کو زدوکوب کرکے اجازت نکاح لے لی اور نکاح کردیا اس صورت میں اس بیوہ کا نکاح صحیح ہوا یا نہیں - ؟

**الجواب** - صورت مسئولہ متذکرہ بالا میں نکاح ہوگیا کما فی الشامی اذ حقیقۃ الرضاء غیر مشروطۃ فی النکاح لصحتہ مع الاکراہ والھزل الخ[2] شامی جلد ثانی فی الدر المختار وقد نظم فی النہر ما یصح مع الاکراہ فقال طلاق وایلاء ظہار ورجعۃ نکاح مع استیلاد عفو عن العمد الخ[3] فقط

| | |
|---|---|
| باپ نے اپنی بالغہ لڑکی سے نکاح کے بعد پوچھا یہ نکاح منظور ہے یا نہیں وہ خاموش رہی کیا حکم ہے | **سوال ۹۶۹** زید نے اپنی دختر بالغہ کا عقد خالد سے کردیا نکاح سے ۱ منٹ کے بعد عمر نے |

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۴۳ ج ۲ (قبیل مطلب الخصاف کبیر)

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق مطلب فی المسائل التی تصح مع الاکراہ ص ۵۷۹ ج ۲ ظفیر



جو لڑکی کا بھائی ہے یہ کہا کہ زینب دختر مذکور انکار کرتی ہے زید نے پھر زینب سے دریافت کیا کہ تو نکاح سے راضی ہے یا نہیں اس پر اس نے سکوت کیا۔ اس صورت میں یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں - ؟

**الجواب** - اس صورت میں نکاح صحیح ہوگیا کما فی الدر المختار فان استاذنھا ھو ای الولی او وکیلہ او رسولہ او زوجھا ولیھا واخبرھا رسولہ او فضولی عدل فسکتت عن رد الخ فھو اذن[1] فقط

| | |
|---|---|
| لڑکی نے جب بلوغ کا اقرار کیا تو اسکی اجازت سے شادی درست ہوگئی | **سوال ۹۷۰** ایک فرقہ نے پندرہ برس سے کم عمر کی کسی یتیمہ لڑکی کا ماں اور نانی سے مشورہ لے کر بوقت شب |

اقرار بلوغ وحیض کرا کے وکالۃ نکاح پڑھا دیا صبح کو لڑکی کا چچا نکاح کی خبر سنکر لڑکی کو چھین کر لے گیا اور اپنے بیٹے سے نکاح کردیا اس صورت میں انکار کرنا لڑکی کا بعد اقرار کے معتبر ہوگا یا نہیں اور کون سا نکاح صحیح ہے -

**الجواب** - درمختار میں ہے کہ مراہقہ کا اقرار بالبلوغ معتبر ہے اور انکار بعد الاقرار معتبر نہیں فلا یقبل جحودہ البلوغ بعد اقرارہ مع احتمال حالہ درمختار وادنی مدتہ لہ اثنتا عشرۃ سنۃ ولھا تسع سنین ھو المختار کما فی احکام الصغار درمختار[2] لہذا نکاح اول صحیح ہوگیا دوسرا نکاح صحیح نہیں ہے - فقط

| | |
|---|---|
| بڑا بھائی اگر بہن کا نکاح نہ کرے اور چھوٹا بالغ بھائی کردے تو درست ہے | **سوال ۹۷۱** عمر خاں فوت ہوئے چار بیٹے اور چار بیٹیاں اور دو بیبیاں چھوڑیں ایک بیوی |

حاملہ چھوڑی جس کی عمر خاں کے بعد لڑکی پیدا ہوئی۔ اب پہلی بیوی سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں اور بعد کی بیوی سے دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں پچھلی بیوی کے بڑے

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۱۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۹۸ ج ۵ کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام

بیٹے مجید خاں نے بعد پندرہ سال کے جو لڑکی عمر کے بعد پیدا ہوئی تھی اپنے قبضہ میں لے کر اس کی جانب سے مقدمہ پہلی بیوی اور پچھلی بیوی کے جو وارث تھی مقدمہ لڑا کر تقریباً پچاس ہزار کی جائداد حاصل کی۔ اب لڑکی کی عمر ۲۵ یا ۳۰ سال ہے باوجود تقاضا کرنیکے مجید خاں برادر لڑکی اپنی نفع کی غرض سے شادی لڑکی کی نہیں کرتا۔ ایسی صورت میں لڑکی کا دوسرا حقیقی بھائی جو مجید خاں سے چھوٹا ہے وہ لڑکی کا نکاح کرسکتا ہے یا نہیں مجید خاں لڑکی سے بات بھی نہیں کرنے دیتا جو اس کا منشار معلوم ہو۔ ایسی حالتمیں کیا کیا جاوے

**الجواب** - مجید خاں کا دوسرا بھائی اگر جوان اور بالغ ہے تو وہ لڑکی کو اطلاع کرکے اس کا نکاح کرسکتا ہے مگر چونکہ لڑکی بالغہ ہے اس لئے اس سے دریافت کرنا اور اس کی اجازت لینا ضروری ہے اور ساکت رہنا اس کا کافی ہے اور اجازت سمجھی جاتی ہے اگر نکاح ہونے کے بعد جس وقت خبر اس لڑکی کو پہنچے اور وہ انکار نہ کرے یعنی اپنی رضامندی ظاہر کردیوے اور سکوت کرے تو وہ نکاح صحیح ہوجاویگا[1]

عورت کی اجازت سے گونگے سے نکاح درست ہے

**سوال ۹۷۳** ایک گونگے مرد سے ایک عورت کا نکاح کرنے لگے عورت اول تو رضامند نہ ہوئی بہت دیر جھگڑنے کے بعد عورت بولی کہ اچھا کردو" نکاح پڑھا دیا۔ اب وہ نکاح ہوا یا نہیں۔؟

**الجواب** - جب کہ عورت بالغہ نے کہدیا کہ اچھا نکاح کردو گونگے سے اور نکاح کردیا گیا یعنی ایجاب و قبول روبرو دو گواہوں کے ہوگیا وہ نکاح صحیح ہوگیا اور گونگے کا قبول کرنا اشارہ سے ہوسکتا ہے۔ فقط

بالغہ لڑکی سے اجازت نہیں لی اور نکاح کردیا لڑکی ناخوش ہے کیا حکم ہے

**سوال ۹۷۳** سید محمد صاحب نے اپنی دختر بالغہ کا نکاح بغیر اجازت اس کے اور اس کی والدہ کے ایک شخص سے

---

[1] لاتجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولایة بالبلوغ فان استاذنها هو او وکیله الخ فسکتت الخ فهو اذن. الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص۴۱۲ ج۲ ظفیر



کردیا۔ لڑکی سخت ناخوش ہوئی اور ناخوش ہے لڑکی یہ ہرگز نہیں چاہتی تھی کہ اس سے نکاح ہوتا۔ لڑکی کا نام یوسف زمان عرف "جیا" ہے نکاح اس کے باپ نے صرف جیا کے نام سے کیا ہے۔ یہ نکاح جائز ہوا یا کیا۔؟

**الجواب** - لڑکی کے باپ کو اپنی زوجہ یعنی لڑکی کی والدہ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے لیکن جبکہ لڑکی بالغہ ہو تو لڑکی کو اطلاع کرنا اور اجازت لینا ضروری ہے اطلاع ہونے پر اگر لڑکی نے سکوت کیا اور نکاح کو رد نہ کیا تو نکاح منعقد ہوگیا۔ اگر دل میں لڑکی ناراض رہی لیکن اطلاع ہونے پر خاموش ہوگئی تو نکاح منعقد ہوگیا اور اب اگر انکار کرے تو نکاح باطل نہ ہوگا باپ نے اگر صرف جیا نام لیا تب بھی نکاح ہوگیا۔[1]

بیوہ بالغہ کے نکاح میں والد کی حاضری ضروری نہیں

**سوال ۹۷۴** بیوہ ہندہ کے والدین موجود ہیں کیا ان کی غیر حاضری میں نکاح جائز ہے کیا بلا مرضی بیوہ کے اسکا نکاح جائز ہوسکتا ہے

**الجواب** - والدین کی حاضری بیوہ بالغہ کی نکاح کے لئے ضروری نہیں ہے لیکن بلا رضاء بالغہ کے اس کا نکاح صحیح نہیں ہے۔[2] فقط

زبردستی کا نکاح جس کو عورت نے قبول نہیں کیا درست نہیں

**سوال ۹۷۵** ایک عورت بالغہ کو چند اشخاص نے زبردستی جبراً گھر سے نکالکر ایک شخص کے ساتھ نکاح کردیا بحضور شاہدان آیا یہ نکاح صحیح ہے یا ناجائز اور اس عورت کا نکاح دوسرے شخص کے ساتھ بغیر فسخ کے ہوسکتا ہے یا نہیں۔؟

**الجواب** - اگر اس بالغہ نے اجازت نکاح کی نہیں دی اور نہ بعد نکاح کے راضی ہوئی اور نہ اجازت دی تو وہ نکاح باطل ہوگیا قال فی الدر المختار فان استاذنها

---

[1] فان استاذنها هو ای الولی وهو السنة او وکیله او رسوله او زوجها ولیها واخبرها رسوله او فضولی فسکتت عن رده مختارة الخ فهو اذن الخ ولو استاذنها فی معین فردت ثم زوجها منه فسکتت صح فی الاصح بخلاف ما لو بلغها فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلانه بالرد. الدر المختار علی هامش رد المحتار ص۴۱۲ باب الولی ظفیر [2] ینعقد نکاح الحرة العاقلة البالغة برضاها وان لم یعقد علیها ولی

غیر الاقرب کا جنبی لانہ لاعبرۃ بسکوتہا بل لابد من القول کالثیب البالغۃ الخ[1] اور اگر مطلب اکراہ کا یہ ہے کہ جبراً اکراہاً عورت سے ایجاب یا قبول کے الفاظ دبرد شاہدین کے کہلائے تو اس سے نکاح منعقد ہو جاویگا لانہ یصح النکاح مع الاکراہ ای الایجاب او القبول مکرہاً لحدیث ثلث جدھن جد وہزلہن جد الحدیث[2]۔ فقط

**سوال ۹۷۶** (بیوہ بالغہ خود مختار ہے دیور حقدار نہیں) زید کی لڑکی بیوہ ہوگئی تو اس کے شوہر کا چھوٹا بھائی اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے لڑکی انکار کرتی ہے لوگ کہتے ہیں کہ لڑکی کا حقدار اس کا دیور ہے صحیح ہے یا نہیں اور لڑکی کا نکاح جبراً اس سے ہو سکتا ہے یا نہیں،

**الجواب**۔ اب یہ لڑکی خود مختار ہے بعد عدت گذرنے کے جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے کسی کو رد کرنے کا حق نہیں اس کے خاوند کے چھوٹے بھائی کا حق اس پر نہیں۔ لوگوں کا کہنا صحیح نہیں ہے اور نہ جبراً وہ نکاح میں لا سکتا ہے فتاویٰ قاضیخاں میں ہے ولا یزوج البکر البالغۃ ابوھا علی کرہ منہا خلافاً للشافعی وفی الثیب لا یزوج بالاجماع[3]

**سوال ۹۷۷** (بالغہ نکاح کر سکتی ہے جبراً نکاح حرام اور باطل ہے) زید نے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا جو عاقلہ بالغہ حرہ۔ عالمہ ہے اور ضروری شرائط مثل مہر وغیرہ ولی جائز والدین سے طے کئے مگر ایجاب وقبول کے وقت صرف دو گواہ موجود تھے عند الحنفیہ نکاح ہوا یا نہیں اگر ہوا اور والدین نے اپنی ناراضی ظاہر کر کے جبراً ہندہ کا نکاح بکر سے کر دیا حالاں کہ ہندہ نے نہ خلع کرایا نہ زید نے طلاق دی۔ بکر سے نکاح ہوا یا نہیں۔؟

**الجواب**۔ حرہ، عاقلہ بالغہ اپنے نکاح کی خود مختار ہے اگر وہ اپنا نکاح اپنی رضامندی سے کفو میں کرے تو نکاح صحیح ہے اور کوئی ولی اس کو فسخ نہیں کر سکتا۔ پس اس

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار، باب الولی ص ۴۱۳ ج ۲ ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۱۲ ج ۲ ظفیر [3] قاضی خاں علی ہامش الفتاوی الہندیہ فصل فی الاولیاء ص ۳۲۶ ج ۱۔



صورت میں جو نکاح باپ نے جبراً بکر سے کیا وہ باطل وحرام ہے البتہ اگر وہ بالغہ اپنا نکاح غیر کفو میں بدون رضامندی ولی کے کرے تو بقول مفتی بہ وہ نکاح فاسد ہے قال فی الدر المختار ھی ای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر الخ لا مکلفۃ فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضی ولی الخ وله الاعتراض فی غیر الکفو الخ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتوی لفساد الزمان الخ وفی الشامی قوله وھو المختار للفتوی وقال شمس الائمۃ وھذا اقرب الی الاحتیاط کذا فی تصحیح العلامۃ قاسم الخ[1] ص ۲۹۷ ج ۲۔ فقط

**سوال ۹۷۸** (بالغہ نے کفو سے جو نکاح خود کیا درست ہے باپ نے جو زبردستی کیا وہ جائز نہیں) ایک جوان لڑکی بالغہ نے اپنا نکاح اپنی قوم کے لڑکے سے خود دو گواہوں کے سامنے کرا لیا کچھ عرصہ کے بعد اس کے والد کو خبر ہوئی اس نے بلا طلاق شوہر اول کے دوسرے شخص سے اس لڑکی کا نکاح کر دیا۔ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔ لڑکی کے باپ اور معلم نکاح خواں کے لئے کیا حکم ہے۔؟

**الجواب**۔ اگر عورت اور خاوند کے علاوہ دو گواہ مسلمان اور موجود تھے اور ان کے سامنے نکاح ہوا تو وہ نکاح صحیح ہو گیا دوسرا نکاح جو باپ نے کیا بدون طلاق دینے شوہر اول کے صحیح نہیں ہوا[2]۔ اور باپ اور معلم جس نے باوجود علم نکاح اول کے دوسرا نکاح پڑھا گنہگار ہوئے توبہ کریں اور نکاح اس معلم وغیرہ کا نہیں ٹوٹا۔ فقط

**سوال ۹۷۹** (بالغہ نے جب وارثوں کے نکاح کو رد کر دیا تو صحیح نہیں ہوا) ایک لڑکی بالغہ کا نکاح بلا رضا لڑکی کے اس کی والدہ اور دیگر وارثوں نے کر دیا جس وقت لڑکی کو خبر ملی تو وہ بہت روتی پیٹتی اپنے گھر پر آئی اور کہا کہ مجھے یہ نکاح منظور نہیں ہے یہ نکاح ہوا یا نہیں۔؟

[1] دیکھئے رد المحتار باب الولی ص ۴۰۹ و ص ۴۱۰ ج ۲ ظفیر [2] ولا یجوز للولی اجبار البکر البالغۃ علی النکاح الخ لانہا حرۃ فلا یکون للغیر ولایۃ الاجبار (ہدایہ باب الاولیاء ص ۲۹۴ ج ۲) ظفیر

اجازت کی گواہی اگر لوگ دیں تو

**سوال ۹۸۰** (۱) قاضی نکاح خواں اور دس بیس آدمی گواہی دیتے ہیں کہ لڑکی نے اور اس کے وارثوں نے اجازت دی تب نکاح پڑھا ہے۔ لڑکی کہتی ہے کہ ہم نے اجازت نہیں دی یہ کام زبردستی ہوا ہے قاضی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور نکاح اس کا رہا یا نہ اور شرکاء نکاح کے لئے کیا حکم ہے۔؟

**الجواب۔** (۱) وہ نکاح باطل ہوگیا[1]

(۲) اگر لڑکی کی اجازت دینے کے دو گواہ ثقہ و معتبر موجود ہیں تو اجازت لڑکی کی ثابت ہوگی اور انکار اس کا معتبر نہیں ہے نکاح ہوگیا۔ فقط

بالغہ کے ولی ماموں اور خالہ نہیں ہیں

**سوال ۹۸۱** ایک لڑکی جس کی عمر پندرہ سال ہے اور اس کی چھوٹی ہمشیرہ کی عمر سات سال ہے ان کے والدین فوت ہو چکے ہیں والدین کے قریب تر رشتہ دار نہ ہونے کی وجہ سے ماموں و خالہ لڑکیوں مذکورہ کو اپنی ہمراہ لے آئے بڑی لڑکی کی منگنی ایک شخص سے کر دی۔ بعد میں ایک شخص مبلغ تین سو روپے دینے والا ملا ماموں و خالہ نے پہلے منسوب شدہ شخص کو انکار کر دیا اور زیادہ رقم دینے والا شخص سے نکاح کرنا چاہا۔ چنانچہ یہ خبر لڑکی بالغہ کو پہنچی اس نے ماموں و خالہ سے علیحدہ ہو کر پہلے شخص سے عقد شرعی کر لیا۔ کیا لڑکی ایسا کر سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی کے ولی ماموں و خالہ ہیں یا بڑی ہمشیرہ ولی ہے۔؟

**الجواب۔** جب کہ وہ بڑی لڑکی بالغہ ہے تو اس نے اپنی رضامندی سے جو نکاح اپنا کفو میں کیا ہے وہ صحیح ہوگیا۔ ماموں[2] و خالہ کو کچھ اختیار اور ولایت اس پر نہیں ہے اور چھوٹی لڑکی کی ولی اس کی بڑی بہن[3] ہے ماموں و خالہ اس کے بھی ولی نہیں ہیں۔ فقط

(۱) لا یجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب و سلطان بغیر اذنها بکرا کانت او ثیبا فان فعل ذالک فالنکاح موقوف علی اجازتها فان اجازته جاز وان ردته بطل (عالمگیری باب مصطفائی رابع فی الاولیاء ص۱۳۵ ج۲) ظفیر (۲) نفذ نکاح حرة مکلفة بلا ولی (عالمگیری مصطفائی باب الاولیاء ص۱۳ ج۲) ظفیر (۳) الولی فی النکاح لا

(بقیہ ص۹۵ پر)



دس برس کی لڑکی جب کہے کہ حیض آتا ہے تو مانا جائیگا اس کا نکاح اسکی مرضی سے ہوگا

**سوال ۹۸۲** دس برس کی لڑکی کا نکاح اس کے دادا نے کرادیا جب اس کو خبر ملی تو انکار ظاہر کیا کہ میں بالغ ہوں مجھکو حیض آتا ہے۔ کیا ایسے انکار سے نکاح فسخ ہو جاویگا یا نہیں اور اس کے بلوغ کو ثابت کرنے کیلئے اس کا قول معتبر ہے یا اور شہادت کی ضرورت ہے۔

**الجواب۔** درمختار میں ہے وادنی مدته له اثنتی عشرة سنة ولها تسع سنین الخ فان راهقا بان بلغا هذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبهما الظاهر الخ[1]۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قول لڑکی مراہقہ کا درباره بلوغ معتبر ہے اگر قرائن سے اس کا کذب ظاہر نہ ہو اور جب اس نے نکاح سے انکار کر دیا تو نکاح صحیح نہیں۔ ظفیر)

باپ بھی بالغہ لڑکی کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح نہیں کر سکتا

**سوال ۹۸۳** ہندہ بالغہ اور مادر ہندہ یہ چاہتی ہیں کہ ہندہ کا نکاح غیر جگہ ہو اور پدر ہندہ راضی نہیں ہوتا اگر ہندہ بوجہ نزاع کے دوسری بستی میں چلی جاوے تو ایسی حالت میں ہندہ کی عدم موجودگی میں باپ اس کا نکاح کر سکتا ہے اور جائز ہے یا نہیں۔؟

**الجواب۔** بالغہ کا نکاح خود اسی کی اجازت سے ہو سکتا ہے جب کہ وہ کفو میں نکاح کرے اور اس کا باپ بلا اس کی اجازت کے اس کا نکاح نہیں کر سکتا[2]۔ فقط

بالغ لڑکا لڑکی جو ہم کفو ہیں بغیر مرضی والدین نکاح کر سکتے ہیں

**سوال ۹۸۴** ایک لڑکے ۲۴ سالہ کا رشتہ ایک لڑکی ۱۷ سالہ سے ہوا کچھ عرصہ کے بعد بغیر مرضی لڑکے کی شادی

(بقیہ ص۹۴) العصبة بنفسه بلا توسط انثی علی ترتیب الارث والحجب الخ فان لم یکن عصبة فالولایة للام الخ ثم للاخت لاب الخ ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال ثم الخالات (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۷ ج۲ و ص۴۳۱ ج۲) ظفیر (۱) ینعقد نکاح الحرة العاقلة البالغة برضاءها وان لم یعقد علیها ولی بکرا کانت او ثیبا (ہدایہ باب الاولیاء ص۲۹۳ ج۲) ظفیر

(۲) اذ حقیقة الرضا غیر مشروطة فی الانکاح لصحته مع الاکراه والهزل الی قوله فالنکاح جائز (شامی ج۲ ص۳۴۳)

دوسری جگہ کردی چند وجوہات سے بوقت نکاح لڑکا انکار نہ کر سکا لیکن پہلی لڑکی سے اس کو محبت رہی اور لڑکے کے فعل ناجائز ہوا اور عشق میں کمی نہیں یہ دونوں عثمانی ہیں اگر دونوں کا خون کردیا جائے تو بیجا حرکت تو نہیں ہے اگر شادی کی جائے تو کس کس کی فشار ہونی چاہیئے۔ فقط

**الجواب** - مار ڈالنا ان کو جائز نہیں ہے اور نکاح دوسرا اس لڑکے کا لڑکی مذکورہ سے صحیح ہوسکتا ہے، نکاح کردیا جاوے اور جبکہ لڑکی سترہ برس کی ہے تو وہ بالغہ ہے اس کی رضامندی سے اس کا نکاح شوہر مذکور سے ہوسکتا ہے اور چونکہ دونوں لڑکا و لڑکی ہم قوم و ہم کفو ہیں تو اگر لڑکی کے والدین وغیرہ کی اجازت نہ ہو تب بھی نکاح ہوسکتا ہے[1] اور اگر والدین راضی ہوں تو بہت اچھا ہو۔ فقط

زبردستی بالغہ سے اقرار کرالیا جائے تو نکاح ہوجائیگا

**سوال ۹۸۵** اگر لڑکی بالغ ہے اور اس کی مرضی نہیں ہے۔ اگر کسی طرح اقرار کرالیا جاوے تو نکاح ہوجاویگا یا نہیں۔؟

**الجواب** - نکاح ہوجاتا ہے اور عورت کو اختیار فسخ نکاح نہیں ہے اور شوہر کے گھر نہ جانے سے بھی نکاح نہیں ٹوٹتا[2] قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ثلث جدھن جدٌ وھزلھن جدٌ النکاح والطلاق والرجعۃ الحدیث اوکما قال[3]۔

باپ کی عدم موجودگی میں نابالغہ کا نکاح اگر دادا کردے تو کیا حکم ہے

**سوال ۹۸۶** ایک شخص نے اپنی پوتی نابالغہ کا نکاح اپنے بیٹے یعنی لڑکے کے باپ کی عدم موجودگی میں کردیا ہے۔ یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔؟

**الجواب** - صغیرہ کا باپ جبکہ موجود نہ ہو اتنی دور ہو کہ اس کے انتظار میں کفو خاطب کے فوت ہونیکا خوف ہو یعنی وہ انتظار نہ کرسکتا ہو تو دادا ولی صغیرہ کا ہے اسکا

---

[1] فینعقد نکاح الحرۃ العاقلۃ البالغۃ برضاھا وان لم یعقد علیھا ولی بکراً کانت اوثیباً الخ (ہدایہ باب الاولیاء ص ۳۱۳ ج ۲) ظفیر [2] اذ حقیقۃ الرضا غیر مشروطۃ فی النکاح لصحتہ مع الاکراہ والھزل والی قبلیا لو اکرھت علی ان تزوجتہ بالف وھو مثلھا عشر الاف زوجھا اولیاءھا مکرھین فالنکاح جائز الخ (رد المحتار ص ۳۲۷ ج ۲ کتاب النکاح) ظفیر۔ [3] مشکوٰۃ ص ۲۸۴



کیا ہوا نکاح صحیح ہے[1]۔ فقط

ولی ابعد نے نکاح کردیا ولی اقرب نے انکار کردیا پھر کچھ دنوں بعد اجازت دیدی کیا حکم؟

**سوال ۹۸۷** ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کی ماں اور حقیقی دادا کے بھائی نے لڑکی کے چچا حقیقی کی پوشیدگی میں جو شہر ہی میں تھا اور اس نکاح سے لاعلم تھا کردیا بعد کو جب لڑکی کے چچا کو نکاح کا حال معلوم ہوا تو اس نے نامنظوری کا اظہار کیا۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد راضی ہوگیا تو یہ نکاح صحیح ہوا یا نہ۔؟

**الجواب** - اس صورت میں جب کہ باپ دادا حقیقی موجود نہ تھا تو چچا ولی نابالغہ کا ہے والدہ اور دادا کا بھائی ولی نہیں ہے پس جبکہ چچا نے نکاح کی خبر سن کر انکار کردیا وہ نکاح فسخ ہوگیا۔ بعد میں راضی ہونیسے پھر وہ فسخ شدہ نکاح صحیح نہ ہوگا[2]۔ فقط

ولی اقرب بہت دور ہو اور کفو رشتہ کے فوت کا اندیشہ ہو تو ولی ابعد نکاح کرسکتا ہے

**سوال ۹۸۸** مسماۃ رمضانو نابالغہ کا باپ مولا بخش پردیس تھا اس کی والدہ نے اس کا نکاح کردیا تو یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ رمضانو بعد بلوغ کے اس نکاح کو فسخ کرسکتی ہے یا نہیں۔؟

**الجواب** - ولی اقرب رمضانو کا اس صورت میں اس کا باپ مولا بخش ہے اور بصورت موجود نہ ہونے ولی اقرب عصبات کی والدہ بھی ولی نکاح نابالغہ کی ہوسکتی ہے پس اگر مولا بخش بہت دور تھا اور اس سے اجازت منگانے میں کفو حاضر کے فوت ہونے کا اندیشہ تھا تو والدہ کی اجازت سے نکاح نابالغہ کا صحیح ہے اور اس حالت میں کہ نکاح نابالغہ کا باپ و دادا کے سوا کوئی دوسرا ولی کرے۔ لڑکی کو بعد بلوغ کے فسخ نکاح کا اختیار رہتا ہے

---

[1] وللولی الابعد التزویج بغیبۃ الاقرب مسافۃ القصر و فی الملتقی مالم ینتظر الکفو الخاطب جوابہ (در مختار) فلو کان الغائب ابا عاد لھا جد وعم فالولایۃ للجد (رد المحتار باب الولی ص ۳۴۴ ج ۲) [2] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۲۳۳ ج ۲) بخلاف ما لو بلغھا فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلانہ بالرد (ایضاً ص ۳۱۲ ج ۲) ظفیر

لیکن اس فسخ کے لئے قضاء قاضی شرعی شرط ہے جو کہ اس زمانہ میں مفقود ہے لہٰذا حکم کیا جاویگا کہ والدہ کا کیا ہوا نکاح جو کہ بغیبوبتہ معتبرہ والد ہوا صحیح ہے اور بلا قضاء قاضی کے وہ فسخ نہیں ہو سکتا۔[ا] فقط

**باپ مفقود الخبر ہو تو چچا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں اور چچا کے اس نکاح کو باپ توڑ سکتا ہے یا نہیں**

**سوال ۹۸۹** اگر پدر نابالغہ مفقود الخبر باشد وبرادران پدر موجود ولایت نکاح نابالغہ بآں برادران پدر ہست یا نہ؟ ونکاحیکہ اوشان بہ غیبوبتہ پدر کنند اگر پدرش واپس آید آں نکاح را فسخ کردن می تواند یا نہ۔؟

**الجواب** ۔ ہرگاہ پدر مفقود باشد برادران را ولایت نکاح نابالغہ ہست ونکاحیکہ اوشان کردند پدر بعد واپس آمدن اورا فسخ نمی تواند کرد۔[۲]

**نابالغہ کا نکاح باپ لالچ کیوجہ سے غیر کفو میں کردے تو جائز ہے یا نہیں**

**سوال ۹۹۰** اگر باپ اپنی نابالغہ کا نکاح کسی غیر کفو سے بغیر رضامندی برادری ورشتہ داران طمع نفس کی وجہ سے کردے تو وہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔؟

**الجواب** ۔ ولی نابالغہ لڑکی کا اس صورت میں اس کا باپ ہے اور اگر باپ غیر کفو میں بھی اپنی لڑکی نابالغہ کا نکاح کردیوے تو صحیح ہے لیکن یہ شرط ہے کہ باپ معروف بہ سوء الاختیار نہ ہو یعنی بدخواہی سے لڑکی کا نقصان نہ کرے۔ ہکذا فی الدر المختار۔[۳]

[ا] لهما خيار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنكاح بعده الخ لكنه شرط القضاء للفسخ (در مختار) حاصله انه اذا كان المزوج للصغير والصغيرة غير الاب والجد فلهما الخيار بالبلوغ او العلم به فان اختار الفسخ لا يثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار باب الولي ص ۴۳۱ ج ۲) ظفير

[۲] وللولي الابعد التزويج بغيبة الاقرب الخ ولا يبطل تزويجه السابق بعود الاقرب لحصوله بولاية (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولي ص ۴۳۲ ج ۲ وص ۴۳۴ ج ۲) ظفير [۳] ولزم النكاح ولو بغبن فاحش او زوجها بغير كفو ان كان الولي ابا او جدا لم يعرف منهما سوء الاختيار مجانة وفسقا (بقیہ ص ۹۹ پر)



**نابالغہ کا باپ دباؤ میں آکر نکاح کردے تو یہ درست ہوگا یا نہ**

**سوال ۹۹۱** ایک شخص اپنے لڑکے کی رشتہ کی گفتگو ایک شخص سے کر رہا تھا اس کی زوجہ اور عزیز و اقارب ناراض تھے ایک دن جنگل میں چار آدمی اکٹھے ہوئے اور لڑکے کو ساتھ لائے اور بیٹی والے کو بلا کر دباؤ دیکر نکاح کرا لیا نکاح ہوا یا نہیں۔؟

**الجواب** ۔ اس صورت میں جب کہ نابالغہ لڑکی کے باپ نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح کر دیا تو وہ نکاح ہو گیا۔ اگرچہ باپ نے دوسرے لوگوں کے دباؤ سے نکاح کیا ہو پس اب وہ نکاح فسخ نہیں ہو سکتا۔[ا] فقط

**نابالغ لڑکی کا نکاح جو ولیوں کے ذریعہ ہوا درست ہے دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں**

**سوال ۹۹۲** ۔ نابالغ لڑکا جس کی عمر چھ سال کی ہے اور نابالغہ لڑکی کی عمر پانچ سال کی ہے انکا نکاح پڑھا دیا گیا لیکن لڑکا و لڑکی کلمہ نہیں پڑھ سکتے اور لفظ "قبول" اچھی طرح نہیں کہہ سکتے ہیں اس صورت میں بعد بلوغ نکاح ثانی کی ضرورت ہے یا نہیں۔؟

**الجواب** ۔ جبکہ وہ دونوں بچے مسلمانوں کی اولاد ہیں تو بوقت نکاح ان کو کلمہ پڑھانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ان کا ایجاب و قبول معتبر ہے بلکہ ان کے اولیاء کے ایجاب و قبول سے نکاح منعقد ہو جائیگا اور بعد بلوغ نکاح ثانی کی ضرورت نہ ہوگی اور[۲] اگر اس وقت دونوں کے ولیوں نے ایجاب و قبول نہیں کیا صرف بچوں سے کہلا دیا تو اب تجدید نکاح ضروری ہے۔ فقط (جب خود ولیوں نے کہلوایا تو یہ دلیل ہے کہ انھوں نے

(بقیہ ص ۹۸) وان عرف لا (در مختار) وفي شرح المجمع حتى لو عرف من الاب سوء الاختيار لسفهه او لطمعه لا يجوز عقده اجماعاً (رد المحتار باب الولي ص ۴۳۱ ج ۲) ظفير

[ا] فان زوجهما الاب او الجد يعني الصغير والصغيرة فلا خيار لهما بعد بلوغهما لانهما كاملا الرأي وافرا الشفقة (ہدایہ کتاب النکاح باب فی الاولیاء ص ۲۹۶ ج ۲) ظفير [۲] وللولي انكاح الصغير والصغيرة جبراً ولو ثيبا ولزم النكاح ولو بغبن فاحش (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولي ص ۴۱۳ ج ۲) ظفير

اپنی رضا کے بعد ایسا کیا یا ان کے حکم سے کیا یا اجازت سے اور ولی کا اس قدر کہنا ایجاب و قبول میں کافی ہے۔ اس لئے ہمارے ملک میں رواج یہ ہے کہ بچی کے والد قاضی سے کہتے ہیں میری لڑکی کا ان کے اس لڑکے سے نکاح کر دیجئے۔ لڑکے کا باپ بچے سے کہتا ہے بیٹا کہہ میں نے قبول کیا اور وہ خود مجمع کے سامنے کہتا ہے۔ واللہ اعلم (ظفیر)

**نابالغہ کا نکاح بلا مرضی ولی درست نہیں ہاں بالغہ اپنی مرضی سے کر سکتی ہے**

**سوال ۹۹۳** ایک لڑکی کی عمر تیرہ یا چودہ سال ہے اس کا باپ دادا تایا حیات ہیں دادا و تایا نے مشورہ کر کے لڑکی کا نکاح خفیہ کر دیا اور پہلے لڑکی کے باپ نے دوسری جگہ نسبت کر دی تھی۔ آیا بلا اجازت باپ کے یہ نکاح صحیح ہو سکتا ہے۔؟

**الجواب۔** اگر لڑکی بالغہ ہے مثلاً اس کو حیض آگیا ہے تو خود لڑکی کی اجازت و رضا سے اس کا دادا یا تایا وغیرہ نکاح اس کا کر سکتے ہیں اور نکاح صحیح ہے اور اگر لڑکی نابالغہ ہے جیسا کہ اس کی عمر سے ظاہر ہے تو بدون اس کے باپ کی اجازت کے دادا اور تایا نکاح بموجودگی باپ کے نہیں کر سکتے اور وہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر وہ جائز رکھے تو صحیح ہوگا اور اگر انکار کرے تو باطل ہوگا[۱]۔ اور لڑکی کے بالغہ ہونے کی علامت اول تو حیض وغیرہ علامات کا ظاہر ہونا ہے اگر کوئی ایسی علامت موجود نہ ہو تو پندرہ برس کی عمر میں بالغہ شمار ہوتی ہے۔ فقط

**تایا زاد بھائی ولی ہے اس کے رہتے ہوئے نانی ولی نہیں**

**سوال ۹۹۴** .... کیا نابالغان کی نانی جو نہ صرف نانی بلکہ وصی اور قائم مقام وصی نابالغان کے پدر متوفی کی ہے۔ یعنی وصیت کر مرا تھا کہ نانی نابالغان کی پرورش کرے گی اور کہا تھا کہ ان کی ولی بعد مرنے میرے کے تم ولی ہو۔ اس صورت میں ایسی نانی جو بمنزلہ قائم مقام کے ہے اس کے مقابلہ میں نابالغان کے

[۱] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (در مختار) فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابعد وان کان حاضرا فی مجلس العقد مالم یرض صریحا او دلالۃ (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۳) ظفیر



تایا زاد بھائی کو نابالغان کے ولی ہونے میں ترجیح ہو سکتی ہے یا نہیں۔؟

**الجواب۔** اس صورت میں تایا زاد برادر ولی نابالغان کا ہے۔ نانی ولی نہیں اگرچہ وہ وصی ہو[۱]۔

**لڑکی کا باپ ایک شخص سے نکاح پسند نہیں کرتا باپ کی ماں اصرار کرتی ہے کیا حکم ہے**

**سوال ۹۹۵** زید کی ماں زید کی لڑکی کا نکاح خالد کے ساتھ کرنا چاہتی ہے جس کو زید قرین مصلحت نہیں سمجھتا اگر زید اپنی ماں کے کہنے پر عمل نہ کرے تو گنہگار ہوگا یا نہیں۔؟

**الجواب۔** اس صورت میں ولی نکاح دختر کا زید ہے شریعت میں زید کو ولایت نکاح دختر خود حاصل ہے۔ پس اگر زید اپنی دختر کا نکاح خالد سے کرنے میں مصلحت نہیں سمجھتا اور دختر کے حق میں یہ امر اس کو بہتر معلوم نہیں ہوتا تو مصلحت دختر کو مقدم سمجھیں اور نکاح نہ کریں اور اپنی والدہ کی رائے کے خلاف کرنے میں اس پر اس وجہ سے کچھ مواخذہ نہ ہوگا اور زید اس وجہ سے اپنی والدہ کا نافرمان نہ ہوگا۔ فقط

**منگنی کے بعد لڑکی بالغ ہوئی اور وہ شادی سے انکار کرتی ہے کیا حکم ہے**

**سوال ۹۹۶** ایک شخص نے اپنی دختر کی منگنی اور وعدہ دوسرے شخص سے کیا تھا اب لڑکی جوان ہو کر اس وعدہ اور منگنی کو نامنظور کرتی ہے۔ شرعاً کیا حکم ہے۔؟

**الجواب۔** لڑکی کے جوان اور بالغ ہونے پر بدون رضامندی لڑکی کے اس کا نکاح جائز نہ ہوگا۔ پس جبکہ لڑکی اس شخص سے نکاح ہونے پر راضی نہیں ہے جس سے اس کے باپ نے وعدہ کیا تھا اور منگنی کی تھی تو باپ کو چاہیئے کہ وہاں نکاح نہ کرے اور اگر وہ بلا رضامندی لڑکی کے ایسا کریگا تو وہ نکاح نہ ہوگا[۲]۔ فقط

[۱] الولی فی النکاح (لا المال) العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث والحجب (در مختار) ثم یقدم الاب ثم ابوہ ثم الاخ الشقیق ثم لاب الخ ثم ابن الاخ الشقیق ثم لاب ثم العم الشقیق ثم لاب ثم ابنہ (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۳ و ص ۴۲۴) ظفیر

[۲] ولا تجبر البالغۃ البکر علی النکاح لانقطاع الولایۃ بالبلوغ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۱) ظفیر

**باپ نابالغہ کا نکاح جہاں بھی کردے صحیح ہے**

**سوال ۹۹۷** زید نے اپنی عورت کو طلاق دیدی اس سے ایک چھوٹی لڑکی بھی زید کو چونکہ اپنی بیوی اور لڑکی سے ایک گونہ عداوت ہے اس نے فوراً لڑکی کی شادی لڑکی کی غیبت میں خفیہ طور پر کردی ایسی صورت میں زید اپنی لڑکی کا نکاح بغیر رضا والدہ کے کرسکتا ہے اور وہ نکاح صحیح ہے جبکہ زید کی نیت بد ہو اور طمع نفسانی سے روپیہ وغیرہ بھی لیلیا ہو تو زید لڑکی کا ولی رہ سکتا ہے اور اس کا کیا ہوا نکاح جائز ہے۔ کیا زید لڑکی کا نکاح ایسی جگہ کرسکتا ہے جہاں لڑکی کا دینی و دنیاوی نقصان متصور ہو اور وہ نکاح باقی رہ سکتا ہے۔؟

**الجواب** - جب کہ وہ لڑکی نابالغہ ہے تو ولایت نکاح نابالغہ کی اس صورت میں اس کے باپ کو ہے باپ بدون رضامندی والدہ وغیرہ کے نابالغہ کا نکاح کرسکتا ہے اور وہ نکاح صحیح ہوجاویگا اور نیت کا حال چونکہ معلوم نہیں ہوسکتا اس لئے اس پر مدار ولایت وعدم ولایت کا نہیں ہوسکتا شریعت میں باپ لڑکی کا خیرخواہ ہی سمجھا جاتا ہے اس لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر باپ اپنی نابالغہ دختر کا نکاح غیر کفو میں بھی کردے اور مہر مثل سے مہر میں کمی کردے تو پھر بھی نکاح صحیح ہے[۱]۔ فقط

**ماں یا بھائی غیر کفو میں نکاح کردے تو یہ جائز ہے یا نہیں**

**سوال ۹۹۸** ایک لڑکی کا نکاح اسکی والدہ اور بھائیوں نے غیر کفو میں کردیا اگر باپ دادا کے سوا کوئی لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کردے تو نکاح منعقد ہوجاتا ہے یا نہیں۔ اس صورت میں نکاح ہوا یا نہ۔؟

**الجواب** - درمختار میں ہے وان کان المزوج غیرهما ای غیر الاب وابیه ولو الام او القاضی او وکیل الاب الخ لا یصح النکاح من غیر کفوء او بغبن فاحش اصلاً[۲] اس عبارت سے واضح ہوا کہ بھائیوں اور والدہ نے جو نکاح اس لڑکی کا غیر کفو میں کیا وہ صحیح

[۱] وللولی انکاح الصغیر والصغیرة جبرا ولو ثیبا ولزم النکاح ولو بغبن فاحش بنقص مهرها وزیادة مهره او زوجها بغیر کفوء ان کان الولی ابا او جدا لم یعرف منهما سوء الاختیار مجانة وفسقا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۱۷ ج ۲) ظفیر [۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۱۹ ج ۲) ظفیر



نہیں ہوا۔ فقط

**ولی چچازاد بھائی اگر اپنے ساتھ نکاح کرے تو کیا حکم ہے**

**سوال ۹۹۹** ایک نابالغ لڑکی جس کے والدین اور کوئی وارث اس کے چچا کے پسر کے سوا نہیں جس نے اس کو پرورش کیا ہے لڑکی کی نابالغی کی حالت میں اس چچا کے بیٹے نے اپنی ولایت سے اس لڑکی کے ساتھ اپنا نکاح کیا ہے یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

**الجواب** - جبکہ ولی اقرب اس نابالغہ کا وہی چچا کا بیٹا ہے تو اپنے سے نکاح کرلینا اس کا صحیح ہے کذا فی کتب الفقہ[۱] (ولابن العم ان یزوج بنت عمه الصغیرة من نفسه فیکون اصیلا من جانب ولیا من آخر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النکاح ص ۴۲۹ ج ۲) ظفیر

**نابالغ نکاح کا ولی نہیں ہوسکتا اس کا کیا ہوا نکاح درست نہیں**

**سوال ۱۰۰۰** ایک یتیم نابالغ لڑکی کے دو چچا حقیقی سفر میں تھے اس کی تیسرے چچا مرحوم کے لڑکے نابالغ نے اپنی چچازاد بہن کا نکاح غیر خاندان میں کردیا نکاح سے پہلے جب ان کو خبر ہوئی تھی تو بذریعہ خط کے انکار کرچکے تھے اور اب بھی اس نکاح کو منظور نہیں کرتے آیا نابالغ بموجودگی چچا کے ولی ہوسکتا ہے یا نہیں؟

**الجواب** - نابالغ کسی حال میں ولی نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا نکاح مذکور صحیح نہیں ہوا[۲] ولی اس نابالغہ کا اس صورت میں اس کا ہر ایک چچا ہے بموجودگی چچا کے چچا کا بیٹا ولی نہیں ہے۔

**بھائی ولی ہے اس کی اجازت کے بغیر چچا ولی نہیں ہوسکتا**

**سوال ۱۰۰۱** زینب نے اپنے حقیقی چچا کو اپنی دو ہمشیرگان کے نکاح کی اجازت دی چچا نے ان کے نکاح کے بعد دوسری دو ہمشیرگان زینب

[۱] الولی فی النکاح العصبة علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونة علی ابیها لانه یحجبه حجب نقصان (در مختار) ثم یقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الخ ثم العم الشقیق ثم ابنه الخ کل هولاء لهم اجبار الصغیرین (رد المحتار باب الولی ص ۴۲۵ ج ۲) ظفیر [۲] بشرط حریة وتکلیف (الدر المختار) واحترز بالحریة عن العبد الخ وبالتکلیف عن الصغیر الخ علل الزیلعی عدم الولایة لمن ذکر بانهم لا ولایة لهم علی انفسهم فاولی ان لا یکون لهم ولایة علی غیرهم لان الولایة علی الغیر فرع الولایة علی النفس (رد المحتار باب الولی ص ۴۲۸ ج ۲) ظفیر

کا نکاح بلا اجازت زید کے اپنے لڑکوں سے کر لیا تو ان دونوں کا نکاح درست ہوا کہ نہیں۔؟

**الجواب** - نکاح ہر دو ہمشیرہ اخیرہ زید کا زید کی اجازت و رضا پر موقوف ہے اگر زید ان کے نکاح کو جائز رکھے گا تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر انکار کر دیگا تو وہ باطل ہو جاویگا۔[1] فقط

**عصبات نہ ہوں تو ولایت نکاح ماں کو ہے**

**سوال ۱۰۰۲** ایک شخص نے اپنی ربیبہ نابالغہ کا نکاح بولایت خود کسی سے کر دیا۔ اب اس لڑکی کی ماں اس نکاح کو فسخ کرانا چاہتی ہے اس کا دعویٰ شرعاً قابل قبول ہے یا نہیں۔؟

**الجواب** - عصبات کے بعد ولایت نکاح نابالغہ کا ماں کو ہے۔[2] پس اگر شوہر والدہ نے بلا اجازت والدہ کے نابالغہ کا کر دیا تو وہ نکاح والدہ کی اجازت پر موقوف تھا اگر اس نے انکار کر دیا تو نکاح مذکور فسخ ہو گیا۔[3] فقط

**چچیرا دادا یا اس کی اولاد ولی ہو سکتی ہے یا نہیں؟**

**سوال ۱۰۰۳** چچیرا دادا یا اس کی اولاد ولی ہو سکتی ہے یا نہیں۔؟

**الجواب** - جبکہ ان سے اقرب عصبہ نہ ہو تو وہ ولی ہو سکتے ہیں۔[4]

**پرورش سے حق ولایت حاصل نہیں ہوتا باپ ولی ہے پھوپا پھوپی نہیں ہیں**

**سوال ۱۰۰۴** ایک شخص کی عورت انتقال کر گئی ۲½ برس کی لڑکی چھوڑی اس لڑکی کی اس شخص کی بہن

---

[1] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته (رد محتار) فلا یکون سکوته اجازة لنکاح الابعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد مالم یرض صریحاً او دلالة رد المحتار باب الولی ص ۴۳۲ ج ۲ ظفیر

[2] فان لم یکن عصبة فالولایة للام (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۹ ج ۲) ظفیر

[3] نکاح عبد وامة بغیر اذن السید موقوف علی الاجازة کنکاح الفضولی سیجیء فی البیوع توقف عقوده کلها ان لها مجیز حالة العقد والا تبطل (رد محتار) الفضولی من یتصرف لغیره بغیر ولایة ولا وکالة او لنفسه ولیس اہلاً (رد المحتار باب الکفاءة ص ۴۴۹ ج ۲) ظفیر

[4] الولی فی النکاح العصبة بنفسه علی ترتیب الارث والحجب الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۰ ج ۲) ظفیر



لے گئی اور اس کی پرورش کی جب لڑکی کی عمر ۱۱½ برس کی ہو گئی تب بلا اجازت لڑکی کے باپ کے لڑکی کی پھوپی اور پھوپا نے اس کا نکاح کر دیا باپ اور بھائی کی وہاں مرضی نکاح کرنے کی نہیں ہے۔؟

**الجواب** - پھوپی اور پھوپا کو اختیار اس نابالغہ کے نکاح کا نہیں ہے۔ پس جو نکاح انھوں نے کیا وہ باپ کی اجازت پر موقوف ہے اگر باپ اجازت دیگا تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر باپ انکار کر دیگا تو نکاح باطل ہو جاویگا اور باپ کی موجودگی میں بھائی کو بھی اختیار نکاح کا نہیں ہے۔[1] فقط

**ماموں کو عصبات و ذوی الفروض کے بعد ولایت حاصل ہوتی ہے**

**سوال ۱۰۰۵** ایک نابالغ لڑکے و لڑکی کا نکاح لڑکی کے ماموں کی ولایت سے ہوا اور ایجاب و قبول کرایا جائز ہوا یا نہ؟

**الجواب** - نابالغوں کا نکاح اگر ان کا ولی شرعی جس کو ولایت نکاح حاصل ہے کرے تو وہ نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور اگر نابالغوں کی زبان سے ہی ولی ایجاب و قبول کراوے اور ولی اس نکاح کو جائز رکھے تو وہ نکاح بھی صحیح ہے لیکن واضح ہو کہ ماموں حقیقی کی ولایت عصبات اور ذوی الفروض کی ولایت سے موخر ہے جس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے۔[2]

**باپ کے مرنے کے بعد نکاح کے باب میں اس کی وصیت کا اعتبار نہیں**

**سوال ۱۰۰۶** ایک شخص نے وصیت کی کہ میری لڑکی کا ناطہ میری برادری میں نہ کیا جاوے باہر غیر قوم میں کر دیا جاوے۔ اب اس لڑکی کا وارث اس کا چچا ہے۔ اسکو اس لڑکی کا ناطہ کہاں کرنا چاہیئے۔

**الجواب** - اس وصیت کا اعتبار نہیں ہے اولیاء کو اختیار ہے کہ ہم قوم میں جہاں

---

[1] الولی فی النکاح العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونة علی ابیها (در مختار) ثم یقدم الاب ثم ابوه الخ فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۷ ج ۲ و ص ۴۳۲ ج ۲) ظفیر

[2] الولی فی النکاح العصبة بنفسه الخ ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال ثم الخالات ثم بنات الاعمام (ایضاً ص ۴۳۹ ج ۲) ظفیر

سمجھیں نکاح کردیں متوفی کی وصیت کا بالکل خیال نہ کیا جاوے کیوں کہ یہ وصیت غیر معتبر ہے[1]۔

**باپ نہیں تو دادا ولی ہے پھر اور عصبہ، عصبہ کے بعد ماں**

سوال ۱۰۰۷ رحیم اللہ نے اپنی بھاوج بیوہ سے نکاح کیا اور اس عورت کے پہلے خاوند سے ایک لڑکی نابالغہ ہے لڑکی کی والدہ نے اجازت نکاح کی دی۔ لڑکی کے دادا نے ولی بننے سے انکار کیا۔ اس صورت میں والدہ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ اس صورت میں اگر لڑکی نابالغہ ہے تو ولی اس کے نکاح کا اس کا دادا ہے اگر دادا کفو میں نکاح کرنے سے انکار کرے اور مانع ہو اور کوئی دوسرا عصبہ بھی موجود نہ ہو تو ماں کو اختیار اور ولایت نکاح نابالغہ کی ہے[2]۔ اس کا کیا ہوا نکاح درست ہے اگر دادا مانع نکاح سے نہیں ہے تو بدون دادا کے اجازت کے وہ نکاح صحیح نہ ہوگا اور اگر لڑکی بالغہ ہے تو خود لڑکی کی اجازت سے اس کا نکاح صحیح ہے۔

**نکاح میں ولی شرط ہے یا نہیں**

سوال ۱۰۰۸ (۱) نکاح میں ولی شرط ہے یا نہیں۔؟

**ہبہ کا حکم صرف نبی کیلئے ہے یا کسی اور کے لئے بھی**

(۲) اگر کوئی عورت اپنا نفس نبی کے لئے ہبہ کرے، بے مہر و بے نکاح تو آپ عورت پر تصرف کر سکتے ہیں یا نہیں۔ یہ حکم صرف نبی کے لئے ہے یا امت کیلئے بھی۔؟

الجواب۔ (۱) نابالغہ کیلئے ولی شرط ہے اور بالغہ کے لئے ولی ہونا سنت اور مستحب ہے[3] اور لانکاح الا بولی اس صورت میں محمول ہے کمال نکاح پر۔

[1] ولیس للوصی من حیث ھو وصی ان یزوج الیتیم مطلقا وان اوصی الیہ الاب بذلک علی المذھب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۳۴۱ ج ۲) ظفیر [2] ثم یقدم الاب ثم ابوہ ثم الاخ الشقیق الخ فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۳۴۱ ج ۲) ظفیر

[3] وھی ضانوھان ولایۃ ندب علی المکلفۃ ای البالغۃ العاقلۃ ولو بکرا وولایۃ اجبار علی الصغیرۃ ولو ثیبا وھو ای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر ومجنون ورقیق لا مکلفۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۴)



(۲) یہ حکم خاص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔

**چچازاد بھائی کے رہتے ہوئے باپ کا چچازاد بھائی ولی نہیں ہو سکتا**

سوال ۱۰۰۹ نابالغان کے حقیقی تایا کے پسر عمر ۲۳ سال کے مقابلہ میں نابالغان کے ولی ہونے میں ان کا چچا بعید یعنی ان کے باپ کا چچازاد بھائی ترجیح دیا جا سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ نابالغان کا ولی اس صورت میں تایا کا پسر ہے۔ باپ کا چچازاد بھائی ولی نہیں ہے[1]۔ فقط

**وکیل نے لڑکی سے اجازت نہیں لی اور نکاح کر دیا کیا حکم ہے**

سوال ۱۰۱۰ اگر ہندہ بالغہ کے پدر نے زید کو وکیل بنایا اور زید نے بلا اجازت ہندہ کے نکاح اس کا پڑھایا بعد میں ہندہ کو جس وقت اطلاع نکاح کی ہوئی اس نے سکوت کیا تو یہ سکوت اس کا موجب صحت نکاح ہے یا نہیں۔؟ اور یہ سکوت اجازت ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اگر ہندہ بالغہ کے پدر نے زید کو وکیل بنایا اور زید نے بلا اجازت دئے ہندہ کے نکاح اس کا پڑھ دیا۔ بعد میں ہندہ کو جس وقت اطلاع نکاح کی ہوئی اس نے سکوت کیا تو یہ سکوت اس کا موجب صحت نکاح ہے اور سکوت اس کا اجازت ہے۔

ن زوجھا ولیھا واخبرھا رسولہ او فضولی عدل فسکتت عن ردہ مختارۃ او ضحکت غیر مستھزئۃ او تبسمت او بکت بلا صوت الی قولہ فھو اذن (در مختار علی ہامش شامی)[2]

**چچا، ماموں، ماں، موجود ہیں، چچا شرکت عقد سے انکار کرتا ہے کیا کیا جائے**

سوال ۱۰۱۱ ایک لڑکی بارہ تیرہ سال کی ہے اس کا باپ انتقال کر گیا۔ لڑکی کا ماموں اور چچا اور ماں موجود ہے۔ لیکن چچا اس کے عقد میں شریک ہونے سے انکار کرتا ہے اس حالت میں کس کی ولایت سے نکاح ہو سکتا ہے؟

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۰ ج ۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر

**الجواب** ۔ اگر چچا کفوء میں مہر مثل کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کرتا ہے اور کوئی دوسرا ولی عصبہ بھی موجود نہ ہو تو والدہ کو ولایت نکاح نابالغہ کی حاصل ہے در مختار میں ہے وتثبت للابعد الخ التزویج بعضل الاقرب ای بامتناعہ عن التزویج اجماعاً[1] الخ در مختار

**نابالغہ کے نکاح کا اختیار باپ کو ہے یا نہیں**

**سوال ۱۰۱۲** پدر را اختیار نکاح دختر نابالغہ خود ہست یا نہ؟ و نکاح حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا بعمر چند سال شدہ

**الجواب** ۔ پدر را اختیار نکاح دختر نابالغہ خود ہست و نکاح حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بعمر ہفت سال شدہ است کذا فی حدیث رواہ مسلم (عن عروۃ عن عائشۃ قالت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تزوجہا وھی بنت سبع سنین وزفت الیہ وھی بنت تسع سنین الحدیث مسلم جلد اول ص۴۵۶)

**ولی عصبہ چچیرے چچا کی رضا کے خلاف ماں نے نابالغہ کا نکاح کیا درست ہے یا نہیں**

**سوال ۱۰۱۳** ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کی والدہ نے بموجودگی اس کے چچیرے چچا اور نابالغ بھائی کے اور بدون رضامندی ان دونوں کے کردیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور دوسرا نکاح لڑکی کا درست ہے یا نہیں ۔؟

**الجواب** ۔ اس صورت میں نابالغہ کے نکاح کا ولی رشتہ کا چچا ہے بھائی بسبب نابالغ ہونیکے ولی نہیں ہے پس بدون رضامندی چچیرے چچا کے نکاح نابالغہ کا نہیں ہوا ۔ اگر اس نے ماں کے نکاح کئے ہوئے کو باطل کردیا تھا اور انکار کردیا تھا تو دوسرا نکاح اس لڑکی کا درست ہے[2] ۔

**بلا اجازت جو نکاح ہوا وہ موقوف ہے**

**سوال ۱۰۱۴** زید کا سوتیلا لڑکا اپنے نکاح کے موقعہ پر راضی نہیں ہے ۔ باہر کسی شہر میں نوکری پر ہے زید چالیس پچاس آدمیوں کا جرگہ لیکر

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص۴۳۳ ج۲ ۱۲ ظفیر

[2] تزویج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ الخ الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص۴۳۶ ج۲ ظفیر



بکر کے گھر جاتا ہے تاکہ اپنے سوتیلے بیٹے کا عقد بکر کی لڑکی سے کرے حسب معمول نکاح پڑھا گیا اور زید نے اپنے سوتیلے بیٹے کی طرف سے جو حاضر نہیں تھا قبول کیا لیکن جب لڑکی کی رضامندی حاصل کرنے کی نوبت آئی تو بکر نے یہ کہدیا کہ لڑکی نابالغہ ہے اس پر لڑکی سے اجازت حاصل نہیں کی گئی حالاں کہ لڑکی اس وقت عاقلہ بالغہ تھی ۔ ایسی صورت میں نکاح ہوا یا نہیں ۔؟

**الجواب** ۔ لڑکے کو جس وقت یہ اطلاع اور خبر پہونچے گی کہ میرے سوتیلے باپ نے میرا نکاح فلاں لڑکی سے کردیا ہے تو اگر اس وقت وہ نکاح مذکور کو جائز رکھے بشرطیکہ وہ لڑکا بالغ ہو تو وہ نکاح صحیح ہوجاویگا ۔ کما ہو حکم نکاح الفضولی ۔ اسی طرح لڑکی کو اگرچہ وہ بالغہ ہے اور (قبل نکاح اس سے اجازت نہ لی گئی) جس وقت خبر نکاح کی پہونچیگی کہ میرے باپ نے میرا نکاح فلاں لڑکے سے کردیا ہے اور وہ سکوت کرلے گی تو نکاح صحیح ہوجاویگا الغرض نکاح مذکور موقوف ہے ۔ لڑکے اور لڑکی کی اجازت پر، مگر لڑکی کا سکوت بھی اس صورت میں اجازت شمار ہوتا ہے جیسا کہ در مختار میں ہے اوزوجہا ولیہا واخبرہا رسولہ او فضولی عدل فسکتت عن رد ہ مختارۃً الخ فہو اذن[1] الخ فقط

**رضامندی سے جو نکاح ہوا درست ہے بعد کا انکار معتبر نہیں**

**سوال ۱۰۱۵** تین گواہوں نے جوان بیوہ عورت کی رضامندی حاصل کرکے نکاح خواں سے کہا کہ وہ عورت یہ اقرار کرتی ہے کہ بعوض دو سو روپیہ مہر کے میرا نکاح کردو ۔ اس پر نکاح خواں نے نکاح کردیا شرعاً یہ نکاح ہوا یا نہیں ۔ دو گھنٹہ بعد آپس کی رضامندی سے عورت انکار کرتی ہے ۔؟

**الجواب** ۔ اس صورت میں نکاح منعقد ہوگیا ۔ کذا فی الدر المختار ۔ فقط

(بعد کا انکار قابل اعتبار نہیں جبکہ گواہ موجود ہیں ۔ ظفیر)

**کتنی عمر میں عورت خود مختار ہوتی ہے**

**سوال ۱۰۱۶** (۱) عورت کس عمر کو پہونچکر اپنے نفس کا اختیار رکھتی ہے (۲) عورت کے بالغہ ہونیکی کوئی عمر مقرر ہے یا ایکبار حیض آنا بلوغ کیلئے ...

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص۴۱۰ ج۲ وص۴۱۱ ج۲ ظفیر

**الجواب** ۔ (۱) پندرہ برس کی عمر جب وقت پوری ہو جاوے اس وقت عورت بالغہ شرعاً شمار ہوتی ہے اور اگر اس سے پہلے حیض آجاوے تو اسی وقت بالغہ ہو جاویگی[1] ۔

(۲) غرض یہ ہے کہ اگر حیض وغیرہ کوئی علامت بلوغ پائی جاوے تو اسی وقت بالغہ ہو جاویگی اور اگر حیض وغیرہ نہ آوے تو پندرہ برس پورے ہونے پر بالغہ شمار ہوتی ہے ۔ کذا فی الدرالمختار[2] ۔

**بالغ کی شادی اس کی خواہش کے مطابق ہونی چاہیے والدین کی خلاف مرضی کرنے میں کوئی گناہ نہیں**

**سوال ۱۰۱۷** والدین لڑکے بالغ کی شادی کرنا چاہتے ہیں مگر جہاں والدین شادی کرتے ہیں لڑکا اس کے خلاف دوسری جگہ خواہش مند ہے والدین کو وہاں کرنا چاہیئے یا نہیں اگر لڑکا والدین کے خلاف شادی کریگا تو گنہ گار ہے یا نہ ۔ ؟

**الجواب** ۔ جہاں لڑکا خواہشمند ہے والدین کو وہاں ہی نکاح کرنا چاہیئے کیوں کہ ایسا نہ ہو کہ خلاف کرنے میں زوجین میں موافقت نہ ہو ۔ اور لڑکے کو حتی الوسع والدین کی اطاعت کرنی چاہیئے لیکن اپنی خواہش اور رضا کی موافق خلاف والدین کی مرضی کے اگر نکاح کریگا تو گنہ گار نہیں ہے[3] بعد نکاح کے والدین کو جس طرح ہو راضی کرلیوے ۔

**بالغہ خود مختار ہے یوں ضابطہ کا ولی باپ ہے نانا ۔ ماموں نہیں**

**سوال ۱۰۱۸** ایک لڑکی کو اس کے باپ نے لڑکی کے نانا و ماموں کو دیدیا تھا کہ تم اس کو پرورش کرو اور تم ہی اسکی شادی بیاہ کرنا ۔ اب وہ لڑکی جوان ہو گئی ہے اب نکاح میں جھگڑا پیش آرہا ہے ۔ نانا ماموں تو

[1] بلوغ الغلام بالاحتلام الخ والجارية بالاحتلام والحيض الخ فان لم يوجد فيهما شیء فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى (الدرالمختار ص ۱۹۹ ج ۵ كتاب الحجر) ظفير

[2] ايضاً ۱۲ ظفير

[3] فانكحوا ما طاب لكم من النساء (النساء)



چاہتے ہیں کہ اور جگہ کریں اور باپ چاہتا ہے کہ کہیں اور کرے اب یہ فرمائیے کہ ولی کون ہے اور کون نکاح کر سکتا ہے ۔ ؟

**الجواب** ۔ ولی اس لڑکی کا اس کا باپ ہے مگر جبکہ لڑکی بالغہ ہے تو بلا اجازت اس کے اس کا باپ بھی نکاح نہیں کر سکتا لیکن باپ چوں کہ ولی شرعی ہے[1] اس وجہ سے اس کی اجازت لینے پر لڑکی کا چپ رہنا رضا اور اجازت سمجھی جاویگی بخلاف نانا اور ماموں کے کہ اگر یہ اجازت لڑکی سے نکاح کی لیویں تو جب تک لڑکی صراحتاً زبان سے اجازت نہ دے نکاح نہ ہوگا[2] ۔ فقط

**ولی ابعد نے نکاح کیا اور ولی اقرب نے رد کردیا تو نکاح نہیں ہوا ۔**

**سوال ۱۰۱۹** ایک عورت حنفیہ جس کی عمر بیس سال کی ہے اس کا نکاح اول بحالت نابالغی عمر تقریباً آٹھ سال میں بولایت پھوپی و دیگر رشتہ داران با جبر و اکراہ ہوا تھا چوں کہ اس کے والدین بھی اس نکاح سے ناراض اور علیحدہ تھے اس وقت تک وہ عورت خاوند اول کے گھر آباد نہیں ہوئی تھی اور نہ اس سے خلوت کی بدستور اول نکاح سے ناراض ہے مگر اب اس کے والدین فوت ہو چکے ہیں اور وہ اب نکاح ثانی کی خواہش مند ہے تو کیا شرعاً وہ نکاح اول کو فسخ سمجھ کر اپنا نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں ۔ ؟

**الجواب** ۔ باپ دادا کی موجودگی میں دور کے رشتہ داروں پھوپی وغیرہ کو

[1] الولی فی النکاح العصبة بنفسه بلا توسط انثى على ترتيب الارث والحجب (درمختار) د ابن الابن كالابن ثم يقدم الاب ثم ابوه الخ (ردالمحتار باب الولی ص ۳۲۸ ج ۲) ظفير

[2] فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولی الخ فان استاذنها هو ای الولی وهو السنة او وكيله او رسوله او زوجها وليها واخبرها رسوله او فضولی عدل فسكتت عن ردها مختارة الخ ونحو اقتضا الخ فان استاذنها غير الاقرب كاجنبی او ولی بعيد فلاعبرة لسكوتها بل لابد من القول كالثيب البالغة (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب الولی ص ۴۲۲ ج ۲) الولی فی النكاح العصبة بنفسه الخ على ترتيب الارث والحجب

الخ ظفير

اختیار نابالغہ کے نکاح کا نہیں ہے اگر پھوپی وغیرہ نے نکاح کر دیا تو باپ دادا وغیرہ ولی اقرب کی رضا و اجازت پر موقوف رہتا ہے اگر ولی اقرب راضی ہو تو نکاح قائم رہے گا ورنہ باطل ہو جاویگا[1]۔ پس اگر باپ وغیرہ نے اپنی حیات میں اس نکاح کو فسخ کر دیا تھا تو اس لڑکی کو دوسرا نکاح کرنا بغیر طلاق شوہر درست ہے اور اگر فسخ نہ کیا تھا اور بعد بلوغ لڑکی اس نکاح سے راضی نہ ہوئی تب بھی وہ نکاح فسخ ہو گیا۔ دوسرا نکاح لڑکی کو کرنا درست ہے فقط

بالغہ نے ابن فلاں سے اجازت دی بعد میں معلوم ہوا وہ فلاں کا لڑکا نہیں ہے کیا حکم ہے

**سوال ۱۰۲۰** زید نے اپنی لڑکی ہندہ سے اجازت لیکر عمر کے لڑکے بکر سمجھ کر نکاح کر دیا بعد کو معلوم ہوا کہ بکر عمر کا لڑکا نہیں ہے کسی غیر ذات کا ہے جو عمر کی منکوحہ لے کر آئی تھی اب ہندہ بکر کے گھر جانے سے انکاری ہے کہتی ہے کہ مجھے دھوکہ دیا گیا۔ میں نے عمر کے حقیقی لڑکے سے نکاح کی اجازت دی ہے اس صورت میں نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

**الجواب**۔ اگر ہندہ سے یہ کہہ کر اجازت لی تھی کہ میں تیرا نکاح بکر بن عمر سے کرتا ہوں اور اس پر اس نے اجازت دی یا سکوت کیا اور در حقیقت بکر بیٹا عمر کا نہیں ہے تو بکر سے جو نکاح باپ نے کیا وہ ہندہ کی اجازت پر موقوف رہا۔ اگر بعد اطلاع کے ہندہ نے سکوت کیا تو نکاح منعقد ہو گیا اور اگر رد کر دیا تو باطل ہو گیا[2]۔ فقط

ولی پر ضروری نہیں کہ وہ دوسرے کی بات مانے

**سوال ۱۰۲۱** زید کی برادری نے زید کے نام اقرار نامہ لکھدیا ہے کہ یہ برادری کے سرپنچ اور قاضی ہیں۔ بغیر ان کی رضامندی کے دوسرا نکاح نہیں پڑھا جا سکتا۔ مگر بکر لڑکی کا ولی ہو کر زید کو نکاح نہیں پڑھانے دیتا بکر کی اس حرکت سے برادری میں تفرقہ اور فساد ہوتا ہے۔ شرعاً اس صورت میں کیا حکم ہے۔

[1] وان تزوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۳۳۲ ج ۲) ظفیر [2] وتعتبر فی الاستئمار تسمیۃ الزوج علی وجہ تقع بہ المعرفۃ لتظهر رغبتها فیہ من رغبتها عنہ (ہدایہ باب فی الاولیاء، ج ۲ ص ۳۱۵)



**الجواب**:۔ بکر جس لڑکی کا ولی ہے وہ اس کا نکاح خود کر سکتا ہے، کسی نکاح خواں کو اس کی ضرورت نہیں ہے، لیکن تفرقہ ڈالنا بھی برادری میں اچھا نہیں ہے، بکر کو ایسی بات نہ کرنی چاہئے جس سے تفرقہ برادری میں لازم آوے فقط

(مگر زید کو بھی لازم ہے کہ ولی کی بات مانے، اس کے اختیار میں خواہ مخواہ دخل نہ دے۔ ظفیر)

صورت مسئولہ میں بھائی کی نامنظوری سے نابالغہ کا نکاح باطل ہو جائے گا

**سوال (۱۰۲۲)** زید نے ایک بیوی سلیمہ ایک لڑکی عقیلہ نابالغہ ایک لڑکا فہیم بالغ چھوڑا۔ سلیمہ نے عقیلہ کا نکاح بلا مشورہ فہیم کے اس کی عدم موجودگی میں اغواء[5] کر دیا۔ اور حال یہ ہے کہ وہ معاد و مضار سے واقف نہ تھی اب فہیم کہتا ہے کہ فسخ نکاح میں میں مختار ہوں اور اب سلیمہ بھی مضرات سے فہیم سے متفق ہے کیا فہیم فسخ نکاح کا مختار ہے۔؟

**الجواب**۔ ولی عقیلہ نابالغہ کے نکاح کا اس صورت میں فہیم ہے[1]۔ اور اگر فہیم موجود نہ ہو کہیں دور ہو اور کوئی عصبہ دوسرا بھی موجود نہ ہو تو ولی نکاح کی ماں ہے[2]۔ پس اگر فہیم نے باوجود موجود ہونے اپنے ماں کے کئے ہوئے نکاح کو جائز نہیں رکھا تو وہ نکاح جو کہ فہیم کی رضا پر موقوف تھا باطل و فسخ ہو گیا اور اگر فہیم دور تھا اور ماں نے اپنی ولایت سے نکاح کیا تو وہ صحیح ہو گیا۔ اب فہیم اس کو فسخ نہیں کر سکتا۔ کذا فی کتب الفقہ فقط

[1] الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ ... علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونۃ علی ابیها ... ثم یقدم الاب ثم ابوہ ثم الاخ الشقیق (رد المحتار باب الولی ج ۲)

[2] فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲) ظفیر

[3] وللولی الابعد التزویج بغیبۃ الاقرب ... فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۳۳۲ ج ۲) [5] اغواء یعنی دھوکہ دے کر۔

دو برابر کے ولیوں میں جس نے پہلے نکاح کردیا وہ جائز ہے دوسرا باطل

**سوال** (۱۰۲۳) مسماۃ نعمت جس کی عمر ۱۳ سال ۷ ماہ کی تھی اس کے برادر چچازاد کلاں نے اس کا نکاح اپنی ولایت سے اپنے مجھلے برادر زادہ سے کردیا اسی رات کو اس کے برادر چچازاد خورد نے مسماۃ کا نکاح ایک دوسرے شخص میتا سے کردیا۔ کون سا نکاح صحیح ہوا اور کون سا باطل ہوا۔ اب عمر مسماۃ کی ۱۶ سال اور چند ماہ کی ہے وہ اس نکاح سے بیزار ہے تو مسماۃ کو فسخ نکاح کا اختیار ہے یا نہیں۔؟

**الجواب** ۔ درمختار میں ہے ولو زوجها وليان مستويان قدم السابق فان لم يدر او وقعا معاً بطلا الخ [1] پس معلوم ہوا کہ جبکہ ہر دو برادر چچازاد کے سوا اور کوئی ولی اقرب اس لڑکی کا نہ تھا اور یہ دونوں برادران چچازاد ولی بدرجہ مساوی ہیں تو جس کا نکاح پہلے ہوا وہ صحیح ہوا اور پچھلا باطل ہوا۔ لہٰذا برادر چچازاد کلاں نے جو نکاح کچھ پہلے کیا وہ صحیح ہوا اور برادر چچازاد خورد نے جو نکاح کچھ پیچھے کیا وہ ناجائز و باطل ہوا۔ اب باقی رہا خیار فسخ بلوغ سو اس میں قضاء قاضی شرط ہے۔ بدون قضاء قاضی کے نکاح فسخ نہ ہوگا اور یہ بھی شرط ہے کہ نابالغہ بفور بلوغ عدم رضا اپنی ظاہر کردے [2]۔ فقط

سولہ سالہ لڑکی خود اپنا نکاح کرسکتی ہے

**سوال** (۱۰۲۴) حرمت خاں عرصہ دس سال کا ہوا انتقال کرگیا۔ ایک بیوی اور ایک لڑکی چھ سالہ چھوڑی، ان دونوں کی پرورش لڑکی موجودہ کے ماموں نے کی۔ آٹھ ماہ ہوئے لڑکی موجودہ کی ماں کا بھی انتقال ہوگیا۔ اس نے یہ وصیت کی تھی کہ میری لڑکی کا نکاح صدیق پسر مولا بخش کے ساتھ کردیا جائے۔ اب لڑکی کی عمر سولہ سال کی ہے۔ ماموں کہتا ہے کہ لڑکی کا نکاح جس جگہ میرا دل چاہیگا کردوں گا۔ اور لڑکی کا تایا زاد

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۳۳۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] وان كان المزوج غيرهما اى غير الاب وابيه الخ وان كان من كفو وبمهر المثل صح ولكن لهما اى لصغير وصغيرة ومعتق بهم خيار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ [illegible] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۳۰۹ ج ۲ ظفیر



بھائی کہتا ہے کہ میں لڑکی کی والدہ کی وصیت کے مطابق کردوں گا جبکہ لڑکی کی عمر سولہ سال ہے تو ولی نکاح کون ہے۔؟

**الجواب** ۔ ولی شرعی اس صورت میں لڑکی کا تایا زاد بھائی ہے لیکن جبکہ لڑکی سولہ برس کی ہے تو شرعاً وہ بالغہ ہے اس کی اجازت اور اذن سے اس کا ماموں بھی کفو میں نکاح کرسکتا ہے اور وہ وصیت والدہ کی دربارہ نکاح معتبر نہیں ہے لڑکی کو اختیار ہے جہاں وہ راضی ہو کفو میں اپنا نکاح کرالے۔

عورت کی خرید و فروخت حرام ہے اور اس کا ولی اس کا باپ ہے۔

**سوال** (۱۰۲۵) ایک شخص نے اپنی عورت مبلغ اڑھائی سو روپے میں فروخت کی، اور جس نے مول لی اس نے تحریر اسٹامپ پر کرالی، بعد دو تین ماہ کے اس نے ایک اور شخص کو مبلغ اڑھائی سو روپے میں فروخت کردی اور اسٹامپ پر تحریر کرادی،

مگر ہر دو کی تحریر میں لفظ تین طلاق کا موجود ہے۔ اب اس عورت نے دوسرے مشتری کے یہاں سے نکل کر نکاح کرلیا ہے اس لئے کہ دوسرے مشتری سے نکاح نہیں ہوا تھا۔ اس عورت کے پاس دس گیارہ سال کی لڑکی ہے جس وقت پہلے مشتری نے عورت لی تھی لڑکی کی بابت یہ وعدہ کیا تھا کہ میں لڑکی کو خوراک وغیرہ دوں گا ورنہ بعد سال کے میرا دعویٰ نہیں ہے، لڑکی کے باپ کو پانچ سال کی قید ہوگئی، لڑکی کا چچا موجود ہے آیا یہ عورت لڑکی مذکورہ کا نکاح کرسکتی ہے؟

**الجواب** :- ولی اس لڑکی نابالغہ کے نکاح کا اس صورت میں اس کا باپ ہے اور باپ کے بعد چچا ولی ہے، والدہ کو بدون اجازت ولی کے اختیار نکاح نابالغہ کا نہیں ہے، اور باپ کے اس کہنے سے اس کی ولایت ساقط نہیں ہوئی۔

اور یہ خرید و فروخت عورت کی حرام اور باطل ہے۔ البتہ باپ کے غائب ہونے کی صورت میں اور اس سے رائے و مشورہ نہ لے سکنے کی صورت میں اس کا بھائی

یعنی نابالغہ کا چچا ولی ہو جاوے گا، کما فی کتب الفقہ وللولی الابعد انکاح الصغیر والصغیرۃ لغیبۃ الاقرب[1] الخ ۔ فقط

باپ جب صحیح الحواس نہ ہو تو لڑکی کا ولی کون ہے

**سوال** (۱۰۲۶) زید بوقت شادی صحیح الحواس تھا کچھ عرصہ بعد مخبوط الحواس ہو گیا اور دختر خورد سالہ اور زوجہ کو گھر سے نکال دیا طلاق نہیں دی، کیا زید کی رضامندی اس کی دختر نابالغہ کے عقد میں ضروری ہے؟

**الجواب** :- اگر زید صحیح الحواس ہو تو اس کی اجازت و رضامندی اس کی دختر نابالغہ کے نکاح کے جواز کے لئے ضروری ہے، اور اگر زید صحیح الحواس نہیں دیوانہ یا مخبوط الحواس ہے تو اس کی اجازت و رضا کی ضرورت نہیں ہے[2] اور رضا و عدم رضا برابر ہے، چچا تایا وغیرہ جو اولیاء، باپ دادا کے بعد کے ہیں نکاح نابالغہ کا کر سکتے ہیں۔

دو برابر کے ولیوں میں سے ایک نے اپنے پوتے سے نکاح کر دیا اور دوسرے نے اپنے بیٹے سے، کون صحیح ہوا؟

**سوال** (۱۰۲۷) دو برابر کے ولی میں سے ایک چچا نے نابالغہ کی شادی اپنے پوتے سے کر دی، اور دوسرے نے اپنے بیٹے سے، اس میں کون نکاح درست ہوا؟

**الجواب** :- قال فی الدر المختار ولو زوجها ولیان مستویان قدم السابق[3] الخ پس جواب صورت مسئولہ میں یہ ہے کہ ہر دو چچا ولی نکاح صغیرہ کے مساوی درجہ میں ہیں، جو سا اُن میں سے پہلے نکاح کر دیوے گا وہی صحیح و نافذ ہو جاتا ہے۔ قانون مقرر کردہ کے خلاف کرنے سے بھی نکاح شرعاً ہو جاتا ہے اور پھر حاکم کے توڑنے سے نہیں ٹوٹ سکتا۔ الحاصل پہلا نکاح قائم رہا اور دوسرا باطل ہے۔

---

[1] وللولی الابعد التزویج بغیبۃ الاقرب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۲ ج ۲)

[2] ولا ولایۃ لعبد ولا صغیر ولا مجنون لانہ لا ولایۃ لہم علی انفسہم فاولی ان لا یثبت علی غیرہم (ھدایہ باب الاولیاء ص ۲۸۷ ج ۲)

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۲ ج ۲ ظفیر



ولد الحرام کی ولی ماں ہے

**سوال** (۱۰۲۸) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس لڑکی نابالغہ کے نکاح کے بارے میں جو ایک ناجائز تعلق سے پیدا ہوئی ہے جب کہ اس کی والدہ کا نکاح کسی سے نہ تھا۔ نابالغہ کی والدہ کی اجازت سے ایک لڑکے نابالغ کے ساتھ اس کا نکاح ہوا تھا چند ماہ بعد نابالغ لڑکے کے والد نے اپنا خرچہ وغیرہ لے کر دوسرے کے سپرد کر دیا ہے اور بحیثیت ولی طلاق نامہ لکھ دیا ہے۔ تو جس کی سپردگی میں لڑکی ہے وہ شخص اپنے یا اپنے کسی رشتہ دار کے ساتھ اس کا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

**الجواب** :- ولد الحرام کا نسب والدہ سے ثابت ہوتا ہے باپ اس کا کوئی نہیں ہوتا۔ پس ولایت نکاح اس دختر کی جو بے نکاح کے ہوئی اس کی والدہ کو ہے اس کی والدہ نے جو نکاح اس کا کیا وہ صحیح ہو گیا[1]۔ شوہر نابالغ کے ولی کو اختیار طلاق دینے کا نہیں ہے، پس وہ طلاق جو ولی کی طرف سے ہوئی صحیح نہیں ہوئی، اور نہ نابالغ شوہر کی طلاق واقع ہوتی ہے، کما فی الدر المختار لا یقع طلاق المولی علی امرأۃ عبدہ الخ والمجنون الخ والصبی[2]۔ پس جب تک شوہر اول بالغ ہونے کے بعد طلاق نہ دے طلاق واقع نہ ہوگی۔

حکومت کا مقرر کردہ ولی، نکاح کا ولی نہیں ہے بلکہ مال کا ہے۔

**سوال** (۱۰۲۹) ایک یتیمہ نابالغہ کا طاسکا چچا زاد بھائی تھا اور جائداد نابالغہ پر قابض تھا اور سالہا سال سے اس کی کل آمدنی اپنے مصرف میں لاتا تھا نابالغہ کو ایک پیسہ بھی نہ دیتا تھا، اس کی بددیانتی کی وجہ سے حاکم وقت نے نابالغہ کے ماموں کو ولی مقرر کیا اور نابالغہ کے چچا زاد بھائی نے مرنے سے سات روز قبل نابالغہ کا عقد اپنے پوتے سے کرایا، یہ عقد درست ہے یا نہیں؟ باوجود حاکم کے دوسرا ولی مقرر کرنے کے ولی سابق

---

[1] فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۹ ج ۲)

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۵۵ ج ۲ و ص ۵۳۳ ج ۲ ۔ ظفیر

کو اختیار نکاح کا رہتا ہے یا نہ ؟

**الجواب** :- نابالغہ مذکور کا نکاح جو اس کے چچازاد بھائی نے اپنی ولایت سے اپنے پوتہ کے ساتھ کیا وہ صحیح ہے ، اور ولایت نکاح نابالغہ کی اس کے چچازاد بھائی ہی کو ہے ماموں کو نہیں ہے[1] ، البتہ اس کے مال میں تصرف کا اختیار چچازاد بھائی کو نہیں ہے مال میں تصرف کا اختیار ماموں کو ہے جس کو حاکم نے مقرر کیا ، یا کسی اور امانت دار کے متعلق کیا جاوے ۔ فقط

باپ اور بہن ہو تو ولی باپ ہے مگر باپ کفو میں نہ کرے تو بہن کرسکتی ہے یا نہیں ؟

**سوال** (۱۰۳۰) زید کی ہمشیرہ ہندہ نے زید کی نابالغہ لڑکی مسماۃ زاہدہ کو پرورش کیا اور اپنا جانشین قرار دیا ہے ، اب ہندہ چاہتی ہے کہ زاہدہ کی شادی برادری میں کردے لیکن اس معاملہ میں زید کی زوجہ دوسری حسد کی وجہ سے زید کو ورغلاتی ہے چنانچہ زید خلل انداز اور مانع ہے ، اس صورت میں ہندہ زاہدہ کا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں ؟

**الجواب** :- ولی نابالغہ کے نکاح کا اس صورت میں اس کا باپ ہے بدون باپ کی اجازت کے نکاح نابالغہ کا نہیں ہوسکتا ، لیکن فقہ کی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ اگر ولی اقرب کفو میں نہ کرے تو ولی ابعد کو اختیار نکاح کا ہوجاتا ہے ، بنا بریں علیہ ہندہ اس کا نکاح کرسکتی ہے[2] ۔

غیر کفو میں ایک ولی نے نکاح کی اجازت دی اور ایک نے مخالفت کی کیا حکم ہے ؟

**سوال** (۱۰۳۱) زید نے اپنی دختر مسماۃ مریم کا نکاح مسمیٰ بشیر سے کردیا جو کہ اس کا قریبی

[1] الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث والحجب الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۳ ج ۲) [2] ویثبت للابعد من اولیاء النسب لو لم یزوج الاقرب زوج القاضی عند فوت الکفوء التزویج لعضل الاقرب ای بامتناعہ عن التزویج (درمختار) ای من کفوء بمہر المثل (رد المحتار باب الولی ص ۴۳۳ ج ۲)



رشتہ دار تھا اور اپنی دوسری بیٹی زینب کا نکاح مسمیٰ خالد سے کردیا جو کہ دوسری قوم سے تھا ۔ اب اس کے بعد زینب کے فرزند مسمیٰ بکر نے اپنی خالہ مریم کی دختر کریمہ سے اسکے اولیاء کی بغیر اجازت کے نکاح کرلیا اور کریمہ کا والد پہلے فوت ہوچکا تھا ، اس کے بھائیوں میں سے ایک حقیقی برادر اس نکاح سے راضی تھا باقی سب حقیقی بھائی اور سب اہل قرابت کو یہ نکاح نامنظور تھا بوجہ اس بات کے کہ یہ نکاح غیر کفو میں ہوا تھا تو بکر کا یہ نکاح جائز ہے یا نہ ؟

**الجواب** :- اقول وباللہ التوفیق مذہب حنفیہ کا یہ ہے کہ بالغہ کا نکاح بدون اس کے ولی کی اجازت کے صحیح نہیں ، لیکن اگر بالغہ اپنا نکاح غیر کفو میں کرے تو ولی کو فسخ کرانے کا اختیار ہے اور قول مختار یہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح صحیح ہی نہیں ہوتا یعنی جبکہ ولی راضی نہ ہو ، لیکن اگر اولیاء میں سے ایک ولی بھی راضی ہوگیا تو وہ نکاح صحیح ہے پھر فسخ نہیں ہوسکتا ، درمختار میں ہے :-

فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضاء ولی الخ ولہ الاعتراض فی غیر الکفوء الخ وفی غیر الکفوء بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتویٰ ، وبناء علی الاول وھو ظاہر الروایۃ فرضا البعض من الاولیاء کالکل الخ[1]

پس روایت اخیرہ درمختار سے واضح ہوگیا کہ صورت مسئول عنہا میں نکاح صحیح ہوگیا کیونکہ بعد تسلیم اس امر کے کہ نکاح غیر کفو میں ہوا ہو ایک ولی کا راضی ہونا بھی صحت نکاح کے لئے کافی ہے ۔ فقط

بارہ تیرہ سال کا لڑکا اور نو دس سال کی لڑکی اپنے آپ کو بالغ بتائے تو مانا جائے یا نہیں ؟

**سوال** (۱۰۳۲) اگر لڑکا جس کی عمر ۱۲ و ۱۳ سال کے درمیان ہو اور لڑکی

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۰۳ ج ۲ ص ۴۰۹ ج ۲ ۔ ظفیر

جس کی عمر ۹ و ۱۰ سال کے درمیان ہو بالغ ہونا اپنا ظاہر کریں اور صاحب شعور ہونا ان کا بخوبی ثابت ہو تو شرعاً ان کا بیان قابل تسلیم ہے یا نہیں یعنی وہ بالغ متصور ہو سکتی ہیں یا نہیں ؟

**الجواب** :- بارہ تیرہ برس کی عمر میں لڑکا اگر بالغ ہونا اپنا بیان کرے اور بظاہر حال اس کا بیان صحیح معلوم ہوتا ہو یعنی اتنی عمر میں لڑکوں کو احتلام ہوتا ہو تو قول اس کا معتبر ہے اور وہ بالغ شمار ہوگا ۔

اور لڑکی کے لئے نو دس برس کی عمر میں یہ ہی حکم ہے یعنی قول اس کا دربارۂ بلوغ معتبر ہے اور پندرہ برس کی عمر میں تو لامحالہ بلوغ کا حکم شرعاً دے دیا جاوے گا ۔

فی الدر المختار :- وادنی مدتہ لہ اثنتا عشرۃ سنۃ ولہا تسع سنین ھو المختار کما فی احکام الصغار فان راھقا بان بلغا ھذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبہما الظاھر الخ وھو ان یکون بحال یحتلم مثلہ والا لا یقبل قولہ[1] الخ

**سوال** (۱۰۳۳) لڑکی حائضہ ہونے پر بالغ مانی جائے گی یا نہیں ، اگر وہ بالغ مانی جائے گی تو کیا وہ کفو میں شادی کرنے کی مجاز ہے یا نہیں ؟

| حیض آنے کے بعد لڑکی بالغہ مانی جائے گی اور وہ اپنے نکاح کی مالک ہوگی ۔ |

**الجواب** :- بالغہ مانی جاوے گی اور کفو میں اس کو نکاح کرنا اپنے اختیار سے درست ہے[2] ۔

لہ الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ص ۱۳۲ ج ۵ ص ۱۳۳ ج ۵ ۔ ۲ـ بلوغ الغلام بالاحتلام ... والجاریۃ بالاحتلام والحیض والحبل ( الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ص ۱۳۲ ج ۵ ) ظفیر



**سوال** (۱۰۳۴) ولایت حسین تین بھائی تھے منجملہ ان کے لائق حسین و قدرت حسین فوت ہوگئے ۔ مسماۃ رحمانی بیگم بیوہ قدرت حسین حاملہ تھی اس کے ایک لڑکی مصطفائی خانم پیدا ہوئی اور مسماۃ مذکورہ نے عدالت دیوانی میں ایک دعویٰ اپنے حق کا دائر کیا جس میں وہ کامیاب ہوگئی اور بموجب حکم نامہ ڈگری حاصل کی ۔ اب چار پانچ سال سے مسماۃ مذکورہ فاحشہ ہوگئی اور اپنی دختر کو رقص کی تعلیم دلواتی ہے ، اکثر متقی لوگ میرے اوپر طعنہ زن ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم دختر مذکورہ کو اپنے قبضہ میں لے کر اس کام سے محفوظ رکھو ، میرے لئے شرعاً کیا حکم ہے ؟

| فاحشہ ماں کو حق حضانت نہیں اور اس کے نکاح کا حق چچا کو ہے ۔ |

**الجواب** :- ان لوگوں کا یہ کہنا صحیح ہے ، ولایت حسین جو دختر کا ولی ہے اس کو چاہیئے کہ اپنی برادر زادی کو اپنی ولایت و اختیار میں لے کر ایسے افعال قبیحہ سے روکے اور حسب مصلحت اچھے موقع پر اس کا نکاح کردے[1] ، اس کی ماں کو کچھ ولایت و اختیار دختر مذکورہ پر شرعاً حاصل نہیں ہے ، اس کا حق حضانت بھی بسبب اسکے فاحشہ ہونے کے ساقط ہوگیا[2] ۔ فقط واللہ اعلم

**سوال** (۱۰۳۵) لڑکی اور لڑکے کا نکاح نابالغی کی حالت میں والدین نے کردیا اور لڑکی کے والد نے

| لڑکی کا باپ لڑکے سے روپیہ لے لے تو ولی رہتا ہے یا نہیں ؟ |

لہ الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث والحجب الخ فان لم تکن عصبۃ فالولایۃ للام ( الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۶ ج ۲ و ص ۴۲۹ ج ۲ )

۲ـ تثبت ( الحضانۃ ) للام النسبیۃ ولو کتابیۃ او مجوسیۃ او بعد الفرقۃ الا ان تکون مرتدۃ فحتی تسلم او فاجرۃ فجوراً یضیع الولد بہ کزنا وغناء وسرقۃ ونیاحۃ ( در مختار ) ویشترط فی الحاضنۃ ان تکون حرۃ بالغۃ عاقلۃ امینۃ قادرۃ الخ ( رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۴۱ ج ۲ ص ۸۴۲ ج ۲ ) ظفیر

لڑکے کے باپ سے پچاس سو روپے یا کچھ کم وبیش طمعِ نفسانی سے لے لئے، ایسی حالت میں یہ دختر کا ولی رہا یا نہیں اور نکاح جائز ہوا یا نہیں؟ بغیر طلاق لڑکی بعد بلوغ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

**الجواب** :- نابالغی کی حالت میں جو نکاح ان کے والد نے کیا صحیح ہے اور لڑکی کے باپ نے جو روپیہ شوہر کے والد سے لیا یہ رشوت ہے اور حرام ہے واپس کرنا چاہیئے، مگر اس لینے کی وجہ سے ولایت باطل نہیں ہوئی، اب بدون طلاق کے عورت کا نکاحِ ثانی نہیں ہوسکتا اور نہ اس صورت میں لڑکی کو خیارِ بلوغ حاصل ہے۔[1]

حضرت علیؓ سے روپے لیے گئے تھے یا نہیں؟

**سوال** (۱۰۳۶) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے حضرت فاطمہؓ کے نکاح پر جہیز وغیرہ کے واسطے روپیہ لیا یا نہیں؟ یہ روایت کیسی ہے؟

**الجواب** :- حضرت علیؓ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روپیہ لینا جہیز وغیرہ کے واسطے ثابت نہیں بالکل غلط اور بے اصل ہے کوئی روایت اس قسم کی نہیں، اگر ایسا ہوتا تو فقہاء کرام رحمہم اللہ اس کو حرام کیسے کہتے۔ فقط

نابالغہ نے بچپن کے نکاح سے انکار کر دیا دوسرا نکاح کرلیا، اس نکاح اور نسب کا کیا حکم ہے؟

**سوال** (۱۰۳۷) ہندہ کے باپ کا انتقال ہوگیا تھا، ہندہ کے ایک چچا نے دوسرے چچا کے لڑکے سے ہندہ کا صغر سنی میں نکاح کر دیا، ہندہ بلوغ کے بعد اپنے شوہر کے گھر نہ گئی پھر انکار کر دیا کہ مجھے یہ نکاح منظور نہیں، بعد میں اس نے دوسرے شخص سے نکاح کرلیا جس کو یہ سب واقعہ معلوم تھا۔ ہندہ کے اس دوسرے شوہر سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اب اس لڑکی کا نسب کس سے ثابت ہوگا اور لڑکی کس کی وارث ہوگی اور اس کا وارث کون ہوگا اور ہندہ کس کے نکاح میں سمجھی جاتے گی۔

[1] اخذ اہل المرأۃ شیئا عند التسلیم فللزوج ان یسترده لانه رشوة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۴۰۳ ج ۲)



شوہر کون تسلیم کیا جائے گا، دونوں نکاح میں کون صحیح ہوا؟

**الجواب** :- ہندہ کا نکاح اول جو بولایتِ عم ہوا شرعاً صحیح ہے اور ہندہ کا انکار اگر بلوغ سے کچھ عرصہ کے بعد ہو جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو وہ معتبر نہیں اور اس انکار سے نکاحِ سابق میں کچھ خلل نہیں آیا، جیسا کہ درمختار باب الولی ص ۴۲۰ میں ہے:

وان کان المزوج غیرهما ای غیر الاب والجد (الی ان) قال وان کان من کفوء وبمهر المثل صح ولکن لهما ای للصغیر والصغیرة وملحق بهما خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنکاح بعده لقصور الشفقة (الی قوله) بشرط القضاء للفسخ فیتوارثان الخ قال الشامی قوله للفسخ ای هذا الشرط انما هو للفسخ لا لثبوت الاختیار وحاصله انه اذا کان المزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ او العلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء فلذا فرع علیه بقوله فیتوارثان فیه ای فی هذا النکاح قبل ثبوت فسخه (شامی جلد ۲ ص ۴۲۱ و ۴۲۲)

چونکہ ہندہ مذکورہ نے بلوغ کے فوراً بعد انکار نہیں کیا اور نہ نکاح فسخ کرایا لہٰذا اس کا خیارِ بکر جو اس کو حاصل تھا باطل ہوگیا، قال فی الدر المختار:

وبطل خیار البکر بالسکوت لو مختارة عالمة اصل النکاح (الی ان قال) ولا یمتد الی آخر المجلس۔[1]

اگر ہندہ کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا تو بھی اس کا خیارِ بکر سکوتِ وقتِ بلوغ سے ساقط ہوگیا، قال فی الدر المختار:-

وان جهلت به الخ لتفرغها للعلم الخ[2]

پس دوسرا نکاح جو دوسرے شخص نے باوجود نکاحِ اوّل کا علم ہونے کے کیا

[1] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب الولی ص ۴۲۵ ج ۲۔ [2] ایضاً ص ۴۲۶ ج ۲ ۔ ظفیر

شرعاً باطل ہے اور کالعدم ہے ، اور اس دوسرے شخص نے نکاح باطل کر کے جو وطی ہندہ سے کی وہ زنا ہے اور اس سے جو لڑکی پیدا ہوئی اس کا نسب اس شخص سے جو کہ زانی ہے ثابت نہیں ہے بلکہ اس کا نسب ہندہ کے شوہر اوّل سے ثابت ہے کیونکہ نکاح باقی رہنے کی وجہ سے اس کا فراش قائم اور حدیث شریف میں ہے :۔

الولد للفراش وللعاهر الحجر

قال الشامی فی البحر :۔

لو تزوج بامرأة الغير عالماً بذلك ودخل بها لا تجب العدة عليها حتى لا يحرم على الزوج وطؤها وبه يفتى لانه زنا والمزني بها لا تحرم على زوجها[1]

وفيه ايضاً من باب العدة : اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة ان علم انها للغير لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً[2]۔

وفی الدر المختار فی فصل ثبوت النسب :۔

وقد اكتفوا بقيام الفراش بلا دخول كتزوج المغربي بمشرقية بينهما سنة فولدت لستة اشهر منذ تزوجها لتصوره كرامة او استخداماً۔ فتم[3]

وفی الشامی فی شرح قول الدر المختار : الفراش على اربع مراتب وقوي وهو فراش المنكوحة ومعتدة الرجعي فانه فيه لا ينتفي الا باللعان الخ[4]

[1] ردالمحتار فصل فی المحرمات صـ۲۴۶ ج۲ و صـ۶۳ ج۲ [2] ردالمحتار باب العدة صـ۸۳۴ ج۲ [3] الدر المختار علی ہامش ردالمحتار فصل فی ثبوت النسب صـ۸۷۶ ج۲ [4] ردالمحتار فصل فی ثبوت النسب صـ۸۷۶ ج۲ ۔ ظفیر



عبارات مذکورہ سے ظاہر ہے کہ نکاح منکوحۃ الغیر سے باطل اور کالعدم ہے اور وطی کرنا اس سے زنا ہے اور زنا سے نسب کا ثابت نہ ہونا متفق علیہ ہے کما مرّ فی الحدیث ۔

پس معلوم ہوا کہ ہندہ اسی شخص کی بیوی ہے جس سے اس کا پہلا نکاح ہوا اور اسی کی وارث ہوگی اور وہی اس کا وارث ہوگا ۔ لڑکی کا نسب بھی اسی شخص سے ثابت ہوگا جس کی ہندہ بیوی ہے ، دوسرا نکاح ہندہ کا جس شخص سے ہوا نہ ہندہ اس کی زوجہ ہے نہ اس سے وراثت کا کوئی تعلق بربنائے زوجیت ہوا اور نہ لڑکی کا اس سے نسب ثابت نہ وراثت کا اس سے کوئی تعلق ۔ فقط

ماں نابالغہ لڑکی کا نکاح کر دے اور باپ اجازت نہ دے تو نکاح نہیں ہوا

**سوال** (۱۰۳۸) ایک لڑکی نو سالہ کا نکاح اسکی والدہ نے بلا اجازت و رضامندی اس کے باپ کے کر دیا تھا اب وہ لڑکی بالغہ و جوان ہے اس کا شوہر اس کو نان نفقہ نہیں دیتا بلکہ ایک خط میں لکھتا ہے کہ میں نے اس کو دل سے طلاق دے دی ہے اور تحریری طلاق نامہ اس کو کچھ مدت خوار کر کے دوں گا مگر وہ خط گم ہوگیا ہے لیکن ایک اور خط موجود ہے جس میں چند الفاظ طلاق کنایہ کے موجود ہیں مثلاً (۱) وہ میری عورت نہیں (۲) اس کو کہو میرے گھر سے چلی جا جدھر مرضی ہو میں بالکل خرچ نہ دوں گا (۳) چند سال خراب کر کے تحریری طلاق دوں گا وغیرہ وغیرہ ۔

کیا عورت مذکورہ کو نکاح مذکورہ کالعدم سمجھ کر نکاح ثانی کی اجازت ہے ؟

نقل خط جو زوج نے بھیجا ہے

جناب والا مکرم میاں پیر محمد از جانب عبدالقیوم

خط آپ کا پہنچا حال معلوم ہوا ، دل کو خوشی ہوئی ۔ اور مجھ کو آپ اپنے دل کی بات ظاہر کریں کیا بات ہے ؟ اگر آپ کے ساتھ سلوک سے

رہے گی تب میری عورت ہے ورنہ کوئی نہیں - آپ جس طرح کہیں وہی بات کروں گا
لیکن چند سال خراب کرکے ، اگر میری والدہ کو برا سمجھے گی میری سخت دشمن ہے ۔

## جواب ازجائے دیگر

صورتِ مذکورہ بالا میں عورتِ مذکورہ کو شرع محمدی کی رو سے نکاح ثانی کی اجازت ہے کیونکہ ماں ولی ابعد ہے اور باپ ولی اقرب - اور ولی اقرب کے ہوتے ہوئے ولی ابعد نابالغہ کا نکاح نہیں کرسکتا وللولی نکاح الصغیر والصغیرۃ والولی العصبۃ بترتیب الارث (الی ان قال) وان لم تکن عصبۃ فالولایۃ للام (کنز الدقائق باب الاولیاء صفحہ ۹۸[1]) اور باب الکنایات میں ہے کہ جو شخص طلاق کے ذکر کے وقت اور عورت کے سوال کرنے کے وقت اپنے خاوند سے طلاق کا - اور غضب کی حالت میں اگر مرد اپنی بیوی کو کہے کہ تو چلی جا جدھر تیری مرضی ہو یا تو میری عورت نہیں ہے اور مانند اس کے - تو عورت پر طلاق بائن پڑجاتی ہے جس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے

پس اگر بالفرض والتقدیر پہلے نکاح کو صحیح بھی مانا جاوے تو اس خط اور دوسرے خط کے الفاظ سے نکاح فسخ ہوگیا اور شریعتِ محمدیہ کی رو سے عورتِ مذکورہ کو نکاح ثانی کی اجازت ہوگی ۔

درمختار باب العنین میں ہے کہ لیکن قہستانی میں ہے کہ امام محمدؒ کے نزدیک اگر زوج کو جنون یا جذام یا برص ہو تو عورت کو فرقت کا اختیار ہے اور اسی طرح ہر عیب زوج سے کہ عورت بدون ضرر کے اس کے پاس نہ ٹھہر سکے تو عورت کو اختیار ہے جدائی کا[2] (صفحہ ۲۱۳ جلد ثانی) ؛

[1] دیکھئے البحر الرائق باب الاولیاء ص۱۲۴ [2] ولا یتخیر احد الزوجین بعیب الآخر ولو فاحشا کجنون وجذام برص ورتق وقرن وخالف الائمۃ الثلاثۃ ...... فی الخمسۃ لو بالزوج والظاہر ان اصلہا وخالف الائمۃ الثلاثۃ فی الخمسۃ مطلقا ومحمد فی الثلاثۃ الاول لو بالزوج (رد المحتار باب العنین ص۸۳۲ ج۲) ظفیر ؛



**الجواب** (از حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ) :- اقول وباللہ التوفیق بیشک یہ صحیح ہے کہ ولی اقرب کے ہوتے ہوئے ولی ابعد کو نابالغہ کے نکاح کا اختیار نہیں ہے اور اگر ولی ابعد ایسا کرے تو وہ نکاح ولی اقرب کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اگر وہ اجازت دے گا تو نکاح صحیح ہوگا ورنہ باطل ہوجائے گا۔

درمختار میں ہے :

فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ[1] الخ

اور شامی میں ہے :

فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابعد وان کان حاضرا فی مجلس العقد مالم یرض صراحۃ او دلالۃ تامل الخ

(صفحہ ۳۱۵ جلد ثانی شامی)

اور جواب کا جزوِ ثانی جو کنایات سے بحالتِ غصہ وغیرہ وقوعِ طلاق طلاق بائنہ واقع ہونے کے متعلق ہے اس میں یہ تفصیل ہے کہ دوسرے خط کے مطابق جو کہ موجود ہے "کہ والدہ سے پوچھو تمہاری کیا رائے ہے ؟ اگر آپ کے ساتھ سلوک سے رہے گی تب میری عورت ہے ورنہ نہیں" اس میں اس کی عورت نہ رہنے کو والدہ کے ساتھ سلوک سے نہ رہنے پر معلق کیا ہے ، ایسی حالت میں اگر شوہر کی نیت ان الفاظ سے طلاق کی ہو اور شرط پائی جائے تو طلاقِ رجعی واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں ، اور شامی کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں دلالتِ حال کافی نہیں ہے نیتِ شوہر کی ضرورت ہے

وقید بالنیۃ لانہ لا یقع بدونہا اتفاقا لکونہ من الکنایات واشار الی انہ لا یقوم مقامہا دلالۃ الحال لان ذلک فیما یصلح جوابا فقط وھو الفاظ لیس ھذا منہا واشار بقولہ طلاق الی

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۳۳۲ ج۲ [2] رد المحتار باب الولی ص۴۳۳ ج۲ ؛ ظفیر

ان الواقع بهذه الكناية رجعي الخ[1] (صفحہ ۶۲۳ قبیل باب طلاق غیر المدخول بہا)

اور نیز شامی وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عیوبِ شوہر مثل جنون و برص وغیرہ میں مفتیٰ بہ قولِ شیخین ہے امام محمدؒ کا مذہب مفتیٰ بہ نہیں ہے چنانچہ شامی میں ہے

وقد تكفل في الفتح برد ما استدل به الائمة الثلاثة

ومحمد بما لا مزيد عليه الخ[2] (صفحہ ۵۹۷ ج ۲ شامی)

الحاصل صرف وجہِ اوّل ایسی ہے کہ اس کی وجہ سے حکمِ بطلانِ نکاح مذکور کا کیا جا سکتا ہے اور اجازت نکاحِ ثانی کی اس عورت کو ہو سکتی ہے وہ یہ کہ والدؔ نے جو نکاح دخترِ نابالغہ کا کیا اگر باپ نے اس کو جائز نہیں رکھا اور انکار کر دیا تو وہ نکاح باطل ہو گیا۔

جعلی اجازت نامہ ولی کی طرف سے بنوا کر نکاح پڑھایا تو کیا حکم ہے؟

**سوال** (۱۰۳۹) سترہ سال ہوئے کہ زید نے اپنے پسر خالد کا رشتہ عمر کی دختر ہندہ سے پیغام دیا، چوں کہ زید رذیل قوم کا تھا اس لئے عمر نے اس درخواست اور پیغام کو ترشی کے ساتھ رد کر دیا۔

کچھ عرصہ بعد عمر برہما چلا گیا، اس کے پیچھے عمر کی طرف سے ایک جعلی خط بنایا گیا کہ عمر اپنی لڑکی ہندہ کو بخوشی زید کے پسر خالد کے نکاح میں دیتا ہے اور نکاح پڑھوا دیا جائے۔

غرضیکہ ہندہ نو سالہ کا نکاح خالد سے کر دیا گیا۔ جب عمر کو اس نکاح کی اطلاع ہوئی تو وہ بہت ناراض ہوا، اور یہ لکھا کہ میں ہرگز اس امر کی اجازت نہیں دیتا اور لڑکی کو مت بھیجو۔

یہ نکاح شرعاً جائز ہوا یا نہیں؟ کچھ عرصہ کے بعد یعنی بالغہ ہونے کے چند

[1] دیکھئے رد المحتار، باب الصریح صفحہ ۶۲۳ قبیل باب طلاق غیر المدخول بہا [2] دیکھئے رد المحتار، باب العنین وغیرہ، ظفیر



سال بعد ہندہ نے باسط سے نکاح کر لیا، یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟

**الجواب**:- خلاصۂ جواب یہ ہے کہ چوں کہ عمر اس نکاح سے راضی نہ تھا اور اس کی طرف سے جعلی خط بنایا گیا اور جس وقت عمر کو اطلاع ہوئی اس نے انکار کر دیا[1]، لہٰذا وہ نکاح جو خالد سے کیا گیا باطل ہو گیا، لہٰذا ہندہ کا نکاح جو باسط سے کیا گیا وہ صحیح ہے۔ خالد کو دعویٰ زوجیت اس پر نہیں پہنچتا اور چوں کہ اس صورت میں خالد سے ہندہ کا نکاح صحیح نہیں ہوا لہٰذا اس کے بعد دیگر سوالات کے جواب کی ضرورت نہیں ہے جو کہ نکاحِ سابق کے صحیح ہونے پر متفرع ہیں۔ فقط

تیرہ سالہ لڑکی نے پہلے بلوغ کا دعویٰ نہیں کیا بعد میں کرتی ہے، کیا حکم ہے؟

**سوال** (۱۰۴۰) ہندہ جس کی عمر اس کی والدہ تیرہ سال بتلاتی ہے اور اس کا باپ زندہ نہیں ہے حقیقی چچا موجود ہے۔ ماں بلا رضا و موجودگی چچا کے نکاح ہندہ کا خفیہ کر دیتی ہے علاوہ ہندہ بوقت نکاح باوجود کہنے والدہ کے کہ یہ لڑکی نابالغہ ہے دعویٰ بلوغ کا نہیں کرتی۔ چچا نکاح سے مطلع ہو کر ناراض ہوا اور انکار کر دیا۔ بعد انقضاء چھ ماہ تعلیم و تلقین سے ہندہ دعویٰ کرتی ہے کہ میں بوقت نکاح بالغہ تھی۔ یہ دعویٰ ہندہ کا صحیح ہو گیا یا نہیں یا نکاح کے وقت دعویٰ کرنا چاہئے تھا؟

**الجواب**:- تیرہ برس کی عمر میں بلوغ ممکن ہے اور یہ عمر مراہقت کی ہے۔ اور در مختار میں ہے کہ مراہق اگر دعویٰ بلوغ کا کرے اور ظاہر حال اُس کا مکذب نہ ہو تو قول اوس کا معتبر ہے۔ وادنی مدته له اثنتا عشرة سنة ولها تسع سنين الخ فان راهقا بان بلغا هذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم يكذبهما الظاهر الخ

[1] ونكاح عبد وامة بغير اذن السيد موقوف على الاجازة كنكاح الفضولي سيجيء في البيوع توقف عقوده كلها ان لها مجيز حالة العقد والا تبطل الخ الدر المختار على هامش رد المحتار باب الكفاءة مطلب في الوكيل والفضولي ج ۲ ص ۲۲

وھوان یکون بحال یحتلم مثلہ و الا لا یقبل قولہ۔ شرح وھبانیہ درمختار[1]۔
پس معلوم ہوا کہ لڑکی کا دعویٰ بلوغ کا صحیح ہے اور اس دعویٰ کی صحت کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ نکاح کے وقت دعویٰ بلوغ کا کرے بلکہ بعد میں دعویٰ بلوغ کا صحیح ہے کیونکہ دعویٰ کی ضرورت اوس وقت ہوتی ہے کہ کوئی شخص مخالف اور منکر ہو۔ فقط۔

**چودہ سالہ لڑکی کا نکاح باپ اس کی موجودگی کے بغیر کرسکتا ہے یا نہیں**

(سوال ۱۰۴۱) ایک لڑکی چودہ سال کی اندر میں اپنی بہن کے پاس ہے اور اس کا باپ بریلی میں رہتا ہے تو وہ بغیر موجودگی لڑکی کے اپنی اجازت سے اوس کا نکاح کرسکتا ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب :- چودہ برس کی عمر میں لڑکی کے بالغ ہونے کا حکم نہیں دیا جاتا۔ اگر حیض وغیرہ نہ ہو اور نابالغہ لڑکی کا نکاح اوس کا باپ بدون موجود ہونے لڑکی کے کرسکتا ہے اور اگر لڑکی بالغہ ہو اور اوس کا نکاح دور بیٹھے بدون اطلاع کرنے لڑکی کے کردے اور جس وقت لڑکی کو خبر ہو وہ سکوت کرے تب بھی باپ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہے۔ الغرض دونوں صورتوں میں باپ اپنی دختر کا نکاح دور بیٹھے کرسکتا ہے۔ اور سکوت اوس کا (بالغہ کا) اذن شمار ہوتا ہے[2]۔

**چچازاد بھائی نے بھی نکاح کیا اور سوتیلے چچازاد بھائی نے بھی، کون سا نافذ ہوگا**

سوال (۱۰۴۲) دو لڑکیاں ایک بالغہ دوسری نابالغہ اپنے سوتیلے چچازاد بھائی کی ولایت میں ہیں اور ایک لڑکا جوان لڑکیوں کا حقیقی چچازاد بھائی ہے وہ کچھ ماہ زاید چودہ سال کی عمر کا ہے، اب اس سوتیلے بھائی نے ان میں سے ایک دختر بالغہ کا نکاح اپنے ساتھ کرلیا اور دوسری نابالغہ کا نکاح اپنے بیٹے سے کہ جو دوسری بیوی سے ہے

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار، کتاب النکاح، فصل بلوغ الغلام ص ۱۳۲ و ص ۱۲۳ ج ۵۔ ظفیر۔ [2] ولو زوجھا ولیھا واخبرھا رسولھا او فضولی عدل فسکتت عن رد مختار، ثم فھو اذن ایضا باب الولی ص ۴۱ ج ۲ و ص ۴۲ ج ۲۔ ظفیر



اپنی ولایت سے پڑھوانا چاہتا ہے اور لڑکیوں کا حقیقی چچازاد بھائی کہتا ہے کہ میں بالغ ہوں اور میری ولایت سے میرا نکاح اس لڑکی سے پڑھا دیا جائے تو اس صورت میں نکاح جائز ہوگا یا نہیں۔ ؟

الجواب :- جب کہ حقیقی چچازاد بھائی جو کہ مراہق ہے یعنی قریب البلوغ ہے۔ دعویٰ اپنے بالغ ہونے کا کرتا ہے اور قرائن سے اوس کا صدق ظاہر ہے تو قول اوس کا دربارہ بلوغ شرعاً معتبر ہوتا ہے۔ کما قال فی الدر المختار فان راھقا بان بلغا ھذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبھما الظاھر الخ فبعد اثنتی عشرۃ سنۃ یشترط شرط اٰخر لصحۃ اقرارہ بالبلوغ وھو ان یکون بحال یحتلم مثلہ و الا لا یقبل الخ۔ درمختار[1]۔ پس چونکہ حقیقی چچازاد بھائی بالغ کی ولایت مقدم ہے علاتی چچازاد بھائی سے لہذا جو نکاح حقیقی چچازاد بھائی نے کیا وہ صحیح ہے اور بعد میں جو نکاح علاتی چچازاد بھائی نے کیا وہ باطل ہے۔ پہلے جو یہاں سے جواز نکاح اس صورت میں لکھا گیا ہے وہ اس بنا پر تھا کہ سوال میں حقیقی چچازاد بھائی کو نابالغ ظاہر کیا گیا تھا، لہذا اس صورت میں کہ وہ بالغ ہو وہ جواب صحیح نہیں ہے، اور یہ جواب جو اب لکھا گیا ہے صحیح ہے۔

**نابالغہ کا نکاح طوائف کے یہاں کردیا، حکم کیا کرے**

سوال (۱۰۴۳) ایک شخص نے اپنی لڑکی نابالغہ کا نکاح کچھ روپیہ لے کر ایک طوائف کے یہاں کردیا۔ وہ خود بھی گروہ طوائف سے تھا اب فوت ہوگیا ہے۔ لڑکی اسوقت سوتیلی والدہ اور سوتیلے والد کے قبضہ میں ہے وہ گروہ طوائف سے نہیں ہے اور سسرال جانا نہیں چاہتی اس لئے اس نے تنسیخ نکاح کا دعویٰ عدالت میں کیا ہے۔ مجسٹریٹ صاحب کے ایماء سے ہر دو فریق نے اس دعویٰ

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار، کتاب النکاح فصل ... بلوغ الغلام ص ۱۳۲ ج ۵۔ ظفیر۔

میں مجھ پر حصر کیا ہے کہ جو فیصلہ میں کروں مجھکو منظور ہوگا۔ میں اس میں کیا فیصلہ کروں۔؟

الجواب :۔ لڑکی بعد بالغہ ہونے کے اس نکاح کو فسخ کرا سکتی ہے لہذا آپ بوجہ حکم مسلم فریقین ہونے کے اون میں تفریق کرا دیں۔ درمختار میں ہے ولزم النکاح الخ ان کان الولی ابا او جدا لم یعرف منہما سوء الاختیار وان عرف لا یصح النکاح اتفاقا انتہی ملخصا[1] و فی الشامی ثم اعلم ان ما مر عن النوازل من ان النکاح باطل معناہ سیبطل کما فی الذخیرۃ لان المسئلۃ مفروضۃ فیما اذا لم ترض البنت بعد ما کبرت کما صرح بہ فی الخانیۃ والذخیرۃ وغیرہما[2]۔ فقط۔

ولی کی اجازت کے بغیر نابالغہ کا نکاح ماموں کردے اور خلوت بھی ہوجائے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۰۴۴) لڑکی نابالغہ کا نکاح اوس کا ماموں بلا اجازت علاتی بھائی اور باپ کے چچا کے کر دیوے تو احناف کے نزدیک وہ نکاح درست ہوگا یا نہیں۔ اگر درست نہیں ہوا تو اس سے طلاق لینے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ کیوں کہ لڑکی اس کے مکان پر گئی اور خلوۃ صحیحہ بھی ہو چکی ہے۔ اور مہر لازم ہوگا یا نہیں۔ اور عورت پر عدۃ ہوگی یا نہیں۔؟

الجواب :۔ احناف کا مذہب یہ ہے کہ ولی اقرب کی موجودگی میں اگر ولی ابعد نابالغہ کا نکاح کردے تو وہ نکاح ولی اقرب کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اور ولی اقرب اس صورت میں علاتی بھائی ہے۔ پس اگر اُس نے نکاح کی خبر سن کر اوس نکاح کو جائز رکھا تو وہ نکاح صحیح ہوگیا ہے اور اگر اوس نے اُس کو رد کر دیا تو وہ نکاح باطل ہوگیا ہے[3]۔ پس بصورت اجازت کے بدوں اوس کی طلاق کے وہ نکاح فسخ نہ ہوگا

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۱۱ ج ۲ و ص ۴۱۰ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب الولی ص ۴۱۱ ج ۲ و ص ۴۱۰ ج ۲۔ ظفیر۔ [3] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۲ ج ۲)۔ ظفیر۔



اور طلاق کے بعد عدۃ لازم ہوگی اور مہر لازم ہے اور اگر اس نے باطل کر دیا تھا اور انکار کر دیا تھا تو وہ نکاح باطل ہوگیا اس صورت میں طلاق کی ضرورت نہیں ہے مگر بوجہ موطؤۃ بالشبہ کے تحت میں آنے کے عدت لازم ہوگی اور مہر مثل دینا ہوگا۔ درمختار وغیرہ۔ فقط

بالغہ کہتی ہے کہ جبراً نکاح ہوا میں نے سنکر انکار کر دیا۔

سوال (۱۰۴۵) خلاصۂ سوال یہ ہے کہ زید مدعی ہے کہ میرا نکاح ہندہ بالغہ کے ساتھ باجازت پدر ہندہ ہوا تھا اور ہندہ رخصت ہو کر میرے مکان پر آئی اور چند بار خلوت بھی ہوئی۔ ہندہ مدعا علیہ زید مدعی کے ساتھ اپنی رضامندی و اجازت سے اس نکاح کا بحلف انکار کرتی ہے اور وطی سے بھی بحلف انکار کرتی ہے کہ کبھی اپنے ساتھ وطی و دواعی جماع پر زید کو قدرت نہیں دی۔ اور یہ بھی بیان کرتی ہے کہ جس وقت مجھکو نکاح کی اطلاع ہوئی میں نے اوس سے انکار اور اظہار نارضامندی کر دیا تھا۔ اور بعض قرابت دار ہندہ کے اس بیان کی تصدیق کرتے ہیں تو زید کا ہندہ کے ساتھ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔؟

الجواب :۔ حاصل جواب یہ ہے کہ درمختار میں ہے ولا تجبر البکر البالغۃ علی النکاح لانقطاع الولایۃ بالبلوغ الخ[1] پس اس صورت میں جبکہ ہندہ نے بوقتِ اِستیذان و نیز بعد نکاح کے اس سے اِنکار کر دیا اور اظہار نارضامندی کر دیا تو وہ نکاح باطل ہوگیا۔ بخلاف ما لو بلغہا فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلانہ بالرد الخ درمختار[2]۔ پس جب کہ رد کے بعد اگر وہ اپنی رضا کا بھی اظہار کرے تب بھی نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ تو جس صورت میں بالغہ اول سے آخر تک انکار ہی کرتی رہے تو نکاح اوس کا کسی طرح صحیح نہیں ہوا اور چونکہ موافق اقرار بالغہ کے وطی نہیں ہوئی تو مہر بھی لازم نہ ہوا۔ لڑکی کو دوسرے شخص سے اپنی رضامندی کے کفو میں نکاح کرنا درست ہے

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۱۰ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] ایضاً ص ۴۱۲ ج ۲۔ ظفیر۔

نومسلمہ کب نکاح کرے

سوال (۱۰۴۶) (۱) جب عورت مسلمان ہوکر مرد کافر سے جدا ہوجائے تو دوسرے شخص سے کس وقت نکاح کرسکتی ہے۔؟

عورت کہتی ہے دل سے اجازت نہیں دی

(۲) ایک مرد نے ایک عورت سے جبراً نکاح کیا مگر عورت نے دل سے اجازت نہیں دی یہ نکاح ہوا یانہیں۔ عورت اب سب سے یہی کہتی ہے کہ میں نے دل سے اجازت نہیں دی - اگر شوہر کلمات کفر کہے تو شرعاً کیا حکم ہوگا۔؟

الجواب :- تین حیض آنے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے[1]۔
(۲) اگر کوئی بالغہ عورت زبان سے اپنے نکاح کی اجازت دیدے اگرچہ دل سے راضی نہ ہو اور ناخوشی کے ساتھ زبان سے اجازت دیدے تو نکاح ہوجاتا ہے، اور جس عورت کا شوہر کلمات کفر کہے تو اوس کی عورت اوس کے نکاح سے خارج ہوجاتی ہے اور اوس کو تجدید ایمان و تجدید نکاح کرنا ضروری ہے۔ فقط۔

شیعہ بالغہ لڑکی سنی ہوکر خود نکاح کرے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۰۴۷) ایک بالغہ شیعہ لڑکی نے برضا و رغبت خود بلا اجازت والدین ایک سنی افغانی سے چار گواہ اور ایک وکیل کی موجودگی میں معرفت قاضی کے نکاح کیا۔ منکوحہ کے والدین بوجہ شیعہ ہونے کے اپنی لڑکی کا نکاح شوہر سے فسخ کرانا چاہتے ہیں حالانکہ قبل نکاح لڑکی نے روبرو گواہان اقرار کیا ہے کہ میں سنت جماعت حنفی مذہب اختیار کرچکی ہوں اور وکیل نکاح ہونے کا تو اقرار ہے اور میں وکیل بھی بنا مگر لڑکی کے ایجاب و قبول کی آواز میرے کانوں میں نہیں پہنچی - اس مسئلہ میں شرعی حکم کیا ہے -؟

---

[1] ولو اسلم احدهما ای احد المجوسيين او امرأة الكتابي فی دار الحرب ثم لم تبين حتی تحيض ثلاثا وتمضی ثلاثة اشهر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ج۲ ص۵۳۶) ظفیر



الجواب :- درمختار میں ہے فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضاء ولی الخ[1] وهكذا فی العالمگیریه وغیره پس صورت مسئولہ میں جب کہ وہ لڑکی بالغہ ہے اور سنی ہوچکی ہے جیسا کہ شہادت سے ثابت ہے اور ایجاب و قبول بھی شہادت سے ثابت ہے لہذا اس کا نکاح سنی المذہب سے صحیح ہوگیا ہے۔ والدین دختر چونکہ شیعہ ہیں اور اپنے مذہب پر قائم ہیں نکاح مذکورہ فسخ نہیں کرسکتے ۔ فقط ۔

بدچلن ولی ولی باقی رہتا ہے یا نہیں

سوال (۱۰۴۸) اگر دختر کا ولی بدچلن ہو اور خبر گیراں نہ ہو تو اس کی ولایت کا کیا حکم ہے۔؟

الجواب :- کوئی ولی اگر بدچلن ہو یا خبر گیراں خور و نوش کا نہ ہو تو بوجہ ترک کرنے اپنے فرض منصبی کے وہ عاصی و فاسق ہے لیکن ولایت اوس کی مطلقاً اس سے سلب نہیں ہوتی اور خاص صورت میں اوس کی ولایت بھی سلب ہوجاتی ہے۔ بہرحال بالغہ لڑکی پر ولایت اجبار کسی ولی کو نہیں ہے۔ فقط۔

دادا نے گو خبر نہ لی ہو مگر باپ کے بعد ولی نکاح وہی ہے

سوال (۱۰۴۹) زید فوت ہوگیا اُس کی دختر کی پرورش والدہ نے کی دادا چچا نے مطلق خبر گیری نہ کی اب والدہ اپنی مرضی سے کفو میں نکاح کرنا چاہتی ہے دادا چچا وہاں اذن دینے سے انکاری ہیں بلکہ قاضی شہر کو کہتے ہیں کہ ہماری بلا اجازت نکاح نہ پڑھایا جاوے ایسی صورت میں والدہ کی اجازت سے نکاح ہوجاتا ہے یا دادا، چچا کی اجازت ضروری ہے-؟

الجواب :- اگر وہ نابالغہ ہے تو باپ کے نہ ہونے کی صورت میں ولی اوس کے نکاح کا اوس کا دادا ہے اور دادا کے بعد چچا ولی ہے ان کی موجودگی میں والدہ کو اختیار نابالغہ کے نکاح کا نہیں ہے اگرچہ پرورش والدہ نے کی ہے پس جبکہ

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج۲ ص۴۲۴ - ظفیر ۱۲

ولی اس نابالغہ کے نکاح کے دادا اور چچا ہیں تو اگر وہ قاضی نکاح خواں کو نکاح خوانی سے روک دیں تو وہ حق بجانب ہیں قاضی کو اس حالت میں بدون ان کی اجازت کے نکاح پڑھنا جائز نہیں ہے اور وہ نکاح نہ ہوگا۔[1]

نابالغہ بیوہ کا نکاح ساس نے کردیا مگر ماں نے رد کردیا تو کیا حکم ہے

**سوال (۱۰۵۰)** ایک لڑکی ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کی ساس نے کردیا لڑکی کی والدہ اپنی لڑکی کو لے آئی اور بعد بالغہ ہونے کے اس کی اجازت سے اوس کا نکاح دوسری جگہ کردیا تو یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں۔؟

**الجواب:۔** نابالغہ کے نکاح کی صحت کے لئے ولی شرط ہے۔[2] پس لڑکی کی ساس نے جو نکاح اوس کا کیا تھا وہ لڑکی کی ماں کی اجازت پر موقوف تھا اگر اوس نے اجازت نہیں دی تو یہ نکاح باطل ہوگیا۔ اب لڑکی کی رضا سے اوس کی ماں نے جو نکاح کیا ہے وہ صحیح ہے۔

قاضی کو جب معلوم ہو کہ لڑکی راضی نہیں تو وہ کیا کرے

**سوال (۱۰۵۱)** اگر قاضی کو معلوم ہوجائے کہ جہاں لڑکی بالغہ کے اولیا نکاح کرنا چاہتے ہیں لڑکی وہاں نکاح کرنے پر رضامند نہیں ہے تو اس کو کیا کرنا چاہئے۔؟

**الجواب:۔** اس صورت میں قاضی کو احتیاط کرنی چاہئے اور ولی دختر سے صاف کہدے کہ بدون اجازت بالغہ کے ان کا نکاح صحیح نہیں ہوتا تم اس کا خیال رکھو البتہ سکوت بالغہ کا ولی کے نکاح کردینے پر اگرچہ

---

[1] الولی فی النکاح العصبة بنفسہ علی ترتیب الارث والحجب فان لم تکن عصبة فالولایة للام (درمختار) ثم یقدم الاب ثم ابوہ ثم الاخ الشقیق الخ (ردالمحتار باب الولی ج۲ ص۴۲۶ و ص۴۲۶ ج۲)

[2] وھو ای الولی شرط صحة نکاح صغیر ومجنون (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ج۲ ص۴۱۴) ظفیر



ولی اس کا راضی نہ ہو جواز نکاح کے لئے کافی ہے[1] وتفصیلہ فی کتب الفقہ۔ فقط۔

ولی اور وکیل کی اجازت چاہتے وقت لڑکی کی کون کون سی ادا اجازت ہے

**سوال (۱۰۵۲)** (۱) ولی کے لئے مثل اب وجد بنت باکرہ بالغہ سے وقت اجازتِ نکاح برائے اجازت یہ امور کافی ہیں۔ ضحک۔ بکاء بلا صوت وغیرہا یا تکلم ضروری ہے (۲) ولی اگر وکیل بنا ئے طلب اجازت بالنکاح میں تو اس وکیل من الولی کے لئے بھی وہ امور کافی ہوں گے جو ولی کے لئے کافی تھے یا اس وکیل کے لئے تکلم ہی ضروری ہوگا۔ (۳) وکیل من الولی اگر اجنبی غیر محرم ہے تو اس کے واسطے درصورت کفایت ان امور کے جو ولی کے لئے کافی ہیں ان کا خود مشاہدہ کرنا ضروری ہے یا ایک عورت کا اس کے متعلق خبر دینا کافی ہوگا۔ ؟

**الجواب (۱ و ۲ و ۳)۔** بکر بالغہ کا سکوت اور ضحک اور بکاء بلا صوت اذن ہے جب کہ اجازت چاہنے والا ولی ہو یا اوس کا وکیل یا قاصد اور اگرچہ وہ وکیل اجنبی غیر محرم ہو جب کہ اسکو یہ امور بذریعہ خبر معلوم ہوجاویں اگرچہ بذریعہ عورت معتبر کے ہوں لیکن اس حالت میں بصورت انکار بکر بالغہ ایک عورت یا ایک مرد کا بیان کافی نہ ہوگا۔ قال

---

[1] او زوجہا ولیہا واخبرہا رسولہ او فضولی عدل فسکتت عن ردہ مختارة الخ فھو اذن (درمختار) قولہ عن ردہ قید بہ اذ لیس المراد مطلق السکوت لانہا لو بلغہا الخبر فتکلمت باجنبی فھو سکوت ھنا فیکون اجازة فلو قالت الحمد للہ اخترت نفسی او قالت ھو دباغ لا ارید ہ فھذا کلام واحد فھو رد قولہ مختارة اما لو اخذ ھا عطاس او سعال حین اخبرت فلما ذھب قالت لا ارضی او اخذ فمہا ثم ترك فقالت ذالك صح ردھا لان سکوتہا کان عن اضطرار (ردالمحتار باب الولی ج۲ ص۴۱۸ و ص۴۱۸ ج۲) ظفیر۔ ۲

فی الدر المختار فان استاذنها هو ای الولی الخ او وکیله او رسوله او زوجها ولیها واخبرها رسوله او فضولی عدل فسکتت او ضحکت او بکت بلا صوت[1] الخ انتهی ملخصاً۔

**زبان سے جب ولی نے کہدیا تو دل کا اعتبار نہیں**

**سوال (۱۰۵۲)** مختار فاطمہ لڑکی بعمر دس سالہ کا نکاح اس کی ماں نے بہ وکالت عزیز احمد جو لڑکی کا چچا دوری سلسلہ سے ہوتا ہے اپنے ایک عزیز مسمیٰ لائق علی سے کردیا اب یہ کہا جاتا ہے کہ لڑکی کا نکاح ماں کی ولایت اور اجازت سے جو ہوا یہ جائز نہیں ہے بلکہ عزیز احمد کی ولایت اور اجازت سے ہونا چاہیئے تھا۔ عزیز احمد کا یہ خیال عرصہ سے تھا کہ لڑکی مذکورہ کا نکاح میرے لڑکے کے ساتھ ہو اسی وجہ سے عزیز احمد یہ مشہور کررہے ہیں کہ نکاح میری اجازت سے نہیں ہوا اور میں نے یہ وکالت دل سے نہیں کی تھی بلکہ بظاہر مروتاً کردی ہے۔ پس ایسی حالت میں یہ نکاح جائز طور پر ہے یا نہیں۔؟

**الجواب:۔** جب کہ نکاح مذکورہ بوکالت عزیز احمد کے ہوا ہے جو کہ ولی نابالغہ کا ہے تو یہ نکاح منعقد اور صحیح ہوگیا عزیز احمد کا کوئی عذر اب مسموع نہ ہوگا۔ فقط۔

**دادا بڑھاپے کی وجہ سے ذی رائے نہیں رہا تو چچا ولی ہوسکتا ہے یا نہیں۔**

**سوال (۱۰۵۳)** ایک لڑکی جس کی عمر دس سال کی ہے اس کا باپ انتقال کرگیا ہے دادا موجود ہے اور چچا حقیقی موجود ہے۔ اور دادا کی یہ حالت ہے جیسا کہ کوئی دیوانہ ہوتا ہے اور اپنے اولاد کے نفع ونقصان کو نہیں سمجھتا۔ اب لڑکی کا حقیقی چچا یہ چاہتا ہے کہ میں اپنی ولایت سے لڑکی کا عقد کردوں تو شرعاً یہ نکاح جائز ہوگا یا نہیں۔؟

**الجواب:۔** اس صورت میں دادا کی ولایت ساقط ہے۔ چچا کی ولایت سے نکاح نابالغہ کا صحیح ہے، در مختار باب الولی میں ہے هو البالغ العاقل الخ

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۱۱ ج ۲۔ ظفیر



ولو فاسقاً علی المذهب مالم یکن متهتکا[1] الخ وفیه لزم ولو بغبن فاحش او بغیر کفوء ان کان الولی المزوج ابا اوجداً مالم یعرف منهما سوء الاختیار وان عرف لا[2] الخ فقط۔

**نشہ خوار باپ نے نابالغہ کا نکاح غیر کفو اور کم مہر میں کیا۔ کیا حکم ہے**

**سوال (۱۰۵۴)** ایک شخص چند روز بازنشہ خوار نے محض اپنی نفسانی طمع کے لئے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے خاندان کے کم درجہ کے لوگوں میں ایک ایسے صغیر السن لڑکے سے کردیا جس کے بالغ ہونے میں ۷-۸ سال کا عرصہ ہے اور لڑکی اس وقت بالغ ہے اور مہر بہت کم مقرر کیا گیا ہے اس صورت میں ایسے باپ کا کیا ہوا نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

**الجواب:۔** اقول وباللہ التوفیق تحقیق صاحب فتح القدیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک باپ پہلے سے معروف بسوء الاختیار نہ ہو تو وہ نکاح جو اس نے قبل از معروف ہونے کے کیا صحیح ہے جیسا کہ عبارت مالم یعرف منهما سوء الاختیار وان عرف لا یصح سے ظاہر ہوتا ہے اور مہر کا حال یہ ہے کہ بعض اقوام میں مہر اس درجہ کثیر رائج ہے کہ کوئی عاقل اس کو پسند نہیں کرسکتا اور مغالاۃ مہر سے نہی صراحتہً موجود ہے تو اگر باپ نے موافق طریق سنت کی فرض کیجئے کہ اپنی دختر کا مہر مقرر کردیا اور نابالغ شوہر سے نکاح کرنا مصلحت آئندہ دختر کی موافق سمجھا تو اسکو سئ الاختیار نہ کہا جاویگا اور اس وصف کے ساتھ معروف ہونا اس کا تو اس سے کسی طرح محقق نہ ہوگا البتہ اگر بحالت نشہ اس نے یہ نکاح کیا ہے تو صحیح نہ ہوگا کما فی الدر المختار وکذا لو کان سکران وفی الشامی وهذا مفقود فی السکران وسیئ الاختیار[3] اذا خالف الخ فقط۔

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۰۶ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] ایضاً ص ۴۱۱ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

[3] رد المحتار باب الولی ص ۴۱۹ ج ۲۔ وکذا اذا ای لا یصح النکاح لو کان سکران فزوجها من فاسق او شریر او فقیر او ذی حرفة دنیئة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۱۹ ج ۲) ظفیر

**مرزائی باپ نابالغہ کا ولی نہیں ہو سکتا**

**سوال (۱۰۵۵)** ایک کنواری لڑکی عاقلہ بالغہ نے جس کے (والدین اور دادا اور دیگر رشتہ دار موجود ہیں) اپنے دادا کو ولی بنا کر اپنا نکاح اپنی برادری کے ایک لڑکے سے احکام شرعی کے مطابق کر لیا ہے لڑکی کا باپ کچھ عرصہ سے مرزائی ہو گیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں لڑکی کسی مرزائی کو دوں گا قادیان والوں نے حکم دیا ہے کہ اگر لڑکا مرزائی مذہب اختیار کرے تب لڑکی دی جا سکتی ہے۔ اس صورت میں جو نکاح لڑکی کا دادا کی ولایت سے ہوا جائز ہے یا نہیں۔؟

**الجواب :-** اس صورت میں اول تو لڑکی خود بالغہ عاقلہ ہے تو خود اس کی اجازت سے اس کا نکاح کفو میں صحیح ہے کسی ولی کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ درمختار میں ہے وهو ای الولی شرط صحة نكاح صغير الخ لا مكلفة فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضى ولی[1] الخ اور ثانیاً یہ کہ اگر ولی کے ذریعہ سے ہی نکاح اس کا کیا جاوے جیسا کہ سنت ہے تو ولی اس کا اس صورت میں اُس کا دادا ہے باپ بوجہ مرزائی ہو جانے کے ولی نہیں رہا ولایت اس کی باطل ہو گئی[2] پس دادا نے جو نکاح اُس بالغہ کا اُس کی اجازت سے کیا وہ صحیح ہو گیا باپ کو اُس نکاح کو توڑنے کا اختیار اور دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار نہیں ہے اور مرزائی لڑکے سے نکاح صحیح نہیں ہو گا الحاصل جو نکاح بولایت دادا ہو گیا وہ صحیح ہے۔ قادیان والوں کا حکم باطل ہے۔ فقط۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۰۵ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] مرزائی مرتد کافر ہوتا ہے اس لئے وہ ولی نہیں ہو سکتا اس لئے کہ ولی کے لئے اسلام کی شرط ضروری ہے۔ بشرط حرية وتكليف واسلام فی حق مسلمة تريد التزوج ولا لمسلم لعدم الولاية (درمختار) يعنی ان الكافر لا يلی علی المسلمة وقوله تعالى ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا (رد المحتار باب الولی ص ۴۲۶ و ۴۱۹ ج ۲) ظفیر



**عصبہ کسی بھی پشت کا ہو اس کے ہوتے ہوئے ماں ولی نہیں۔**

**سوال (۱۰۵۶)** اگر کسی نابالغہ کا کوئی عصبہ پانچویں پشت کا موجود ہو تو والدہ کا کیا ہوا نکاح جائز ہو گا یا نہیں اور وہ نابالغہ بعد بلوغ کے اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں۔؟

**الجواب :-** جب کہ نابالغہ کا کوئی عصبہ کسی پشت کا موجود ہو تو والدہ کو ولایت نکاح نہیں ہے۔ پس اگر ایسی حالت میں والدہ نابالغہ کا نکاح کرے گی تو وہ نکاح اُس عصبہ کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ اگر وہ اجازت دیگا تو وہ نکاح صحیح ہو گا اور اگر وہ انکار کر دے گا تو وہ نکاح باطل ہو گا[1] اور اگر ولی عصبہ اس نکاح کو جائز رکھے تو نابالغہ کو بعد بالغ ہونے کے اختیار ہو گا کہ اس نکاح کو فسخ کرا دے مگر بذریعہ قاضی وحاکم کے فسخ کرا سکتی ہے خود فسخ نہیں کر سکتی۔ کذا فی الشامی۔

**پہلا نکاح صحیح ہے اور تعلیق کالعدم ہے**

**سوال (۱۰۵۷)** زید کے والد نے زید کے روبرو اُس کی دختر کا نکاح گواہوں کی موجودگی میں عمر کے بیٹے سے کر دیا۔ زید ساکت صامت رہا اب سہ ماہ کے بعد غصہ کی حالت میں ناراض ہو کر کہدیا کہ اگر میں عمر کے لڑکے کو ناطہ دوں تو مجھ پر میری عورت بسہ طلاق حرام ہے اب اگر کوئی شخص خواندہ معتمد علیہ زید کو تسلی دیوے کہ تیری لڑکی کا شرعی نکاح عمر کے لڑکے سے ہو چکا ہے یہ تمہاری تعلیق لغو ہے تم کو بغرض تشہیر دوبارہ جدید نکاح کر دینے میں کوئی حرج نہیں۔ زید نے اس پر اعتماد کر کے دوبارہ نکاح اپنی لڑکی کا عمر کے لڑکے سے کر دیا۔ کیا زید کی

---

[1] الولی فی النكاح العصبة بنفسه على ترتيب الارث والحجب الخ فان لم تكن عصبة فالولاية للام الخ فلو زوج الا بعد حال قيام الاقرب توقف على اجازته (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۶ و ۴۳۲ ج ۲) ظفیر۔ [2] ولهما ای لصغير وصغيرة خيار الفسخ بالبلوغ الخ بشرط القضاء للفسخ۔ ایضاً ص ۴۲۰ ج ۲ - ظفیر ۱۲

سنکوحہ زید پر حرام ہوجائے گی۔؟

**الجواب :۔** فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ الخ درمختار[1] قال فی الشامی فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابعد وان کان حاضرًا فی مجلس العقد مالم یرض صریحًا او دلالۃً شامی[2] ص ۳۱۵ جلد (۲) پس اگر زید نے صراحۃً یا دلالۃً اپنی رضا کا اظہار کردیا مثلاً اپنی دختر کو اس کے شوہر کے گھر بخوشی بھیجدیا یا مہر طلب کیا وغیرہ تو نکاح زید کے باپ کا کیا ہوا صحیح ہوگیا اور دوبارہ زید کا نکاح کرنا لغو اور فضول اور کالعدم ہے لہذا اس کی زوجہ اس پر بسہ طلاق حرام نہ ہوگی لعدم تحقق الشرط اور اگر زید نے محض سکوت کیا تھا اور اجازت صراحۃً نہ دی تھی اور نہ دلالۃً اظہار رضا کیا تھا تو نکاح سابق منعقد نہ ہوا تھا پس زید نے جو نکاح کیا وہ صحیح ہوگیا اور شرط سہ طلاق پائی گئی لہذا اس کی زوجہ مطلقہ ثلثہ ہوگئی۔ فقط۔

**باپ نے نشہ کی حالت میں لڑکی نابالغہ کا نکاح کیا، ہوا یا نہیں**

**سوال (۱۰۵۸)** ایک عورت کا نکاح صغرسنی میں ہوا تھا لڑکی کا والد اس روز نشہ میں تھا۔ تو یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ بعد بلوغ لڑکی خاوند کے یہاں نہیں رہی۔ مقدمہ عدالت میں چلا لڑکی کے باپ نے یہ ثابت کیا کہ نکاح نہیں ہوا تھا۔ مگر ہوا ضرور تھا۔ عدالت نے نکاح کو فسخ کردیا خاوند نے طلاق نہیں دی۔ اب عورت نے نکاح ثانی کرلیا۔ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور جو لوگ اس نکاح میں شریک ہوئے ان کے لئے کیا حکم ہے۔؟

**الجواب :۔** اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ نکاح ضرور ہوا تھا اور باپ جو نکاح کرنے والا تھا وہ نشہ میں تھا لیکن نکاح کفو میں ہوا اور مہر مثل کے ساتھ ہوا

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ص ۴۳۲ ج ۲۔ ظفر۔ [2] ردالمحتار باب الولی ص ۴۳۳ ج ۲۔ ظفر۔



تو وہ نکاح صحیح ہوگیا اس صورت میں بدون طلاق دینے شوہر اول کے دوسرا نکاح صحیح نہ ہوگا جیساکہ شامی میں ہے ومقتضی التعلیل ان السکران او المعروف بسوء الاختیار لو زوجہا من کفوء بمہر المثل صح لعدم الضرر المحض الخ[1] ص ۳۰۵ جلد (۲) شامی۔ پس جو فتویٰ دوسرے فریق نے عدم جواز نکاح ثانی بدون طلاق دینے شوہر اول اور بدون گذرنے عدت کے دیا۔ اور یہ نکاح اول بسبب کفو میں ہونے کے صحیح ہوگیا۔ یہ فتویٰ صحیح ہے اور موافق ہے روایات کتب فقہ کے اور جو لوگ نکاح ثانی میں شریک ہوتے اُن کا نکاح نہیں ٹوٹا۔ لیکن اگر باوجود علم اس امر کے کہ اس عورت کو شوہر اول نے طلاق نہیں دی شریک نکاح ثانی ہوئے تو گنہگار ہوئے۔ توبہ کریں۔ فقط۔

**دادی کا لگایا ہوا رشتہ لڑکی کو پسند نہیں ہے**

**سوال (۱۰۵۹)** ایک نابالغہ لڑکی کو اسکی دادی نے اپنے ہم قوم لڑکے کو دینے کا اقرار کیا اب دادی مرگئی ہے اور لڑکی کا باپ زندہ ہے اُس نے لڑکی کے ماموں کو وکیل نکاح کا بنادیا ہے اور لڑکی جوان ہے اور دادی کے کئے ہوئے رشتہ کو قبول نہیں کرتی اور دوسری جگہ نکاح کرنا چاہتی ہے جائز ہے یا نہ۔؟

**الجواب :۔** جب کہ لڑکی بالغہ ہوکر دادی کے رشتہ کو یعنی خطبہ منگنی کو منظور نہیں کرتی تو وہاں نکاح کرنا جائز نہیں ہے جہاں لڑکی کی مرضی ہے کفو میں نکاح کرے اور پہلے جو منگنی ہوئی تھی وہ نکاح نہیں ہوا بلکہ وہ بظاہر وعدہ نکاح تھا اور دادی کو بموجودگی باپ کے نابالغہ کے نکاح کی ولایت بھی نہیں ہے ہکذا فی کتب الفقہ۔

[1] ردالمحتار باب الولی ص ۳۱۹ ج ۲۔ ظفر۔ ۱۲

باپ نے نکاح کردیا پھر لڑکی نے بالغ ہونیکا دعویٰ کیا اور نکاح کرلیا کونسا نکاح جائز ہوگا

**سوال (۱۰۶۰)** زید نے اپنی لڑکی ہندہ کو خالد کے لڑکے بکر سے منسوب کررکھا تھا اور لڑکی اپنی نانی کے پاس رہتی تھی زید سخت بیمار ہوا اس لئے اپنی لڑکی ہندہ کا عقد عمر کے بیٹے ولید سے بولایت خود کردیا اور لڑکی کو بھی خبر بھیجدی کہ ہندہ کا عقد عمرو کے لڑکے ولید سے کردیا بولایت خود۔ نانی نے چند وجہوں سے ناخوش ہوکر عقد اسی لڑکے بکر بالغ سے کردیا جس سے باپ نے پہلے سے نسبت کررکھی تھی اور باپ کو خبر کردی کہ لڑکی نے اپنا عقد آپ ہی بکر مذکور سے کرلیا اور بوجہ بالغہ ہونے کے اس کو کسی کی ولایت کی ضرورت نہیں پڑی اس وقت لڑکی کا سن قریب گیارہ برس کے تھا بعد چند روز کے بکر ہندہ کو رخصت کراکر اپنے گھر لایا اور اڑھائی تین برس کے بعد انتقال کیا جب لڑکی ہندہ کے دوسری عقد کی تیاری اور تجویز ہوئی تو نہ معلوم لڑکی نے کس مصلحت سے یہ بیان کیا کہ نانی نے جو ہمارا عقد بکر کے ساتھ کیا تھا اس وقت میں بالغ نہ تھی لوگوں کے بہکانے سے میں نے اپنے کو بالغ قرار دیدیا تھا بالغ تو میں بعد نکاح بکر کے ہوئی ہوں آیا ایسی حالت میں باپ نے جو ولید سے نکاح کیا تھا وہ صحیح سمجھا جاوے یا نانی کے عقد کو اگر نکاح ولید سے صحیح ہوگیا تھا تو اب دوسری جگہ نکاح کے لئے ولید کی طلاق کی ضرورت ہے یا فسخ نکاح کی کیونکہ ولید اس کو اب اپنے نکاح میں رکھنا نہیں چاہتا اور ولید اس وقت مراہق ہے۔

**الجواب:**۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر ہندہ بوقت نکاح کے جو کہ اس کے باپ نے ولید سے کیا نابالغہ تھی تو باپ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہوگیا اور وہ فسخ نہیں ہوسکتا اور اگر درحقیقت ہندہ بالغہ تھی اور باپ نے جو نکاح اسکا ولید سے کیا اس کو سن کر وہ خاموش رہی تب بھی ولید سے نکاح اس کا صحیح ہوگیا



البتہ اگر اس کو باپ کے نکاح کردینے کی خبر نہ ہوئی یا خبر ہونے پر اس نے انکار کردیا اور اسی حالت میں اپنی رضامندی سے بکر سے نکاح کیا تو بکر سے نکاح صحیح ہوگیا بعد انتقال بکر کے دوسرا نکاح جہاں وہ راضی ہو ہوسکتا ہے اور واضح ہو کہ اگر ہندہ بوقت نکاح از بکر مراہقہ تھی اور اس نے اقرار اپنے بالغ ہونے کا کرلیا تھا تو وہ بالغہ سمجھی جاوے گی پھر انکار کرنا اس کا بلوغ سے معتبر نہ ہوگا تو اس حالت میں جب کہ اس نے باپ کے نکاح کو پسند نہ کیا تھا اور انکار کردیا تھا یا خبر سے پہلے بکر سے نکاح باجازت خود کرلیا تھا تو بکر سے نکاح صحیح تھا ولید کی طلاق کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ نکاح ہوا ہی نہیں تھا اور نہ کسی قاضی وغیرہ سے فسخ کرانے کی ضرورت ہے اور نہ طلاق مراہق کا مسئلہ دریافت کرنے کی ضرورت ہے اور نابالغ اگرچہ مراہق ہو طلاق اس کی واقع نہیں ہوتی۔ کذا فی عامۃ کتب الفقہ۔

اب اگر ولید سے نکاح کرنا مناسب و مصلحت ہو کیا جاوے ورنہ کسی دوسرے شخص سے نکاح ہندہ کا کردیا جائے در مختار میں ہے فان راهقا بان بلغا هذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبهما الظاهر[۱] الخ

نابالغہ کا نکاح جس ولی نے پہلے کیا وہ درست اور بعد والا باطل ہے

**سوال (۱۰۶۱)** ایک لڑکی نابالغہ کے دو ولی مساوی ہیں اور اس لڑکی سے دو شخصوں نے نکاح کا دعویٰ کیا اور ہر ایک نے اپنی سند ایک ایک ولی کی طرف سے پہونچائی اور اولیاء نے بھی اقرار کیا اور درحقیقت جس شخص کا نکاح بعد میں ہوا تھا اس نے کسی طرح سے عدالت میں اپنے نکاح کو پہلے ہونا ثابت کردیا اور لڑکی بھی بعد بلوغ اسی کے ساتھ رضامند ہے تو اب وہ لڑکی زوج اول کو ملنی چاہئے یا زوج ثانی کو۔؟

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ص ۱۳۲ ج ۵۔ ظفیر۔

الجواب :- درمختار میں ہے ولو زوجها وليان مستويان قدم السابق[1] پس جس ولی نے پہلے نکاح کیا وہ صحیح ہوا اور وہ لڑکی زوجہ شوہر اول کی ہے اسی کو ملنی چاہئے اور جس نے بعد میں نکاح کیا وہ باطل ہے جب تک شوہر اول بالغ ہوکر طلاق نہ دیوے اس وقت تک دوسرے شخص سے نکاح صحیح نہ ہوگا۔ فقط (غلط طور پر بہل ثابت کرنے سے حکم نہیں بدلتا۔ ظفیر)

## فصل دوم مسائل و احکام فسخ نکاح

بہار کے امیر شریعت اور قاضی کو فسخ نکاح کا اختیار ہے یا نہیں

**سوال** (۱۰۶۲) امیر شریعت اور اس کے قضاۃ کو جو بہار میں مقرر ہیں حق فسخ نکاح وغیرہا حاصل ہے یا نہیں۔ ؟

**الجواب** :- امیر شریعت مذکور اور اس کے قضاۃ کو حق فسخ نکاح وغیرہا حاصل ہے جیسا کہ شامی کی اس عبارت سے واضح ہے۔ ويصير القاضي قاضياً بتراضي المسلمين[2] الخ

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۲ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] رد المحتار کتاب القضا مطلب فی حکم تولیۃ القضاۃ فی بلاد تغلب علیها الکفار ص ۴۲۷ ج ۴۔ فيجب عليهم ان يلتمسوا واليا مسلما منهم الخ آگے یہ بھی ہے وفی الفتح واذا لم يكن سلطان ولا من يجوز التقلد منه كما هو فی بعض بلاد المسلمين غلب عليهم الكفار يجب على المسلمين ان يتفقوا على واحد منهم يجعلونه واليا فيولى قاضيا ويكون هو الذي يقضي بينهم (ایضا) - ظفیر۔



سلطانی ریاست کا قاضی اور ہندوستانی عالم نکاح فسخ کرسکتا ہے یا نہیں

**سوال** (۱۰۶۳) ریاست اسلامیہ کا قاضی خیار بلوغ میں فسخ نکاح کا حکم دے سکتا ہے یا نہیں۔ (۲) اور کوئی عالم بموجب روایت فتاویٰ تنقیح حامدیہ لان فتوى الفقيه للجاهل بمنزلة حكم القاضي الخ ہر حکومت گورنمنٹ میں خیار بلوغ میں فسخ نکاح کا حکم دے سکتا ہے یا نہیں۔ ؟

**الجواب** :- خیار بلوغ وغیرہ میں قاضی ریاست اسلامیہ فسخ نکاح کا حکم کرسکتا ہے۔ قاضی ریاست اسلامیہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور اسی قاضی سے فسخ کرانا چاہئے کیونکہ بے شبہ یہی امر حق ہے[1]۔

(۲) اور روایۃ فتاویٰ تنقیح حامدیہ کو اس پر محمول کرنا چاہئے کہ اگر اس عالم کو فریقین حَکَم تسلیم کرلیں تو اس کا حکم نافذ ہوجائے گا[2]۔ فقط۔

مسلمان حاکم قاضی کے قائم مقام ہوسکتا ہے یا نہیں

**سوال** (۱۰۶۴) حاکم جو گورنمنٹ کی

---

[1] سلطانی ریاست اپنے داخلی معاملات میں آزاد ہوتی تھی اور اس کا مقرر کردہ قاضی قاضی شرعی کے حکم میں ہوتا تھا۔ ظفیر۔ ويجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو كافرا (درمختار) فی التتارخانية الاسلام ليس بشرط فيه ای فی السلطان الذی يقلد وبلاد الاسلام التی فی ايدی الكفرة لاشك انها بلاد الاسلام لا بلاد الحرب لانهم لم يظهروا فيها حكم الكفر والقضاة مسلمون والملوك الذين يطيعونهم عن ضرورة مسلمون الخ (رد المحتار کتاب القضاء ص ۴۲۴ ج ۴) ظفیر [2] تولية الخصمين حاكما بينهما الخ وشرطه من جهة المحكم بالفتح صلاحيته للقضاء كما مر (درمختار) ای فی الباب السابق قوله والمحكم كالقاضي (رد المحتار باب التحكيم ص ۴۸۳ ج ۴) ظفیر۔

طرف سے ہے اگر وہ مسلمان ہو تو قائم مقام قاضی کے ہو سکتا ہے یا نہیں اور نکاح فسخ کر سکتا ہے یا نہیں۔ ؟

**الجواب :-** حاکم جو گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہے اگر وہ مسلمان ہے تو قائم مقام قاضی ہو جاتا ہے کما صرح بہ فی الدر المختار وتجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو کافرا وذکرہ مسکین وغیرہ الا اذا کان یمنعہ من القضاء بالحق[1] الخ

موجودہ دور میں قاضی کا کام حاکم زمانہ سے لینا کیسا ہے

**سوال (۱۰۶۵)** اگر زمانہ موجودہ میں کسی مسئلہ کے لئے قاضی کی ضرورت ہو تو کیا کیا جائے یعنی فسخ نکاح وغیرہ میں کیا حاکم زمانہ موجودہ یا کوئی عالم قاضی ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ؟

**الجواب :-** فقہاء کے لکھنے کے موافق حکم مسلم فریقین قائم مقام قاضی ہو سکتا ہے اور حاکم عدالت جو کہ مسلمان ذی اختیار ہو جیسے جج وغیرہ ان کو بھی حکم قضاۃ کا اس بارے میں دیا گیا ہے کہ ان کا فیصلہ معتبر ہو[2] فقط۔

مسلمان جج کے یہاں جھوٹا دعوی کرکے نکاح فسخ کرایا تو اس کا اعتبار نہیں ہے

**سوال (۱۰۶۶)** زید نے ایک عورت سے نکاح کیا عام مجمع میں۔ زید پردیس چلا گیا عورت نے مسلمان جج کے یہاں درخواست دی کہ میرا نکاح زید سے نہیں ہے اس پر جج نے نکاح فسخ کر دیا۔ یہ نکاح فسخ ہوا یا نہیں۔ ؟

**الجواب :-** اس صورت میں نکاح فسخ نہیں ہوا اور وہ عورت بدستور

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب القضاء مطلب للسلطان ان یقضی بین الخصمین ج ۴ ص ۴۲۲۔ ظفیر۔ [2] تولیۃ الخصمین حاکما یحکم بینہما ورکنہ لفظہ الدال علیہ مع قبول الآخر الخ وشرطہ من جہۃ المحکم صلاحیتہ للقضاء کما مر (در مختار) ای والمحکم کالقاضی (رد المحتار باب التحکیم ج ۴ ص ۴۶۲) ظفیر۔



زید کے نکاح میں ہے بدون طلاق دینے زید کے دوسرا نکاح نہیں کر سکتی[1]۔ فقط

مسلم حاکم کے ذریعہ فسخ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں

**سوال (۱۰۶۷)** یتیمۃ زوجہا عمہا فی الکفوء فلما بلغت مبلغ النساء قالت علی الفور انی غیر راضیۃ بنکاح العم وفسختہا بحضر اختین لہا فرفعت تلک الحادثۃ فی اجلاس حاکم الوقت المسلم (جج صاحب) وبرہنت بشاہدین کاذبین احیاء لحقہا وبرہن العم انہا اظہرت انکار التفسیخ بعد ستۃ اشہر تقریبا من وقت البلوغ فحکم ذالک الحاکم بفسخ النکاح تعویلا علی انکارہا ہل یعد ذالک الحکم قضاء شرعیا ام لابد للفسخ الشرعی من نصب قاض یحکم بالقسط۔ بینوا توجروا

**الجواب :-** حکم الحاکم بفسخ النکاح فی ہذہ الصورۃ صحیح نافذ والروایات الفقہیۃ منقولۃ فی جواب مولانا قطب الدین فعندنا ذالک الجواب وما کتب مولانا محمد اشرف علی مسلم صحیح حق۔ فقط۔

عالم کو حکم بنا کر قضائے قاضی کی شرط پوری کی جا سکتی ہے یا نہیں

**سوال (۱۰۶۸)** خیار بلوغ میں جب قضاء قاضی شرط ہے اور اس زمانہ میں قاضی موجود نہیں تو کیا کرنا چاہئے۔ آیا احد الفریقین کسی عالم کو اپنا حکم بنا لیں تو کام چل سکے گا یا نہیں۔ ؟

**الجواب :-** جب کہ قاضی شرعی موجود نہ ہو تو حکم مسلم فریقین

[1] ایک ثابت شدہ نکاح جھوٹا دعوی اور فیصلہ سے ختم نہیں ہوتا ہے، اس کا نکاح جب ہو چکا ہے تو یہ دعوی دائر کرنا کہ نکاح نہیں ہوا ہے۔ کذب بیانی ہے۔ ظفیر۔

فسخ نکاح کر سکتا ہے مگر حکم کے لئے دونوں فریقین کا تسلیم کر لینا ضروری ہے[1]۔

**لڑکی خیار بلوغ میں بذریعہ مسلمان حاکم نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں**

**سوال (۱۰۶۹)** ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح غیر اب وجد نے کیا تھا تو لڑکی بعد بلوغ کے اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں اگر حاکم مسلمان حکم فسخ نکاح کا کرے تو صحیح ہوگا یا نہیں۔؟

**الجواب:۔** مسئلہ یہ ہے کہ نابالغہ لڑکی جس کا نکاح باپ دادا کے سوا دوسرے ولی نے کیا اس کو بعد بلوغ خیار فسخ نکاح کا ہے لیکن اس فسخ کے لئے قضاء قاضی یعنی حکم حاکم شرعی مسلم ضروری ہے کافر کے حکم سے نکاح مذکور فسخ نہ ہوگا اور جو حاکم مسلمان کفار کا مقرر کردہ ہے اس کا حکم بھی اس بارہ میں کافی ہے نکاح فسخ ہو جائے گا[2]۔ فقط

**اس زمانہ میں جبکہ مسلمان حاکم نہیں ہے قضائے قاضی کی شرط کیسے پوری کیجائے**

**سوال (۱۰۷۰)** صغیر وصغیرہ کا نکاح ان کے ولی نے کیا تھا صغیر کا نکاح بولایت باپ اور صغیرہ کا نکاح تایا کی ولایت سے ہوا تھا لڑکی بالغ ہوگئی اور لڑکا نابالغ ہے اور حین البلوغ عدم رضاء ظاہر کر دی ہے۔ شرح وقایہ میں ہے

---

[1] هو تولية الخصمين حاكما يحكم بينهما وركنه لفظه الدال عليه مع قبول الآخر ذالك وشرطه من جهة المحكم بالكسر العقل لا الحرية والاسلام الخ ومن جهة المحكم بالفتح صلاحيته للقضاء كما مر (درمختار) اى فى قوله والمحكم كالقاضى (ردالمحتار باب التحكيم ص ۴۸۲ ج ۴) واما المحكم فشرطه اهلية القضاء ويقضى فيما سوى الحدود والقصاص (ايضاً ص ۴۱۳ ج ۴) ظفير۔ [2] ويجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو كافرا (درمختار) فى التتار خانية الاسلام ليس بشرط فيه اى فى السلطان الذى يقلد (ردالمحتار كتاب القضاء ص ۴۲۶ ج ۴) ظفير۔



وفى غيرهما فسخ الصغير ان حين بلغا الخ وشرط القضاء بفسخ من بلغا[1] اگر لڑکی کی طرف سے فسخ ہو سکتا ہے تو قضائے قاضی آجکل کیسے ممکن ہے کیا جمعیۃ العلماء یا خلافت کمیٹی یا عدالت فسخ کر سکتے ہیں۔؟

**الجواب:۔** اس فسخ کے لئے قضائے قاضی شرط ہے جیسا کہ شرح وقایہ کی عبارت منقولہ اور دیگر کتب فقہ کی عبارات اس پر دال ہیں اور بصورت نہ ہونے قاضی کے حکم فسخ نہیں کر سکتا ہے اور اگر خلافت اور جمعیۃ العلماء کی طرف سے محکمۂ قضاء مقرر ہو جاوے اور قاضی مقرر کر لیا جاوے تو اس کا حکم بھی نافذ ہو سکتا ہے اور فسخ کر سکتا ہے[2]۔ فقط

**فسخ نکاح بذریعہ عدالت حکومت یا قومی پنچایت**

**سوال (۱۰۷۱)** در صورت فسخ نکاح بخیار بلوغ قضائے قاضی شرط ہے مگر ہندوستان میں قضائے قاضی میسر نہیں ہے لہذا ضرورتاً حاکم وقت کا حکم در بارہ فسخ نکاح معتبر ہوگا یا نہیں۔ یا قومی عدالتوں میں کسی مسلمان عالم پنچ کا حکم اس بارہ میں شرعاً درست ہوگا یا نہیں۔؟

**الجواب:۔** حاکم وقت کافر کا حکم اور قضاء در بارہ فسخ نکاح معتبر نہیں ہے[3]۔ اور قومی عدالتوں میں جس کو قاضی مقرر کر دیا گیا ہے

---

[1] دیکھئے شرح وقایہ۔ [2] ويصير القاضى قاضيا بتراضى المسلمين (ردالمحتار كتاب القضاء ص ۴۲۶ ج ۴) ظفير۔ [3] واهله اهل الشهادة اى ادائها على المسلمين (درمختار) الضمير فى اهله راجع الى القضاء بمعنى من يصح منه الخ حاصله ان شروط الشهادة من الاسلام والعقل والبلوغ الخ شروط لصحة توليه ولصحة حكمه بعدها ومقتضاه ان تقليد الكافر لا يصح (ردالمحتار كتاب القضاء ص ۴۱۳ ج ۴) ظفير۔

اس کا حکم صحیح ہے[1]۔ فقط (اسی طرح مسلمان حاکم کے ذریعہ بھی فسخ ہو سکتا ہے جیسا کہ پہلے گذرا۔ ظفیر)

افسر کو فسخ نکاح کا اختیار ہے یا نہیں

**سوال (۱۰۷۲)** اس علاقہ میں گرداور قاضی افسر نکاح خواں مقرر ہیں کہ وہ نکاح خوانوں کے رجسٹر کی پڑتال کریں اور کوئی نکاح ناجائز نہ ہو۔ آیا جو نکاح ناجائز ہو تو اس کو فسخ کر کے دوسرا نکاح باختیار خود پڑھا سکتے ہیں یا نہیں۔ جو نکاح بلا شہود یا عدت میں ہوا اس کے بعد دوسرا نکاح کرنا جائز ہے یا نہ ۔ ؟

**الجواب :—** یہ لوگ محض انتظام کے لئے ہیں ان کو شرعاً کوئی اختیار متعلق قضاء کے نہیں ہیں فسخ نکاح وغیرہ جس میں قضا شرط ہے اور اس میں ان کا فسخ معتبر نہیں ہے البتہ جو نکاح بلا شہود یا عدت میں ہوا وہ چونکہ باطل و ناجائز ہوا اس لئے ایسی صورت میں ولی دوسرا نکاح کر سکتا ہے یا یہ لوگ باجازت ولی دوسرا نکاح کر دیویں۔ فقط ۔

انگریزی عدالت کا فیصلہ قضائے قاضی کے حکم میں نہیں ہے

**سوال (۱۰۷۳)** خاوند نے عورت کو خلاف کرنے پر مارا عورت والدین کے یہاں چلی گئی ۔ والدین نے مقدمہ کیا اور جھوٹے گواہ پیش کر کے سرکار سے طلاق کا حکم لے لیا مگر خاوند نے طلاق نہیں دی تو وہ عورت اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے یا نہیں ؟

**الجواب :—** عورت مذکورہ کو شرعاً دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار نہیں ہے اور سرکار کے کسی ملازم کا حکم قضائے قاضی نہیں کہا جا سکتا اس لئے اگر سرکاری جج کافر ہیں تو وہ دار الاسلام میں بھی قاضی نہیں ہو سکتا ہے اور اگر بعض اقوال کے موافق ہو بھی جاوے تو بھی اس کا حکم اہل اسلام پر نافذ نہیں

[1] ویصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین (رد المحتار کتاب القضاء ج ۴ ص ۴۲۶) ظفیر



کما فی الشامی ومقتضاہ ان تقلید الکافر لا یصح وان اسلم[1] وفیہ ایضاً عن البحر وبہ علم ان تقلید الکافر صحیح وان لم یصح قضاءہ علی المسلم حال کفرہ[2] اور اگر سرکاری جج مسلمان بھی ہو تو بھی وہ قاضی شرعی نہیں۔ فی الدر المختار تحت قولہ ولو کافراً الخ اذا کان یمنعہ عن القضاء بالحق فیحرم[3] الخ پس ثابت ہوا کہ عورت مذکورہ دوسری جگہ پر نکاح کرے گی تو زانیہ کے حکم میں ہوگی۔ فقط ۔

فسخ نکاح کے سلسلہ میں سوال اور علماء کے اختلاف کا حل کیا ہے

**سوال (۱۰۷۴)** مولوی عبد الحی صاحب نے مجموعۃ الفتاویٰ میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر نابالغہ کا نکاح غیر اب وجد نے کیا ہو تو اس دیار میں اس کی کوئی صورت فسخ نہیں ہے۔ البتہ اگر قضاۃ دار الاسلام سے مثل بھوپال و حجاز وغیرہ سے طلب فسخ کر لیں تو فسخ ہو جائیگا اور نیز مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ کسی حاکم مسلم کے پاس مرافعہ کریں بذریعہ کسی مولوی کے۔ وہ حاکم بھی فسخ کر سکتا ہے اگرچہ انگریز کی طرف سے ہو ان دونوں صاحبوں کا لکھنا صحیح ہے یا کیا ۔

نابالغ کا وکیل بنانا۔

**سوال (۱۰۷۴/۲)** زید نابالغ نے عمر سے کہا کہ تم ہمارے چچا بکر کے پاس خطبہ کے واسطے جاؤ کہ وہ اپنی لڑکی سے میرا نکاح کر دے۔ پس زید نابالغ اور عمر دونوں زید کے چچا کے پاس خطبہ کے واسطے گئے۔ عمر نے بکر سے کہا کہ زید تمہارا بھتیجہ ہے تم ضرور اپنی فلاں لڑکی کا نکاح اس سے کر دو۔ بکر نے کہا ہم نے دیا ہم نے دیا۔ زید نابالغ نے کہا ہم نے قبول کیا۔ زید نے جو الفاظ عمر سے کہے ہیں ان الفاظ سے عمر اس کا وکیل ہو جاتے گا یا نہیں۔ نابالغ اگر کسی کو

[1] رد المحتار کتاب القضاء ج ۴ ص ۴۱۴۔ ظفیر۔ [2] ایضاً ص ۴۱۴ ج ۴۔

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب القضاء ج ۴ ص ۴۲۶۔ ظفیر - ۱۲

وکیل بالنکاح بنادے تو صحیح ہے یا نہیں اور زید نابالغ کا قبول کرنا صحیح ہے یا نہ۔ ؟

**الجواب:-** (۱) اس باب میں جو کچھ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم اور مولانا اشرف علی صاحب سلمہ نے لکھا ہے دونوں صحیح ہیں۔ اگر حاکم مسلمان جیسے جج وغیرہ جو مسلمان ہوں اگرچہ کفار کی طرف سے مقرر ہوں ان کی تفریق بھی معتبر ہے اور بلاد اسلام میں جاکر تفریق وفیصلہ کرایا جاوے یہ بھی صحیح ہے۔ کتب فقہ میں یہ تصریح ہے کہ جو قضاۃ کفار کی طرف سے مقرر ہوں وہ بھی فیصلہ کرسکتے ہیں[1]۔

(۲) نابالغ کا وکیل بنانا صحیح نہیں ہے۔ پس اس صورت میں اگر چچا ولی اقرب ہے تو اپنی ولایت سے وہ نکاح صغیر کا کرسکتا ہے اور قبول نابالغ کا بالاستقلال صحیح نہیں ہے لیکن اگر ولی اُسکے قبول کو جائز رکھے تو وہ قبول معتبر ہے جبکہ نابالغ ممیز ہو[2]۔

| بھائی کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ فسخ کرنے کے لئے جج کے یہاں دعویٰ درست ہے یا نہیں |
|---|

**سوال** (۱۰۷۵) ہندہ صغیرہ کا نکاح اس کے بھائی نے بکر سے کردیا بوقت بلوغ ہندہ نکاح فسخ کرنا چاہتی ہے جس کے لئے قضائے قاضی شرط ہے۔ جبکہ قاضی ہمارے ملک میں زیر حکومت انگریزوں کی ہے قاضی ہے یا نہیں۔ اور مولیان بھی حکم قاضی میں ہوتے ہیں یا نہ اور فریقین حکم بھی نہیں بناتے تو کیا ہندہ جج صاحب کے یہاں دعویٰ فسخ نکاح کا کرکے نکاح فسخ کراسکتی ہے یا نہیں۔ ؟

**الجواب:-** ایسی صورت میں شرعاً حسب تصریح فقہاء نکاح فسخ نہ ہوگا۔ لان من شرائط القضاء ولا یکون الکافر قاضیاً۔ البتہ اگر حاکم مسلم ایسا فیصلہ کرے تو معتبر ہوگا[3]۔

---

[1] ویجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو کافراً (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب القضاء ج ۴ ص ۴۲۰ ۔ ظفیر) [2] ویہ علم ان تقلید الکافر صحیح وان لم یصح قضاءہ علی المسلم حال کفرہ الخ (رد المحتار کتاب القضاء ج ۴ ص ۴۲۱) ظفیر



| نکاح فسخ کرنے کا حق مندرجہ ذیل لوگوں کو حاصل ہے یا نہیں۔ |
|---|

**سوال** (۱۰۷۶/۱) نابالغہ لڑکی کا نکاح اُس کے چچا نے ایک لڑکے کیساتھ کردیا لڑکی ہمیشہ اس نکاح کا انکار کرتی رہی جس وقت بالغ ہوئی حیض اوس کو آیا اُس وقت میں اُسنے اس نکاح کو جائز نہیں رکھا۔ چار مرد گواہ اس امر کے اُس نے بنائے کہ میرا نکاح میرے چچا نے پڑھایا ہے فلاں کے ساتھ وہ مجھے منظور نہیں۔ اس صورت میں یہ نکاح فسخ تو ہونگے لیکن فسخ کرنے کا اختیار لڑکی کو نہیں ہے قاضی اس میں شرط ہے اس زمانہ میں حاکم مسلمان نہیں ہے اور نہ حاکم کی طرف سے قاضی جو اس امر میں فسخ کردے کہیں مقرر ہے اب اس امر میں کیا کیا جاوے۔ ؟

(۲) گاؤں کا پٹواری قاضی کا کام دے سکتا ہے یا نہیں ؟ علی ہذا گاؤں کا معتبر عالم اس امر میں قائم مقام قاضی کے ہو سکتا ہے ! ریاست اسلام مثلاً گجرات میں سچین ہے وہاں حاکم زیر حکومت انگریز مسلمان اس کی طرف سے جو قاضی مسلمان ہے وہ اس امر میں فیصلہ دے سکتا ہے یا نہیں ؟ یا خود نواب صاحب اس امر میں فیصلہ کرسکتے ہیں یا نہیں ؟ یا مثل بھوپال حیدرآباد رامپور ٹونک وہاں کے قاضی اس امر میں فسخ کرسکتے ہیں یا نہیں ؟ اس صورت میں اگر لڑکی مع گواہ کے ایسے قاضی ریاست کے پاس جاوے اور لڑکا یا لڑکے کا ولی وہاں حاضر نہ ہو کیونکہ دوسری ریاست ہے بالجبر اس کو حاضر نہیں کرسکتے تو فقط لڑکی اپنا نکاح فسخ کراسکتی ہے یا نہیں ؟ غرض اس امر میں سہولت کے ساتھ نکاح فسخ ہو سکے ایسی صورت تحریر فرمائیں۔ لڑکا ابھی چھوٹا ہے اور لڑکی بالغ ہوگئی ہے اس لئے مفصل تحریر فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائیں۔

**الجواب:-** گاؤں کا مسلمان پٹواری یا معتبر عالم نکاح فسخ نہیں کرسکتا مگر جب کہ وہ حکم ہو فریقین کی طرف سے ریاست اسلامیہ کا حاکم

وقاضی فسخ کرسکتا ہے مگر حاضر ہونا شوہر بالغ یا نابالغ کے ولی ووصی کا ضروری ہے۔ وفیہ ایماء الی ان الزوج لو کان غائبا لم یفرق بینھما مالم یحضر للزوم القضاء علی الغائب[1]۔ شامی۔ ولو بلغت وھو صغیر فرق بحضرۃ ابیہ او وصیہ بشرط القضاء۔ درمختار[2]۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باپ کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ لڑکی فسخ نہیں کرسکتی

**سوال (۱۰۷۷)** ایک شخص حنفی نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح ایک شخص سے کردیا نابالغہ ہفتہ عشرہ میں شوہر کے مکان پر واپس آگئی جب بالغہ ہوئی تو اپنے والد سے کہدیا کہ مجھے یہ نکاح منظور نہیں ہے اس صورت میں نکاح فسخ ہوا یا نہیں۔ ؟

**الجواب :-** کتب فقہ حنفیہ میں تصریح ہے کہ باپ نے جو نکاح اپنی دختر نابالغہ کا کردیا ہو اُس کو وہ لڑکی بالغہ ہونے کے بعد فسخ نہیں کرسکتی[3]۔ لہذا بدون طلاق دینے شوہر کے کوئی صورت بحالت موجودہ نہیں ہے۔ کذا فی الدرالمختار۔ فقط۔

باپ نے نابالغ لڑکی کا جو نکاح کیا وہ درست ہے فسخ نہیں ہوسکتا

**سوال (۱۰۷۸)** دو نابالغ بچوں کا نکاح اُن کے والدین کی اجازت سے پڑھا یا گیا اب چونکہ لڑکے کے وارثان والدین فوت ہوگئے اور وہ سقیم الحال ہوگیا اس لئے وارثان لڑکی اس کا نکاح ثانی کرنا چاہتے ہیں جب ان سے اس مسئلہ کے اندر زور دیا گیا تو اُنہوں نے کہا کہ نکاح نہیں ہوا چونکہ دونوں نابالغ تھے۔ آیا نکاح ثانی ہوسکتا ہے یا نہیں نیز نکاح پڑھانے والا کس جرم کا مرتکب ہے۔ ؟

[1] ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۱۔ [2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۱۔ ظفر
[3] لو فعل الاب او الجد عند عدم الاب لایکون للصغیر والصغیرۃ حق الفسخ بعد البلوغ وان فعل غیرھما فلھما ان یفسخا بعد البلوغ (ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۳



**الجواب :-** نابالغوں کا نکاح ان کے باپ دادا وغیرہ اگر کریں صحیح ہوتا ہے[1] اور باپ دادا کے نکاح کو نابالغ بچی بعد بلوغ کے بھی فسخ نہیں کرسکتی پس نکاح ثانی اس کا درست نہیں ہے اگر کردیا تو باطل ہے اور جان بوجھ کر ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔ توبہ کرے[2]۔ فقط۔

حاکم کو فسخ کا اختیار ہے جبکہ شوہر موجود ہو۔

**سوال (۱۰۷۹)** ہندہ صغیرہ نابالغہ کا نکاح اس کے بھائی بکر نے زید کے ساتھ کردیا۔ جب ہندہ کو اول حیض آیا تو ہندہ نے گواہوں کے روبرو نکاح کو فسخ کردیا اور خالد سے نکاح ثانی کرلیا۔ کیا فسخ نکاح ہندہ کا جبکہ قاضی بھی ہمارے ملک میں موجود نہیں۔ ہوسکتا ہے۔ اور حکم بھی نکاح کو فسخ کرسکتا ہے یا کیا۔ اور زوج اول ہندہ کا حاکم کے روبرو نہیں آتا۔ نہ ہندہ زوج اول کو قبول کرتی ہے۔ اور اس وقت کے مولیان قاضی کے قائم مقام ہوسکتے ہیں یا نہیں اور جب کہ زوج اول حاضر نہیں ہوتا تو اس صورت میں فسخ نکاح کا حکم ہوسکتا ہے یا نہ۔ ؟

**الجواب :-** قال فی الدرالمختار ولکن لھما ای لصغیر وصغیرۃ خیار الفسخ بالبلوغ بشرط القضاء للفسخ (قولہ بشرط القضاء) لان فی اصلہ ضعفا فیتوقف علیہ کالرجوع فی الھبۃ وفیہ ایماء الی ان الزوج لو کان غائبا لم یفرق بینھما مالم یحضر للزوم القضاء علی الغائب نھر۔ شامی ص ۴۳۰ ج ۲[3]۔ اس عبارت سے جملہ امور مستفسرہ کا جواب حاصل ہوگیا کہ اس فسخ نکاح کے لئے قضائے قاضی شرط ہے اور بصورت نہ ہونے

[1] وللولی انکاح الصغیر والصغیرۃ جبرا ولو ثیبا (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۴)
[2] لو فعل الاب او الجد عند عدم الاب لا یکون للصغیر والصغیرۃ حق الفسخ بعد البلوغ (ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۳) ظفر۔ [3] ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۰ و ۴۲۱۔ ظفر۔

قاضی کے حکم مسلم فریقین بھی شوہر کی موجودگی میں فسخ کرسکتا ہے اور مدلیان موجودین قائم مقام قاضی کے نہیں اور نہ بدوں تسلیم فریقین حکم مقرر ہو سکتا ہے اور نہ اسکا حکم نافذ ہو سکتا ہے۔ اور شوہر کے غائب ہونے کی صورت میں بھی حکم فسخ نکاح کا نہیں ہوسکتا۔ الحاصل صورت مسئولہ میں پہلا نکاح فسخ نہیں ہوا اور دوسرا نکاح باطل ہے۔

عورت کا فسخ نکاح کے لئے مرتد ہونا بے سود ہے

**سوال** (۱۰۸۰) زینب نومسلمہ بطیب خاطر زید کے نکاح میں آئی۔ چھ سات سال بعد زید کسی غرض سے دوسرے مقام کو چلا گیا۔ جب واپس آیا تو اپنی منکوحہ سماۃ کو اپنے مکان پر نہ پایا۔ معلوم ہوا کہ اپنے عزیزوں میں ہے۔ زید کے بلانے پر مسماۃ نہیں آئی۔ زید نے عدالت سے چارہ جوئی کی جواب دعویٰ میں زینب نے بیان کیا کہ میں اپنے عزیزوں میں چلی گئی ہوں میں نے خنزیر کھایا ہے اور پوجا کی ہے۔ کیا اس بیان سے وہ مرتد ہوگئی اور نکاح فسخ ہوگیا یا کیا۔ ؟

**الجواب** :- اس حالت میں فتویٰ اس پر ہے کہ بعد تسلیم ارتداد زوجہ اس عورت کو بجبر شوہر اول کو واپس دیجاتے اور تجدید اسلام و تجدید نکاح کی جاوے اور مشائخ بلخ کا فتویٰ اس پر ہے کہ زوجہ اگر حیلہ کر کے مرتدہ ہو تو شوہر اول کے نکاح سے خارج نہیں ہوتی۔ بجبر اس کو مسلمان کیا جاوے اور نکاح شوہر اول کا قائم ہے۔ درمختار میں ہے۔ وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجراً لها بمهر يسير كدينار وعليه الفتوىٰ ولوالجية. وافتى مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجراً وتيسيراً[1] (ترجمہ) اور مجبور کیجاویگی عورت اسلام پر اور شوہر اول سے دوبارہ نکاح کرنے پر ازراہ توبیخ و زجر کے تھوڑے سے مہر پر جیسے ایک دینار مثلاً اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور مشائخ بلخ نے اسپر

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۴۲ ج۲ - ظفر۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲



فتویٰ دیا ہے کہ ایسی حالت میں زوجہ کے مرتدہ ہونے سے شوہر اول کا نکاح فسخ نہ ہوگا زجراً اور دشواری سے بچنے کے لئے۔

قبل بلوغ مباشرت کے باوجود خیار بلوغ حاصل ہے۔

**سوال** (۱۰۸۱) ہندہ کا عقد نکاح ہمراہ زید بعد وفات پدر ہندہ اس کی ماں نے بایام نابالغی ہندہ کر دیا تھا اور مجامعت نابالغی جبکہ ہندہ کے آثار بلوغ نمایاں نہیں ہوئے تھے اگر زید جبراً یا برضامندی ہندہ مباشرت کی تو کیا ہندہ بعد بلوغ نکاح مذکور کو فسخ کرسکتی ہے۔ اور مباشرت مذکور اوس کے اختیار خیار بلوغ کے مانع ہے یا نہیں۔ ؟

**الجواب** :- دخول ومباشرت قبل بلوغ مقطع خیار فسخ نہیں ہے بلوغ کے بعد ہندہ کو اختیار ہے کہ بفور بلوغ اپنی عدم رضامندی ظاہر کر دے اور فسخ نکاح کی طالب ہو مگر اس فسخ کے لئے فیصلہ قاضی شرط ہے۔ درمختار میں ہے۔ وخيار الصغير والثيب اذا بلغا لا يبطل بالسكوت بلا صريح رضا[1]۔ رد المحتار معروف بشامی میں ہے۔ قوله والثيب شمل مالو كانت ثيباً فى الاصل او كانت بكراً ثم دخل بها ثم بلغت قوله دفعهمهر حمله فى الفتح على ما اذا كان قبل الدخول اما لو دخل بها قبل بلوغه ينبغى ان لا يكون دفع المهر بعد بلوغه رضا[2] وفيه ايضا قبيله وحاصله انه اذا كان المزوج للصغير والصغيرة غير الاب والجد فلهما الخيار بالبلوغ او العلم به فان اختار الفسخ لا يثبت الفسخ الا بشرط القضاء[3]۔ فقط۔

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۶ ج۲ - ظفر۔ [2] رد المحتار باب الولی ص۴۲۶ ج۲
[3] رد المحتار باب الولی ص۴۲۱ ج۲ - ظفر -

دھوکہ دیکر غیر کفو والا شادی کرے تو بعد میں وہ فسخ ہوسکتا ہے یا نہیں۔

**سوال (۱۰۸۲)** ہندوستان میں بہت سے ایسے شرفاء ہیں جن کے یہاں کفو کا اعتبار ہوتا ہے اگر کوئی غیر شخص دھوکہ دے کر اپنے آپ کو کفو ظاہر کرکے کسی کی لڑکی سے شادی کرلے اور درحقیقت وہ اُس کا کفو نہ ہو تو ایسا نکاح فسخ ہوسکتا ہے یا نہیں؟

**الجواب:** ایسی صورت میں اختیار فسخ کا رہتا ہے۔ درمختار میں ہے۔ لو تزوجته على انه حر او سنى الخ فبان بخلافه او على انه فلان بن فلان فاذا هو لقيط او ابن زنا كان لها الخيار[1] الخ وفي الشامي لو انتسب الزوج لها نسبًا غير نسبه فان ظهر دونه وهو ليس بكفوء فحق الفسخ ثابت للكل[2] الخ۔

چچا کا کیا ہوا نکاح بعد بلوغ فوراً فسخ ہوسکتا ہے مگر قضائے قاضی شرط ہے

**سوال (۱۰۸۳)** ہندہ نابالغہ کا نکاح ہندہ کے چچا نے زید کے ساتھ پڑھا دیا تھا ہندہ جس وقت بالغ ہوئی اُس نے چند آدمیوں کے روبرو فوراً نکاح سے اپنی ناراضی ظاہر کی کہ یہ نکاح مجھکو منظور نہیں ہے۔ کیا نکاح ہندہ کے نامنظور کرنے سے فسخ ہوگیا یا فسخ نہیں ہوا۔؟

**الجواب:** کتب فقہ درمختار و شامی میں ہے کہ صورت مذکورہ میں ہندہ کو بعد بالغہ ہونے کے فوراً اختیار ہے کہ اپنا نکاح فسخ کرا دے لیکن بدوں حکم قاضی شرعی کے وہ نکاح فسخ نہ ہوگا چنانچہ درمختار میں ہے بشرط القضاء للفسخ[3] اور شامی میں ہے فان اختار الفسخ فلا يثبت الفسخ الا بشرط القضاء[4] الخ

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۲۲ ج ۲۔ [2] رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۲۲ ج ۲ ظفیر
[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۰ ج ۲۔ ظفیر۔ [4] رد المحتار باب الولی ص ۴۲۱ ج ۲۔ ظفیر۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲



پس اس زمانہ میں چونکہ قاضی شرعی نہیں ہے اس لئے نکاح مذکور فسخ نہ ہوگا کیونکہ ہندہ خود اپنا نکاح فسخ نہیں کرسکتی اور دوسرا نکاح بدون طلاق دینے شوہر کے نہیں کرسکتی۔

ایک غیر شخص نے نکاح کردیا اب بالغ ہونے کے بعد وہ فسخ کرسکتی ہے یا نہیں۔

**سوال (۱۰۸۴)** ہندہ کے والدین اور دادا و بھائی نے انتقال کیا۔ ہندہ کے دادا کے ہزلف نے جو غیر شخص ہے آٹھ سال کی عمر میں ہندہ کا نکاح زید سے کردیا ہندہ نے بالغ ہوتے ہی چند گواہوں کے روبرو اس نکاح کو فسخ کردیا تو یہ نکاح فسخ ہوا اور ہندہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں۔؟

**الجواب:** نکاح مذکور فسخ ہوگیا۔ ہندہ کو اختیار ہے کہ دوسرے مرد سے اپنا نکاح کرلیوے[1]۔ فقط (یہ دراصل فضولی کا کیا ہوا نکاح تھا۔ وہ لڑکی کی بعد بلوغ منظوری پر موقوف تھا اس نے اسے نامنظور کردیا۔ لہٰذا وہ ختم ہوگیا۔ اس لئے یہاں قضائے قاضی کی بحث نہیں چھیڑی گئی۔ ظفیر)

نابالغ لڑکے سے بالغ لڑکی کی شادی ہوئی تو لڑکی نکاح فسخ کراسکتی ہے یا نہیں

**سوال (۱۰۸۵)** ایک لڑکے نابالغ کا نکاح ایک لڑکی بالغہ سے ہوا۔ اب لڑکی نکاح فسخ کرانا چاہتی ہے۔ ہوسکتا ہے یا نہیں۔؟

**الجواب:** جب کہ لڑکی بالغہ تھی اور اُس کی اجازت سے نکاح ہوا تھا تو یہ نکاح شرعاً صحیح اور منعقد ہوگیا۔ اب اگر لڑکی علیحدگی چاہتی ہے تو جس وقت لڑکا بالغ ہوجاوے اُس سے طلاق لے لیجاوے یا خلع کرلیا جاوے یعنی لڑکی مہر معاف کردے اور شوہر طلاق دیدے۔ بدون طلاق دینے شوہر کے یا خلع

[1] ونكاح عبد وامة بغير اذن السيد موقوف على الاجازة كنكاح الفضولي توقف عقوده كلها ان لها مجيز حالة العقد والا تبطل (درمختار) قال في البحر الفضولي من يتصرف لغيره بغير ولاية ولا وكالة (رد المحتار باب الكفارة ص ۴۴۹ ج ۲۔) ظفیر۔ ۱۲

کرنے کے کوئی صورت علیحدگی کی اور جواز نکاح ثانی کی لڑکی کے لئے نہیں ہے[1]۔ جب تک لڑکا بالغ ہو کر طلاق نہ دیدے اُس وقت تک کوئی صورت فسخ نکاح اور کوئی جواز نکاح ثانی کی لڑکی کے لئے نہیں ہے۔

باپ جب دیوانہ تھا تو چچا ولی تھا اس کا کیا ہوا نکاح درست ہے باپ کو رد کرنیکا اور لڑکی کو بلا قضاء قاضی فسخ کا اختیار نہیں

**سوال** (۱۰۸۶) زید دیوانہ ہو گیا اور اس کی ایک لڑکی صغیرہ ہندہ کا نکاح زید کے بھائی یعنی ہندہ کے چچا بکر نے کر دیا اور اب لڑکی کا باپ اچھا ہو گیا اور اپنی لڑکی کے نکاح سے انکار کرتا ہے اور چار پانچ ماہ سے ہندہ بھی بالغ ہے وہ بھی بالغ ہوتے ہی اس نکاح سے انکار کرتی ہے یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں اور اب ہندہ یا زید اسکو فسخ کر سکتے ہیں اور ہندہ کا دوسرا نکاح جائز ہے یا نہ۔؟

**الجواب:**۔ وہ نکاح جو ہندہ صغیرہ کا اسکے چچا بکر نے بحالت مذکورہ کیا وہ صحیح ہو گیا اور ہندہ کو بالغہ ہونے پر اگرچہ اختیار نکاح کے فسخ کرنیکا ہے لیکن قضائے قاضی اس فسخ کے لئے ضروری ہے اور اس زمانہ میں قاضی نہیں ہے لہذا بدون قضائے قاضی کے وہ نکاح فسخ نہیں ہو سکتا[2] اور ہندہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی اور زید کو فسخ کرنیکا اختیار نہیں ہے۔ کذا فی کتب الفقہ[3]۔

---

[1] اس میں خیار بلوغ کا سوال پیدا نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ بلوغ کے بعد ہی لڑکی کی اجازت سے نکاح ہوا ہے بالغہ کو خیار فسخ حاصل نہیں ہوتا ہے۔ یہ حق نابالغہ کے لئے ہے۔ لھما ای لصغیر و صغیرۃ و ملحق بھما خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنکاح بعدہ (الدر المختار علی ھامش رد المختار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۳)

[2] فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المختار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۳) ظفیر

[3] وللولی الابعد التزویج بغیبۃ الاقرب فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (در مختار) حال قیام الاقرب ای حضورہ وھو من اھل الولایۃ اما لو کان صغیرا او مجنونا جاز نکاح الابعد (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲) ظفیر ۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲



نکاح قبول کر لینے اور شوہر کے ساتھ رہنے کے بعد نکاح فسخ نہیں ہوگا۔

**سوال** (۱۰۸۷) ایک لڑکی نابالغہ یتیمہ کا نکاح اُس کے سوتیلے باپ نے ایک شخص کے ساتھ کر دیا تھا لڑکی بعد بلوغ کے دو سال تک اپنے خاوند کے ساتھ رہی اب بعد دو سال کے نکاح سے انکاری ہے تو اس صورت میں اب لڑکی کا نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہ۔؟

**الجواب:**۔ اس صورت میں ظاہر یہی ہے کہ یہ نکاح نافذ ہے اور اب بعد اجازت بالغہ یہ نکاح فسخ نہ ہوگا[1]۔ فقط

چچا کے نکاح کو بعد بلوغ فسخ کر کے دوسرا نکاح کر لیا کیا حکم ہے۔

**سوال** (۱۰۸۸) عائشہ صغیرہ کا نکاح اُسکے چچا نے کر دیا جبکہ عائشہ نابالغہ کے باپ کا انتقال ہو چکا تھا بعد چند سال کے جب عائشہ کو حیض آیا اور بالغہ ہوئی تو فوراً اسی وقت اس نے اپنے نکاح سے انکار کیا اور دو معتبر شخص کے سامنے اپنے نکاح کو فسخ کیا بعد چند سال کے عائشہ نے اپنا نکاح اپنے کفو میں کر لیا۔ اب ایک شخص نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ عائشہ کا نکاح اول کسی صورت میں فسخ نہیں ہو سکتا۔ اور جو بعد میں دوسرا نکاح کیا وہ فاسد ہے اور جو اولاد ہوئی وہ ولد الزنا ہے۔ آیا عائشہ کا اول نکاح فسخ ہو کر دوسرا نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ اور جس مولوی نے یہ مسئلہ بتلایا کہ نکاح اول فسخ نہیں ہوا صحیح ہے یا نہ۔؟

**الجواب:**۔ قال فی الدر المختار وان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب و ابیہ الی ان قال ان کان من کفوء و بمھر المثل صح

---

[1] وخیار الصغیر والثیب اذا بلغا لا یبطل بالسکوت بلا صریح رضا او دلالۃ علیہ کقبلۃ ولمس و دفع مھر (در مختار) ومن الرضا دلالۃ فی جانبھا تمکینہ من الوطوء (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۶) ظفیر۔ ۱۲

ولکن لھما خیار الفسخ بالبلوغ بشرط القضاء للفسخ قال فی رد المحتار المعروف بالشامی قولہ للفسخ ای ھذا الشرط انما ھو للفسخ لا لثبوت الاختیار وحاصلہ انہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلھما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختار الفسخ لایثبت الفسخ الا بشرط القضاء فلذا فرع علیہ بقولہ فیتوارثان فیہ ای فی ھذا النکاح قبل ثبوت فسخہ لہ شامی جلد (۲) ص۳۰۷ ـ پس اس سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں بوجہ نہ ہونے قضاء قاضی کے نکاح اول فسخ نہ ہوا اور دوسرا نکاح جو قبل از فسخ نکاح اول ہوا باطل وحرام ہے ـ پس جس عالم نے یہ مسئلہ بتلایا کہ نکاح ثانی صحیح نہیں ہوا وہ فتویٰ صحیح ہے اور مطابق ہے کتب معتبرہ حنفیہ کے۔ اور جب کہ نکاح ثانی باطل ہوا تو جو تفریعات نکاح باطل پر ہوں گی وہ ظاہر ہیں۔ اور واضح ہو کہ کسی عالم ایک یا زیادہ کا یہ کہہ دینا کہ نکاح فسخ ہوگیا۔ قضاء نہیں ہے۔ اور نہ قضائے قاضی کے قائم مقام ہے۔ البتہ اگر کسی کو دونوں فریق یعنی زوجین پنچ حَکَم بنا دیتے کہ جو کچھ وہ فیصلہ کرے گا ہم کو تسلیم ہے تو البتہ حکم اس حَکَم کا قائم مقام قضائے قاضی کے ہوتا۔ واذلیس فلیس ـ

| ماں کا کیا ہوا نکاح تھا بالغ ہوتے ہی فسخ کر دیا۔ کیا حکم ہے ـ |
|---|

**سوال** (۱۰۸۹) ہندہ نابالغہ کا نکاح اسکی ماں نے اپنی برادری میں بھر مثل کر دیا کیونکہ لڑکی کے باپ دادا انتقال کر چکے تھے۔ لڑکی نے حیض جاری ہوتے ہی کہدیا کہ میں نکاح رکھنا نہیں چاہتی تو کیا نکاح فسخ ہوگیا اور دوسرا نکاح کر سکتی ہے ـ ؟

**الجواب** :ـ ایسی صورت میں فسخ نکاح کے لئے قضائے قاضی شرط ہے

لہ رد المحتار باب الولی ص۴۱۹ ج۲ وص۴۲۰ ج۲ وص۴۲۱ ج۲ ـ ظفیر ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲



اور قاضی چونکہ اس زمانہ میں موجود نہیں ہے اس لئے بدون طلاق دینے شوہر بالغ کے کوئی صورت فسخ نکاح کی اور جواز نکاح ثانی کی نہیں ہے۔ فقط۔ (یوں اسکو خیار بلوغ حاصل لہ ہے۔ ظفیر)

| ماں نے نکاح کیا لڑکا نابالغ ہے اور لڑکی بالغ علیحدگی کی کیا صورت ہے |
|---|

**سوال** (۱۰۹۰) ایک لڑکی جس کا والد فوت ہوگیا اوس وقت لڑکی کی عمر تخمیناً چھ یا سات سال کی تھی اوس کی والدہ نے اُس کا نکاح ایک لڑکے سے کر دیا تھا جس کی عمر دو یا تین سال کی تھی۔ اب لڑکی اٹھارہ سال کی اور لڑکا تیرہ سال کا ہے لیکن دونوں میں اس قدر منافرت ہے کہ ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکتا۔ لڑکی کی علیحدگی کی کوئی صورت بتلائی جائے ـ

**الجواب** :ـ اگر ماں اس وقت ولی تھی اور کوئی عصبہ نابالغہ کا موجود نہ تھا تو والدہ نے جو نکاح نابالغہ کا کیا وہ صحیح ہوگیا۔ اب صورت علیحدگی کی اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ لڑکا جب بالغ ہو جاوے یا پندرہ برس کا ہو جاوے وہ طلاق دیدیوے

| دادا نے نکاح کیا اور لڑکی شوہر کے پاس رہی بھی اب وہ نکاح فسخ کر سکتی ہے یا نہیں |
|---|

**سوال** (۱۰۹۱) زید کا بڑا بیٹا مر گیا اُس نے ایک لڑکی چھوڑی اور بیوہ چھوڑی زید نے اپنی پوتی کا نکاح اپنے نواسہ سے بغیر رضامندی لڑکی کی والدہ کے کر دیا کچھ دنوں تو لڑکی اپنے شوہر کے یہاں رہی مگر بیوہ کے خاوند نے اس لڑکی کو سکھلا دیا کہ تو کہدے کہ میں نے نکاح نہیں پڑھوایا اور میں راضی نہیں ہوں

لہ حاصلہ انہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلھما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختار الفسخ لایثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار باب الولی ص۴۲۱ ج۲) صوبہ بہار میں امارت شرعیہ کے قضاۃ کے ذریعہ بہت آسانی سے یہ صورت نکل سکتی ہے ـ ظفیر ـ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

چنانچہ لڑکی برابر انکار کرتی ہے کہ میں چونکہ اب بالغ ہوں میرا نکاح نہیں پڑھایا گیا اور دادا نے نابالغی میں جو پڑھوایا اس پر میں رضامند نہیں ہوں۔ آیا شرعاً زید کا کیا ہوا نکاح ٹوٹ گیا یا بدستور رہا کیا لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے ایک مولوی کے فتوے پر زید کی پوتی نے دوسرا نکاح کر لیا ہے۔

**الجواب:-** دادا نے جو نکاح اپنی پوتی نابالغہ کا کیا تھا وہ فسخ نہیں ہو سکتا دوسرا نکاح جو لڑکی نے کر لیا وہ شرعاً باطل اور غیر صحیح ہے لہٰذا وہ لڑکی شرعاً شوہر سابق کو ملنی چاہئے۔ ھکذا فی کتب الفقہ الحنفیۃ کالدر المختار والشامی والعالمگیریۃ والھدایۃ وغیرہ فقط

خیار بلوغ و فسخ نکاح | **سوال** (۱۰۹۲) ہندہ مراہقہ یا بالغہ کا نکاح اس کے ولیوں نے زید سے کر دیا جب وہ رخصت ہو کر زید کے گھر آئی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زید سے راضی نہیں اور اس نے صراحۃً بھی یہ کہہ دیا کہ میں زید سے راضی نہیں ہوں اور نہ میں اس کے ساتھ رہنا پسند کرتی ہوں۔ بعد ازیں زید کے ولیوں نے ہندہ کے ولیوں کو بلا کر ہندہ کو ان کے سپرد کر دیا۔ چند مہینہ کے بعد ہندہ کے ولیوں نے آکر یہ کہا کہ ہندہ کہتی ہے کہ اب میں زید سے راضی ہوں اور اس کے یہاں جاؤنگی۔ لیکن اب زید کے ولی انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ زوجہ مہر معاف کر دے اور زید طلاق دیدے۔ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہے تو ان ایام کا نفقہ جب سے زید کے یہاں آنے کا اقرار کیا زید پر واجب ہے یا نہیں۔ ؟

**الجواب:-** ہندہ اگر بالغہ تھی اور حسب موافق رواج کے اسکے استیذان کے بعد اس کے ولیوں نے اس کا نکاح کیا ہے تو نکاح صحیح ہو گیا اور ہندہ کو

[1] لو فعل الاب او الجد عند عدم الاب لایکون للصغیر والصغیرۃ حق الفسخ بعد البلوغ (رد المختار باب الولی ج ۲)



اس صورت میں فسخ نکاح کا کچھ اختیار نہیں اور اگر ہندہ بوقت نکاح نابالغہ تھی اور نکاح اس کا باپ دادا کے سوا دوسرے ولی نے کیا ہے تو اس صورت میں اگر ہندہ کو بفور بلوغ نکاح فسخ کرانے کا اختیار تھا مگر چونکہ شرائط فسخ نکاح نہیں پائے گئے لہٰذا وہ نکاح صحیح رہا۔ اب جبکہ زوجین میں توافق ہے اور ہندہ زید کے پاس رہنے میں راضی ہے اور زید بھی راضی ہے اور حقوق زوجیت ادا کرنے پر آمادہ ہے تو زید کے اولیا کو ان میں مفارقت کرانا نہ چاہئے کہ یہ امر عند الشرع مذموم ہے اور نفقہ ہندہ کا اس صورت میں زید کے ذمہ واجب ہے۔

فتجب للزوجۃ بنکاح صحیح علی الزوج الخ ولو ھی فی بیت ابیھا اذا لم یطالبھا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی وکذا اذا طالبھا ولم تمتنع او امتنعت للمھر۔[1] درمختار۔ قولہ ولو ھی فی بیت ابیھا تعمیم لقولہ فتجب للزوجۃ وھذا ظاھر الروایۃ فتجب النفقۃ من حین العقد الصحیح وان لم تنتقل الی منزل الزوج اذا لم یطالبھا الخ۔ شامی[2] ص ۶۶۴ ج ۲

خیار بلوغ پر عورت گواہ بنادے تو تاخیر مضر نہیں | **سوال** (۱۰۹۳/۱) صغیرہ منکوحہ بغیر الاب والجد نے خیار البلوغ میں شہادت قائم کر دی ہو اور بعد شہادت ساکت رہنا قاضی موجود ہونے تک یا فتوی منگانا قبل خلوۃ صحیحہ یہ موجب رضا، مانع فسخ ہے یا نہ؟ اور فسخ کے لئے قضائے قاضی شرط ہے یا نہ۔ ؟

خیار بلوغ کے لئے قضائے قاضی | (۲) اگر ناکح غائب ہو تو قاضی کیونکر نکاح فسخ کرے گا اور اس میں قضائے قاضی شرط ہے۔ ؟

خیار بلوغ | (۳) خیار بلوغ کے بعد عورت کو جب نکاح کا علم ہو جاوے اور وہ مہر کی مقدار میں مخاصمہ کرے تو پھر بھی عورت کو خیار فسخ ہے یا نہ۔ ؟

[1] ردالمحتار باب النفقہ ص ۶۶۲ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] ردالمحتار باب النفقہ ص ۹۰۹ ج ۲۔ ظفیر۔

**الجواب:-** (۱) قضائے قاضی فسخ کے لئے شرط ہے اگر بفور بلوغ منکوحہ مذکورہ نے فسخ نکاح پر شہادت قائم کر دی تو پھر ساکت رہنا وجود حضور قاضی تک خیار فسخ کو باطل نہیں کرتا۔

(۲) اس فسخ کے لئے قضائے قاضی شرط ہے کما فی الدر المختار۔ بشرط القضاء الخ اور اگر زوج غائب ہو تو اس کے حاضر ہونے تک قاضی فسخ کا حکم نہ کرے گا۔ قال فی الشامی وفیہ ایماء الی ان الزوج لو کان غائبا لم یفرق بینہما مالم یحضر للزوم القضاء علی الغائب[1]۔ نہر الخ

(۳) علم اصل نکاح کے بعد سکوت منکوحہ صغیرہ بعد بلوغ مبطل خیار ہے پس منازعت کرنا مہر میں اور فسخ نہ کرنا نکاح کو بفور بلوغ مسقط خیار ہے۔ کما مر عن الدر المختار وبطل خیار البکر بالسکوت لو مختارۃ عالمۃ باصل النکاح[2]۔ فقط

بلوغ کے وقت سکوت سے خیار بلوغ باطل ہو جاتا ہے

**سوال** (۱۰۹۴) صغیرہ منکوحہ بغیر الاب والجد کا بعد بلوغ چھ ماہ تک ساکت رہکر یہ کہنا کہ مجھکو نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار ہے صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس کو اس صورت میں اختیار فسخ نکاح ہے یا نہ؟ اور قاضی بھی اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہے یا نہ۔؟

**الجواب:-** در مختار میں ہے وبطل خیار البکر بالسکوت الخ ولا یمتد الی آخر المجلس الخ وفی الشامی قولہ وبطل خیار البکر ای من بلغت وہی بکر[3] الخ پس معلوم ہوا کہ بعد بلوغ چھ ماہ تک ساکت رہکر منکوحہ مذکورہ کو خیار فسخ نہیں ہے۔ اور کوئی قاضی اس کو فسخ نہیں کر سکتا۔

فسخ نکاح میں زوجین کا موجود رہنا ضروری ہے یا نہیں۔

**سوال** (۱۰۹۵) فسخ نکاح خیار بلوغ میں قضاء قاضی یا حکم حکم کی ضرورت ہے یا نہیں اور زوجین کا حاضر رہنا وقت قاضی کی قضاء کے

[1] دیکھئے رد المحتار باب الولی ص ۴۲۱ ج ۲۔ [2] ایضاً ص ۴۲۵ ج ۲۔ [3] ایضاً ص ۴۲۵ ج ۲۔ ظفیر۔ " " "



ضروری ہے یا نہیں۔؟

**الجواب:-** قضائے قاضی یا حکم محکم کی ضرورت اور حضور زوجین یا ولی یا وصی نابالغ میں شرط ہے۔ ولو بلغت وہو صغیر فرق بحضرۃ ابیہ او وصیہ بشرط القضاء للفسخ[1] الخ۔ الدر المختار۔

ماں نے نکاح کر دیا تھا لڑکی اسے فسخ کر سکتی ہے یا نہیں جب کہ وہ ماں پر الزام بھی لگاتی ہے

**سوال** (۱۰۹۶) ایک عورت بیوہ نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح ایک لڑکے سے کر دیا بعد میں عورت بیوہ مذکورہ کا انتقال ہو گیا۔ دختر نابالغہ سن بلوغ کو پہونچکر دو سال کامل اپنے شوہر کے گھر رہی۔ اب یہ عذر کرتی ہے کہ میرا نکاح جو والدہ نے بحالت نابالغی کر دیا تھا وہ فسخ کر دیا جاوے۔ اور مسماۃ مذکورہ یہ بھی کہتی ہے کہ میرے شوہر کا ناجائز تعلق میری والدہ کے ساتھ تھا اس لئے میرا نکاح اس کے ساتھ حرام ہے۔ دختر کا یہ قول معتبر ہے یا نہیں اور حرمت ثابت ہوگی یا نہیں۔؟

**الجواب:-** نابالغ کے نکاح کی ولایت اور اختیار دراصل عصبات کو ہے۔ اول باپ پھر دادا پھر بھائی۔ اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو چچا تایا ولی ہیں الی آخر الترتیب۔ اگر عصبات ذکور میں سے کوئی نہ ہو تو اس وقت والدہ کو اختیار نابالغ اور نابالغہ کے نکاح کا ہے۔ پس اگر باوجود موجود ہونے ولی عصبہ کے والدہ نے نکاح کیا تو وہ نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ اگر ولی نے اس کو جائز رکھا تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ البتہ اگر کوئی ولی عصبہ نہ ہو تو پھر والدہ کا نکاح کیا ہوا صحیح ہے[2]۔ لہذا

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۲ ج ۲ و ص ۴۲۱ ج ۲۔ وفیہ ایماء الی ان الزوج لو کان غائبا لم یفرق بینہما مالم یحضر للزوم القضاء علی الغائب (رد المحتار باب الولی ص ۴۲۱ ج ۲)۔ ظفیر۔ [2] فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۹ ج ۲)۔ ظفیر۔ " " "

صورت مسئولہ میں اگر باوجود ولی عصبہ کی موجودگی کے والدہ نے خود نکاح کر دیا اور ولی نے اس کو جائز رکھا تو جائز ہوا ورنہ باطل ہوا[1]۔ اور اگر ولی عصبہ نہ ہونے کی صورت میں والدہ نے نکاح کیا تو وہ صحیح ہے۔ اب فسخ نہیں ہوسکتا[2]۔ اور مسماۃ مذکورہ کا یہ قول کہ اس کے شوہر کا ناجائز تعلق اس کی والدہ سے تھا اس لئے نکاح ناجائز ہوا صحیح اور معتبر نہیں ہوسکتا اور محض اُسکے کہنے سے حرمت ثابت نہ ہوگی[3]۔

**باپ دادا کے سوا کسی نے نابالغہ کا نکاح کیا تو وہ بعد بلوغ فسخ کرسکتی ہے مگر قضائے قاضی ضروری ہے —**

**سوال (۱۰۹۷)** یہ مقدمہ زیر دفعہ ۴۹۴ ازدواج ناجائز من جانب مستغیث عدالت راجپورہ میں دائر ہوا تھا مجسٹریٹ صاحب راجپورہ نے اس استغاثہ کو اس بنا پر خارج کر دیا ہے کہ مسماۃ کا نکاح جب عبدالکریم نابالغ سے ہوا تھا تو وہ نابالغ تھی اور اس کا نکاح ولی کی ولایت سے نہیں ہوا تھا اسلئے مسماۃ کو اختیار تھا کہ بالغ ہوتے ہی وہ اپنے پہلے نکاح کو فسخ کردے اور دوسرے شخص سے نکاح کرلے۔ مسمی عبدالکریم مستغیث کا جب نکاح ہوا تھا اُس وقت اسکی عمر تقریباً سات سال کی تھی اور مسماۃ مریم کی عمر تقریباً نو سال کی تھی اور اب بوقت نکاح ثانی مسماۃ مریم ۱۶ سال کی تھی اور اس وقت تقریباً ۱۰ سال کی عمر ہے۔ وکیل مستغیث کی اس کی نسبت یہ بحث ہے کہ بیشک ایسا نکاح جو ولی کی ولایت میں نہ ہوا ہو بالغ ہونے پر عورت ایسا نکاح منسوخ کرسکتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ

[1] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۲ ج ۲) ظفیر۔ [2] لهما ای الصغیر والصغیرة وملحق بهما خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنکاح بعده لقصور الشفقة الخ بشرط القضاء للفسخ (ایضاً ص ۴۳۳ ج ۲) ظفیر۔ [3] تزوج بنت اخیه فجاءت امرأة فقالت ابوک نصی ان صدقها بانت منه بلا مهر والا لا (ایضاً فصل فی المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲) ظفیر



بالغ ہونے پر عورت کے لئے یہ ضروری ہے کہ حسب قاعدہ حاکم عدالت یا قاضی سے وہ اجازت نکاح۔۔۔۔ حاصل کرے اور جب تک بحکم عدالت نکاح منسوخ نہ ہو نکاح قائم رہتا ہے عورت حسب مرضی خود بخود نکاح شرعی کو منسوخ نہیں کرسکتی وکیل۔۔۔۔ نے دفعہ ۵۰ قانون شرع محمدی فیصلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۹ پیش کرکے یہ بحث کی ہے کہ صورت متذکرہ میں عورت کو بالغ ہوتے ہی فسخ نکاح کا اختیار ہوجاتا ہے عدالت سے ایسا حکم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور قانون شرع محمدی کی رو سے جب کسی نابالغ بچہ کی شادی سوائے باپ اور دادا کے کوئی اور شخص کرائے تو بالغ ہونے کے وقت لڑکا اور لڑکی کو اختیار ہے کہ وہ اس نکاح کو قائم رکھیں یا نہ رکھیں اور ثبوت میں حوالہ رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۵ مطبوعہ مصر اور شرائع الاسلام صفحہ ۳۰۹ کا دیا گیا ہے اور اس امر کے متعلق کہ فسخ نکاح کے لئے حکم عدالت ضروری ہے حوالہ فتاویٰ عالمگیری کا دیا گیا ہے اور درج کیا گیا ہے کہ کتاب رد المحتار کے صفحہ ۵۰۲ جلد ۲ پر یہ تشریح کی گئی ہے کہ ایسے فعل کے انفساخ کے لئے جس کے کرنے کے فریقین مجاز ہیں کسی عدالتی حکم کی ضرورت نہیں ہے البتہ تصفیہ متنازعہ کے لئے ایک عدالتی شہادت کی ضرورت ہے۔ واقعات وحالات مقدمہ یہ ہیں۔ غور طلب یہ امر ہے کہ آیا ایسا نکاح جو بوقت نابالغی باپ دادا کے علاوہ کسی اور شخص کی اجازت سے ہوا ہو اور حقیقی چچا اس کا نکاح کرنے والا ہو تو متعاقدین میں کے ایسے شخص کے بالغ ہوجانے پر وہ فسخ ہوسکتا ہے یا کہ نہیں اور ایسے انفساخ کیلئے عدالت یا کسی شرعی شخص کی اجازت ضروری ہے یا نہیں۔ اور عورت مجاز ہے کہ بلا اجازت عدالت یا شرعی فتویٰ کے انفساخ بموجودگی شوہر اول نکاح ثانی کرے پس مقدمہ ہذا میں حسب الحکم جناب جج صاحبان، مکلف خدمت ہوں کہ جناب واقعات مقدمہ اور امور تنقیح طلب عدالت ہذا پر غور فرما کر بروئے مستند کتب شرعی

مذہب اہل سنت والجماعت جواب بحوالہ مفصل عنایت فرمادیں۔

**الجواب:—** جس صورت میں کہ نابالغہ کا نکاح سوائے باپ دادا کے دوسرا ولی کرے تو نابالغہ کو بعد بالغہ ہونے کے یہ اختیار ہے کہ اپنے نکاح سابق سے انکار کردیوے اور اسکو بذریعہ قاضی کے فسخ کرالے کیونکہ بدوں قضاء قاضی شرعی کے وہ نکاح فسخ نہیں ہوسکتا جیساکہ رد المحتار المعروف بالشامی میں صراحۃً یہ مذکور ہے کہ بدوں قضاء قاضی کے وہ نکاح فسخ نہ ہوگا۔ عبارت اس کی یہ ہے— فی الدر المختار قولہ بشرط القضاء للفسخ الخ قولہ للفسخ ای ھذا الشرط ای ھو للفسخ لا لثبوت الاختیار وحاصلہ انہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلھما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختار الفسخ فلا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء الخ[1] ص ۳۰۷ جلد ثانی شامی باب الولی۔

پس یہ عبارت صریح ہے اس بارہ میں کہ لڑکی کو بعد بلوغ کے اختیار نکاح کے فسخ کرانے کا ہے لیکن وہ خود فسخ نہیں کرسکتی بلکہ قاضی شرعی فسخ کرے گا اور بلا قضائے قاضی کے وہ نکاح فسخ نہ ہوگا اور لڑکی کو یہ درست نہ ہوگا کہ بدون فسخ کرنے قاضی کے اور بدوں گذرنے عدت[2] کے وہ نکاح ثانی کرسکے۔ فقط۔

جب بلوغ کے بعد بھی شوہر کے ساتھ رہی تو اب اس کو حق فسخ حاصل نہیں ہے

**سوال (۱۰۹۸)** سماۃ زیتون کی عمر جب چودہ برس کی ہوئی تو اس کے ولی اقرب چچا نے اس کا نکاح ابراہیم سے کردیا۔ اسی روز سے سماۃ مذکورہ اپنے شوہر کے ساتھ خلوت میں رہنے لگی۔ نکاح کے چار پانچ ماہ بعد حائضہ ہوئی اور اس کے بعد بھی چار پانچ ماہ تک شوہر کے ساتھ رہی بعد ازاں باہم کچھ ناچاقی ہوگئی اور شوہر اپنی بیوی سے علیحدہ رہنے لگا۔ اب سماۃ مذکورہ دعویٰ کرتی ہے کہ جب

[1] دیکھئے رد المحتار باب الولی ص ۴۲۱ ج ۲ - [2] ضمیمہ دیکھیں۔



میرا نکاح ہوا تو میں نابالغہ تھی۔ اب مجھے یہ نکاح منظور نہیں۔ اس صورت میں نکاح فسخ ہوسکتا ہے یا نہیں۔؟

**الجواب:—** اب وہ نکاح فسخ نہیں ہوسکتا یعنی صورت موجودہ میں عورت کو خیار فسخ نکاح باقی نہیں رہا۔ قال فی الدر المختار ولا یمتد الی اٰخر المجلس (در مختار) ای مجلس بلوغھا او علمھا بالنکاح الخ ای فلو سکتت ولو قلیلا بطل خیارھا الخ[1] شامی۔

باپ نے چچازاد بھائی کے ذریعہ اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح کیا تو کیا اس کو خیار بلوغ حاصل ہے؟

**سوال (۱۰۹۹)** زید نے اپنی دختر کا عقد اپنی بیماری میں اپنے چچازاد بھائی کو ولی قرار دیکر اور بکر نے اپنے لڑکے کی طرف سے ولی بنکر پڑھوالیا تو لڑکی کو بوقت بلوغ حق فسخ ہے یا نہیں۔؟

**الجواب:—** اس صورت میں لڑکی کو بعد بلوغ کے اختیار فسخ نکاح کا ہے لیکن فسخ نکاح کے لئے یہ شرط ہے کہ جس وقت لڑکی بالغہ ہو اسی وقت یہ کہدے کہ میں نکاح کو فسخ کرانا چاہتی ہوں اور قاضی شرعی نکاح فسخ کرسکتا ہے بدون قاضی کے نکاح فسخ نہ ہوگا کمافی الدر المختار وشرط للکل القضاء وفیہ ایضاً وان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب وابیہ ولو الام او القاضی او وکیل الاب لھما خیار الفسخ بالبلوغ الخ بشرط القضاء[2] الخ۔

نابالغ ونابالغہ کے ولیوں نے ایجاب وقبول کیا تو کیا بعد بلوغ وہ فسخ ہوسکتا ہے

**سوال (۱۱۰۰)** زید نے اپنے نابالغ لڑکے کی منگنی عمر کی نابالغہ دختر سے کردی لڑکے لڑکی کے باپ نے ایجاب وقبول کیا اور نکاح بھی پڑھا گیا۔ اب دونوں بالغ ہوگئے ہیں

[1] رد المحتار باب الولی ص ۴۲۵ ج ۲ - ظفیر ۱۲
[2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۴۱۹ ج ۲ - ظفیر ۱۲

تو وہ نکاح جائز ہے یا اب پھر نکاح پڑھانے کی ضرورت ہے اگر اب لڑکا یا لڑکی مع رضامندی والدین اس نکاح سے انکار کریں تو قابل پذیرائی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو علیحدگی کی کیا صورت ہے۔ ؟

**الجواب :-** اگر باقاعدہ نکاح پڑھایا گیا اور ایجاب وقبول نکاح کا ہو گیا تو انعقاد نکاح میں کچھ شبہ نہیں رہا اب فسخ نہیں ہو سکتا اور والد کے کئے ہوئے نکاح کو لڑکی بعد بلوغ کے فسخ نہیں کر سکتی اور اگر ایجاب وقبول حسب قاعدہ نکاح نہ ہوا تھا محض منگنی تھی اور لفظ نکاح کے ساتھ ایجاب وقبول نہ ہوا تھا بلکہ محض ایسا ہوا کہ لڑکی کے ولی نے کہا کہ میں نے لڑکی تمہیں دیدی اور لڑکے کے ولی نے کہا کہ میں نے لے لی یا مجھے منظور ہے تو یہ وعدہ نکاح ہے نکاح اس سے مجلس منگنی میں منعقد نہیں ہوتا اس صورت میں نکاح دوبارہ ہونا چاہئے لیکن اگر زوجین میں سے کوئی اس تعلق کو پسند نہ کرے تو وہ نکاح سے انکار کر سکتا ہے۔

| بغیر قضائے قاضی صرف انکار سے نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ |
|---|

**سوال (۱۱۰۱)** ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کے ولی عصبہ نے کر دیا بعد بلوغ یعنی حیض آنے پر ہندہ نے اس نکاح سے انکار کر دیا بعد انکار کے ہندہ کے ماموں نے اس کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا۔ یہ دوسرا نکاح صحیح ہوا یا نہیں ؟ اگر نکاح اول ہی قائم ہے تو قاضی اور جو لوگ دوسرے نکاح میں شریک ہوتے ان کا کیا حکم ہے۔ ؟

**الجواب :-** نکاح اول جو نابالغہ کے ولی جائز نے کیا وہ صحیح ہو گیا بعد بلوغ ہندہ کے محض ہندہ کے انکار کر دینے سے بدون قضائے قاضی منسوخ اور فسخ نہیں ہوا



پس دوسرا نکاح جو ہندہ کے ماموں نے کیا وہ ناجائز ہوا[1]۔ باوجود علم کے جو لوگ شریک نکاح ثانی ہوتے اور جس نے نکاح پڑھایا وہ گنہگار ہوئے توبہ کریں اور اعلان کر دیں کہ دوسرا نکاح نہیں ہوا۔ فقط۔

| والدہ کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ لڑکی فسخ کر سکتی ہے یا نہیں۔ |
|---|

**سوال (۱۱۰۲)** ہندہ نابالغہ کا نکاح والدہ کی ولایت سے ہوا تھا۔ اب ہندہ کی عمر پندرہ سال ہے اور ہنوز ہندہ اپنے والدین کے گھر مقیم ہے۔ اس صورت میں ہندہ والدہ کے کئے ہوئے نکاح کو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں اور بعد بلوغ ہندہ کو اختیار فسخ نکاح ہے یا نہیں۔ اور ولی ہندہ کا کون ہے۔ ؟

**الجواب :-** والدہ کی ولایت نکاح نابالغہ میں عصبات سے مؤخر ہے پس اگر کوئی ولی عصبہ نابالغہ کا موجود نہ تھا مثل چچا وغیرہ کے تو والدہ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہو گیا۔ ہندہ کو بعد بلوغ خیار فسخ نکاح حاصل تھا مگر اس فسخ کے لئے قضائے قاضی شرط ہے اور یہ خیار بعد بلوغ ہوتا ہے اگر بفور بلوغ اس نے اس نکاح کا انکار نہیں کیا اور اس کو رد نہیں کیا اور قاضی سے فسخ نہیں کرایا تو پھر فسخ نہیں ہو سکتا۔ در مختار میں ہے ولا یمتد الی اخر المجلس الخ ای مجلس بلوغها الخ[2] شامی وفی الدر المختار ایضاً بشرط القضاء[3] الخ

| ولد الزنا نابالغہ لڑکی کا نکاح ماں نے کر دیا تو کیا اس کو بعد بلوغ فسخ کا اختیار ہے |
|---|

**سوال (۱۱۰۳)** ایک لڑکی سکندرہ کا نکاح اُس کی نابالغی میں اُسکی ماں ولی عصبہ

---

[1] بشرط القضاء للفسخ (در مختار) حاصله انه اذا کان المزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ او العلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار باب الولی ص ۴۲۱ ج ۲) ظفیر۔

[2] رد المحتار باب الولی ص ۴۲۵ ج ۲۔ [3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۱ ج ۲۔ ظفیر

نے کیا اور سکندر ولدالزنا ہے اوس نے بالغ ہوتے ہی ولی عصبہ کا نکاح کیا ہوا فسخ کیا۔ یہ فسخ کرنا صحیح ہے یا نہ۔ ؟

**الجواب:۔** سکندر کی والدہ نے اگر نکاح سکندر مذکور ولدالزنا کا کیا تو نکاح صحیح ہوگیا اور بعد بلوغ سکندر کو فسخ کا اختیار ہے لیکن یہ فسخ بدون قاضی کے فسخ کرنے کے صحیح نہ ہوگا کما فی الدرالمختار وغیرہ ولکن لهما خیار الفسخ بالبلوغ بشرط القضاء[۱] اور شامی میں ہے وحاصلہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیرالاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ اوالعلم بہ فان اختارا الفسخ لایثبت الفسخ الابشرط القضاء الخ جلد ثانی شامی[۲]۔

الغرض جب کہ اس فسخ کے لئے قاضی شرعی کا فسخ کرنا شرط ہے تو اس زمانہ میں فسخ کی کوئی صورت نہیں ہے۔ لہذا بدون طلاق دینے شوہر کے علیحدگی کی کوئی صورت نہیں ہے۔ فقط۔

| |
|---|
| چچانے نکاح کیا بالغ ہونے کے بعد لڑکی نے ناراضی ظاہر کی کیا کیا جائے |

**سوال (۱۱۰۴)** ایک نابالغہ لڑکی کا نکاح اسکے عم حقیقی نے ایک نابالغ لڑکے سے کردیا جب لڑکی بالغ ہوئی تو اوس نے اپنی ناراضی ظاہر کرنے کے لئے اپنے چچا کو نوٹس دیدیا کہ مجھکو آپ کا کیا ہوا نکاح قبول ومنظور نہیں ہے۔ اوس کے بعد قریبًا تین سال تک سکوت کرکے اب عدالت مجاز سے فسخ نکاح کے واسطے چارہ جوئی کرتی ہے۔ اس صورت میں نکاح قائم رہا یا فسخ ہوگیا۔ ؟

**الجواب:۔** اگر بفور بلوغ اوسنے فسخ نکاح کا اظہار کردیا تو پھر تاخیر سے اوسکا حق فسخ ساقط نہیں ہوا وینبغی ان تقول فی فور البلوغ اخترت نفسی ونقضت النکاح فبعدہ لایبطل حقها بالتاخیر حتی یوجد التمکین الخ شامی[۳] ص ۳۰۹ جلد (۲) فقط

[۱] بدالمختار باب الولی ص ۴۲۱/۲ ظفر۔ [۲] ردالمحتار باب الولی ص ۴۲۵/۲ ظفر۔



| |
|---|
| شیعہ نے دھوکہ دیکر نکاح کیا تو وہ فسخ ہوگا۔ |

**سوال (۱۱۰۵)** زید نو وارد شیعۃ المذہب نے خالد سنی المذہب کو یہ یقین حلفًا دلاکر خالد کی دختر نابالغہ ہندہ سے عقد کیا کہ وہ سنی ہے بعد عقد کے زید سے افعال شیعہ تعزیہ داری وغیرہ ظاہر ہوئے اس صورت میں دختر خالد ہندہ کو فسخ نکاح کا اختیار ہوگا یا نہیں۔ ؟

**الجواب:۔** درمختار میں ہے لوتزوجتہ علی انہ حر اوسنی الخ فبان بخلافہ الخ کان لها الخیار[۱] الخ اس عبارت سے واضح ہے کہ اس صورت میں عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہے۔

| |
|---|
| چچاکے نکاح کرنے سے خیار بلوغ حاصل ہوتا ہے مگر تاخیر کرنے سے وہ باطل ہوجاتا ہے |

**سوال (۱۱۰۶)** ایک شخص نے مرنے سے قبل اپنے بھائیوں کو بلاکر یہ وصیت کی کہ میری فلاں لڑکی کا میرے بھتیجہ سے نکاح کردینا۔ بھائیوں نے حسب وصیت نکاح کردیا۔ بوقت نکاح وہ لڑکی نابالغہ تھی۔ اب وہ اس نکاح کو فسخ کرسکتی ہے یا نہیں یا وصی جو وکیل میت ہے اور زکیل کا نکاح کیا ہوا ہے موکل کا نکاح سمجھا جاویگا اور لڑکی کو اس اعتبار سے حق فسخ نہ ہوگا اور بلوغ سے کچھ دیر بعد فسخ کرسکتی ہے یا نہیں؟

**الجواب:۔** اس وصیت کا شرعًا اعتبار نہیں ہے اور نہ بحیثیت وصی ہونے کے وصی کو نکاح یتیمہ کا اختیار ہوتا ہے بلکہ میت کے بھائیوں نے جو نکاح یتیمہ نابالغہ کا کیا ہے وہ بحیثیت ولی ہونے کے صحیح ہوا ہے نہ نیابۃً عن المیت۔ کماقال فی الدرالمختار ولیس للوصی من حیث ہو وصی ان یزوج الیتیم مطلقًا وان اوصی الیہ الاب بذلک علی المذہب نعم لوکان قریبًا اوحاکمًا یملکہ بالولایۃ[۲] الخ اور وکالت بعد موت موکل کی باطل ہوجاتی ہے

[۱] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب العنین وغیرہ ص ۶۲۲/۲ ظفر۔

[۲] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ص ۳۲۲ ج ۲، قبیل الفروع۔

لہذا برادران میت بعد اس کے مرنے کے وکیل نہ رہے پس یہ نکاح برادران میت کا بوجہ ان کی ولایت کے ہوا نہ بوجہ وکالت کے اور اس میں نابالغہ کو بعد بلوغ کے اختیار فسخ نکاح کا ہوتا ہے اور تاخیر کرنے سے خیار باطل ہو جاتا ہے۔۔ ولایمتد الی اٰخر المجلس لانہ کالشفعۃ. درمختار[۱]. اور نیز اس صورت میں فسخ نکاح کے لئے قضاء قاضی شرط ہے یعنی اگر نابالغہ نے بفور بلوغ اس نکاح کو نامنظور کیا اور فسخ کرانا چاہا تو بدوں قضاء قاضی کے فسخ نہ ہوگا۔ کما فی الشامی وحاصلہ انہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلہما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختار الفسخ لایثبت الفسخ الابشرط القضاء[۲] الخ ص۳۰۷ جلد ثانی شامی۔

**سوال (۱۱۰۷)** بلوغ میں سن ہجری کا اعتبار

سماۃ اقبال بیگم نے اپنی رضامندی سے اپنا نکاح مرزا عظیم کے ہمراہ کیا جبکہ سماۃ کی عمر بحساب سن عیسوی ۳ دن کم پندرہ برس کی تھی اور بحساب سنہ ہجری کچھ دن[۲] آگے پندرہ سال کی۔ تو اس حالت میں یہ نکاح صحیح ہوا یا نہ ؟ اور بلاطلاق یہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

**الجواب:۔** شرعاً پندرہ سال ہجری پورے ہونے سے عورت بالغہ شمار ہوتی ہے[۳] پس صورت مذکورہ میں نکاح سماۃ کا مرزا عظیم بیگ سے صحیح ہوگیا بشرطیکہ مرزا عظیم کفو سماۃ اقبال بیگم کا ہو، پس بدون طلاق دینے شوہر کے نکاح فسخ نہ ہوگا۔

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۵ ج۲۔ [۲] رد المحتار باب الولی ص۴۲۱ ج۲۔ ظفیر۔ [۳] اجل سنۃ قمریۃ بالاہلۃ علی المذہب (درمختار) وجہہ ان الثابت عن الصحابۃ کعمر وغیرہ اسم السنۃ واہل الشرع انما یتعارفون الاشہر والسنین بالاہلۃ فاذا اطلقوا السنۃ انصرف الی ذالک (رد المحتار باب العنین ص۸۱۸ ج۲)۔ ظفیر۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲



**سوال (۱۱۰۸)** نابالغہ کے باپ کے ماموں نے شادی کردی تو یہ نکاح فسخ ہوگا یا نہیں۔

ایک لڑکی کی شادی اسکے باپ کے ماموں نے اپنی ولایت سے بحالت کم سنی و نابالغی (جب کہ لڑکی کا باپ شریک شادی تھا مگر نکاح اس کی ولایت سے نہیں ہوا) کی۔ چونکہ لڑکا بد اطواری کرتا ہے لہذا لڑکی شوہر کے گھر جانے سے انکار کرتی ہے اور اس کا ارادہ ہے کہ سن بلوغ کو پہونچکر نکاح سے انکار کردے آیا لڑکی کو بالغہ ہوکر نکاح فسخ کرنیکا اختیار ہے یا نہیں ؟

**الجواب :۔** نابالغہ کے باپ کی موجودگی میں ماموں کو قطعاً ولایت نکاح نابالغہ کی نہیں ہے. البتہ اگر باپ اس کو اجازت دیدے تو ماموں نکاح کر سکتا ہے اور وہ نکاح باپ کا کیا ہوا سمجھا جاتا ہے اور باپ کے نکاح کئے ہوئے کو لڑکی بعد بالغہ ہونے کے فسخ نہیں کر سکتی کما فی الدر المختار ولزم النکاح ولو بغبن فاحش الخ او بغیر کفو ان کان الولی المزوج بنفسہ بغبن ابًا او جدًا الخ وان کان المزوج غیرہما ای غیر الاب وابیہ، ولو الام او القاضی او وکیل الاب الخ لکن فی النہر بحثًا لو عین لوکیلہ القدر صح الخ (درمختار) وکذا لو عین لہ رجلاً غیر کفو کہ ابحثہ العلامۃ المقدسی الخ شامی۔ اس بحث سے معلوم ہوا کہ اگر باپ نے شوہر کو متعین کرکے وکیل سے کہدیا کہ اس سے نکاح کردو تو وہ نکاح بھی فسخ نہیں ہو سکتا۔

**سوال (۱۱۰۹)** نابالغہ کے چچازاد بھائی نے بحیثیت ولی نکاح کردیا تو اس کے فسخ کا طریقہ کیا ہے۔

عبد الرحمن خان نے اپنی وفات پر ایک زوجہ سکینہ ایک دختر نابالغہ سماۃ ظریفہ ایک بھتیجہ فیض اللہ خان. وارث چھوڑے ہیں. فیض اللہ خان نے ظریفہ کا نکاح اپنے لڑکے نصر اللہ خان سے بلا رضامندی سکینہ کے کردیا

[۱] دیکھئے رد المحتار والدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۱۸ و۴۱۹ ج۲ ظفیر

تھوڑے دنوں کے بعد سکینہ نے نکاح ثانی کر لیا اس کے بعد فیض اللہ خان نے دعویٰ استقرار حق کا سب جج سہارنپور میں اس امر کا کیا کہ میں نے ظریفہ نابالغہ کا نکاح اپنے بیٹے نصر اللہ خان سے کر دیا کسی دوسری جگہ ظریفہ نابالغہ کا نکاح نہ کیا جاوے۔ عدالت نے یہ حکم دیا کہ یہ نکاح بوجہ طمع جائداد کے ہوا ہے۔ اس واسطے کہ لڑکا لڑکی سے بہت چھوٹا معلوم ہوتا ہے۔ اس واسطے ظریفہ نابالغہ کو اختیار ہے کہ بعد بلوغ اس نکاح کو عدالت سے منسوخ کرا کر دوسرا نکاح کرلے چنانچہ اس نے اول حیض آتے ہی اپنے پہلے نکاح کو نامنظور کر دیا تھا اور عدالت سب جج سہارنپور سے بھی نکاح منسوخ کرا لیا تھا لیکن سب جج صاحب مسلمان نہیں تھے۔ اس کے بعد ظریفہ نے خود اپنا نکاح دوسرے شخص سے کر لیا تھا — یہ دوسرا نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔؟

**الجواب:—** اس صورت میں ولایت نکاح مسماۃ ظریفہ نابالغہ کی اس کے تایازاد بھائی مسمّٰی فیض اللہ خان کو حاصل تھی کیونکہ وہ عصبہ ہے اور ولایت نکاح عصبات کو ہوتی ہے۔ درمختار میں ہے الولی فی النکاح العصبة بنفسه[1] الخ بناءً علیہ جو نکاح ظریفہ نابالغہ کا اس کے تایازاد برادر فیض اللہ خان نے اپنے لڑکے نصر اللہ خان کے ساتھ کیا تھا وہ شرعاً صحیح اور منعقد ہو گیا تھا اور مسماۃ کو بعد بلوغ اختیار فسخ نکاح کا حاصل تھا لیکن قضاء قاضی شرعی اس فسخ کے لئے شرط ہے۔ بدون حکم قاضی کے یہ نکاح فسخ نہ ہو گا۔ اور حکم حاکم غیر مسلم کا اس بارہ میں شرعاً معتبر نہیں ہے[2]۔ اس لئے صورت مسئولہ میں نکاح ظریفہ کا جو نصر اللہ خان کے ساتھ ہوا تھا فسخ نہیں ہوا۔ اور دوسرا نکاح مسماۃ ظریفہ کا

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۲/۲۔ ظفیر۔ [2] ومن علوان تقلید الکافر صحیح وان لم یصح قضاءه علی المسلم حال کفره (رد المحتار کتاب القضاء ص ۴۳۰/۴)



صحیح نہیں ہوا بلکہ نصر اللہ خان سے طلاق لے کر اور عدۃ[3] گذار کر دوسرا نکاح کرنا چاہئے۔ اگر سب جج صاحب شوہر کو حکم دے کر طلاق دلا دیں تو بھی طلاق واقع ہو جاوے گی یا کسی مسلمان ریاست سے جو بااختیار ہو نکاح فسخ کرایا جاوے۔ شامی میں ہے اذا کان المزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ او العلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء[1]۔ انتہی۔ اور جامع الفصولین میں ہے لو اختار احدهما الفرقة ورد النکاح بخیار البلوغ لم یکن ردا ولا یبطل به العقد ما لم یحکم القاضی به[2] الخ۔ مجموعۃ الفتاوی جلد دوم در فسخ نکاح بخیار بلوغ میں استفتاء بعینہ اسی قسم کا نقل فرمایا ہے۔ فقط۔

> بھائی کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ لڑکی فسخ کر سکتی ہے یا نہیں

**سوال** (۱۱۱۰) ایک یتیمہ نابالغہ آٹھ سالہ کا نکاح بولایت ماں اور بھائی کے ایک لڑکے نابالغ سے کر دیا گیا۔ اب لڑکا بالغ ہے اور لڑکی تیرہ سالہ قریب البلوغ ہے مگر حیض نہیں آیا۔ اور لڑکے کی بدچلنی کی وجہ سے شوہر کے یہاں جانا نہیں چاہتی۔ تو کیا ایسی صورت میں یہ لڑکی اپنا نکاح جو بولایت ماں اور بھائی ہوا ہے۔ فسخ کر سکتی ہے یا نہیں۔ اور لڑکے نے دعویٰ کر دیا ہے کہ میری عورت پر مجھ کو قبضہ دلایا جاوے۔ جبکہ لڑکی اور ولی دونوں شوہر سے ناراض ہیں تو لڑکے کو لڑکی پر قبضہ دلایا جا سکتا ہے یا نہیں۔؟

**الجواب:—** اس صورت میں وہ لڑکی قبل البلوغ اپنا نکاح فسخ نہیں کرا سکتی۔ اور بالغہ ہونا اس کا بعمر تمامی پندرہ سال ہے یا حیض وغیرہ علامات

[1] ردالمحتار باب الولی ص ۴۲۱/۲۔ [2] جامع الفصولین ص ۳۴۱/۱۲۰ الفصل الخامس والعشرون فی الخیارات، [3] ضمیمہ دیکھیں ۱۲

بلوغ سے ہے اور یہ بھی فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ قضاء قاضی اس فسخ کیلئے شرط ہے درمختار میں ہے وان کان المزوج غیرهما ای غیر الاب وابیہ الخ لهما خیار الفسخ بالبلوغ الی ان قال بشرط القضاء[1] الخ اور بحالت موجودہ جب کہ عمر لڑکی کی تیرہ سال کی ہے اور وہ قریب البلوغ ہے اور طاقت جماع رکھتی ہے تو شوہر کے سپرد کیجا سکتی ہے۔ شامی میں ہے۔ وقد صرحوا عنہ بان الزوجة اذا كانت صغيرة لا تطيق الوطی لا تسلم الی الزوج حتی تطيقه والصحيح انه غير مقدر بالسن بل يفوض الی القاضی بالنظر اليها من سمن او هزال[2] الخ ص ۳۹۹ جلد ثانی باب القسم۔ وفی باب المهر من الدر المختار وللزوج المطالبة بتسليمها ان تحملت الرجل[3] الخ۔

باپ نے اپنی شادی کی لالچ میں نابالغ لڑکی کی شادی کردی وہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں

**سوال** (۱۱۱۱) ایک شخص عورت پر عاشق ہوگیا اور اس سے نکاح کرنا چاہا عورت کے باپ نے عاشق کو کہا کہ تم اپنی دختر کا نکاح پہلے میرے لڑکے سے کردو پھر میں تم سے بیاہ کردوں گا۔ چنانچہ اس نے اپنی دختر صغیرہ کا نکاح اس کے لڑکے سے کردیا۔ بعد کو آپس میں نااتفاقی ہوگئی تو دختر مذکورہ بعد بلوغ اس نکاح کو فسخ کرسکتی ہے یا نہیں۔ چونکہ باپ نے عشق کی وجہ سے دختر صغیرہ کا نکاح کردیا تو سوء اختیار ثابت ہوا یا نہیں۔ درمختار میں ہے وان عرف من الاب والجد سوء الاختیار مجانة وفسقا لا یصح النکاح اتفاقا الخ۔

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۴۱۹ ج ۲ - ۴ ظفیر۔
[2] رد المحتار باب القسم ص ۵۲۹ ج ۲ ظفیر۔ [3] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المهر مطلب لابی الصغیرة المطالبة بالمهر ص ۵۰۹ ج ۲۔ ظفیر۔



**الجواب**:۔ اس صورت میں باپ کا نکاح کیا ہوا صحیح ہوگیا اور صغیرہ کو بعد بلوغ اختیار فسخ نکاح کا بھی نہیں ہے اور اس عبارت منقولہ درمختار میں شامی نے یہ بحث کی ہے کہ صاحب فتح القدیر نے فرمایا ہے کہ عدم صحت نکاح بصورت معروف ہونے باپ کے ہے ساتھ سوء الاختیار کے، اور یہ امر اول نکاح صغیرہ خود میں صادق نہ آویگا والحاصل ان المانع هو كون الاب مشهورا بسوء الاختيار قبل العقد فاذا لم يكن مشهورا بذلك ثم زوج بنته من فاسق صح (الی ان قال) فلو زوج بنتا اخرى من فاسق لم يصح الثانی لانه كان مشهورا بسوء الاختيار قبله بخلاف العقد الاول لعدم وجود المانع قبله[1] الخ

زنت کے لئے عورت عیسائی ہوجائے تو بھی فسخ نہیں ہوتا ـــــ

**سوال** (۱۱۱۲) ایک عورت اس غرض سے عیسائی ہوئی ہے کہ نکاح فسخ ہوجاوے ایسی صورت میں نکاح فسخ ہوجاوے گا یا نہ۔؟

**الجواب**:۔ قال فی الدر المختار وارتداد احدهما فسخ عاجل الخ ثم قال وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجرا لها بمهر يسير كدينار وعليه الفتوى والفتی مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجرا[2] الخ۔ پس معلوم ہوا کہ مشائخ بلخ کا فتویٰ بصورت مسئولہ عدم فرقت کا ہے۔

**سوال** (۱۱۱۳) زینت زوجہ بکر نے نکاح فسخ کرانیکی وجہ سے فریب کیا کہ مذہب نصرانی قبول کیا اور پھر مسلمان ہوگئی اور نکاح خالد سے کرلیا، یہ حیلہ جائز ہے یا نہیں اور بکر مستحق نکاح کا اس سے ہے یا نہیں۔؟

**الجواب**:۔ قال فی الدر المختار وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح وفی الشامی وتمنع من التزوج بغیرہ بعد

[1] رد المحتار باب الولی ص ۴۱۸ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] دیکھئے رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۴۲ ج ۲۔ ظفیر۔

اسلامها ولا یخفی ان محلہ ما اذا طلب ذلک اما لو سکت او ترکہ صریحاً فانها لا تجبر و تزوج من غیرہ لانہ ترک حقہ الخ بحر و نہر۔ اس سے معلوم ہوا کہ شوہر اول اگر نکاح کرنا چاہے بجبر نکاح کر سکتا ہے۔ فقط۔

## فصل سوم نکاح بذریعہ فضولی اور وکیل

فضولی نے نکاح کر دیا اور عورت نے قبول کر لیا تو کیا حکم ہے۔

**سوال (۱۱۱۴)** ایک شخص نے مجمع میں یہ کہا کہ تم گواہ رہو میں نے فلاں عورت غائب کا اس مرد حاضر سے نکاح کر دیا۔ اور یہ شخص نکاح کرنے والا اس عورت کا ولی شرعی نہیں ہے لیکن جب عورت کو خبر پہونچی تو اس نے اس نکاح کو قبول کر لیا تو کیا یہ نکاح جائز و مکمل ہو جائے گا۔ اور اگر مہر کی تعداد بیان نہ کی ہو تو کس قدر مہر واجب ہوگا۔؟

**الجواب:-** جب کہ شوہر نے اس نکاح کو قبول کر لیا تھا اور پھر جس وقت عورت کو خبر پہونچی تو اس نے بھی اس نکاح فضولی کو قبول کر لیا تو یہ نکاح صحیح ہو گیا۔ کذا فی الدر المختار[1]۔ فقط

بلا اجازت ولی غیر نے نکاح کر دیا تو کیا حکم ہے

**سوال (۱۱۱۵)** ایک سماۃ کے والدین

---

[1] ونکاح عبد وامۃ بغیر اذن السید موقوف علی الاجازۃ کنکاح الفضولی سیجیٔ فی البیوع توقف عقودہ کلہا ان لہا مجیز حالۃ العقد والا تبطل (در مختار) قولہ کنکاح الفضولی ای الذی باشرہ مع اجنبی او ولی او وکیل الخ قال فی البحر الفضولی من یتصرف لغیرہ بغیر ولایۃ او وکالۃ (رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۲۴۹ ج ۲) ظفیر۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲



اور دادا اور بھائی فوت ہو گئے اور اس کے دادا کے ہمزلف نے جو غیر شخص ہے سماۃ مذکورہ آٹھ سالہ کا نکاح کر دیا۔ سماۃ نے بالغ ہوتے ہی اسی وقت روبرو گواہان شرعی کے اس نکاح کو فسخ کر دیا تو شرعاً یہ نکاح فسخ ہوا یا نہیں۔؟

**الجواب:-** سماۃ کے دادا کا ہمزلف ظاہر ہے کہ ولی اس نابالغہ کا نہیں ہے بلکہ اجنبی اور فضولی ہے۔ لہٰذا وہ موقوف ہے کسی ولی کی اجازت پر اور اگر ولی کوئی نہیں ہے تو وہ نکاح باطل ہے یا خود نابالغہ کی اجازت پر بعد بلوغ کے موقوف تھا اور جب سماۃ مذکورہ نے بعد بلوغ کے اس نکاح کو فسخ کر دیا اور اس سے انکار کر دیا تو وہ باطل ہو گیا۔ در مختار میں ہے۔ ونکاح عبد وامۃ بغیر اذن السید موقوف علی الاجازۃ کنکاح الفضولی سیجیٔ فی البیوع توقف عقودہ کلہا ان لہا مجیز حالۃ العقد والا تبطل[1] الخ وتفصیلہ فی الشامی[2]۔

عورت کے ساتھ مرد خود گواہوں کے سامنے نکاح کرے اور فضولی قبول کرے کیا حکم ہے

**سوال (۱۱۱۶)** اگر زید ہندہ کے ساتھ اس طرح پر نکاح کرے کہ بلا اجازت و اطلاع ہندہ کے عمرو بکر سے کہے کہ تم دونوں گواہ رہو میں نے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا اور خالد دوسرا فضولی فی المجلس کہے کہ میں نے ہندہ کی طرف سے قبول کیا تو یہ تو ظاہر ہے کہ دوسرے فضولی کا قبول بالاتفاق غائب کے اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ پس دریافت طلب یہ بات ہے کہ اگر اس قول نفی بر کے بموجب کہ جس چیز میں جد و ہزل برابر ہے اس میں لفظ کے معنی کی حقیقت بلکہ مضمون کا بھی علم شرط نہیں اس صورت میں ہندہ غائبہ من المجلس سے کسی دوسرے وقت میں عربی زبان میں مثلاً یہ کہلا لیا جاتے رضیت بالتزویج

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۳۴۶ ج ۲۔ ظفیر۔ ۱۲

[2] دیکھئے شامی باب الکفاءۃ ص ۳۴۹ ج ۲۔ ظفیر۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲

الذی قبلہ عنی خالد تو یہ شرعاً اجازت ہو جائے گی اور نکاح مذکور منعقد ہو جائے گا یا نہ۔؟

**الجواب:** - وکیل بنانے یا فضولی کے عقد کی اجازت دینے کے لئے رضاء موکلہ مجیزہ کی ضرور ہے اور رضا کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اس کو سمجھے ورنہ بلا علم رضا بالعقد الموقوف کیسے حاصل ہو سکتی ہے[1]۔

**فضولی کے نکاح کی خبر پر لڑکا خاموش رہا جب لڑکی کی دوسری شادی ہو گئی تو کہتا ہے کہ نکاح ہو چکا ہے**

**سوال** (۱۱۱۷) امیر خان ملازم فوجی کے نکاح کی قبولیت ایک فضولی نے کی اور امیر خان کو بذریعہ خط کے خبر دی کہ میں نے تمہارا نکاح فلاں عورت کے ساتھ کر دیا ہے امیر خان نے اس عقد کی منظوری و عدم منظوری کا کوئی جواب نہیں دیا یعنی ساکت رہا۔ اس حالت سکوت میں فضولی کا انتقال ہو گیا۔ اور والدہ دختر نے اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا اب امیر خان باوجود عدم قبولیت نکاح فضولی مدعی نکاح ہے۔ کیا یہ عورت امیر خان کی منکوحہ کہی جائے گی یا زوج ثانی کی زوجہ متصور ہو گی۔؟

**الجواب:** - اس صورت میں اگر امیر خان اب بھی نکاح فضولی کو قبول کرے تو نکاح اُسکا صحیح و نافذ ہوگا اور دوسرا نکاح باطل و حرام ہے۔ در مختار میں ہے ولو اجاز من لہ الاجازۃ نکاح فضولی بعد موتہ صح لان الشرط قیام المعقود لہ واحد العاقدین لنفسہ الخ قولہ واحد العاقدین) ھو العاقد لنفسہ کما فی البحر ای سواء کان اصیلاً او ولیاً او وکیلاً فانہ عاقد لنفسہ بمعنی انہ غیر فضولی تامل وانظر مالو کان فضولیاً بان کان کل من العاقدین فضولیین والظاھر ان الشرط قیام المعقود لھما[2] فقط

[1] العبرۃ فی العقود للمعانی دون الالفاظ۔ قواعد الفقہ قاعدہ ۱۸۳ ص۹۱، [2] رد المحتار باب الکفاءۃ مطلب فی الوکیل والفضولی فی النکاح ج۲ ص۴۵۱



**صورت ذیل میں نکاح درست نہیں ہوا**

**سوال** (۱۱۱۸) زید نے ایک معاملہ میں یہ قسم کھائی کہ اگر میں فلاں کام کر دوں تو میں جو نکاح کروں یا جس عورت سے نکاح کروں اُس پر طلاق مغلظ ہے۔ اب اگر زید اپنا نکاح بذریعہ وکیل فضولی بصورت ذیل کرے کہ زید اپنے کسی خاص محب سے یہ کہے کہ جب میرے نکاح ہونیکا وقت قریب آجائے اور ہندہ منسوبہ کی جانب سے اذن آجائے مجھ سے ایجاب و قبول کرانے کے قبل تم دو گواہوں کے سامنے یہ کہنا کہ میں نے زید کی جانب سے ہندہ کو بعوض اس قدر مہر نکاح میں قبول کیا۔ اس کے بعد ناکح ہندہ کا نکاح زید سے پڑھا دے اور یہ کہے کہ ہندہ تمہارے نکاح میں دی گئی اور زید زبان سے کہے کہ میں نے قبول کی تو اس صورت میں نکاح ہو جائے گا یا نہیں۔ اور زید نے شخص مذکور کو اپنا وکیل نہیں بنایا۔

**الجواب:** - اس طریق سے نکاح صحیح نہیں ہوتا کیونکہ ایک شخص فضولی جو ولی اور وکیل جانبین کا نہ ہو وہ متولی ایجاب و قبول طرفین کا نہیں ہو سکتا در مختار میں ہے ویتولی طرفی النکاح واحد بایجاب یقوم مقام القبول فی خمس صور کان کان ولیاً او وکیلاً من الجانبین او اصیلاً من جانب و وکیلاً او ولیاً من اٰخر او ولیاً من جانب و وکیلاً من اٰخر کزوجت بنتی من موکلی لیس ذلک الواحد بفضولی ولو من جانب[1] الخ پس صورت مذکورہ میں بذریعہ فضولی زید کا نکاح موافق طریق مذکور کے سبب عدم حنث ہو سکتا تھا بشرطیکہ عورت کی طرف سے ایجاب کرنے والا دوسرا شخص ہو خواہ اُس کا ولی یا وکیل یا فضولی۔ قال فی الدر المختار النکاح الفضولی ای الذی باشرہ مع اٰخر اصیل او ولی او وکیل او فضولی

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ مطلب فی الوکیل والفضولی فی النکاح ج۲ ص۴۴۳

اما لو تولی طرفی العقد وھو فضولی من الجانبین او احدھما فانہ لا یتوقف الخ ای بل یبطل[1] وفی کتاب الایمان منہ حلف لا یتزوج فزوجہ فضولی فاجاز بالقول حنث وبالفعل ومنہ الکتابۃ خلافا لابن سماعۃ لا یحنث بہ یفتی خانیۃ قولہ ومنہ الکتابۃ ای من الفعل مالو اجاز بالکتابۃ[2] الخ شامی۔

**صورت مذکورہ میں نکاح فضولی درست نہیں**

**سوال** (۱۱۱۹) زید نے ہندہ کیساتھ اس طرح پر نکاح کیا کہ بلا اطلاع و اجازت ہندہ کے خالد اور ولید دو شخصوں سے ہندہ کو اُن کو اچھی طرح بتلا کر کہا کہ میں نے تم دونوں کے سامنے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا اس کی بعد یہ عبارت قبلت تزویج من ارسل ھذا القرطاس الیّ نفسی من نفسہ لکھکر ایک لڑکے کے ہاتھ ہندہ کے پاس بھیجدی اور اس لڑکے سے کہدیا کہ ہندہ سے کہدینا کہ یہ ایک دعا ہے زید نے لکھکر بھیجی ہے اس کو تین مرتبہ پڑھو تو اس کا فائدہ بعد میں بتایا جائے گا. پس اُس لڑکے نے ایسا ہی کیا اور وہ عبارۃ تین مرتبہ ہندہ سے کہلوادی مگر ہندہ کو اس کا گمان بھی نہیں کہ اسکی کہہ لینے سے نکاح ہو جائے گا. ہاں یہ یقیناً جانتی ہے کہ یہ کاغذ زید ہی کا بھیجا ہوا ہے پس یہ تو ظاہر ہے کہ فضولی کا نکاح اجازت پر موقوف ہوتا ہے اور علی ما فی الدر المختار وغیرہ یہ بھی مفتی بہ ہے کہ جس میں جد وہزل برابر ہو اس میں لفظ کی معنی کی حقیقت یا اس کے مضمون کا علم شرط نہیں پس دریافت طلب یہ بات ہے کہ بطور مذکور شرعاً ہندہ کی اجازت ہوئی یا نہیں. بر تقدیر ثانی کیا اجازت کا بھی کم از کم دو گواہوں کے سامنے ہونا شرط ہے اس وجہ سے نہیں ہوئے

[1] رد المحتار باب الکفاءۃ مطلب فی الوکیل والفضولی فی النکاح ص۳۳۹ ج۲. [2] دیکھئے رد المحتار باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلک مطلب لا یتزوج فزوجہ فضولی ص۱۹۸ و ۱۹۹ ج۳. ظفیر.



یا اور کسی وجہ سے غرضیکہ جس وجہ سے نہیں ہوئے اُس وجہ کو مفصل ومدلل ارقام فرمادیں اور اجر جزیل اللہ تعالی سے پاویں۔

**الجواب:-** در مختار میں ہے ولا یتوقف الایجاب علی قبول غائب عن المجلس فی سائر العقود من نکاح وبیع وغیرھما بل یبطل الایجاب ولا تلحقہ الاجازۃ اتفاقاً الخ ثم قال ویتولی طرفی النکاح واحد الخ لیس ذلک الواحد بفضولی ولو من جانب وان تکلم بکلامین علی الراجح لان قبولہ غیر معتبر شرعاً لما تقرر ان الایجاب لا یتوقف علی قبول غائب الخ[1] وفی رد المحتار قولہ لما تقرر حاصلہ ان الایجاب لما صدر من الفضولی ولیس لہ قابل فی المجلس ولو فضولیاً آخر صدر باطلاً غیر متوقف علی قبول غائب فلا یفید قبول العاقد بعدہ[2] الخ ص۳۲۶. وفیہ ایضاً قولہ ولو من جانب ای سواء کان فضولیاً من جانب واحد او من جانبین الخ او کان فضولیاً من احدھما وکان من الآخر اصیلاً او وکیلاً او ولیاً ففی ھذہ الاربع لا یتوقف بل یبطل[3] الخ۔ پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں نکاح فضولی کا موقوف اجازت پر نہیں رہا بلکہ باطل ہوگیا علاوہ بریں ایجاب قبول کا دو گواہوں کو معاً سننا ضروری ہے کما فی الدر المختار وشرط حضور شاھدین حرین الخ مکلفین سامعین قولھما معاً[4] الخ
الغرض صورت مذکورہ میں نکاح منعقد نہیں ہوا۔ فقط۔

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکفاءۃ مطلب فی الوکیل والفضولی فی النکاح ص۴۳۳ و ص۴۳۴ ج۲. ظفیر. [2] رد المحتار باب و مطلب ایضاً ص۴۳۴ ج۲. ظفیر.
[3] رد المحتار باب ایضاً ص۴۳۴ ج۲ ظفیر. [4] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب النکاح ص۳۰۳ ج۲. ظفیر.

فضولی نے نکاح کیا اور ولی نے اجازت نہیں دی کیا حکم ہے

**سوال** (۱۱۲۰) زید کی لڑکی زینب نابالغہ کا نکاح خالد فضولی نے کر دیا ولید کے ساتھ۔ زید نے اپنے محلہ کے آدمیوں کو جمع کر کے یہ کہا کہ میری لڑکی زینب کا عقد میرے بھتیجے نذیر سے کر دو اون حضرات نے زید سے یہ کہا کہ اگر تو اجازت عقد کی دوسری جگہ دے آیا ہے تو نکاح وہاں ہو گیا۔ زید نے حلفیہ بیان کیا کہ میں نے اجازت نہیں دی۔ تب نکاح زینب کا نذیر کے ساتھ باجازت زید کر دیا۔ اس صورت میں کون سا عقد صحیح ہوا۔ ؟

**الجواب** :- اس صورت میں خالد فضولی کا کیا ہوا نکاح زید کی اجازت پر موقوف تھا پس جب کہ زید نے اوس نکاح کو جائز نہیں رکھا تو وہ باطل ہو گیا[1] اور خود زید نے اپنی ولایت سے جو نکاح زینب کا نذیر سے کرا دیا یہی نکاح جو نذیر سے ہوا صحیح ہوا خالد کا کیا ہوا نکاح صحیح نہ ہوا۔ فقط۔

بذریعہ خط وکیل بنایا اور وکیل نے اپنے ساتھ شادی کر دی کیا حکم ہے

**سوال** (۱۱۲۱) ہندہ ایک بارہ برس کی لڑکی ہے اور اس کا ولی بجز اس کی ماں کے کوئی دوسرا نہیں ہے اور وہ زید کے گھر رہتی ہے جو کہ بہت دور کا عزیز ہے زید نے اس کی ماں کو بذریعہ ڈاک خط بھیجا کہ اگر تم اجازت دو تو میں جہاں مناسب سمجھوں ہندہ کا نکاح کر دوں ہندہ کی ماں نے بذریعہ کارڈ اس کی اجازت دے دی زید نے اس کا... نکاح خود اپنے ساتھ بموجودگی ایک مرد اور دو عورت کے کر لیا۔ ایک زید کی بہن اور ایک زوجہ اولیٰ ہے کیا ایسا نکاح جائز ہے۔ ؟

[1] ونکاح عبد وامۃ بغیر اذن السید موقوف علی الاجازۃ کنکاح الفضولی توقف عقودہ کلہا ان لہا مجیز حالۃ العقد والا تبطل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۴۹۴ ج ۲۔ ظفیر۔



**الجواب** :- جائز ہے[1]۔

کسی نے عورت کو وکیل بنایا اس نے اپنے شوہر کے ساتھ اسکی شادی کر دی

**سوال** (۱۱۲۲) فاطمہ نے ایک عورت زینب سے یہ کہا کہ میں تم کو اپنی لڑکی کی شادی کا وکالۃً اختیار دیتی ہوں کہ تم اپنی پسند سے جہاں چاہو اس کی شادی کر دو زینب نے بموجودگی دو مرد کے اس لڑکی کا نکاح خود اپنے شوہر خالد کے ساتھ کر دیا درآں حالیکہ اس لڑکی کو وکالت اور نکاح کی خبر نہیں ہے بعد کو معلوم ہوا اور وہ یہ سن کر خاموش ہو گئی لڑکی بالغ نہیں قریب بہ بلوغ ہے تو کیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں۔ اور کیا جواز و عدم جواز لڑکی کی اطلاع و عدم اطلاع کو بھی صورت مذکورہ میں دخل ہے یا نہیں۔ یعنی کن کن صورتوں میں جائز ہو سکتا ہے اور کن کن صورتوں میں نہیں۔ ؟

**الجواب** :- اول اس میں یہ بحث ہے کہ والدہ کی ولایت نابالغہ کے نکاح کے لئے عصبات سے موخر ہے اصل ولی نابالغہ کے نکاح کا عصبہ ہے علی ترتیب الارث والحجب یعنی مثلاً باپ ولی مقدم ہے اس کے بعد دادا وان علا پھر بھائی پھر چچا تایا الخ پس اگر عصبات میں سے کوئی نہ ہو تو ولایت نکاح نابالغہ کی ماں کو ہے پس ماں نے اگر اپنی ولایت شرعیہ کے حاصل ہونے کے وقت مثلاً زینب کو وکیل اپنی نابالغہ دختر کا بنا دیا اور اختیار دے دیا کہ جہاں چاہے میری دختر کا نکاح کر دے تو اگر زینب نے بموجودگی شاہدین اپنے شوہر سے نکاح کر دیا تو وہ صحیح ہے بشرطیکہ اسکا شوہر

[1] وکلتہ ان یتصرف فی امرہا او قالت لہ زوجنی ممن شئت لو یصح تزویجہا من نفسہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۵۱۴ ج ۲۔ ظفیر۔

کفو ہو اس منکوحہ کا[1] فقط

**ولی اگر دوسرے کو وکیل بنادے تو کیا حکم ہے**

**سوال (۱۱۲۳)** بھائی کی موجودگی میں اور کسی رشتہ دار مثلاً ماموں وغیرہ کو دلہن کا مقرر وارث بن کر منکوحہ ہونے کے لئے وکالت کرنا جائز ہے یا نہیں۔

**الجواب:-** ولی جائز اگر کسی دوسرے رشتہ دار یا غیر رشتہ دار کو وکیل بنادیوے تو جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے[2] فقط

**ایک عورت نے ایک مرد سے کہا کہ تم اپنے ساتھ میرا نکاح کرلو اس نے گواہ کے سامنے کرلیا کیا حکم ہے**

**سوال (۱۱۲۴)** اگر ہندہ اس امر کی تحریر بذریعہ ڈاک زید کے پاس بھیجدے کہ تم اپنا نکاح میرے ساتھ کرلو اور زید اس تحریر کے موافق اپنا نکاح بطریقہ شرع شریف قاضی و وکیل و شاہد کے روبرو نکاح پڑھ لے تو وہ نکاح شرعاً جائز ہوگا یا نہیں۔؟

**الجواب:-** اس طرح نکاح صحیح ہے مگر شامی میں منقول ہے کہ زید کو مجلس نکاح میں روبرو شاہدین عورت کی تحریر کو سنانا چاہئے اور یہ کہنا چاہئے کہ فلاں عورت بنت فلاں نے مجھکو اپنے نکاح کا وکیل بنادیا ہے لہذا میں اپنا نکاح اس سے کرتا ہوں تم اس کے گواہ رہو۔ پس اگر اس طریق پر کیا جاوے تو نکاح صحیح ہوجاوے گا[3] فقط

[1] فان لم یکن عصبة فالولایة للام (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۱۹ ج ۲) امر بتزویج امرأة فزوجه جاز (درمختار) لان الوکالة نوع من الولایة کنفاذ تصرفه علی الموکل (رد المحتار باب الکفاءة ص ۴۲۲ ج ۲) ظفیر۔

[2] لان الوکالة نوع من الولایة کنفاذ تصرفه علی الموکل (رد المحتار مطلب فی الوکیل والفضولی ص ۴۲۲ ج ۲) ظفیر۔

[3] ینعقد النکاح بالکتاب کما ینعقد بالخطاب وصورته ان یکتب الیها یخطبها فاذا بلغها الکتاب احضرت الشهود وقرأته علیهم وقالت زوجت نفسی منه



**بالغ اپنے نکاح کا باپ کو وکیل بنادے تو کیا حکم ہے**

**سوال (۱۱۲۵)** ایک شخص بالغ سفر میں ہے اُس کا والد مکان پر اس کی طرف سے وکیل بن کر ایجاب وقبول کرتا ہے اس شخص نے جو سفر میں ہے بذریعہ خط اپنے والد کو لکھ بھیجا کہ تم کو میری جانب سے ایجاب وقبول کی اجازت ہے اس طرح نکاح جائز ہے یا نہیں یا پھر نکاح وایجاب وقبول کی ضرورت ہے۔؟

**الجواب:-** اس صورت میں نکاح صحیح ہے وکیل نکاح اپنے موکل کی طرف سے ایجاب وقبول کرسکتا ہے قال فی الدر المختار کزوجت نفسی او بنتی او موکلتی منک ویقول الآخر تزوجت الخ وفی الشامی قوله کزوجت نفسی الخ) اشار الی عدم الفرق بین ان یکون الموجب اصیلاً او ولیاً او وکیلاً الخ ومثل بنتی ابنی ومثل موکلتی موکلی الخ شامی[1] پس دوبارہ اُس شخص کو جو سفر میں ہے ایجاب وقبول کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

**عورت نے پانچ ہزار مہر پر نکاح کی اجازت دی لیکن وکیل نے کم کردیا تو کیا حکم ہے**

**سوال (۱۱۲۶)** زید وہندہ دونوں بالغ ہیں ان کا نکاح ہوا ہندہ نے اپنا مہر پانچ ہزار روپیہ سکہ رائج تعین کرکے وکیل کو ہدایت کی لیکن وکیل بھول گیا یا کسی اور وجہ سے اس نے قاضی کے سامنے ہندہ کی رضامندی شرع محمدی مہر پر ظاہر کی یعنی دو دینار سرخ اور ۳۳ ٹکہ چنانچہ اس تعین مہر سے نکاح ہوگیا فریقین کے ملنے پر اختلاف مہر کا حال معلوم ہوا۔ ہندہ اس سے کم پر رضامند نہیں ہے اور زید اس بڑی رقم کو منظور نہیں کرتا کیا نکاح ہوگیا۔ زید نے ہندہ کو چھوا بھی نہیں ہے صرف صورت دیکھی ہے کیا کوئی تعداد مہر کی واجب ہوئی۔؟

**الجواب:-** یہ نکاح موقوف ہے اگر زید اس مقدار پر راضی ہو

[1] رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۶۱ ج ۲۔ ظفیر

جو منکوحہ کہتی ہے تو نکاح نافذ ہوگا اور اگر راضی نہ ہو تو باطل ہوگا کما فی نکاح الفضولی درمختار میں زیادتی کی طرف خلاف کرنے کی مثال موجود ہے کمی کی نہیں ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ اس کا حکم بھی ایسا ہی ہے کیونکہ بصورت خلاف وکیل کو اختیار باقی نہیں رہتا پس وہ بحکم فضولی ہوگا قال فی الدر المختار وکلہ بان یزوجہ فلانۃ ھکذا افزاد الوکیل فی المھر لم ینفذ[1] الخ۔ فقط

عورت وکیل بنادے اور وکیل دو گواہوں کے سامنے خود نکاح کرے تو کیا حکم ہے

**سوال** (۱۱۲۷) ایک عورت بیوہ نے بوجہ اندیشہ فساد خفیہ نکاح اس طرح کیا کہ جس شخص سے نکاح کیا اُس کو اس عورت نے یہ کہا کہ میں نے تجھکو اجازت دی میرا نکاح اپنی ساتھ کرلو دو گواہوں کے سامنے پانچ روپیہ مہر پر چونکہ گواہ اس موقعہ پر نہیں آسکتے تھے نہ عورت کسی دوسرے موقعہ پر جاسکتی تھی اس لئے اس شخص نے علیحدہ مسجد میں دو آدمیوں کے سامنے یہ کہدیا کہ فلاں عورت نے مجھے اجازت دی ہے کہ تم میرا نکاح اپنے ساتھ کرلو اس لئے میں تم دونوں گواہوں کے سامنے اس عورت کو پانچ روپیہ مہر پر قبول و منظور کرلیا اور تم دونوں کے سامنے نکاح اس عورت کا اپنے ساتھ کرلیا۔ شرعاً نکاح درست ہوا یا نہ۔ ؟

**الجواب** :- یہ نکاح منعقد ہوگیا[2]۔

مندرجہ طریقہ سے نکاح درست ہے یا نہیں

**سوال** (۱۱۲۸) یہاں نکاح کا یہ طریق ہے کہ پہلے نسبت ہوتی ہے جس میں تمام امور طے ہوجاتے ہیں حتی کہ وقت نکاح سے چند گھنٹہ پہلے قاضی صاحب کو ولی کی طرف سے اس کی اطلاع دی جاتی ہے کہ فلاں کا نکاح فلانہ کے ساتھ اتنے مہر میں ہوگا فلاں فلاں وکیل و گواہ ہوں گے

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۰۹ ج ۲۔ ظفیر۔

[2] لان الوکالۃ نوع من الولایۃ کنفاذ تصرفہ علی الموکل (رد المحتار مطلب فی الوکیل ص ۳۴۶ ج ۲) ظفیر



پھر ولی یا اس کی اجازت سے تین قریبی رشتہ دار لڑکی کے پاس اجازت نکاح کی لینے جاتے ہیں لڑکی سکوت وغیرہ سے اجازت دیدیتی ہے پھر قاضی صاحب وکیل سے اجازت لیکر خطبہ وغیرہ پڑھکر ایجاب و قبول نکاح کا کرادیتا ہے تو اس صورت سے نکاح منعقد ہوجاتا ہے یا نہیں اور اس صورت میں درمیان ائمہ کے کچھ اختلاف تو نہیں ہے بعض دفعہ زوج حنفی اور زوجہ شافعی ہوتی ہے اس سے نکاح میں کچھ فرق تو نہ ہوگا۔ ؟

**الجواب** :- اس صورت میں موافق تفصیل سوال کے نکاح منعقد ہوجاتا ہے اور جب کہ ولی یا اس کے وکیل نے قاضی نکاح خواں کو اجازت نکاح کرنے اور ایجاب و قبول کرنے کی دیدی تو قاضی اس کا وکیل ہوگیا اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ یہاں ان بلاد میں بھی قریب قریب اسی صورت سے ایجاب و قبول ہوتا ہے کہ ولی یا اس کا وکیل قاضی نکاح خواں کو اجازت نکاح خوانی کی دیتا ہے اور وہ خطبہ وغیرہ پڑھکر ایجاب و قبول کراتا ہے اور اس میں حنفی و شافعی ہونے سے کچھ اختلاف نہیں ہوتا سب کے نزدیک باتفاق اس طرح ایجاب و قبول صحیح ہے اور نکاح منعقد ہوجاتا ہے۔ کذا فی الدر المختار[1] وغیرہ من کتب الفقہ۔ فقط۔

[1] لان الوکالۃ نوع من الولایۃ کنفاذ تصرفہ علی الموکل (رد المحتار مطلب فی الوکیل ص ۳۴۶ ج ۲ ظفیر۔)

## فصل چہارم متفرق مسائل واحکام نکاح

کیا رشتہ داروں کے علاوہ غیروں میں شادی پسندیدہ نہیں ہے

**سوال** (۱۱۲۹) زید اپنی پھوپھی زاد بہن یا چچازاد بہن سے نکاح کرنا پسند نہیں کرتا بعض مصالح کی وجہ سے کیا حدیث کی رو سے غیر خاندان میں شادی کرنا پسندیدہ ہو سکتا ہے۔ ؟

**الجواب**:- شریعت میں اس بارہ میں توسیع ہے جہاں مناسب سمجھے شادی رشتہ کرے خواہ غیروں میں یا رشتہ داروں میں شریعت میں نہ یہ ضروری ہے کہ رشتہ داروں میں نکاح شادی کرے اور نہ یہ ضروری ہے کہ غیروں میں ہی کرے جہاں اپنی مصلحت مقتضی ہو وہاں کرے[1]۔ فقط ۔

بلوغ کا حکم پندرہ برس پر ہوتا ہے اور مراہق کا بارہ سال میں ۔

**سوال** (۱۱۳۰) لڑکا کتنے سال کا بالغ ہو جاتا ہے جس سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ عورت کو فتوی کس عمر کے لڑکے پر دیا گیا ہے اور مراہق کئے برس کا ہو جاتا ہے۔ ؟

**الجواب**:- اگر اور کوئی علامت بلوغ کی نہ ہو تو پندرہ برس کی عمر پوری ہونے پر بلوغ کا حکم دیا گیا ہے اور بارہ برس کی عمر کا لڑکا مراہق ہو جاتا ہے اور بالغ سے پردہ کرنا ضروری ہے[2]

[1] قال الله تعالیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء (سورۃ النساء - ۱) الکفاءۃ معتبرۃ فی ابتداء النکاح للزومہ او لصحتہ من جانبہ ای الرجل لان الشریفۃ تابی ان تکون فراشا للدنی ولذا لا تعتبر من جانبہا لان الزوج مستفرش فلا تغیظہ دناءۃ الفراش وھذا عند الکل فی الصحیح (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۲/۳۲۵) [2] لابد فی کل منہما من سن المراھقۃ واقلہ للانثی تسع وللذکر اثنا عشر لان ذلک اقل مدۃ یمکن فیہا البلوغ کما صرحوا بہ فی باب بلوغ الغلام (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۲/۳۸۶۔) ظفیر ۔



لڑکی کے ولی کو وعدہ کے باوجود مصلحت کے پیش نظر دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے

**سوال** (۱۱۳۱) احمد کا رشتہ یوسف کی لڑکی سے ہو کر تاریخ نکاح مقرر ہو گئی اور لڑکی والوں کی فرمائش کے موافق کپڑا زیور وغیرہ تیار کرا کے دیا گیا غرض کل سامان تیار ہو چکا اور چار روز میں نکاح ہونے کو تھا کہ اسماعیل نے یوسف کی اسی لڑکی سے پیغام بھیجا کہ احمد سے نہ کرو وہ غریب ہے ہم بیس ہزار کا زیور دیتے ہیں ہماری ساتھ نکاح کر دو غرض احمد کا زیور کپڑے وغیرہ واپس کر کے اسماعیل نے اپنا نکاح اس سے کر لیا یہ فعل اسماعیل کا جائز ہے یا حرام لڑکی والوں نے احمد کا پیغام توڑ کر اسماعیل سے زیادہ پیسے کے لالچ میں نکاح کر دیا ان کے لئے کیا حکم ہے فاسق فاجر ہیں یا کیا۔ ؟

**الجواب**:- اولیاء دختر کو مصلحت دختر کی رعایت کرنا مقدم ہے اور خلاف وعدہ کرنا اگرچہ بے وجہ ممنوع ہے لیکن بہتری دختر کی اگر دوسری جگہ کرنے میں ہو تو اولیاء دختر کو اس کی اجازت ہے بلکہ ضروری ہے کہ مصلحت دختر کی رعایت کیجاوے البتہ اسماعیل کو نہ چاہئے تھا کہ یوسف کی دختر سے خطبہ اپنے نکاح کا بھیجتا کیونکہ حدیث شریف میں ہے ولا یخطب علی خطبۃ اخیہ[1]۔ فقط

مرد نکاح کا دعویٰ کرتا ہے عورت منکر ہے کیا کیا جائے

**سوال** (۱۱۳۲) زید دعوی کرتا ہے کہ میرا نکاح ہندہ سے باجازت ہندہ ہو گیا تھا لیکن ہندہ انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میں نے ہرگز اجازت نہیں دی مجھے اس نے بجبر اپنے یہاں روک رکھا ہے۔ شاہدین کا بیان ہے کہ ہم نے ہندہ سے تو اجازت کا کوئی لفظ نہیں سنا البتہ زید کو جب کہ وہ بروقت نکاح ہندہ کے پاس سے آیا یہ کہتے سنا کہ ہندہ میری ساتھ نکاح کر لینے کے لئے راضی ہے اور اجازت دیتی ہے

[1] مشکوٰۃ باب اعلان النکاح والخطبۃ عن البخاری ومسلم ص ۲۷۱ ۔ ظفیر ۔

چنانچہ اسی بنا پر قاضی نے نکاح پڑھا دیا تو کیا یہ نکاح درست ہے۔ ؟

**الجواب :-** اس صورت میں جب تک دو گواہ عادل ایجاب و قبول کے سننے والے موجود نہ ہوں نکاح ثابت نہ ہوگا اور زید کے اس کہنے سے کہ ہندہ نکاح کرنے پر راضی ہے اجازت و رضا ہندہ ثابت نہیں ہوتی اور نکاح صحیح نہیں ہوا اور یہ کہ نکاح کے گواہ نہیں ہیں کذا فی عامۃ کتب الفقہ[1]۔

شوہر کہتا ہے نکاح ہوا عورت انکار کرتی ہے گواہ فاسق ہیں کیا حکم ہے

**سوال (۱۱۳۳)** زید قوم کنجن نے ثالث پر عدالت دیوانی میں دخل زوجیت کا دعویٰ دائر کیا ہے کہ میری عورت منکوحہ ہے اور ثالث نے اغوا کیا ہے اور اب وہ میرے خلاف ثالث ہی کی طرفدار ہے۔ ثالث کہتا ہے کہ یہ ایک طوائف تھی مجھ سے ملاقات ہوئی اور میرے گھر آ گئی۔ عورت بھی اس کے بیان کی تائید کرتی ہے۔ عدالت نے یہ مقدمہ پنچایت میں بھیجکر دریافت کیا کہ عورت منکوحہ زید ہے یا نہ۔ پنچایت نے زید سے گواہ طلب کئے زید نے گواہ قوم کے کنجن پیش کئے۔ پنچوں نے جو فیصلہ کیا اس کا خلاصہ یہ ہے "چونکہ گواہ عادل نہیں اس لئے نکاح زید کا ثابت نہیں ہے اور عورت بھی منکرہ ہے۔" اس صورت میں فیصلہ پنچایت کا صحیح ہے یا نہیں۔ ؟

**الجواب :-** ایسے گواہوں کی موجودگی بوقت ایجاب و قبول سے جن کا ذکر سوال میں ہے یعنی کنجن وغیرہ نکاح تو منعقد ہو جاتا ہے لیکن بصورت انکار زوجہ از نکاح مثلاً ایسے فاسق گواہوں سے عند الحاکم و القاضی نکاح ثابت نہیں ہوتا۔ پس فیصلہ پنچوں کا صحیح ہے۔ فاسق گواہوں سے نکاح کا ثبوت

[1] و شرط سماع کل من العاقدین لفظ الآخر لیتحقق رضاهما و شرط حضور شاهدین حرین او حر و حرتین مکلفین سامعین قولهما معا الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۰۳ ج ۲) ظفیر۔



نہ ہوگا اس لئے مناسب ہے کہ بوقت انعقاد نکاح دو مرد عادل پرہیزگار موجود ہوا کریں جو ایجاب و قبول کو سنیں تاکہ بوقت ضرورت ان کی شہادت سے نکاح ثابت ہو جائے یا اگر فساق ہی موجود ہوں تو ان سے توبہ کرالیجاوے کہ بعد توبہ کے وہ بھی عادل و ثقہ ہو جاتے ہیں اگرچہ پہلے زنا وغیرہ افعال محرمہ کے مرتکب ہوں[1]۔

عورت و مرد نکاح کا انکار کریں اور تیسرا شخص دعویٰ کرے تو کیا حکم ہے

**سوال (۱۱۳۴)** مسمی امان خان یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مسماۃ صاحبزادی نے حکیم محمد شریف سے نکاح کیا ہے اور ہر دو یعنی مسماۃ صاحبزادی و حکیم محمد شریف اس نکاح سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان انعقاد نکاح نہیں ہوا امان خان اثبات نکاح کے دو گواہ بھی پیش کرتا ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ امان خان جو ایک ثالث شخص ہے جس نے دعویٰ نکاح کا ان کے باہم ہونیکا کر رکھا ہے باوجود مسماۃ صاحبزادی و حکیم محمد شریف کے انکار کے ثالث شخص کی شہادت پیش کرنے سے نکاح منعقد ہو جائے گا اور باوجود انکار نکاح ان ہر دو کے یہ شہادت قابل التفات ہے۔ ؟

**الجواب :-** بدوں دعویٰ کے نکاح میں شہادت مسموع نہ ہوگی اور نکاح ثابت نہ ہوگا کیونکہ حقوق عباد میں بلا دعویٰ کے شہادت مسموع نہیں ہوتی

[1] و شرط حضور شاهدین حرین مکلفین سامعین قولهما معا علی الاصح الخ او فاسقین الخ و ان لم یثبت النکاح بهما (در مختار) اعلم ان النکاح له حکمان حکم الانعقاد و حکم الاظهار فالاول ما ذکره و الثانی انما یکون عند التجاحد فلا یقبل فی الاظهار الا شهادة من تقبل شهادته فی سائر الاحکام (رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷۵ و ص ۳۷۶ ج ۲) ظفیر۔

کما فی الشامی فی بیان شرائط الشہادۃ وتقدم الدعویٰ فیما کان من حقوق العباد[1] صفحہ ۳ جلد (۴) اور وہ امور جن میں دعویٰ شرط نہیں ہے ان میں نکاح داخل نہیں ہے۔ کما صرح بہ فی الشامی۔ (لہٰذا نکاح ثابت نہیں ہوا۔ ظفیر)

**تحریری طلاق کے بعد عورت دوسرے کے ساتھ رہی اور دعویٰ نکاح کیا کیا حکم ہے**

## سوال (۱۱۳۵)

ہندہ ایک آوارہ عورت ہے اُس کا پہلا نکاح ایک معمولی شخص سے ہوا تھا اس نے بعض وجہ سے ہندہ کو تحریری طلاق فارغخطی لکھکر اس سے کنارہ کشی اختیار کرلی یہ طلاق واقع ہوئی یا نہ۔ بصورت وقوع طلاق اندرون میعادِ عدت ہندہ نے زید کے ساتھ جو ایک دولت مند آدمی تھا رہنا شروع کیا کچھ دنوں بعد زید نے لاولد انتقال کیا۔ زید کے انتقال کے بعد ہندہ نے بطمع جائداد متروکہ زید اپنے آپ کو زوجہ منکوحہ زید کی ہونے کا دعویٰ و اعلان کیا اور بیان کیا کہ میرا نکاح زید سے بالکل خفیہ طور پر ہوا تھا اس طرح پر کہ سوائے قاضی ناکح و وکیل و دو گواہان خالد و بکر عام طور پر وقوع نکاح نامعلوم ہے۔ لیکن ثبوت نکاح کے لئے اول تو وکیل مطلق کو پیش نہیں کیا ہے اور دو گواہان خالد و بکر مسلمہ ہندہ و ناکح کو وقوع و تسلیم نکاح سے قطعاً انکار ہے صرف ناکح قاضی ہندہ کے موافق نکاح تسلیم کرتا ہے۔ اس صورت میں ہندہ کا نکاح زید سے شرعاً ثابت ہوگا یا نہیں۔ اور قاضی شرعاً کیا فیصلہ کرے گا۔ ؟

**الجواب:-** ہندہ پر شوہر اول کی طرف سے طلاق واقع ہوگئی کیونکہ تحریری طلاق اور فارغخطی سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے

[1] ردالمحتار کتاب الشہادات ص $\frac{۵۱۳}{۴}$ - ظفیر۔



کما حققہ فی الدر المختار[1] و ردالمحتار۔ باقی ہندہ کا دعویٰ زید سے نکاح کرنے کا وہ بدون دو گواہان عادل کے جن کی شہادت شرعاً مقبول ہو ثابت نہ ہوگا۔ کما فی الدرالمختار قولہ، ولو فاسقین الخ اعلم ان النکاح لہ حکمان حکم الانعقاد وحکم الاظہار فالاول ماذکرہ والثانی انما یکون عند التجاحد فلا یقبل فی الاظہار الا شہادۃ من تقبل شہادتہ فی سائر الاحکام کما فی شرح الطحاوی فلذا انعقد بحضور الفاسقین والاعمیین، والمحدودین فی قذف وان لم یتوبا وابنی العاقدین وان لم یقبل اداءہم عند القاضی[2] الخ اس عبارت سے اور نیز عبارت در مختار سے واضح ہوا کہ نکاح دو گواہوں کے ایجاب و قبول سننے سے منعقد ہوجاتا ہے اگرچہ وہ گواہ فاسق اور غیر مقبول الشہادۃ ہوں۔ لیکن اگر باقی ورثاء اس نکاح کا اقرار نہ کریں تو ثبوت عند القاضی بحق کافۃ الناس بدون دو معتبر گواہوں کی گواہی کے نہ ہوگا۔ فقط۔

**عورت نکاح کا دعویٰ کرے مرد انکار تو کیا حکم ہے**

## سوال (۱۱۳۶)

ایک عورت ایک شخص کے پاس عرصہ چھ سال سے رہتی تھی اب وہ عورت اس کے پاس سے نکل گئی شخص مذکور نے بذریعہ عدالت اُس کو گرفتار کرادیا عورت کا بیان ہے کہ میں اس کے پاس دوستانہ طریقہ سے رہتی تھی اب رہنا

[1] کتب الطلاق ان مستبینا علی نحو لوح وقع ان نوی وقیل مطلقا ولو علی نحو الماء فلا مطلقا ولو کتب علی وجہ الرسالۃ والخطاب کان یکتب یا فلانۃ اذا اتاک کتابی ھذا فانت طالق طلقت بوصول الکتاب (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الطلاق مطلب فی الطلاق بالکتابۃ ص $\frac{۵۸۹}{۲}$) ظفیر

[2] ردالمحتار کتاب النکاح ص $\frac{۳۷۶}{۲}$ - ظفیر

نہیں چاہتی شخص مذکور کا بیان ہے کہ میرا نکاح اس کے ساتھ دہلی میں ہوا ہے اور ایک فقیر نے نکاح پڑھایا تھا اب وہ فقیر مر گیا کسی قسم کی دستاویز وغیرہ بھی نہیں ہے شرعاً کیا حکم ہے۔ ؟

**الجواب:** ـ اگر مرد کے پاس دو گواہ عادل نکاح کے نہیں اور عورت نکاح سے انکار کرتی ہے تو دعوی مرد کا شرعاً ثابت نہ ہوگا۔ کذا فی کتب الفقہ[۱]۔ فقط

عورت شوہر کے عنین ہونے کا دعوٰی کرے اور مرد انکار کرے کیا حکم ہے

**سوال (۱۱۳۷)** اگر کوئی عورت یہ دعوٰی کرے کہ میرا خاوند عنین ہے اور شوہر انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اس سے وطی کی ہے تو ملاحظ عورت کا کیا جائیگا یا مرد کا اگر ملاحظ کرنے والا غیرمسلم ہو تو اس کی شہادت معتبر ہے یا نہ۔ اور ایک شخص کی شہادت معتبر ہے یا نہیں۔ اگر مرد کا عنین ہونا ثابت ہو جاوے تو اس کو مہلت دیجاویگی یا نہیں اور مہلت دیجاوے گی تو کس وقت سے۔ ؟

**الجواب:** ـ درمختار میں ہے ولو ادعی الوطی وانکرتہ فان قالت امرأۃ ثقۃ والثنتان احوط انہا بکر الخ خیرت فی مجلسہا وان قالت ہی ثیب او کانت ثیبا صدق بحلفہ[۲] الخ وفیہ قبیلہ ویوجل من وقت الخصومۃ[۳] الخ اس عبارت سے واضح ہے کہ ملاحظ عورت کا کیا جائے گا اور غیرمسلم کا اعتبار نہیں ہے اور ایک عورت مسلمہ ثقہ کا قول معتبر ہے اور شوہر کے عنین ہونے کے ثبوت پر شوہر کو مہلت ایک برس کی دیجاوے گی اور مہلت وقت خصومت سے دیجاوے گی۔ فقط

---

[۱] نصابہا لغیرہا من الحقوق الخ کذا حرد طلاق الخ رجلان او رجل وامرأتان (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الشہادات ص ۳۷۶ ج ۴) ظفیر

[۲] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۲۳ ج ۲۔ ظفیر [۳] ولو وجدتہ عنینا اجل سنۃ الخ ویوجل من وقت الخصومۃ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب العنین ص ۸۱۹ ج ۲)



کلکٹر سے نکاح ثانی کی اجازت حاصل کر کے منکوحہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں

**سوال (۱۱۳۸)** عبدالستار کا نکاح سکینہ بی بی سے ہوا تقریباً سات برس ہوئے سکینہ کا باپ محمد صدیق سکینہ کو عبدالستار کے گھر سے لطائف الحیل سے اپنے گھر لے گیا بعد چند روز کے عبدالستار نے رخصتی کو کہا مگر والدین نے رخصت نہ کیا مجبوراً عبدالستار نے دعوئ رخصتی دائر کر دیا۔ دوران مقدمہ میں محمد صدیق نے یہ کاروائی کی کہ ایک جھوٹا دعوی اس مضمون کا کلکٹر صاحب کے یہاں دائر کیا کہ عبدالستار نان ونفقہ سے خبرگیری سکینہ کی نہیں کرتا سکینہ کو اجازت عقد ثانی کی دی جاوے کلکٹر نے اجازت دیدی محمد صدیق نے اس کا دوسرا نکاح کر دیا صورت مذکورہ میں نکاح ثانی سکینہ کا جائز ہے یا نہیں۔ ؟

**الجواب:** ـ اس صورت میں سکینہ پر طلاق واقع نہیں ہوتی اور نکاح ثانی اس کا درست نہیں ہوا اور مرتکب فعل مذکورہ کا عاصی وظالم وفاسق ہے مسئلہ یہ ہے کہ اگر واقعی بھی شوہر نان ونفقہ اپنی زوجہ کو نہ دے تو اس وجہ سے زوجین میں تفریق نہیں ہو سکتی جیسا کہ درمختار میں ہے ولا یفرق بینہما بعجزہ عنہا الخ ولا بعدم ایفاء حقہا[۱] الخ پس جب کہ واقعی نفقہ نہ دینے سے تفریق نہیں ہو سکتی تو جھوٹا دعوی کر کے کیسے تفریق ہو سکتی ہے۔ فقط۔

خلاف شریعت انگریزی عدالت کا فیصلہ نکاح کے باب میں معتبر نہیں

**سوال (۱۱۳۹)** لطیف نے دعوی حقوق ازدواج دائرہ عدالت دیوانی کیا جس کے اوپر گواہ اثبات نکاح کے دیدیے اور لطیف نے روبرو منصف صاحب کے یہ بیان کیا کہ اسیر مدعا علیہ [۲] قرآن شریف پر ہاتھ رکھکر حلفیہ بیان دے دیوے کہ اس کی بہن مسماۃ فتح خاتون کی شادی مظہر کے ساتھ نہیں ہوئی تو

---

[۱] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب النفقہ ص ۹۰۳ ج ۲۔ ظفیر۔

میرا دعویٰ خارج کیا جاوے منصف صاحب نے اس کے حلف اٹھانے پر امیر مدعا علیہ عنہ دعوی مدعی لطیف کا خارج کر دیا یہ جائز ہے یا نہ اور فتح خاتون کا نکاح ثانی جائز ہے یا نہیں۔ ؟

**الجواب:۔** مسئلہ شریعت کا یہ ہے البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر[1] پس مدعی مسمی لطیف نے اگر دو گواہ عادل و ثقہ ثبوت نکاح کے پیش کر دیئے ہیں تو حاکم کو حکم انعقاد نکاح کا دینا چاہیئے تھا اور اگر وہ ہر دو گواہ عادل و ثقہ نہیں ہیں یا ان کی شہادت میں سقم ہے تو مدعا علیہا یعنی مسماۃ فتح خاتون کے انکار حلفیہ پر مدعی کا دعوی خارج ہو سکتا ہے اور اگر مسماۃ نابالغہ ہے تو ولی کا حلف کافی ہے پس بصورت بالغہ ہونے مسماۃ مذکورہ کے خود اس کے حلف کی ضرورت ہے اس کے بھائی کے حلف سے مدعی کا دعوی شرعاً خارج نہ ہوگا اور نکاح ثانی مسماۃ کا صحیح نہ ہوگا۔ فقط۔

منگنی کا دعویٰ کیا، کیا حکم ہے

**سوال** (۱۱۴۰) زید دعوی کرتا ہے کہ عمر نے اپنی ہمشیرہ ہندہ کی نسبت میری ساتھ کر دی۔ عمر کہتا ہے کہ میں نے نسبت نہیں کی زید غلط دعوی کرتا ہے شرعاً نسبت مانی جائے گی یا نہیں۔ ؟

**الجواب:۔** زید کے پاس اگر اپنے دعوی کے موافق دو گواہ شرعی موجود نہیں ہیں تو قول عمر کا معتبر ہے اور بعد ثبوت منگنی کے بھی عمر اگر مصلحت نہ سمجھے اس سے نکاح کرنے کی اور لڑکی کے لئے وہ موقع اچھا نہ ہو تو اس سے نکاح کر دینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا[2]۔ فقط۔

[1] مشکوٰۃ شریف باب الاقضیۃ والشہادات ص ۳۲۶ ۱۲ ظفیر [2] عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا دعا الرجل الخلود من نبیتہ ان یعنی اذا ظلم ذنب ذاک بعضہ ) فلا اخذ علیہ رواہ ابو داؤد ( مشکوٰۃ باب الدعاء ص ۱۴ ) ظفیر



# چھٹا باب
## مسائل و احکام کفاءت

فاسق سے نکاح بلا اجازت ولی درست ہے یا نہیں۔

**سوال** (۱۱۴۱) ایک طوائف ایک شخص سے نکاح کرنے کو مستعد ہوئی۔ اس کے باپ نے یہ کہا کہ یہ شخص علانیہ افعال فسق میں مبتلا ہے لہذا میں اس سے نکاح کرنے پر مستعد نہیں۔ کسی صالح شخص سے نکاح کرلے۔ بعد ازاں اس شخص نے گناہوں سے تائب ہو کر اس عورت سے بلا اذن اس کے والد کے نکاح کر لیا ہے۔ اگر پہلی حالت میں یعنی بلا تائب ہونے کے نکاح ہو جاتا تو صحیح ہوتا یا نہیں۔ اور اب جو پچھلی صورت میں نکاح ہوا وہ صحیح ہے یا نہیں۔ اور ولی اگر راضی نہ ہو تو کیا حکم ہے۔ عبارت درمختار ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتوی[1] الخ کا کیا مطلب ہے۔ ؟

**الجواب:۔** اگر عدم کفاءت اس بنا پر ہے کہ وہ شخص افعال فسق میں مبتلا تھا تو بعد تائب ہونے کے نکاح کی صحت میں کلام نہیں[2] اگرچہ ولی راضی نہ ہو۔ البتہ پہلی صورت میں بلا رضا ولی کے نکاح صحیح نہ ہوگا۔

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۰۸ و ص ۴۰۹ ج ۲۔ ظفیر
[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ ( مشکوٰۃ باب التوبۃ والاستغفار ص ۲۰۶ ) ظفیر ۱۲

کما ہو مفاد عبارۃ الدر المختار[۱] ۔ فقط

کم درجہ کی عورت کا نکاح سید سے بلا اجازت ولی جائز ہے یا نہیں

**سوال (۱۱۴۲)** ایک طوائف اپنے والدین کی رضامندی اور تعلیم سے ناچنے گانے اور زنا کاری میں مبتلا تھی بامداد سرکاران سے جدا ہوکر ایک آشنا قدیم ملازم ریلوے سے کہ اپنے آپ کو سید ظاہر کرتا ہے نکاح کرنا چاہتی تھی اور والدین کا ابتداء سے یہ اصرار تھا کہ اس شخص سے نکاح نہ کرے۔ پردیسی فاسق ہے۔ ہماری برادری کا ایک صالح شخص ہے اس سے یا کسی اور باشندہ شہر نیک آدمی سے نکاح کرے وہ عورت کسی دوسرے سے رضامند نہیں تھی۔ ناچار اس مرد سے مسلمانوں کی جماعت کثیر نے توبہ کراکر اس عورت سے نکاح کرادیا۔ یہ نکاح شرعاً جائز ہوا یا بسبب عدم کفارت و عدم رضاء والدین منعقد نہیں ہوا۔ ؟

**الجواب :-** جب کہ زوج شریف ہے اور عورت دنیہ ہے تو عدم کفارت کی وجہ سے بطلان نکاح کا حکم نہ کیا جاوے گا اس لئے کہ کفائت میں جانب زوج کا اعتبار ہے کہ وہ عورت سے کم درجہ کا نہ ہو اگرچہ عورت کمتر ہو[۲]۔ اور زوجین جب کہ دونوں تائب ہو گئے تو اس حیثیت سے کفارت بھی ثابت ہو گئی

---

[۱] وتعتبر فی العرب والعجم دیانۃ ای تقوی فلیس فاسق کفوا لصالحۃ او فاسقۃ بنت صالح معلنا کان او لا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۴۴۲ ج ۲) ظفیر۔ [۲] الکفاءۃ معتبرۃ فی ابتداء النکاح للزومہ او لصحتہ من جانبہ ای الرجل لان الشریفۃ تأبی ان تکون فراشا للدنی ولذا لا تعتبر من جانبہا لان الزوج مستفرش فلا تغیظہ دناءۃ الفراش وہذا عند الکل فی الصحیح والکفاءۃ ہی حق الولی لا حقہا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۴۳۵ ج ۲) ظفیر۔



بہر حال نکاح مذکور صحیح ہے فی الدر المختار الکفاءۃ معتبرۃ الخ من جانبہ الخ لا تعتبر من جانبہا لان الزوج مستفرش فلا تغیظہ دناءۃ الفراش وہذا عند الکل فی الصحیح و فی الشامی قولہ من جانبہ ای یعتبر ان یکون الرجل مکافئا لہا فی الاوصاف الآتیۃ بان لا یکون دونہا فیہا ولا تعتبر من جانبہا بان تکون مکافئۃ لہ فیہا بل یجوز ان تکون دونہ فیہا الخ[۱]۔ الحاصل نکاح مذکور جو برضاء بالغہ ہوا صحیح ہے کیونکہ شوہر بعد توبہ کے فاسق نہ رہا اور نسباً اعلیٰ ہونا شوہر کا ظاہر ہے۔

سیدہ کا نکاح نعمانی سے جائز ہے یا نہیں

**سوال (۱۱۴۳)** ایک ہندیہ سیدہ بالغہ نے ایک ہندی نعمانی ابناء ابو حنیفہؒ سے نکاح کیا۔ آیا اولیاء سیدہ کو فسخ نکاح کا حق ہے۔ کیا ابناء ابو حنیفہؒ حضرت فاطمہؓ اور حضرت صدیقؓ وغیرہما کے کفو ہیں بعض نے کہا کہ کفو ہیں کیونکہ غیر قریش قریش کے کفو ہیں اور نعمانی تو عجمی ہیں ــــ ؟

**الجواب :-** قال فی الدر المختار العجمی لا یکون کفوا للعربیۃ ولو کان العجمی عالما او سلطانا وہو الاصح فتح عن الینابیع وادعی فی البحر انہ ظاہر الروایۃ واقرہ المصنف ثم ذکر عن النہر ان العالم العجمی کفو للعربیۃ ورجحہ الشامی وقال وکیف یصح لاحد ان یقول ان مثل ابی حنیفۃ او الحسن البصری وغیرہما ممن لیس بعربی انہ لا یکون کفوا لبنت قرشی جاہل او لبنت عربی بوال علی عقبیہ الخ[۲] لیکن ظاہر ہے کہ

---

[۱] رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۴۳۵ ج ۲ و ص ۴۳۶ ج ۲۔ ظفیر۔

[۲] رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۴۴۳ ج ۲ و ص ۴۴۴ ج ۲۔ ظفیر۔

یہ اختلاف وترجیح بصورت عالم ہونے عجمی کے ہے کیونکہ باعتبار علماء ہونے کی وجہ سے عجمی کی کفاءت عربیہ قرشیہ کے ساتھ ثابت نہ ہوگی ۔

**فاسق معلن شریف عورت کا کفو ہے یا نہیں اور نابالغہ کا نکاح بلا ولی جائز ہے یا نہیں**

**سوال** (۱۱۴۴) ایک شخص نیم ملا گداگر فاسق معلن چور بدچلن زکوٰۃ خوار سوال کا پیشہ رکھنے والا ایک صالح مالدار مرد کی بیٹی ہندہ کو ورغلا کر باپ کے گھر سے دس بارہ کوس کے فاصلہ پر نکال کر لے گیا جس کی عمر ۱۳ سال ہے حیض حمل وغیرہ کا نشان نہیں رکھتی وہاں جا کر اس کے ساتھ بلا اذن ورضاء ولی سارقانہ نکاح پڑھالیا۔ جب ولی کو علم ہوا تو اپنی دختر کو گھر لے آیا اور کسی دوسرے شخص سے اس کا نکاح پڑھا دیا۔ اب یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا سماۃ ہندہ بالغہ ہے یا نابالغہ اور کیا نکاح ولی کا پڑھایا ہوا درست ہے یا اس گداگر کا۔ اور کیا گداگر فاسق وغیرہ صالح بنات کا کفو ہو سکتا ہے یا نہیں ۔ ؟

**الجواب :-** سماۃ ہندہ ۱۳ سالہ اس صورت میں نابالغہ ہے اور نابالغہ کا نکاح بدوں ولی کے صحیح نہیں ہے پس وہ نکاح جو اس اجنبی شخص نے کیا شرعاً صحیح نہیں ہوا اور ولی نے جو نکاح کیا وہ صحیح ہوا کما فی الدر المختار وھو ای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر الخ[1] درمختار اور فاسق کفو صالحہ بنت صالح کا نہیں ہے کما فی الشامی فالفاسق لا یکون کفوًا الصالحۃ بنت صالح۔ شامی ص ۳۲۱ ج ۲۔[2]

**گاڑیبان رودگر کا کفو ہے یا نہیں**

**سوال** (۱۱۴۵) جو گاڑیبان بیل گاڑی چلاتا ہے رودگر کا کفو ہو سکتا ہے یا نہیں ۔ ؟

**الجواب :-** ہو سکتا ہے ۔

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۴۰۳ ج ۲ ۔ ظفیر

[2] رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۴۲۱ ج ۲ ۔ ۱۲۰ ۔ ظفیر ۔ ۱۲ ۔ ۲ ۔



**صالحہ کا نکاح فاسق سے درست ہے یا نہیں**

**سوال** (۱۱۴۶) سماۃ ہندہ بالغہ باعصمت صالحہ نے زید سے کہ جو بحیثیت قومیت تو برابر ہے مگر لیاقت علم. تہذیب. عزت. دولت صلاحیت میں بمقابلہ ہندہ کوئی وقعت نہیں رکھتا اور ان تمام افعال ناشائستہ میں جو باعث عار ہوتے ہیں مبتلا اور بالکل خلاف شرع ہے بغیر رضامندی ولی کے نکاح کر لیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ اگر صحیح نہیں ہوا تو اگر چند عرصہ کے بعد عیوب سے زید درست ہو جائے تو نکاح درست ہو سکتا ہے یا نہیں اور زید سے کسی مزید تحقیقات کی ضرورت ہے یا نہیں اور زید کی موجودہ حالت دیکھ کر تفریق نہ کرانا کیا حکم رکھتا ہے ۔ ؟

**الجواب :-** درمختار میں ہے۔ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتوی لفساد الزمان وفی الشامی ان ھذا القول المفتی بہ خاص بغیر الکفو[1] الخ پس جب کہ روایت مفتی بہ کے موافق وہ نکاح ہی نہیں ہوا کہ جو ہندہ نے بلا رضاء ولی غیر کفو میں کیا۔ تو بوقت درستی حال شوہر پھر وہ صحیح نہیں ہو سکتا اور ہر حال میں تفریق باہمی زید و ہندہ ضروری و لازمی ہے اور کسی مزید تحقیقات کی ضرورت نہیں ہے اور تفریق نہ کرانا ایسی حالت میں کہ عدم کفاءت بوقت نکاح ثابت تھی ۔ معصیت و اعانت علی المعصیت ہے۔ فقط ۔

**غیر کفو والے مرد نے دھوکہ دیکر ایک سیدہ سے نکاح کر لیا جائز ہوا یا نہیں —**

**سوال** (۱۱۴۷) زید غیر کفو غیر صحیح النسب نے اپنے کو شریف النسب جتلا کر بکر شریف سید کی بالغہ لڑکی ہندہ سے بوکالت غیر ولی اپنا نکاح کیا اس صورت میں نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں ۔ ؟

**الجواب :-** درمختار میں ہے۔ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار لفساد الزمان[2] الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر عورت بالغہ اپنا نکاح

[1] دیکھئے رد المحتار اور الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۴۰۳ ج ۲ ۔ [2] ایضاً ۔ ظفیر ۔

غیر کفو میں کرے بلا اجازت و رضاء ولی کے تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوتا پس جبکہ وہ نکاح صحیح ہی نہ ہوا تو فسخ کی ضرورت نہیں ہے۔

صالح مرد کی لڑکی کا نکاح فاسق مرد سے درست ہے یا نہیں

**سوال** (۱۱۴۸) ایک شخص حجام زادہ نے قدرے روپیہ جمع کر کے پیشہ بزازی اختیار کر لیا ہے اور اب وہ بزازوں میں شمار ہوتا ہے اس کی بالغہ بیٹی نے بغیر اجازت والدین کے ایک خاندانی بزاز سے نکاح کر لیا۔ نکاح ہونے کے بعد اس شخص نے ایک خط لڑکی کے باپ کو تحریر کیا کہ یہ فعل میں نے نادانی سے کیا ہے آپ مجھے معاف کریں۔ اور میں نے نکاح کی درخواست اس لئے آپ سے نہ کی کہ شاید میرے ماموں ناراض ہوں گے کیونکہ اس کے رشتہ داروں کے نزدیک لڑکی کا باپ رذیل ہے۔ چند روز بعد لڑکی کی والدہ لڑکی کو لے آئی تھوڑے روز بعد لڑکے نے لڑکی کے باپ سے درخواست کی کہ لڑکی کو میرے گھر بھیجدو۔ لڑکی کے باپ نے کہا کہ ایک گھر تلاش کر کے سامان خانہ داری اس میں رکھدو تو ہم لڑکی کو روانہ کر دیں گے۔ اس نے گھر کرایہ پر لیکر قدرے سامان بھی اس میں جمع کر دیا۔ اس کے بعد لڑکی کے باپ نے اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا اور مفتی صاحب نے فتویٰ دیدیا کہ بباعث اغوا کرنے لڑکی کے شخص مذکور فاسق ہو گیا اور مرد فاسق اس عورت کا کفو نہیں ہو سکتا اس لئے نکاح اول منعقد نہیں ہوا اور وہ وطی مثل زنا کے ہے اسکی عدت بھی نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ لڑکا اس لڑکی کا کفو ہے یا نہیں بباعث اغوا کرنے لڑکی کے اگر وہ شخص فاسق ہو گیا تو وہ لڑکی بباعث فرار فاسقہ ہوئی یا نہیں۔ لڑکی کی والدہ کا اس کے گھر پر جانا اور لڑکی کو اپنے ساتھ لے آنا اور لڑکے کا خط تحریر کرنا اور لڑکی کے والد کا لکھنا کہ ایک گھر تیار کرو رضاء ولی ہے کہ نہیں ان دونوں میں بغیر ولی کے نکاح منعقد ہوتا ہے کہ نہیں کیا نکاح منعقد ہی نہیں ہوا یا لڑکی کے باپ کو اختیار فسخ نکاح کا ہے۔ ؟



**الجواب:** قال فی الدر المختار فلیس فاسق کفوا لصالحۃ او فاسقۃ بنت صالح[۱] الخ وفیہ ایضا ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا[۲] الخ عبارت اولی سے یہ معلوم ہوا کہ فاسق کفو صالحہ یا فاسقہ بنت صالح کا نہیں ہے اور عبارت ثانیہ سے یہ معلوم ہوا کہ بالغہ اگر اپنا نکاح غیر کفو سے کرے تو وہ نکاح باطل ہے موقوف اجازت ولی پر نہیں ہے۔ پس صورت مسئولہ میں شوہر بسبب اغوا کرنے اور بھگا لیجانے عورت کے فاسق ہو گیا لہذا بموجب روایت ثانیہ در مختار جو کہ مفتی بہا ہے نکاح اس کا اس عورت سے صحیح نہیں ہوا اگرچہ عورت بھی فاسقہ ہو گئی ہو بوجہ فرار مع الرجل الاجنبی کے جب کہ باپ اس کا صالح ہو۔ پس اگرچہ پیشہ بزازی کی وجہ سے وہ دونوں ہم کفو ہیں لیکن فسق کی وجہ سے مرد اس عورت کا کفو نہیں رہا اگرچہ وہ عورت بھی فاسقہ ہو گئی ہو جب کہ باپ اس کا صالح ہو کما مر۔ یہ امور دلالت رضا ہیں لیکن جب کہ نکاح پہلے منعقد ہی نہیں ہوا تو یہ رضا اس نکاح کو صحیح نہیں کر سکتی اور منعقد نہیں ہوتا موافق قول مفتی بہ کے۔

حرامی لڑکے سے شریف عورت کا نکاح جائز ہے یا نہیں

**سوال** (۱۱۴۹) ایک لڑکے و لڑکی کا نکاح حالت نابالغی میں ہوا لڑکی کی والدہ کی اجازت سے۔ اب وہ دونوں بالغ ہیں۔ لڑکی کو بالغہ ہو کر یہ بات معلوم ہوئی کہ میرا شوہر اور اس کا باپ دونوں بے نکاحی عورت سے ہیں اسی وجہ سے لڑکی اس نکاح سے راضی نہیں۔ تو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں۔ یہ نکاح منعقد ہوا یا نہیں۔ باپ دادا لڑکی کے مر چکے تھے۔

**الجواب:** یہ نکاح منعقد نہیں ہوا در مختار میں ہے واذا کان المزوج غیرھما ای غیر الاب وابیہ ولو الام الخ لا یصح النکاح من غیر الکفو[۳] الخ۔

---

[۱] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۴۴۴ ج ۲ و ص ۴۴۱ ج ۲۔ ظفیر
[۲] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۴۰۹ ج ۲۔ [۳] ایضاً ص ۴۱۹ ج ۲۔ ظفیر

**سوال (۱۱۵۰)** بیوہ عورت اپنا نکاح غیر کفو میں بلا اجازت ولی کر سکتی ہے یا نہیں ۔ ؟

بیوہ بالغہ غیر کفو میں نکاح کر سکتی ہے یا نہیں

**الجواب :-** بیوہ عورت اپنا نکاح غیر کفو میں بدون رضاء ولی کے نہیں کر سکتی ۔ اگر کرے گی تو موافق روایت مفتی بہا کے وہ نکاح صحیح نہ ہو گا کما فی الدر المختار ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتوی[1] ۔ (لیکن یہ واضح رہے کہ غیر کفو سے یہاں مراد یہ ہے کہ لڑکا نیچ خاندان ہو ۔ اور اگر لڑکا عورت سے اونچے خاندان کا ہے تو جائز ہے ۔ ظفیر ۔)

**سوال (۱۱۵۱)** اگر سید اپنی دختر دوشیزہ برضامندی خویش غیر کفو میں دینا چاہے تو شرعاً منع ہے یا نہیں ۔ ؟

سید اپنی لڑکی کو غیر کفو میں بیاہ سکتا ہے یا نہیں

**الجواب :-** باپ دادا اگر نابالغہ کا نکاح غیر کفو میں کریں تو صحیح ہے[2] اور بالغہ کا نکاح برضاء دختر صحیح ہے ۔

**سوال (۱۱۵۲)** ایک بالغہ نے اپنے قومی شخص سے بلا اجازت والد یا باقی اولیا جلا وطن ہو کر نکاح کر لیا ۔ کچھ دنوں کے بعد وطن واپس آئی ۔ اب بالغہ بوجہ فسق اس شخص کے ناراض ہے کیا بنت صالحہ فاسق کی کفو ہے یا نہیں ۔ اور ولی کو دفعاً للعار فسخ نکاح جائز ہے یا نہیں ۔ ؟

بالغہ نے کفو میں شادی کی، اب لڑکے کے فاسق ہونے کی وجہ سے ناراض ہے کیا حکم ہے

**الجواب :-** شامی میں ہے قلت والحاصل ان المفہوم من

[1] رد المحتار باب الولی ص ۳۰۳/۲ ۔ ظفیر ۔ [2] والولی ای نکاح الصغیر والصغیرۃ الخ ولزم النکاح ولو بغبن فاحش او زوجھا بغیر کفو ، ان کان الولی المزوج بنفسہ بغبن ابا او جدا لم یعرف منھما سوء الاختیار (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۳۰۹/۲ و ص ۳۱۰/۲ ۔ ظفیر ۔ ۱۲ ۔ ۱۲ ۔ ۱۲



کلامھم اعتبار صلاح الکل (الی ان قال) فعلی ھذا فالفاسق لا یکون کفواً لصالحۃ بنت صالح بل یکون کفواً لفاسقۃ بنت فاسق وکذا لفاسقۃ بنت صالح کما نقلہ فی الیعقوبیۃ فلیس لابیھا حق الاعتراض الخ[1] فقط

اس سے معلوم ہوا کہ جو عورت خود فاسقہ ہو وہ اگرچہ بنت صالح ہو وہ کفو ہے فاسق کی لہذا نکاح مذکور اگر فاسقہ بنت صالح کا فاسق کے ساتھ ہوا تو وہ صحیح ہے ۔

**سوال (۱۱۵۳)** سید زادی بالغہ صحیحۃ النسب کا نکاح کسی دوسرے شخص غیر عالم وغیر سید سے بلا رضائے ولی درست ہے یا نہ ۔ ؟

بالغہ سید زادی کا نکاح بلا اجازت ولی غیر کفو میں جائز ہے یا نہیں ۔

**الجواب :-** سیدہ بالغہ نے اگر غیر کفو میں اپنا نکاح بلا رضائے ولی کیا ہے تو بیشک موافق روایت مفتی بہا کے نکاح اس کا صحیح نہیں ہے[2] اور اگر بہ رضائے ولی کیا ہے یا اس کا ولی نہیں ہے یا کفو میں نکاح کیا ہے تو صحیح ہے کما فی الشامی واما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً کما یاتی الخ[3] اور واضح ہو کہ فقہاء باب الکفارت میں یہ تصریح فرماتے ہیں کہ قریش بعض بعض کے اکفاء ہیں پس شیخ صدیقی و فاروقی و عثمانی وغیرہ جس قدر قریشی ہیں سب سادات کے ہم کفو ہیں[4] ۔ فقط

[1] رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۴۲۳/۲ ۔ ظفیر ۔ [2] ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتوی لفساد الزمان (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۰۳/۲) ظفیر [3] رد المحتار باب الولی تحت قولہ بعدم جوازہ ص ۴۰۹/۲ ۔ آگے اس کی وجہ درج ہے لان وجہ عدم الصحۃ علی ھذہ الروایۃ دفع الضرر عن الاولیاء اما ھی فقد رضیت باسقاط حقھا الخ (رد المحتار باب الولی ص ۴۰۹/۲ ۔ ظفیر ۔ [4] تعتبر الکفاءۃ للزوم النکاح نسباً فقریش بعضھم اکفاء بعض (در مختار) والخلفاء الاربعۃ کلھم من قریش (رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۴۳۶/۲ و ص ۴۳۲/۲ ۔ ۱۲ ظفیر ۔ ۱۲ ۔ ۱۲

سید کی لڑکی نے ایک لڑکے سے نکاح کیا جو اپنے کو شیخ کہتا تھا اب معلوم ہوا وہ کپڑا بننے والا ہے۔ کیا حکم ہے۔

**سوال (۱۱۵۴)** ایک عورت بالغہ نے اپنا نکاح ایک شخص سے کر لیا عورت مذکورہ سید کی لڑکی ہے اور مرد نے پہلے اپنے کو شیخ ظاہر کیا مگر نکاح ہو جانے اور خلوۃ صحیح کے بعد معلوم ہوا کہ ذات کا جولاہا ہے اور یہ نکاح عورت کے والد کی غیبت میں ہوا۔ آیا نکاح صحیح ہوا یا نہیں بصورت محت عورت یا اسکے والد کو فسخ کرنے کا اختیار ہے یا نہیں۔ ؟

**الجواب:-** نکاح مذکور جو کہ غیر کفو سے ہوا موافق روایۃ مفتی بہا کے صحیح نہیں ہوا بلکہ باطل اور ناجائز ہوا۔ درمختار میں ہے ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی[۱]۔ فقط۔

سید شیخ کی لڑکی کا نکاح نومسلم کانستھ سے جائز ہے یا نہیں

**سوال (۱۱۵۵)** ایک شخص قوم کا کانستھ ہندو تھا وہ مسلمان ہو گیا۔ نماز روزہ کا پابند ہے وہ کفو شیخ و سید کی دختران کا ہے یا نہیں اور جو لوگ بے نماز ہیں ان کو نومسلم پسند نہیں کرتا۔ ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے۔ ؟

**الجواب:-** شیخ سید کی لڑکی کفو اس نومسلم کی نہیں ہے[۲]۔ البتہ کوئی نومسلمہ یا دیگر اقوام کی دختر سے نکاح ہو سکتا ہے اگر بے نمازی ہو اس کو سمجھا کر نمازی بنایا جائے نکاح صحیح ہو جاوے گا کیونکہ وہ مسلمان ہے۔ فقط۔

عجمی کی تعریف اور عربی الاصل عورت کا نکاح لوہار نجار اور نداف سے درست ہے یا نہیں

**سوال (۱۱۵۶)** زید کہتا ہے کہ اگر سید زادی یا افغانی یا اور کسی اعلیٰ قوم کی عورت کسی ادنیٰ قوم کی مسلمان باشندہ لوہار۔ نجار۔ نداف سے مثلاً نکاح کرے بلا رضائے ولی کے تو بلا کراہیت درست ہے کیونکہ عجمیوں نے ذات کو ضایع کر دیا ہے یہ کہنا درست ہے یا نہ؟ اور

[۱] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج۲ ص۲۰۹ ط۔ س ۱۲ ۔ ظفیر۔ ۱۲

[۲] من اسلم بنفسہ ولیس لہ اب فی الاسلام لایکون کفوا لمن لہ اب واحد فی الاسلام کذا فی فتاوی قاضیخان (عالمگیری باب خامس فی الکفاءۃ ج۲ ص۱۵) ظفیر۔ ۱۲



کفو کتنی چیزوں میں پنجاب ہند و سندھ و بنگالہ وغیرہ میں معتبر ہوگی۔ عجمی کس کو کہتے ہیں زید یہ سند پکڑتا ہے کہ سیدزادی کا نکاح غیر قوم سے منع کرنا یہ مذہب شیعہ کا ہے عینی ج۲ ص۱۰۲ کی عبارت پیش کرتا ہے وفی البسیط ذھب الشیعۃ الی ان نکاح العلویات ممتنع علی غیرھم مع التراضی قال السروجی وھی قولان باطلان ۔ الخ

اس عبارت کا کیا مطلب ہے اور کیا جواب ہے۔ ؟

**الجواب:-** عجمی کی تعریف ردالمحتار میں یہ کی ہے قولہ واما فی العجم المراد بھم من لم ینتسب الی احدی قبائل العرب[۱] الخ پس جو شخص منسوب الی قبائل العرب نہیں ہے وہ عجمی ہے اور درمختار میں ہے العجمی لایکون کفوا للعربیۃ[۲] الخ اور جواب عینی کا یہ ہے کہ شیعہ یہ کہتے ہیں کہ نکاح سادات علویات کا غیر علویات کے لئے بالکل ممنوع ہے اور مذہب اہل السنت و جماعۃ کا یہ ہے کہ اولاً علویات کا غیر علویات سے وہ مطلقاً منع نہیں کرتے بلکہ قریش غیر علویات کا سیدہ علویہ سے نکاح صحیح ہے کما فی الدر المختار فقریش بعضھم اکفاء بعض[۳] اور ثانیاً عجمیوں سے بھی علویات کا نکاح حرام نہیں ہے بلکہ اگر ولی اور وہ عورت راضی ہو تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے فاین ھذا من ذالک۔ فقط۔

غیر کفو میں شادی ولی کی رضامندی سے درست ہے

**سوال (۱۱۵۷)** ایک مسلمان کسی قوم میں سے ہو وہ دوسری قوم میں اپنے لڑکے یا لڑکی کی شادی کر سکتا ہے یا نہیں۔ ؟

**الجواب:-** نابالغہ کا باپ ایسا کر سکتا ہے اور اگر لڑکی بالغہ ہو اور وہ راضی ہو غیر کفو میں شادی کرنے سے اور اس کا باپ اور ولی بھی راضی ہو

[۱] ردالمحتار باب الکفاءۃ ج۲ ص۴۳۱ ظفیر۔ [۲] الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الکفاءۃ ج۲ ص۴۳۲۔ [۳] الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الکفاءۃ ج۲ ص۴۳۵ ظفیر۔

تب بھی درست ہے۔ کذا فی الدر المختار وغیرہ[1]۔ فقط۔

**ولد الزنا صحیح النسب کا ہم کفو نہیں ہے**

**سوال** (۱۱۵۸) زید ولد الزنا ہے اس کے اقارب اس کے نکاح کرنے سے عار کرتے ہیں زید مذکور کفو ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

**الجواب:-** ولد الزنا کفو ولد الحلال اور ثابت النسب کا نہیں ہو سکتا لیکن اگر باپ اپنی دختر نابالغہ کا نکاح غیر کفو سے کر دیوے تو نکاح صحیح ہو گا یا خود دختر بالغہ ولی کی اجازت سے اگر اپنا نکاح غیر کفو سے کر لیوے تب بھی نکاح صحیح ہو جاتا ہے[2]۔

**نابالغہ لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کر دے تو جائز ہے**

**سوال** (۱۱۵۹) زید نے (جو کہ شیخ فاروقی ہے) اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح عمر سے (جس کا تین پشت سے اسلام ہے) کر دیا ہے یہ لڑکا اس لڑکی منکوحہ کا کفو ہے یا نہیں اس لڑکی کو نکاح کے فسخ کا اختیار بالغہ ہونے پر ہے یا نہیں؟

**الجواب:-** وہ لڑکا زید کی دختر کا کفو نہیں ہے لیکن باپ اگر اپنی دختر نابالغہ کا نکاح غیر کفو سے کر دیوے تو صحیح ہے[3] اور نابالغہ بعد بالغہ ہونے کے

[1] واذا زوجت نفسها من غیر کفوء ورضی به احد الاولیاء لم یکن لهذا الولی ولا لمن مثله او دونه فی الولایة حق الفسخ الخ وکذا اذا زوجها احد الاولیاء برضاها کذا فی المحیط (عالمگیری باب خامس باب الاکفاء والکفاءة ص۱ ج۲) اذا زوجها من رجل عرفه غیر کفوء فعند ابی حنیفة یجوز لان الاب کامل الشفقة وافر الرای فالظاهر انه تامل غایة التامل ووجد غیر الکفو اصلح من الکفوء کذا فی المحیط (ایضاً ص۱ ج۲) ظفیر

[2] قوله بعد جوازه الخ وهذا اذا کان لها ولی لم یرض به قبل العقد فلا یفید الرضا بعده واما اذا لم یکن لها ولی فهو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً (رد المحتار باب الولی ص۳۰۹ ج۲) ظفیر

[3] ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازه اصلاً (درمختار) هذه روایة الحسن عن ابی حنیفة وهذا اذا کان لها ولی لم یرض به قبل العقد الخ فلابد حینئذ لصحة العقد من رضاه صریحاً (رد المحتار باب الولی ص۳۰۹ ج۲) ظفیر۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲



اس نکاح کو فسخ نہیں کرا سکتی۔ کذا فی الدر المختار والشامی[1]۔ فقط

**سید و شیخ ہم کفو ہیں یا نہیں**

**سوال** (۱۱۶۰) غیر کفو مرد اور عورت میں نکاح بغیر اجازت عورت کے باپ کے ہو سکتا ہے یا نہیں خواہ عورت بیوہ ہو یا کنواری۔ عورت سیدانی ہو اور مرد شیخ ہو یہ غیر کفو ہے یا نہیں۔؟

**الجواب:-** سید اور شیخ ہم کفو ہیں غیر کفو نہیں ہیں جیسا کہ کتب فقہ میں تصریح ہے کہ قریش باہم کفو ہیں اور سید اور شیوخ خواہ صدیقی ہوں یا فاروقی یا عثمانی سب قریش ہیں[2] پس اگر عورت سیدانی بالغہ خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ شوہر شیخ سے نکاح اپنا برضا خود کر لے تو وہ نکاح صحیح ہے باپ اس کو توڑ نہیں سکتا۔ کما فی الدر المختار فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضاء ولی[3] الخ فقط

**مرد نے غیر کفو میں نکاح کر لیا تو درست ہے**

**سوال** (۱۱۶۱) زید نے غیر کفو میں سو برس ہوئے نکاح کر لیا تھا اس کی اولاد، اولاد الاولاد ہوتی رہی اور آپس میں نکاح شادی ہوتے رہے کوئی غیر اولاد میں نہیں رہی اب سو برس بعد ایک شخص زید کی قوم کا زید کے خاندان میں جو اس عورت سے ہے جس کا نکاح سو برس ہوئے ہوا تھا اور وہ عورت غیر کفو تھی نکاح کرتا ہے جائز ہے یا نہیں اور والدین یا کسی ولی کو حق فسخ نکاح بوجہ غیر کفو ہونے کے ہے یا نہیں۔؟

**الجواب:-** زید کا غیر کفو میں نکاح کر لینے سے زید کی اولاد کے نسب میں کچھ فرق نہیں ہوا کیونکہ نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوتا ہے پس اگر زید کی اولاد

[1] لو فعل الاب او الجد عند عدم الاب لا یکون للصغیر والصغیرة حق الفسخ بعد البلوغ (رد المحتار باب الولی ص۴۲۲ ج۲) ظفیر۔ [2] فقریش بعضهم اکفاء لبعض الخ والعرب بعضهم اکفاء لبعض والانصاری والمهاجری فیه سواء کذا فی فتاوی قاضیخان (عالمگیری مصطفائی الباب الخامس فی الاکفاء ص۱۵ ج۲) ظفیر

[3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص۴۰۶ ج۲۔ ظفیر۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲

میں سے کوئی لڑکی بالغہ اپنا نکاح بدوں رضائے اولیاء غیر کفو میں کرے گی تو وہ صحیح نہ ہوگا کما فی الدر المختار ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتوی[1] الخ اور اگر کوئی لڑکا مانع زید کی اولاد میں سے بلا رضا ولی کے اپنا نکاح کسی غیر کفو سے کرے تو وہ صحیح ہے اور ولی اس کو فسخ نہیں کرسکتا کیونکہ کفارت کا اعتبار اس میں نہیں ہے کہ کوئی مرد شریف کسی کم نسب والی عورت سے نکاح کرے کہ اس میں عورت پر کچھ عار نہیں ہے[2] اور مرد کی اولاد جو اُس عورت سے ہوگی وہ باپ کے نسب پر ہوگی۔ فقط

**بیوہ سیدزادی غیر قریشی سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں**

**سوال (۱۱۶۲)** ایک سیدانی بیوہ اگر کسی غیر قریشی سے کہ وہ نہ تو عالم ہے اور نہ پٹھان نکاح کرنا چاہے تو جائز ہے یا نہیں اگر نکاح ہوگیا ہو تو ایسے نکاح کو شرعاً توڑ دینا لازمی ہے یا نہ۔ اور کیا یہ نکاح قابل فسخ ہے اور وہ شخص قابل تعزیر ہے یا نہیں اگر تعزیر ہے تو کیا۔ ؟

**الجواب:۔** اگر عورت بالغہ اپنا نکاح اپنی رضامندی سے کفو میں کرے تو وہ مطلقاً صحیح ہے اور اگر غیر کفو میں کرے تو اگر اس کا ولی موجود ہے اور وہ راضی نہیں ہے تو وہ نکاح حسب مذہب مفتی بہ غیر صحیح ہے اور اگر اس کا کوئی ولی نہیں ہے یا ہے لیکن وہ راضی ہے تو نکاح مذکور صحیح ہے اور مرد غیر قریشی عورت سیدانی کا کفو نہیں ہے۔ قال فی الدر المختار ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتوی[3] الخ قال فی الشامی وھذا اذا کان لھا ولی ولم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضی بعدہ بحر واما اذا

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۳۰۳ ج۲۔ ۱۲۔ ظفیر۔ ۱۲ ۱۲

[2] الکفاءۃ معتبرۃ الخ من جانبہ الخ لا تعتبر من جانبھا لان الزوج مستفرش فلا تغیظہ دناءۃ الفراش وھذا عند الکل فی الصحیح (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص۴۲۵ ج۲) ظفیر۔ ۱۲

[3] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۳۰۳ ج۲۔ ۱۲۔ ظفیر۔ ۱۲



لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً[1] الخ صفحہ ۲۹۷ جلد (۲) شامی اور جس صورت میں عدم جواز نکاح کا فتویٰ ہے اُس میں مابین زوجین تفریق کرادی جاوےگی اور کوئی تعزیر شرعاً اس میں نہیں ہے۔ فقط

**پٹھان نے دھوکہ دیکر سیدزادی سے نکاح کرلیا تو کیا حکم ہے**

**سوال (۱۱۶۳)** ایک پٹھان نے اپنی قومیت کو چھپاکر ایک سید کے یہاں پیغام نکاح دیا نکاح اس بنا پر قرار پایا کہ اگر تم شیخ ہو تو نکاح کیا جائیگا اس صورت میں نکاح درست ہوا یا نہ۔ ؟

**الجواب:۔** اس صورت میں نکاح ہوگیا تھا مگر بوجہ دھوکہ دہی کے عورت اور اس کے اولیاء کو فسخ نکاح کا اختیار ہے[2]۔ فقط

**ولی کی نارضامندی بالغہ نے غیر کفو میں نکاح کرلیا درست ہوا یا نہیں**

**سوال (۱۱۶۴)** ایک عورت بالغہ ثیبہ نے غیر کفو میں نکاح کرنا چاہا اس کے اولیاء میں سے اس ملک میں سوائے اس کی پھوپھی کے کوئی نہیں وہ مزاحم ہوئی حاکم وقت نصاریٰ کے حکم سے وہ نکاح ہوگیا پھوپھی نے بحیثیت ولی فسخ نکاح کا دعویٰ کیا پھوپھی کے دعویٰ پر نکاح فسخ ہوسکتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو وہ کونسا ولی ہے جسے اس دعوے کا حق ہے اور پھوپھی ذوی الارحام میں سے ہے یا عصبات میں سے۔ امام طحاوی رح نے باب النکاح بغیر ولی عصبہ کا جو باب باندھا ہے اس میں عصبہ کی قید سے کیا فائدہ ہے کیا اس میں اخیر تک ولی عصبہ ہی سے بحث ہے یا عام اولیاء سے فتاویٰ سراجیہ میں ہے امرأۃ تزوجت من غیر کفو فللولی ان یعترض ویرفع الی القاضی حتی یفسخ وان لم یکن الولی ذا رحم محرم کابن العم۔ اس کے کیا معنی ہیں اور ابن عم بنفسہ نہیں۔ ؟

[1] رد المحتار باب الولی ص۲۹۷ ج۲۔ [2] ولو انتسب الزوج لھا نسباً غیر نسبہ فان ظھر دونہ وھو لیس بکفو فحق الفسخ ثابت للکل وان کان کفواً فحق الفسخ لھا (عالمگیری باب خامس فی الاکفاء ص۱۰ ج۲) ظفیر۔

**الجواب**:۔ کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے کہ ولی نکاح کا عصبہ ہے اور اگر عصبہ نہ ہو تو پھر ذوی الفروض و ذوی الارحام کو ولایت حاصل ہے پس جبکہ سوائے پھوپھی کے اور کوئی ولی اس عورت کا وہاں موجود نہ تھا تو ولی اس حالت میں پھوپھی تھی جو کہ ذوی الارحام میں سے ہے[1] اور یہ بھی تصریح کتب فقہ میں ہے کہ غیر کفو میں نکاح بالغہ کا بدوں اجازت و رضاء ولی صحیح نہیں ہوتا پس جب کہ پھوپھی اس نکاح سے راضی نہیں ہے تو وہ نکاح حسب فتویٰ متاخرین فقہاء صحیح نہیں ہوا اور امام طحاوی رح کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ولی در اصل عصبہ ہے اگر عصبہ نہ ہو تو پھر حسب تصریح دیگر فقہاء، ذوی الفروض و ذوی الارحام ولی ہوتے ہیں جس کی تفصیل و ترتیب کتب فقہ میں موجود ہے اور فتاویٰ سراجیہ میں جو اعتراض ولی کا حکم لکھا ہے یہ اصل مذہب حنفیہ کا ہے لیکن متاخرین حنفیہ کا فتویٰ بطلان نکاح مذکور کا ہے۔ یعنی غیر کفو میں نکاح بالغہ کا بلا اجازت ولی کی باطل ہوتا ہے ولی کو فسخ کرانے کی ضرورت نہیں ہے یہ سب تفصیل در مختار و ردالمحتار میں ہے[2]۔ فقط۔

**پٹھانی عورت کا نکاح شیخ زادہ سے جائز ہے یا نہیں**

**سوال (۱۱۶۵)** ایک عورت مسماۃ ہندہ بیوہ نے غیر کفو میں نکاح کر لیا ہے یعنی عورت پٹھانی ہے اور شوہر شیخ زادہ ہے مسماۃ کے علاتی چچا دس میں حارج ہیں یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔ ؟

**الجواب**:۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر عورت بالغہ بیوہ اپنا نکاح غیر کفو سے بلا رضامندی ولی کے کرے اور ولی اس کا اس نکاح سے راضی نہ ہو تو وہ نکاح نہیں ہوتا فتویٰ اسی پر ہے اور پہلے یہ مسئلہ لکھا جا چکا ہے لیکن اب توضیح سے معلوم ہوا کہ عورت پٹھانی ہے اور شوہر شیخ زادہ ہے یعنی قریش میں سے ہے جو کہ افضل ہے عورت کی قوم سے لہذا اگر

[1] فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام الخ ثم لذوی الارحام الخ ثم للسلطان (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب الولی ص۴۲۹ ج۲) ظفیر۔ [2] ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتویٰ لفساد الزمان (ایضاً ص۴۳۰ ج۲) ظفیر۔



صورت واقعی یہی ہے تو یہ نکاح صحیح ہو گیا کیونکہ کفارت شوہر کی طرف سے معتبر ہے کہ شوہر عورت سے کمتر نہ ہو اور عورت کی طرف سے معتبر نہیں ہے یعنی اگر عورت کم درجہ کی ہو اور شوہر باعتبار نسب کے اعلیٰ درجہ کا ہو تو نکاح ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں شرعاً و عرفاً عار نہیں ہے قال فی الدرالمختار الکفاءۃ معتبرۃ الخ من جانبہ ای الرجل لان الشریفۃ تأبی ان تکون فراشا للدنی ولذا لا تعتبر من جانبہا لان الزوج مستفرش فلا تغیظہ دناءۃ الفراش وھذا عند الکل فی الصحیح[1] الخ۔ فقط

**خاندانی مسلمان لڑکی کا نکاح نو مسلم سے درست ہے یا نہیں**

**سوال (۱۱۶۶)** ایک لڑکی خورد سالہ جس کے باپ دادا مسلمان تھے اس کا نکاح اس کے ماموں نے حالانکہ باپ زندہ باہر فاصلہ پر رہتا ہے ایک شخص نو مسلم سے جس کے باپ دادا غیر مسلم تھے کر دیا اگر اسکا باپ اس عقد پر اعتراض کرے تو شرعاً اس عقد پر موثر ہو سکتا ہے۔ ؟

**الجواب**:۔ چونکہ یہ نکاح غیر کفو میں ہوا اس لئے بلا اجازت ولی اقرب یعنی باپ کے صحیح نہیں ہوا[2]۔ فقط۔ (اور اس لئے بھی نابالغہ کا ولی جب باپ موجود ہے تو ماموں کو حق ولایت حاصل نہیں ہے باپ کے رد کر دینے سے وہ نکاح درست نہیں رہا۔ ظفیر)

**کفو میں نکاح درست ہے مہر کی کمی سے فرق نہیں پڑتا**

**سوال (۱۱۶۷)** زید نے ہندہ ثیبہ بالغہ بیوہ سے بلا اذن و رضامندی تن بخشی کرائی اور دس درہم مہر مقرر ہوا زید نے وطی بھی کی زید خود مقر ہے نکاح منعقد ہوا یا نہیں اور ولی کو فسخ کرنے کا علم ہے یا نہیں۔ زید اتمام مہر مثل سے انکار نہیں کرتا نہ فسخ پر راضی ہے نکاح کفو میں ہوا ہے مہر مثل زیادہ ہے۔ ؟

**الجواب**:۔ جب کہ نکاح کفو میں ہوا ہے تو ولی کو بصورت اتمام مہر مثل فسخ کا اختیار نہیں ہے اور نکاح صحیح ہو گیا اور ولی اتمام مہر مثل کرا سکتا ہے۔ کما فی الشامی

[1] ردالمحتار باب الکفاءۃ ص۴۳۵ ج۲ و ص۴۳۶ ج۲۔ ظفیر۔ [2] من اسلم بنفسہ ولیس لہ اب فی الاسلام لا یکون کفوا لمن لہ اب واحد فی الاسلام کذا فی فتاوی قاضی خان (عالمگیری باب خامس فی الاکفاء ص۵ ج۲) ظفیر

قولہ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا الخ قید بذالک لئلا یتوھم عود ہ الی قولہ فیفسد نکاح حرۃ الخ وللاحتراز عما لو تزوجت بدون مھر المثل فقد علمت ان للولی الاعتراض ایضا والظاھر انہ لاخلاف فی صحۃ العقد وان ھذا القول المفتی بہ خاص بغیر الکفو[1] الخ فقط

ولدالزنا لڑکا اور صحیح النسب لڑکی ہم کفو ہیں یا نہیں۔

**سوال (۱۱۶۸)** ایک لڑکا ولدالزنا ہے اور لڑکی حلال نطفہ سے پیدا ہے۔ یہ دونوں کفو ہیں یا نہیں۔ ؟

**الجواب:-** وہ باہم کفو نہیں ہیں[2]۔

معماری کی شادی نجار سے جائز ہے

**سوال (۱۱۶۹)** زید معماری کا پیشہ کرتا ہے اور عمر کی خاندانی حالت یہ ہے کہ اس کے رشتہ دار اور بڑے نجاری کا پیشہ کرتے تھے لیکن عمر عطاری کی دوکان اور پارچہ دوزی کا کام کرتا ہے۔ زید نے عمر کی سب حالت دیکھکر اپنی ہمشیرہ کا نکاح عمر سے کر دیا زید کی ہمشیرہ بعد نکاح ایک ماہ تک عمر کے گھر رہی۔ بعد ایک ماہ کے زید ہمشیرہ کو اپنے مکان پر لے گیا۔ اب زید کہتا ہے کہ یہ نکاح جائز نہیں ہوا۔ یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں اور عمر نے جو بہت ایام تک زید کی ہمشیرہ سے ہم بستری کی وہ جائز ہوئی یا نہیں۔

**الجواب:-** عمر کا نکاح زید کی ہمشیرہ سے صحیح ہوگیا اور ہم بستری وغیرہ سب جائز ہوئی زید کا انکار اب شرعاً معتبر نہیں ہے[3]۔ فقط

مسلمان لڑکی کا نکاح غلطی سے غیر برادری میں ہوگیا

**سوال (۱۱۷۰)** ایک مسلمان لڑکی نابالغہ کا

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب الولی ص ۴۰۲/۲۔ ظفیر۔ [2] وتعتبر الکفاءۃ نسبا وحریۃ و اسلاما ودیانۃ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۴۳۷/۲) ظفیر

[3] وافاد کما فی البحر انہ لایلزم اتحادھما فی الحرفۃ بل التقارب کا ف فالحائک کفو لحجام والدباغ کفو لکناس والصفار کفو لحداد والعطار کفو لبزاز قال الحلوانی وعلیہ الفتوی (رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۴۴۳/۲) ظفیر۔ ۱۲



نکاح ایک نہنگ قوم غیر پابند احکام اسلام سے غلطی سے وارثان نے کر دیا بعد میں معلوم ہوا کہ اُن کو اسلام سے مس نہیں ہے۔ لہذا لڑکی اُن کے گھر آباد ہونا نہیں چاہتی نہ وارث بھیجنا چاہتے ہیں تو وہ نکاح صحیح ہوا یا نہ۔ ؟

**الجواب:-** اگر وہ شخص جس سے نکاح ہوا مسلمان کلمہ گو تھا اگرچہ فاسق تھا دیندار نہ تھا تو نکاح صحیح ہوگیا اور بدوں[1] طلاق دینے شوہر کے وہ نکاح فسخ نہیں ہو سکتا اور اگر کافر تھا اور دعویٰ اسلام کا نہ کرتا تھا اور کلمۂ توحید سے منکر تھا تو وہ نکاح نہیں ہوا۔ فقط۔

نسب غلط بتا کر لڑکے نے شادی کی تو اب نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں

**سوال (۱۱۷۱)** ایک شخص نے اپنا نسب غلط بیان کر کے ایک شریف خاندان لڑکی سے باجازت اس کے باپ کے نکاح کر لیا حالانکہ لڑکی بالغہ ہے اس سے اجازت طلب نہیں کی گئی اب قبل رخصت اس شخص کا مجہول النسب ہونا ظاہر ہوگیا تو اس صورت میں ابطال یا فسخ نکاح کا حق ولی اور لڑکی کو ہے یا نہیں۔ ؟

**الجواب:-** ولی اور عورت کو نکاح باقی رکھنے اور فسخ کرانے کا اختیار ہے۔ کما فی الشامی نقلا عن البحر عن الظھیریۃ لو انتسب الزوج لھا نسبا غیر نسبہ فان ظھر دونہ وھو لیس بکفو فحق الفسخ ثابت للکل وان کان کفوا فحق الفسخ لھا دون الاولیاء ص ۴۴۲ جلد (۲) اور باب العنین کے آخر میں

---

[1] لو زوجوھا برضاھا ولم یعلموا بعدم الکفاءۃ ثم علموا لاخیار لاحد۔ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۴۳۷/۲) ظفیر۔ ۱۲

[2] رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۴۳۶/۲ الا اذا شرطوا الکفاءۃ او اخبرھم بھا وقت العقد فزوجوھا علی ذالک ثم ظھر انہ غیر کفو کان لھم الخیار (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۴۳۴/۲) ظفیر۔ ۱۲

صاحب شامی نے تحریر کیا ہے کہ جس شخص نے دھوکہ دیکر اور اپنا نسب غلط بتا کر نکاح کرلیا بعد میں اگر غیر کفو ظاہر ہوا تو ولی اور زوجہ دونوں کو فسخ کا اختیار ہے بناء بر حق کفارت کی[1] اور اگر کفو ہے مگر جو نسب بیان کیا تھا وہ غلط نکلا تو اس صورت میں صرف عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہے اس وجہ سے دھوکہ کا اثر اس پر پڑے گا۔ کما قال لکن ظهر لی الآن ان ثبوت حق الفسخ لها للتغرير لا لعدم الكفاءة بدليل انه لو ظهر كفوءًا يثبت لها حق الفسخ لانه غرها الخ[2] فقط۔

**سوال (۱۱۷۲)** ہاشمی اور بنی فاطمہ ہم کفو ہیں یا نہیں

قریشی ہاشمی اور سادات بنی فاطمہ ہم کفو ہیں یا نہیں اور دیگر قریش عرب پس ان کے مابین نکاح شرعاً درست ہے یا نہیں۔؟

**الجواب:** قریشی ہاشمی و سادات بنی فاطمہ باہم کفو ہیں اور قریش بقیہ عرب غیر قریش کے کفو نہیں ہیں درمختار میں ہے فقریش بعضهم اكفاء لبعض قال فی الشامی اشار به الى انه لا تفاضل فيما بينهم من الهاشمي والنوفلي والتيمي والعدوي وغيرهم ولهذا زوج علي وهو هاشمي ام كلثوم بنت فاطمة لعمر وهو عدوي قهستاني فلو تزوجت هاشمية قريشيا غير هاشمي لم يرد عقدها وان تزوجت عربيا غير قريشي لهم رده كتزوج العربية عجميا الخ[3] فقط

**سوال (۱۱۷۳)** اعلیٰ نسب کی لڑکی کا نکاح ادنیٰ درجہ کے لڑکے سے ہو جائے تو کیا حکم ہے

ایک عورت قوم آدان کی اگر حجام سے نکاح کرلیوے تو ولی عورت کا جو کہ اعلیٰ کفو کا ہے

---

[1] لو تزوجته على انه حرًا وسني او قادر على المهر والنفقة فبان بخلافه او على انه فلان ابن فلان فاذا هو لقيط او ابن زنا لها الخيار (رد المحتار باب الكفاءة ج۲ ص۴۴۴) ظفیر۔ [2] رد المحتار باب العنين وغيره قبيل باب العدة ج۲ ص۸۲۳۔ ظفیر۔ [3] رد المحتار باب الكفاءة ج۲ ص۴۴۰۔ ظفیر۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲



بہ نسبت حجام کے شرعاً نکاح فسخ کرا سکتا ہے یا نہیں، عرب و عجم میں نسب کا لحاظ ہے یا نہیں

**الجواب:** کفارت میں نسب کا اعتبار عرب میں ہے اور عجم میں پیشہ وغیرہ کا اعتبار ہے پس اگر عورت اعلیٰ ہے باعتبار کفارت کے اور مرد کم درجہ کا ہے اور کفو عورت کا نہیں ہے اور وہ عورت اس مرد سے نکاح کر لیوے تو ولی کو اختیار نکاح کے فسخ کرانیکا ہے کذا فی الدر المختار[1] فقط۔

**سوال (۱۱۷۴)** چچا نے غیر کفو میں شادی کردی تو جائز ہے یا نہیں

مشرف خان نے اپنی برادرزادی نور النساء بی بی کا نکاح بحالت نابالغی ایک شخص کے ساتھ کر دیا لیکن نور النساء بی بی مذکورہ نے ہنگام بلوغ اپنے اظہار کر دیا کہ میں اس نکاح کو منظور نہیں کرتی، میرے چچا نے میرا نکاح غیر کفو میں کر دیا تھا جس سے میں راضی نہیں ہوں۔ ایسی صورت میں اس نکاح کا شرعاً کیا حکم ہے۔؟

**الجواب:** درمختار میں ہے کہ باپ دادا کے سوا کوئی دوسرا ولی مثل تایا چچا وغیرہ کے اگر نابالغہ کا نکاح غیر کفو میں کر دے تو وہ نکاح صحیح نہیں ہوتا اور اگر کفو میں اور مہر مثل کے ساتھ کرے تو نکاح صحیح ہو جاتا ہے مگر نابالغہ کو بعد بلوغ کے اس کے فسخ کرانیکا اختیار ہوتا ہے یعنی یہ کہ بذریعہ قاضی کے فسخ کرالے پس اس صورت میں اگر نابالغہ مذکورہ کا نکاح اسکے چچا نے غیر کفو میں کیا ہے تو وہ صحیح نہیں ہوا لڑکی کو اختیار ہے کہ بعد بالغہ ہونیکے اپنا نکاح اپنی رضا مندی سے کفو میں کرے وان كان المزوج غيرهما اى غير الاب وابيه الخ لا يصح النكاح من غير كفوء او بغبن فاحش اصلاً الخ[2] فقط۔

---

[1] والكفاءة حق الولى لا حقها فلو نكحت رجلا ولم تعلم حاله فاذا هو عبد لا خيار لها بل للاولياء (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الكفارة ج۲ ص۴۴۲) وان زوجت من غير كفوء لا يلزم او لا يصح (رد المحتار باب كفاءت ج۲ ص۴۴۲) وله اى للولى اذا كان عصبة الخ الاعتراض فى غير الكفوء فيفسخه القاضى (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولى ج۲ ص۴۲۴) ظفیر۔ [2] تقدم ان غير الاب والجد لو زوج الصغيرة او الصغير فى غير كفوء لا يصح (رد المحتار باب الكفاءة ج۲ ص۴۳۶) ظفیر۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲

**زنا کا پیشہ کرنے والے سے تیل نکالنے والے کی لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں**

**سوال (۱۱۷۵)** ہندہ بالغہ نے بغیر اجازت اپنے اولیاء کے زید سے نکاح کر لیا زید و ہندہ دونوں ہم قوم ہیں لیکن ہندہ کا کنبہ تیل نکالنے کا کام کرتا ہے اور زید کا کنبہ زنا کاری کرتا ہے ہندہ کے اولیا اس نکاح کی اجازت نہیں دیتے یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ ؟

**الجواب:-** قال فی الدر المختار ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی الخ قال فی رد المحتار للشامی و قال شمس الائمۃ وھذا اقرب الی احتیاط الخ[1] ص ۲۹۷ جلد ثانی شامی وفیہ ایضاً من الکفاءۃ فلیس فاسق کفوا لصالحۃ الخ[2] درمختار ان روایات سے معلوم ہوا کہ اس صورت میں نکاح صحیح نہیں ہوا۔ فقط۔

**ادنیٰ قوم کی لڑکی اعلیٰ قوم کے لڑکے سے نکاح کرے تو درست ہے**

**سوال (۱۱۷۶)** ایک عورت باکرہ قوم بافندہ رذیل قوم عمر ۱۸ سال نے اپنا نکاح اپنی رضامندی سے ایسے مرد سے جو شریف قوم کا ہے بدون اجازت و رضا ولی کے کر لیا اور روبرو دو گواہوں کے۔ یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ ؟

**الجواب:-** اس صورت میں نکاح عورت بالغہ عاقلہ کا جو کہ اس نے اپنی رضامندی سے شریف قوم کے مرد کے ساتھ کر لیا ہے بدون اجازت ولی کے روبرو دو گواہوں کے وہ نکاح شرعاً صحیح ہو گیا ہے شامی میں ہے وان کان ماظھر فوق ما اخبر فلا فسخ لاحد الخ ص ۵۹۶ وفی ص ۳۱۷ باب الکفاءۃ وفیہ اشعار بان نکاح الشریف الوضیعۃ لازم فلا اعتراض للولی بخلاف العکس[3]

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۲۰۹/۲ و ص ۲۰۹/۲ ۔ ۱۲ ظفیر ۔
[2] ایضاً باب الکفاءۃ ص ۴۴۴/۲ و ص ۴۴۴/۲ ۔ ۱۲ ظفیر ۔ ۱۲ ۱۲
[3] رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۳۳۶/۲ ۔ ۱۲ ظفیر ۔ ۱۲ ۱۲



**جاہل کسان عالم کی لڑکی کا ہم کفو ہے یا نہیں اور نکاح درست ہے یا نہیں۔**

**سوال (۱۱۷۷)** الزراع الجاھل ھل یکون کفوا صغیرۃ العالم وھی غیر عالمۃ اصلا و اذا زوج غیر الاب والجد الصغیرۃ من رجل زراع ھل یصح النکاح ام لا والحرفۃ فی الکفوء معتبر ام لا۔ ؟

**الجواب:-** اقول وباللہ التوفیق۔ قول صاحب درمختار ولا ھما لعالم و قاض[1] و تحقیق علامہ شامی ولا ھما لبنت عالم و قاض الخ سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس صورت میں زراع جاہل کفو بنت عالم کا نہیں ہے اور غیر اب وجد نے یہ نکاح کیا تو بہ قول مفتی بہ نکاح صحیح نہ ہوگا وان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب وابیہ الخ لا یصح النکاح من غیر کفوء[2] الخ درمختار۔ البتہ اگر اب یا جد ایسا نکاح کریں تو صحیح ہے[3] درمختار۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**وہابی نجدی کو لڑکی دینا کیسا ہے**

**سوال (۱۱۷۸)** نجدی وہابی غیر مقلد کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں۔ ؟

**الجواب:-** جس فرقہ کے کفر پر فتویٰ ہے جیسے مرزائی اور شیعہ غالی ان سے مسلمہ سنیہ عورت کا نکاح حرام ہے نکاح نہ ہوگا اور جس فرقہ کے کفر پر فتویٰ نہیں ہے جیسے غیر مقلد اور نجدی ان سے نکاح سنیہ عورت کا صحیح ہے۔ فقط۔

**شریف عورت نو مسلم مرد کی کفو ہے یا نہیں**

**سوال (۱۱۷۹)** عورت مسلمہ شریف خاندان نو مسلم کی کفو ہو کر نکاح دونوں میں ہو جاوے گا یا نہ۔ ؟

**الجواب:-** شریف عورت جس کے آباؤ اجداد مسلمان چلے آرہے ہیں

[1] دیکھئے الدر المختار مع رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۴۴۳/۲ ولا الخیاط لبنت البزاز والتاجر ولا ھما لبنت عالم و قاض (رد المحتار ص ۴۴۳/۲) ظفیر۔ ۱۲ ۱۲
[2]،[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۱۹/۲ ۔ ظفیر ۔ ۱۲ ۱۲

نومسلم کی کفو نہیں ہے لہذا اگر ولی اس عورت کا راضی نہ ہو تو نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ اور اگر ولی اور وہ عورت راضی ہوں تو نکاح ہو جاتا ہے۔ ویفتی فی غیر الکفؤ بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتویٰ درمختار وھذا اذا کان لھا ولی ولم یرض بہ قبل العقد الخ[1] شامی جلد (۲)

**افغان اور اہیر ہم کفو ہیں یا نہیں اور ان میں باہم نکاح درست ہے یا نہیں۔؟**

**سوال** (۱۱۸۰) زید قوم کا افغان اور زراعت پیشہ ہے اور ہندہ قوم کی اہیرا ور اس کے ورثاء زراعت پیشہ ہیں۔ زید ہندہ کا کفو ہے یا نہیں دونوں صورتوں میں ہندہ کے ورثاء کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہے یا نہیں۔ ؟

**الجواب** :۔ عجم میں نسب کا لحاظ نہیں ہے اور پیشہ فی الحال یکساں ہے لہذا زید مذکور اس عورت ہندہ کا کفو ہے اولیاء ہندہ نکاح مذکور کو فسخ نہیں کرا سکتے۔ قال فی الدر المختار وھذا فی العرب ای اعتبار النسب انما یکون فی العرب الخ شامی[2] فقط

**پٹھان عورت کا نکاح راجپوت مسلمان سے جائز ہے۔**

**سوال** (۱۱۸۱) سماۃ ہندی بیوہ قوم پٹھان نے اپنا نکاح شمشاد علی خان راجپوت سے کر لیا ہے اس پر سماۃ ہندی کی ماں اور بھائی ناخوش ہیں کہتے ہیں کہ اس نے غیر کفو میں نکاح کر لیا ہے۔ یہ نکاح ناجائز ہے اور قابل فسخ ہے یا نہیں۔ ؟

**الجواب** :۔ جو قومیں عجمی ہیں ان میں کفارت معتبر نہیں ہے لہذا صورت مسئولہ میں نکاح سماۃ ہندی بیوہ کا جو شمشاد علی خان کے ساتھ ہوا ہے وہ صحیح اور نافذ ہے[3]، اور بھائی

[1] ردالمحتار باب الولی ص ۴۰۳/۲ و ص ۴۰۴/۲۔ [2] ردالمحتار باب الکفاءۃ ص ۴۲۳/۲ ۔ ظفیر

[3] وھذا فی العرب واما فی العجم فتعتبر حریۃ واسلاما (درمختار) ای اعتبار النسب انما یکون فی العرب قولہ اما فی العجم المراد بھم من لم ینتسب الی احد قبائل العرب الخ الا من کان لہ منھم نسب معروف کالمنتسبین الی احد الخلفاء الاربعۃ (ردالمحتار باب الکفاءۃ ص ۴۲۵/۲ و ص ۴۲۶/۲) ظفیر۔



ا دس نکاح کو فسخ نہیں کرا سکتا۔ فقط۔

**نومسلم مرد عورت کا نکاح درست ہے ان میں کفارت کا اعتبار نہیں۔**

**سوال** (۱۱۸۲) ایک بھنگی نے اسلام قبول کیا اور ایک ہندوانی عورت نے اسلام قبول کیا۔ ان دونوں کا نکاح جائز ہے یا کفو کا لحاظ ہوگا۔ ؟

**الجواب** :۔ ان کا نکاح باہم جائز ہے اس میں کفارت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا کیونکہ دونوں نومسلم ہونیکے وجہ سے ایک درجہ میں ہو گئے[1] فقط۔

**پڑھی ہوئی عورت کا نکاح جاہل مرد سے جائز ہے یا نہیں**

**سوال** (۱۱۸۳) میری ساتھ ایک عورت بیوہ نے اپنی مرضی سے نکاح کر لیا ہے لیکن عورت پڑھی ہوئی ہے اور میں جاہل ہوں مدعی کا دعویٰ ہے کہ ہماری لڑکی پڑھی ہوئی کا نکاح تجھ جاہل کے ساتھ جائز نہیں ہے اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔ ؟

**الجواب** :۔ عورت بالغہ اگر اپنی مرضی سے اپنا نکاح کفو میں کرے تو صحیح ہے اور عورت کا پڑھی ہوئی ہونا اور شوہر کا جاہل ہونا مانع صحت نکاح سے نہیں ہے جب کہ شوہر عورت سے باعتبار پیشہ وغیرہ کے کم درجہ کا نہ ہو[2] فقط۔

**قوم افغان عجمی ہے یا عربی اور اس میں کفو کا کیا طریقہ ہوگا**

**سوال** (۱۱۸۴) قوم افغان عربی ہیں یا عجمی اگر عربی ہیں تو عرب کے کس قبیلہ کیطرف منسوب ہیں اگر عجمی ہیں تو کیا عجم میں کونسی معتبر ہے یا نہیں۔ ملک افغانستان میں بعض جگہ رواج ہے کہ اپنی لڑکیوں کو فرخت کرتے ہیں اور ہمارے ملک کے لوگ تیلی۔ جولاہا۔ درزی۔ موچی۔ حجام۔ میراسی وغیرہم قبیلتا الاکران سے نکاح کرتے ہیں شرعاً یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔ ؟

[1] واما فی العجم فتعتبر حریۃ واسلاما (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۴۲۶/۲) ظفیر

[2] کفارت میں علم کا اعتبار نہیں، نسب وغیرہ کا اعتبار ہے۔ تعتبر الکفاءۃ الجنسیا وحریۃ واسلاما و دیانۃ وحرفۃ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۴۳۹/۲) ظفیر۔

**الجواب:-** اس امر کی تحقیق ان کے نسب نامہ سے ہوسکتی ہے کہ ان کا سلسلہ نسب کہاں پہونچتا ہے اور اہل عجم میں کفارت باعتبار نسب کے نہیں ہے[1] بلکہ پیشہ وغیرہ کے اعتبار سے ہے اور لڑکیوں پر قیمت لینے کا رواج اور رسم قبیح اور بد ہے مگر نکاح ہوجاتا ہے۔

افغان کا نکاح کمبوہ سے درست ہے یا نہیں۔

**سوال (۱۱۸۵)** ہندہ نے اپنا عقد بغیر اجازت و رضا اپنے حقیقی چچا زید سے کرلیا۔ ہندہ ایک دولت مند شریف خاندان قوم افغان سے ہے اور زید ایک غریب آدمی قوم کمبوہ سے ہے جن کو قوم شریف نہیں جانتے تو ولی ہندہ کا نکاح شرعاً فسخ کرسکتا ہے یا نہیں۔؟ اخرجہ دار قطنی ثم البیہقی فی سننہا عن جابر عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنکحوا النساء الا من الاکفاء۔ ولا یزوجن الا الاولیاء اور نیز یہ بھی موطا امام محمدؒ میں ہے ولو زوجت المرءۃ لنفسہا من غیر کفوء فلولیہا الفسخ حاشیہ موطأ امام محمد رحمہ اللہ ص۲۴۵ باب نکاح بغیر ولی۔

**الجواب:-** پٹھان اور کمبوہ باہم کفو ہیں اور عورت بالغہ خود بلا اجازت ولی کے اپنا نکاح کفو میں کرسکتی ہے اور نکاح بالغہ کا کفو میں بلا اجازت ولی کے صحیح اور نافذ ہوجاتا ہے لہذا صورت مسئولہ میں ہندہ بالغہ کا نکاح زید سے صحیح اور منعقد ہوگیا۔ اور چونکہ نکاح کفو میں ہوا ہے لہذا ولی کو حق فسخ حاصل نہیں ہے درمختار میں ہے فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضیٰ ولی[2] الخ۔ فقط۔

قومیت اور ولدیت بدل کے نکاح جائز ہے یا نہیں

**سوال (۱۱۸۶)** قومیت اور ولدیت تبدیل کرکے نکاح ہوتا ہے یا نہیں۔؟

---

[1] وھذا فی العرب ای اعتبار النسب انما یکون فی العرب (رد المحتار باب الکفاءۃ ص۴۲۳ ج۲) ظفیر

[2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۴۰۶ ج۲ ۱۲۔ ظفیر ۱۲ ۱۲ ۱۲



**الجواب:-** اس صورت میں نکاح نہیں ہوتا ہے[1]۔

نابالغہ کا انکار

**سوال (۱۱۸۷)** ۱۔ ہندہ نابالغہ کو جب فریب کا حال معلوم ہوا تو اس نے انکار کردیا کہ ہم کو نکاح منظور نہیں ہے اس صورت میں کیا حکم ہے۔؟

نابالغہ کی اجازت

**سوال (۱۱۸۷)** ۲۔ ہندہ نے بحالت عدم بلوغ نکاح کرنا منظور کیا پھر جس وقت بالغہ ہوگی اسی وقت نکاح کو نامنظور کیا اور فوراً ہی انکار کردیا کہ ہم کو نکاح منظور نہیں ہے اس صورت میں کیا حکم ہے۔؟

**الجواب:-** ۱۔ نابالغہ کا انکار و عدم انکار برابر ہے (اگر صرف اسکی اجازت سے نکاح کیا گیا ہے تو درست ہی نہیں ہوا[2]۔ ظفیر)

۲۔ بعد بلوغ کے انکار معتبر ہے لیکن فسخ نکاح کے لئے قضاء قاضی شرط ہے[3]۔ کذا فی الدر المختار والشامی۔ فقط۔ (صرف نابالغہ کی منظوری سے نکاح درست نہیں اس لئے اگر ولی نے اجازت نہیں دی تھی تو وہ نکاح نہیں ہوا کہ فسخ کی ضرورت ہو۔ ظفیر)

شیعہ دھوکہ سے نکاح کرلے تو وہ جائز ہے یا نہیں۔

**سوال (۱۱۸۸)** اگر مرد شیعہ کسی عورت کو یہ دھوکہ دے کہ میں سنی ہوں تو اس نکاح کی بابت علماء دین کیا فتویٰ فرماتے ہیں۔؟

**الجواب:-** اس صورت میں فقہاء کا فتویٰ یہ ہے کہ نکاح نہیں ہوتا اور عورت اس سے علیحدہ ہوسکتی ہے۔ فقط۔

---

[1] لو تزوجتہ علی انہ حر او سنی الخ فبان بخلافہ او علی انہ فلان ابن فلان فاذا ھو لقیط او ابن زنا لہا الخیار الخ (رد المحتار باب الکفاءۃ ص۴۳۶ ج۲) ظفیر ۱۲

[2] وھو ای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر و مجنون و رقیق ای شخص صغیر فیشمل الذکر والانثیٰ (رد المحتار باب الولی ص۴۰۶ ج۲) ظفیر ۱۲ ۱۲ ۱۲

[3] لہما ای لصغیر و صغیرۃ خیار الفسخ الخ بالبلوغ الخ بشرط القضاء للفسخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۰ ج۲ و ص۴۲۱ ج۲) ظفیر ۱۲ ۱۲ ۱۲

**نکاح کے بعد جب معلوم ہو کہ لڑکا حرامی ہے تو نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔**

**سوال** (۱۱۸۹) زید نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح ہندہ کے پسر سے کر دیا بعد کو معلوم ہوا کہ ہندہ کا لڑکا حرامی ہے تو ایسے لڑکے سے جس کے نسب میں فرق ہو اور برادری میں بدنامی ہو، زید قبل بلوغ دختر اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہے یا نہیں۔؟

**الجواب:** - اس صورت میں نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے لڑکی بعد بلوغ کے اس کو فسخ کر سکتی ہے اور ولی بھی فسخ کر سکتا ہے[1]۔ فقط

**نسب میں دھوکہ دے کر نکاح کیا بعد میں غلط ثابت ہوا کیا حکم ہے**

**سوال** (۱۱۹۰) ایک شخص نے اپنے کو افغان ظاہر کر کے ایک نو مسلم صالح شخص کی لڑکی سے نکاح کیا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ وہ افغان نہیں ہے لڑکی اور ولی نے اسی وقت سے اظہار ناراضی کر دیا ہے آیا لڑکی اور اس کے ولی کو فسخ نکاح کا اختیار ہے یا نہیں۔؟

**الجواب:** - اگر وہ شخص کفو نہ نکلا تو لڑکی اور اس کے ولی کو اختیار فسخ نکاح کا ہے کیونکہ اس نے دھوکہ دیا اور دھوکہ دینے کی صورت میں فقہاء نے یہی حکم لکھا ہے کہ عورت اور اس کا ولی اس نکاح کو فسخ کر سکتے ہیں۔ کذا فی الدر المختار[2]۔ فقط۔

**شیعہ شوہر سے جو اولاد ہوتی وہ حلال ہے یا حرامی۔**

**سوال** (۱۱۹۱) عورت سنی اور مرد شیعہ کا نکاح درست ہے یا نہیں اور جو اولاد ہوگی وہ حلال ہے یا حرامی اور اس مرد اور عورت کا جماع شرعاً جائز ہے یا نہیں۔؟

**الجواب:** - عورت سنیہ کا مرد شیعہ سے نکاح درست نہیں ہے ان میں

---

[1] و [2] لو تزوجته على انه حر او سنی او قادر علی المہر والنفقة فبان بخلافه او علی انه فلان بن فلان فاذا هو لقيط او ابن زنا لها الخيار (رد المحتار باب الكفاءة ص ۴۳۶ ج ۲) الا اذا شرطوا الكفاءة او اخبرهم بها وقت العقد فزوجوها على ذالك ثم ظهر انه غير كفوء كان لهم الخيار (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الكفاءة ص ۴۳۶ ج ۲) ظفير۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲



باہم تفریق کرا دینی ضروری ہے اور مجامعت و مقاربت درست نہیں ہے باقی یہ کہ اولاد جو ہو چکی وہ ثابت النسب اور ولد الحلال ہے یا نہیں۔ اس میں یہ تفصیل ہے کہ چونکہ روافض کے کفر و ارتداد میں کچھ تفصیل ہے اور نسب کے بارے میں احتیاط ہے اس لئے جو اولاد ہو چکی وہ ثابت النسب اور وارث ہوگی[1] لیکن آئندہ کو احتیاط کرنی چاہئے۔

**قوم راجپوت مسلمان لڑکی سے فقیر نے دھوکہ دیکر شادی کی جائز ہے یا نہیں**

**سوال** (۱۱۹۲) زینب بیوہ قوم راجپوت سے ہے اس کی ایک لڑکی ہندہ نابالغہ ہے زینب نے دھوکہ زید میں آکر (جو کہ قوم کا فقیر تھا اور اس نے اپنے کو راجپوت بتلایا) اپنی لڑکی ہندہ کا نکاح زید سے کر دیا تو یہ نکاح منعقد ہوا یا نہیں۔ کنبہ والے ہندہ کا نکاح دوسری جگہ کرنا چاہتے ہیں جائز ہے یا نہیں۔؟

**الجواب:** - اہل عجم میں کفارت باعتبار نسب کے معتبر نہیں ہے[2] بلکہ پیشہ وغیرہ کے اعلیٰ ادنیٰ ہونے پر مدار ہے بناءً علیہ ظاہر صورت سوال میں نکاح منعقد ہو گیا اور بدوں طلاق دینے شوہر کے دوسرا نکاح ہندہ نابالغہ کا صحیح نہ ہوگا۔ فقط۔

**لڑکے نے دھوکہ دیا کہ فلاں قوم سے ہوں بعد نکاح معلوم ہوا وہ اس قوم سے نہیں ہے تو کیا حکم ہے**

**سوال** (۱۱۹۳) زید نے بکر سے یہ کہا کہ میں قوم کا مردہ ہوں تم اپنی لڑکی میرے نکاح میں دیدو۔ بکر نے یہ قول زید کا سنکر اپنی لڑکی نابالغہ زید کے نکاح میں دیدی اب یہ معلوم ہوا کہ زید نو مسلم کسی اور قوم کا ہے مردہ نہیں ہے بلکہ نٹ ہے۔ اب لڑکی زید کے نکاح میں رہی یا نہیں اور نکاح جائز رہا یا نہیں اور وہ لڑکی والدین کے یہاں رہ سکتی ہے

---

[1] ويحتاط فی اثبات النسب ما امكن (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۴۰۷ ج ۲) وتقدم فی باب المهر ان الدخول فی النكاح الفاسد موجب العدة وثبوت النسب (ايضاً باب العدة ص ۸۳۵ ج ۲) ظفير

[2] وهذا فی العرب واما فی العجم فتعتبر حرية واسلاماً درمختار ای اعتبار النسب انما يكون فی العرب (رد المحتار باب الكفاءة ص ۴۳۴ ج ۲) ظفير۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

یا نہ۔ یا شوہر کے یہاں رہے۔ ؟

**الجواب:۔** تزوجته علی انه حر او سنی او قادر علی المهر والنفقة فبان بخلافه او علی انه فلان بن فلان فاذا هو لقیط او ابن زنا کان لها الخیار الخ (در مختار)[1] وفی الشامی لو انتسب الزوج لها نسباً غیر نسبه فان ظهر دونه وهو لیس بکفوء فحق الفسخ ثابت للکل[2] الخ ان روایات سے معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ میں نکاح فسخ ہو سکتا ہے اور بعد فسخ کرنے نکاح کے بکر اپنی لڑکی کو اپنے گھر رکھے شوہر کے گھر نہ بھیجے کیونکہ نکاح فسخ ہو گیا۔ فقط

**سوال (۱۱۹۴)** | سیدہ کا نکاح نو مسلم حجام سے ہو گیا اور قبول دوسرے نے کیا، کیا حکم ہے |

۱۔ ہندہ بالغہ کے نکاح کی اجازت اس کی ماں نے ایک شخص کو دی کہ خالد سے کر دے۔ بجز ماں کے ہندہ کا کوئی ولی نہیں ہے۔ وکیل بالنکاح نے ہندہ کا عقد یوں کیا کہ خالد خاموش رہا اور کسی دوسرے نے قبول کیا اور کسی تیسرے نے مہر کی تعیین کی اور مجلس مناکحت ختم ہوئی اور وکیل بالنکاح وغیرہ بھی اٹھ گئے پھر بعد عقد خالد و ہندہ یکجا ہوئے اور دو ماہ تک ساتھ رہے اتفاقاً ہندہ کو معلوم ہوا کہ میرا خاوند نو مسلم حجام ہے اس کو سخت صدمہ ہوا کیونکہ یہ نطفہ سادات سے تھی ہندہ اپنے گھر چلی آئی اور اس سے ملنا نہیں چاہتی اور وہ بھی طلاق دینا نہیں چاہتا۔ اس میں کیا حکم ہے۔ ؟

**سوال (۱۱۹۴)** | مرد کی خاموشی قبول ہے یا نہیں |

۲۔ کیا مرد کی خاموشی ایجاب و قبول سے ثبوت نکاح کے لئے کافی ہے۔ ؟

**سوال (۱۱۹۴)** | غیر کفو سے علیحدگی کی صورت |

۳۔ کیا تفریق کفو میں افتراق کی کوئی صورت نکل سکتی ہے۔ ؟

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیرہ قبیل باب العدة ص ۸۳۴ ج ۲ و رد المحتار باب الکفاءة ص ۴۳۶ ج ۲۔ ظفیر۔
[2] رد المحتار باب العنین وغیرہ قبیل باب العدة ص ۸۳۴ ج ۲۔ ظفیر۔ ۱۲



**سوال (۱۱۹۴)** | دو ماہ ساتھ رہنے کے بعد |

۴۔ اگر دو ماہ یا زائد غلطی سے زن و شو میں ناجائز طریقہ سے باہم صحبت رہے تو کیا حکم ہے۔ ؟

**الجواب:۔** ۱ و ۲۔ مرد کی خاموشی ایجاب و قبول سے کافی نہیں ہے۔ اس صورت میں نکاح نہ ہوگا قال فی البزازیة اجاب صاحب البدایة فی امرأة زوجت نفسها بالف من رجل عند الشهود فلم یقل الزوج شیئاً لکن اعطاها المهر فی المجلس انه یکون قبولاً وانکره صاحب المحیط وقال لا ما لم یقل بلسانه قبلت[1]۔ لیکن جب کہ خالد کی طرف سے کسی دوسرے شخص نے قبول کیا تو یہ قبول کرنا فضولی کا ہوا لہذا یہ موقوف ہے خالد کی اجازت پر اگر خالد نے اس کے قبول کرنے کو جائز رکھا اور زبان سے کہہ دیا کہ میں نے اس کے قبول کو تسلیم کیا تو نکاح صحیح ہو جائے گا کما ہو حکم نکاح الفضولی۔

۳۔ اگر بوقت نکاح ہندہ کو اور اس کی ماں کو جو اس کی ولی ہے خالد کے غیر کفو ہونیکا علم نہ تھا تو موافق روایت در مختار ان کا نکاح نہیں ہوا۔ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازه اصلاً[2] الخ اور اگر خالد نے اپنا نسب خلاف ظاہر کیا اور بعد میں ہندہ کو معلوم ہوا تو بعد علم کے اس کو اختیار فسخ نکاح کا ہے۔ لو تزوجته علی انه حر او سنی الخ فبان بخلافه او علی انه فلان بن فلان فاذا هو لقیط او ابن زنا کان لها الخیار[3] الخ۔

۴۔ جو فعل غلطی سے ہوا وہ معاف ہے آئندہ عورت کو اختیار علیحدہ ہو جانیکا ہے۔ فقط

**سوال (۱۱۹۵)** | بالغہ کا غیر کفو میں نکاح کب درست ہے |

بالغہ عورت کا نکاح غیر کفو میں ہو سکتا ہے یا نہیں یعنی لڑکی سنی شخص کی ہو اور لڑکا عموماً پیشہ چوہڑی وغیرہ کرتا ہو مگر مسلم ہو نیز ولی غیر اب و جد ایک دفعہ لڑکی کا نکاح کر دینے سے ولایت اسکی ساقط ہوتی ہے یا نہیں۔ ؟

[1] رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۶۲ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۰۹ ج ۲
[3] رد المحتار باب الکفاءة ص ۴۳۶ ج ۲۔ ظفیر۔ ۱۲

**الجواب:** عورت اگر خود غیر کفو میں نکاح کرنے پر راضی ہو اور اس کا ولی بھی اس پر راضی ہو تو جائز ہے البتہ رضائے ولی کے بغیر بالغہ عورت کو بھی غیر کفو میں نکاح کرنے کا اختیار نہیں۔ قال فی الدر المختار ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً الخ وفی الشامی وھذا اذا کان لہا ولی ولم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضا بعدہ بحر۔ واما اذا لم یکن لہا ولی فھو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً الخ شامی[1] صفحہ ۲۹۷ جلد (۲) اور ایک دفعہ نکاح کر دینے سے ولی کی ولایت زائل نہیں ہوتی۔ فقط واللہ اعلم۔

| باجازت ولی اعلیٰ قوم کی لڑکی کا نکاح ادنیٰ قوم سے جائز ہے یا نہیں |
|---|

**سوال (۱۱۹۶)** اعلیٰ قوم کی لڑکی کا نکاح ادنیٰ قوم کے مرد سے باجازت اولیاء جائز ہے یا نہیں۔؟

**الجواب:** عورت بالغہ اگر اپنا نکاح غیر کفو میں کرے اور اولیاء اس کے راضی ہوں تو وہ نکاح صحیح ہے البتہ اگر اولیاء راضی نہ ہوں تو مفتی بہ یہ ہے کہ وہ نکاح غیر صحیح ہے۔ درمختار میں ہے ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً الخ قولہ بعدم جوازہ اصلاً ھذا روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ رح وھذا اذا کان لہا ولی ولم یرض بہ قبل العقد[2] الخ شامی صفحہ ۲۹۷ جلد (۲) فقط۔

| سیدزادی کا نکاح غیر سید سے درست ہے یا نہیں |
|---|

**سوال (۱۱۹۷)** سیدزادی کے ساتھ غیر سید کا نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

**الجواب:** درمختار میں ہے۔ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً[3] الخ اگر سیدزادی بالغہ اپنا نکاح اپنی رضاء واجازت سے غیر کفو میں کرے بدون اجازت اپنے ولی کے تو یہ جائز نہیں ہے اور اس پر فتویٰ ہے اور اگر ولی کی اجازت سے کرے

---

[1] ردالمحتار باب الولی ص ۴۱۳ ج ۲۔ ظفیر [2] ایضاً۔ ظفیر
[3] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ص ۴۱۳ ج ۲۔ ظفیر



تو وہ نکاح صحیح ہے کذا فی الشامی[1] جلد (۲)۔ فقط (یہ واضح رہے کہ غیر سید سے مراد اگر شیخ صدیقی فاروقی، عثمانی ہے تو یہ نکاح درست ہے کیونکہ یہ سید کے ہم کفو ہیں، ہاں عجمی النسل ہو تو جائز نہ ہوگا۔ ظفیر)

| بالغہ سیدزادی کی شادی ولی کی رضا سے غیر کفو میں جائز ہے۔ |
|---|

**سوال (۱۱۹۸)** ایک شخص نے حسب احکام شریعت ایک عورت سے نکاح کیا اس وقت تک کچھ علم اس بات کا نہ تھا کہ یہ عورت سیدزادی ہے بعد میں شبہ گذرا کہ یہ شاید منکوحہ سیدزادی ہو اگر وہ سیدزادی ہو تو اس نکاح میں کوئی نقص تو نہیں ہے درآنحالیکہ مرد غیر سید ہے۔ ؟

**الجواب:** اگر اس سیدزادی کا کوئی عصبہ نہ تھا یا اگر تھا تو اس کی رضا سے نکاح ہوا اور وہ سیدزادی بالغہ تھی اور اس نے اپنی رضاء سے غیر کفو سے نکاح کیا ہے تو دونوں صورتوں میں نکاح صحیح ہے البتہ اگر اس سیدزادی کا کوئی ولی عصبہ موجود ہے اور وہ اس نکاح سے جو کہ غیر کفو میں ہوا راضی نہیں ہے تو نکاح منعقد نہیں ہوا ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتویٰ الخ درمختار۔ اور شامی میں ہے وھذا اذا کان لہا ولی ولم یرض بہ قبل العقد الخ واما اذا لم یکن لہا ولی فھو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً الخ[2] شامی جلد ثانی صفحہ ۲۹۷۔ فقط

| غیر کفو سے شادی جائز ہے یا نہیں |
|---|

**سوال (۱۱۹۹)** زید نے اپنا نکاح بالغ لڑکی سے کیا جو غیر کفو کی تھی یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں۔ ؟

**الجواب:** بالغہ لڑکی اگر اپنا نکاح اپنی مرضی سے خلاف رائے ولی

---

[1] ھذا اذا کان لہا ولی لم یرض بہ قبل العقد الخ اما اذا لم یکن لہا ولی فھو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً الخ (ردالمحتار ص ۴۱۳ ج ۲) او زوجہا بغیر کفوء ان کان الولی ابا او جدا الخ یصح النکاح اتفاقاً (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ص ۴۱۳ ج ۲) ظفیر
[2] ردالمحتار باب الولی ص ۴۱۳ ج ۲ و ص ۴۰۱ ج ۲۔ ظفیر

وبدون اجازت ولی غیر کفو سے کرے تو وہ نکاح مفتی بہ مذہب کے موافق صحیح نہیں ہوتا کذا فی الدر المختار۔ اور اگر اس بالغہ کا کوئی ولی نہ ہو یا ہو اور اس نے اجازت دیدی ہو تو نکاح صحیح ہو جاتا ہے[1]۔ (منشا یہ ہے کہ لڑکی اونچے خاندان کی ہو تب یہ جواب ہے اور نکاح جائز ہے اس لئے کہ کفو کا اعتبار اسی صورت میں ہوا کرتا ہے[2]۔ ظفیر۔)

دھوکہ سے جو نکاح ہوا اس میں اختیار فسخ ہے یا نہیں۔

**سوال** (۱۲۰۰) زید نے ہندو سے مسلمان ہو کر ایک عورت مسلمان سے نکاح کیا اس کی دختر پیدا ہوئی بعد بلوغ دختر کا نکاح خاندان کشمیریوں میں کر دیا یہ خاندان عرصہ دراز سے مالیر کوٹلہ میں آباد ہیں چونکہ ان کے ناموں میں آخر میں خان ہوتا ہے اور دستاویزات میں بھی افغان لکھواتے ہیں جس سے عموماً ان کو پٹھان سمجھتے ہیں زید نے بھی پٹھان کشمیری خیال کر کے اپنی دختر کا نکاح اس قوم میں کیا۔ دختر زید کا صرف دو دفعہ دو دو تین تین روز کے واسطے اپنے شوہر کے یہاں جانا ہوا۔ دختر زید کو شکایت ہے کہ مجھکو تحویلی کلمات شوہر نے کہے میری ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا گیا مجھکو یہ کہا گیا تھا کہ کشمیری پٹھان ہیں۔ یہ پٹھان نہیں لہذا میں ان کے یہاں جانا نہیں چاہتی۔ مجھکو اوس سے علیحدہ کر دیا جاوے

[1] ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وهو المختار للفتوی الخ ان لم یکن لها ولی فهو ای العقد صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً (درمختار) وهذا اذا کان لها ولی لم یرض به قبل العقد فلا یفید الرضا بعده بحر واما اذا لم یکن لها ولی فهو صحیح نافذ مطلقاً لان وجه عدم الصحة علی هذه الروایة دفع الضرر عن الاولیاء الخ وقول البحر لم یرض به یشمل ما اذا لم یعلم اصلاً فلا یلزم التصریح بعدم الرضا بل السکوت منه لا یکون رضا کما ذکرنا فلا بد حینئذ لصحة العقد من رضا صریحا (رد المحتار باب الولی ص۴۲۴ و ص۴۲۵ ج۲) ظفیر۔ [2] فان حاصله ان المرأة اذا زوجت نفسها من کفو لزم علی الاولیاء وان زوجت من غیر کفو لا یلزم او لا یصح بخلاف جانب الرجل فانه اذا تزوج بنفسه مکافئة له اولا فانه صحیح لازم (رد المحتار باب الکفاءة ص۴۳۶ ج۲) ظفیر۔ ۱۲



والدین دختر بھی چاہتے ہیں کہ یہ نکاح فسخ ہو جاوے۔ شرعاً یہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

**الجواب**:۔ شامی میں اس باب میں تفصیل کی ہے اس قول درمختار پر۔ لو تزوجته علی انه حر او سنی او قادر علی المهر والنفقة فبان بخلافه الخ کان لها الخیار (قوله کان لها الخیار) ای لعدم الکفاءة واعترضه بعض مشائخنا بان الخیار للعصبة قلت وهو موافق لما ذکره الشارح اول باب الکفاءة من انها حق الولی لا حق المرأة لکن حققنا هناك ان الکفاءة حقهما ونقلنا عن الظهیریة لو انتسب الزوج لها نسباً غیر نسبه فان ظهر دونه وهو لیس بکفو فحق الفسخ ثابت للکل وان کان کفواً فحق الفسخ لها دون الاولیاء وان کان ما ظهر فوق ما اخبر فلا فسخ لاحد وعن الثانی وان لها الفسخ لانها عسی تعجز عن المقام معه وتمامه هناك لکن ظهر لی الآن ان ثبوت حق الفسخ لها للتغریر لا لعدم الکفاءة بدلیل انه لو ظهر کفواً یثبت لها حق الفسخ لانه غرها ولا یثبت للاولیاء لان التغریر لم یحصل لهم وحقهم فی الکفاءة وهی موجودة وعلیه فلا یلزم من ثبوت الخیار لها فی هذه المسائل ظهوره غیر کفو۔ شامی جلد ثانی ص۵۹۶ آخر باب العنین قبیل باب العدة۔ اس عبارت سے یہ واضح ہے کہ امام ابو یوسفؒ یہاں تک فرماتے ہیں کہ جس صورت میں شوہر نے جو نسب اپنا بیان کیا ہے اگر اس کے خلاف ظاہر ہو اگرچہ وہ نسب اعلیٰ ہو زوجہ کے نسب سے اور موجب عار نہ ہو تب بھی زوجہ کو اختیار فسخ کا ہے اور اس کی علت یہ بیان فرمائی ہے لانها عسی تعجز عن المقام معه اور علامہ شامیؒ کا رجحان اسی طرف معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اس کے بعد کی عبارت سے واضح ہے جس کو لکن ظهر لی الآن سے بیان فرمایا ہے اور خلاصہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ دھوکہ کی وجہ سے عورت کو خیار فسخ ہے نہ بوجہ عدم کفاءت کے اور دھوکہ صرف اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ شوہر اپنا نسب

[1] دیکھئے رد المحتار باب العنین وغیرہ ص۸۲۲ ج۲ و ص۸۲۳ ج۲۔ ظفیر ۱۲

دوسرا بیان کرے جو واقع میں اس کا نسب نہ ہو اگرچہ غرض شوہر کی دھوکہ دہی نہ ہو جیسا کہ عبارت لو انتسب الزوج الخ سے معلوم ہوتا ہے۔ فقط۔

**بجواب سوال مکرر متعلقہ ۱۲۰۰ مندرجہ صـ۲۳۸** از بندہ احقر بخدمت بابرکت حضرت مخدومی مکرمی جناب مولانا صدیق احمد صاحب مدظلہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، والا نامہ پہونچا روایات فقہیہ سے دونوں باتوں کی گنجائش معلوم ہوتی ہے لہذا معاملات حاضرہ کو دیکھکر مفتی جس جانب کو راجح وانسب جانے فتویٰ دے سکتا ہے علم ناسخ کے تئے قول طرفین فلا نسخ لاحد دلیل کافی ہے اور اگر مفتی کی رائے میں قرائن وحالات سے یہ راجح معلوم ہو کہ بحالت موجودہ زوجین میں موافقت نہ ہوگی اور فسخ کا حکم نہ کرنا دیگر فتن کا باعث ہوگا جیسا کہ مظنون ہے اور دلیل عسی ان تعجز عن المقام معہ کا چسپاں ہونا یہاں زیادہ قرب الوقوع معلوم ہوتا ہے تو قول امام ابو یوسفؒ کو اختیار کرنا بھی موید بالروایات ہے کیونکہ جیسا کہ فقہاء نے فتوے کے لئے یہ ترتیب قائم کی ہے انہ یفتی بقول الامام علی الاطلاق ثم بقول الثانی ثم بقول الثالث[1] الخ اسی طرح بعض نے اس کو بھی صحیح فرمایا ہے کہ امام صاحبؒ اور صاحبین میں سے جس کی دلیل قوی ہوگی اس کو اختیار کیا جاوے جیسا کہ اس عبارت سے ظاہر ہے وصحح فی الحاوی القدسی قوۃ المدرک[2] الخ اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ قوۃ دلیل کا معلوم کرنا ہمارا کام نہیں ہے اس کے سوا ایک اور قاعدہ کی فقہاء نے تصحیح فرمائی ہے جس کو بندہ نے پرچہ شتملہ پر نقل کر دیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ مسائل قضاء ومعاملات میں علی الاطلاق قول امام ابو یوسف رح کا مفتی بہ ہوتا ہے جیسا کہ مسائل وقف میں بھی اس کی تصریح فقہاء نے فرمائی ہے در مختار کتاب الوقف میں ہے۔ واختلف الترجیح والاخذ بقول الثانی احوط واسہل بحر وفی الدرر صدر الشریعۃ وبہ یفتی واقرہ المصنف[3] الخ در مختار اور شامی میں ہے قولہ واختلف الترجیح

[1] ردالمحتار مقدمہ صـ۶۵ ج۱۔ [2] مقدمہ ردالمحتار صـ۶۵ ج۱۔ [3] الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الوقف صـ۵۰۴ ج۳۔ ظفیر



مع التصریح فی کل منہما بان الفتویٰ علیہ لکن فی الفتح ان قول ابی یوسف رح اوجہ عند المحققین[1] الخ شامی صـ۳۶۶ جلد (۳) الحاصل قول امام ابو یوسف رح کا ان معاملات میں راجح ہونا مصرح ہے لیکن مفتی اور قاضی بصورت اختلاف روایات جس جانب کو حسب ضرورت وقرائن اختیار کرے گنجائش ہے ولکل وجہۃ ہو مولیہا۔ فقط۔

در مختار میں ہے واختلف فیما اختلفوا فیہ والاصح کما فی السراجیۃ وغیرہا انہ یفتی بقول الامام علی الاطلاق ثم بقول الثانی ثم بقول الثالث ثم بقول زفر والحسن بن زیاد وصحح فی الحاوی القدسی قوۃ المدرک[2] ای قوۃ الدلیل وفی الشامی تتمہ قد جعل العلماء الفتوی علی قول الامام الاعظمؒ فی العبادات مطلقا الخ وقد صرحوا بان الفتویٰ علی قول محمد رح . . . . . . . فی جمیع مسائل ذوی الارحام وفی قضاء الاشباہ والنظائر الفتوی علی قول ابی یوسف رح فیما یتعلق بالقضاء کما فی القنیۃ والبزازیۃ الخ ای لحصول زیادۃ العلم لہ بہ بالتجربۃ الخ وفی شرح البیری ان الفتویٰ علی قول ابی یوسف رح ایضاً فی الشہادات الخ شامی جلد[3] اول صـ۴۹۔ فقط۔

**سوال** (۱۲۰۱) رافضی شیعہ اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت بیان کرکے اہل اسلام کی لڑکیوں سے نکاح کر لیا کرتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ تقیہ فرض ہے اور ان کا تقیہ کرنے سے اہل سنت والجماعت لڑکی کا نکاح ان سے قائم رہتا ہے یا نہیں اور ان کے تقیہ کا کیا حکم ہے اور تقیہ کے معنی شرعاً کیا ہیں۔ ؟

> تقیہ کا کیا معنی ہے اور شیعہ دھوکہ دیکر سنی لڑکی سے جو نکاح کرتے ہیں اسکا کیا حکم ہے

**الجواب**:۔ شیعہ اور رافضی اگر دھوکہ دیکر اور اپنے کو سنی ظاہر کرکے کسی

[1] ردالمحتار کتاب الوقف صـ۵۰۴ ج۳۔ [2] الدر المختار علی ہامش ردالمحتار صـ۶۵ ج۱ ظفیر [3] ردالمحتار صـ۶۶ ج۱۔ ظفیر ۱۲ ۳ ۱۲ ۱۲

سنیہ سے نکاح کرلیوے تو بعد علم کے اس عورت سنیہ اور اس کے ولی کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے اور غلاۃ روافض جو ادلوہیت حضرت علی رضؓ کے معتقد ہیں یا حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کی صحابیت کے منکر ہیں یا حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان باندھتے ہیں ان کو فقہاء نے قطعاً کافر کہا ہے کما فی الشامی نعم لا شک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃ رضؓ او انکر صحبۃ الصدیق او اعتقد الالوھیۃ فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی او نحو ذالک من الکفر الصریح المخالف للقرآن الخ[1] ص ۲۹۴ جلد ثالث شامی

پس ایسے غالی رافضی کا نکاح مسلمہ سنیہ سے منعقد نہیں ہوتا۔ اور تقیہ جو کہ روافض کا معمول ہے اور وہ درحقیقت نفاق ہے اور کذب ہے حرام ہے کیونکہ روافض بھی مثل منافقین کے اہل سنت والجماعت کے دھوکہ دینے کو ان کے سامنے اپنی اغراض عاجلہ کی وجہ سے اپنے کو سنی ظاہر کرتے ہیں اور اپنے عقائد باطلہ کو چھپاتے ہیں جیسا کہ منافقین اپنے عقائد باطلہ کو اہل اسلام کے سامنے چھپایا کرتے تھے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا کرتے تھے۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ الآیہ۔ اور اس تقیہ کو فرض کہنا یہ بھی منافقین کی سی خصلت ہے کہ وہ اس کو بڑی ہوشیاری سمجھتے تھے کہ جھوٹ بول کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل اسلام کو دھوکہ دیتے تھے پس فرض کہنا روافض کا ایسے مذموم اور قبیح امر کو یہ بھی منجملہ روافض کی خباثت کے ہیں اور دلیل ہے ان کے مذہب کے بطلان کی۔ فقط

بنت صالحہ کا فاسق سے نکاح جائز ہے یا نہیں

**سوال** (۱۲۰۲) کسی فاسق کے فاسق لڑکے سے کسی متشرع آدمی کی لڑکی کا عقد ہو سکتا ہے یا نہ اگر درصورت عدم واقفیت فسق کے عقد کر دیا جائے تو صحیح ہو گا یا نہ لڑکی قبل از بلوغ اپنے شوہر کے گھر گئی اور وہیں بالغہ ہوئی وہاں سے میکے آئی اور اب بوجہ فسق و فجور و تعدی شوہر وغیرہ دوبارہ سسرال

[1] رد المحتار باب المرتد ص ۴۰۵ ج ۳ و ص ۴۰۶ ج ۳۔ ۱۲۰۔ ظفیر۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲



جانے سے انکار کرتی ہے اس صورت میں کیا حکم ہے لڑکی بالغہ ہے اور ولی اقرب (اب) نے اس کی بلا رضامندی اس کا عقد کر دیا قبل از عقد اس کی نارضائی اس درجہ تھی کہ سونا کھانا حرام کر دیا بعد از عقد بزرگوں کے جبر و اکراہ سے سسرال گئی اور پھر وہاں سے میکہ آئی اور اب عدم طلاق یا عدم خلع پر خودکشی کو ترجیح دیتی ہے اور سسرال جانا گوارا نہیں کرتی اور شوہر نہ طلاق پر راضی ہے نہ خلع پر لڑکی ارتداد و خودکشی پر آمادہ ہے تو بجز طلاق و خلع کے کوئی صورت لڑکی کی علیحدگی کی ہے یا نہ۔ ؟

**الجواب**:۔ قال فی الدر المختار فلیس فاسق کفوا الصالحۃ الخ وفی رد المحتار من الخانیۃ لا یکون الفاسق کفوا للصالحۃ بنت الصالحین الخ ص ۳۲۰ جلد (۲) شامی وایضاً فی الدر المختار ولزم النکاح ولو بغبن فاحش الخ او بغیر کفوء ان کان الولی المزوج بنفسہ ابا او جدا الخ ایضاً فیہ کذا لو زوجھا الولی عندھا بحضرتھا فسکتت صح فی الاصح ان علمتہ کما مر والسکوت کالنطق فی سبع وثلثین مسئلۃ مذکورۃ فی الاشباہ الخ۔ ان عبارات و امثالہا سے جملہ شقوق سوال کا جواب یہ معلوم ہوا کہ فاسق عورت صالحہ دختر صالحین کا کفو نہیں ہے اور اگر باپ دادا کے سوا دوسرا کوئی ولی غیر کفو میں نکاح کر دے تو وہ صحیح نہیں ہوتا لیکن اگر باپ دادا غیر کفو مثلاً فاسق سے اپنی دختر کا نکاح کر دے تو وہ صحیح ہے اور لڑکی بالغہ پر ولایت اجبار کسی کو نہیں ہے اس کا نکاح خود اس کی اجازت سے ہو سکتا ہے لیکن ولی نے اگر اس کا نکاح کیا اور وہ خاموش رہی اور اس نے نکاح کی خبر سنکر اس نکاح کو رد نہ کیا اگرچہ پہلے سے وہ خاموش تھی تو وہ نکاح صحیح ہو گیا اور اگر فوراً اس نے اس نکاح سے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھکو منظور نہیں ہے تو وہ نکاح باطل ہو گیا پس اگر یہ دوسری شکل واقع ہوئی ہے یعنی بالغہ نے نکاح کی خبر پا کر انکار کر دیا اور اپنی ناراضی ظاہر کر دی تو وہ نکاح باطل ہو گیا اس صورت میں دوسرے شخص سے اس کا نکاح صحیح ہے اور اگر

پہلی صورت واقع ہوئی ہے یعنی اُس لڑکی بالغہ نے نکاح کی اطلاع پاکر باپ کے کئے ہوئے نکاح پر سکوت کیا اور اس کو رد نہ کیا اور صراحتہً انکار نہ کیا تو وہ نکاح باپ کا کیا ہوا صحیح ہوگیا اس صورت میں بدون طلاق دینے یا خلع کرنے کے وہ لڑکی اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہ ہوگی اور دوسرا نکاح کرنا اُس کا جائز نہ ہوگا۔ فقط۔

فاسق صالحہ کا کفو ہے یا نہیں

**سوال** (۱۲۰۳) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ امۃ الرحمٰن بالغہ بنت مولانا سلیمان مرحوم بن مولانا محمد یوسف مرحوم بن مولوی عبدالقیوم مرحوم بن مولوی عبدالحی صاحب مرحوم جو کہ خود صالحہ اور بنت الصلحاء ہے اوس کے ماموں یہ کہتے ہیں کہ اسکا نکاح میرے لڑکے سے ہوگیا ہے۔ اور وہ لڑکا صوم وصلوٰۃ و ضروریات شرعیہ کا پابند نہیں ہے انٹریس میں انگریزی پڑھتا ہے اور جدید روشنی کے روشن دماغوں کا ہم خیال ہے اور مسماۃ کا چچا مولوی محمد اسمٰعیل نبیرہ مولوی عبدالقیوم مرحوم یہ چاہتا ہے کہ مسماۃ کا نکاح کسی مرد صالح کے ساتھ اس کی رضامندی سے ہوجائے۔ چونکہ کفائۃ دیانۃ کے اعتبار سے مندرجہ ذیل عبارات فقہیہ کی رو سے معتبر سمجھی گئی ہے۔ قال وتعتبر ایضاً فی الدین ای الدیانۃ وھذا قول ابی حنیفۃ و ابی یوسف رحمہما اللہ ھو الصحیح لانہ من اعلی المفاخر والمرأۃ تعیر بفسق الزوج فوق ماتعیر بضعۃ نسبہ ھدایہ اولین فصل فی الکفاءۃ ص۲ روی الحسن عن ابی حنیفۃ رح انہ یجوز النکاح ان کان کفواً وان لم یکن کفواً لایجوز اصلاً واختلفت الروایات عن ابی یوسف رح والمختار فی زماننا للفتوی روایۃ الحسن رح قال الشیخ الامام شمس الائمۃ سرخسی رح روایۃ الحسن اقرب الی الاحتیاط قاضی خان جلد اول فی شروط النکاح ص۱۵۴ ج۳ ۔ وتعتبر فی العرب والعجم دیانۃ ای تقوی فلیس فاسق کفوًا لصالحۃ اوفاسقۃ بنت صالح معلنا کان اولا علی الظاھر۔ درمختار علی حاشیۃ الطحطاوی



قولہ (معلنا کان اولا) اما اذا کان معلنا فظاھر واما غیر المعلن فھو بان یشھد علیہ بانہ فعل کذا من الفسقیات وھو لایجاھر بہ فیفرق بینھما بطلب الاولیاء۔ حاشیہ طحطاوی علی الدر المختار صفحہ ۴۳ جلد (۲) ......

پس حسب قوانین مندرجہ بالا عبارات چچا مذکور نکاح سابق کو قاضی سے فسخ کراکر کسی مرد صالح کے ساتھ اس لڑکی کی رضامندی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ مستفتی ریاست اسلامیہ کا باشندہ ہے قاضی و مفتی موجود ہیں فسخ نکاح کا کام ممکن ہے لڑکی سے بارہا دریافت کیا گیا حسب عادت بنات صلحاء و شرفاء شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتی ہے اور اجازت صریحہ کا ثبوت بھی لڑکی کی طرف سے نہیں معلوم ہوتا حالانکہ عبارت مندرجہ ذیل سے اجازت صریحہ ضروری معلوم ہوتی ہے قال ان فعل ھذا غیر الولی یعنی استامر غیر الولی اوولی غیرہ اولی منہ لم یکن رضا حتی تتکلم بہ لان ھذا السکوت لقلۃ الالتفات الی کلامہ فلم یقع دلالۃ علی الرضاء ولو وقع فھو محتمل والاکتفاء بمثلہ للحاجۃ ولا حاجۃ فی حق غیر الاولیاء ھدایہ اولین باب الاولیاء والاکفاء۔

**الجواب**:۔ یہ صحیح ہے کہ کفائۃ فی الدین معتبر ہے فاسق آدمی صالحہ بنت صالحین کا کفو نہیں ہے اور مفتی بہ یہ ہے کہ ولی مزوج اگر باپ دادا کے سوا کوئی اور ہے تو غیر کفو میں نکاح صحیح نہیں ہوتا فسخ کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا اور صورت مسئولہ میں تو مزوج ولی بھی نہیں ہے کیونکہ عصبات کی موجودگی میں ماموں کو ولایت نہیں ہے بلکہ ماموں اس صورت میں اجنبی ہے۔ اس حالت میں تو اگر کفو میں بھی نکاح ہوتا تو بالغہ لڑکی کی صریح اجازت کے بغیر نکاح نہ ہوتا اور صورت مذکورہ میں لڑکی کی صریح اجازت ثابت نہیں ہے۔ لہذا ان دونوں وجہوں سے نکاح مذکور غیر صحیح اور ناجائز ہے کما ذکر فی السوال۔

چچا جو کہ ولی شرعی ہے بالغہ کی اجازت سے کسی صالح شخص کے ساتھ اس کا نکاح

کر دے یہ نکاح جائز ہو جائے گا اور ولی کے نکاح کرنے کی صورت میں بالغہ کا سکوت بھی دلیل رضامندی کی ہے کما فی الدر المختار و کذا اذا زوجہا الولی عندہا فسکتت صح وفیہ ایضاً قبلہ فان استاذنہا ہوای الولی (الیٰ ان قال) فسکتت عن ردہ (الیٰ قولہ) فہو اذن الخ فقط واللہ اعلم ۔

بہن بیٹی کی اولاد ہم کفو ہے یا نہیں

**سوال** (۱۲۰۴) بہن یا بیٹی کی اولاد کفو ہے یا نہیں ؟

**الجواب** :۔ بہن بیٹی کی اولاد کفو ہے بشرطیکہ ان کی شادی کفو میں ہوئی ہو فقط کتبہ احقر الطلبہ رشید احمد غفرلہ ۔ الاجوبۃ صحیحۃ ۔ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ۔ (الکفاءۃ معتبرۃ من جانبہ لا من جانبہا (تنویر) درمختار علی الشامی جلد (۲) صفحہ ۴۳۶ ..... جمیل الرحمٰن ۔ )



# ساتواں باب

## فصل اول مسائل و احکام مہر

بیوی کے مرنے کے بعد مہر کا روپیہ وارثوں کو دیا جائے یا خیرات کر دیا جائے ۔

**سوال** (۱۲۰۵) زید کی بیوی ہندہ کے مہر پچاس روپیہ باندھے گئے تھے وہ بیوی مر گئی ۔ اب زید چاہتا ہے کہ مہر ادا کر دوں ۔ بیوی نے کچھ اولاد نہیں چھوڑی صرف ماں باپ ہیں اب وہ مہر کا روپیہ وارثوں کو دے یا خیرات کر دے اور مصرف خیرات عمدہ کیا ہے ۔ ؟

**الجواب** :۔ جو مہر ہندہ کا بذمہ شوہر ہے اس میں نصف شوہر کو پہنچیگا اور نصف ہندہ کے والدین کو ملے گا[1] زید کو اپنے حصہ کا اختیار ہے کہ خیرات کر دے ۔ والدین کا حصہ ان کو دینا چاہئے یا وہ اجازت دیں تو خیرات کر دینا درست ہے ۔ عمدہ مصرف صدقہ کے محتاج و مساکین ہیں باقی حسب موقع جس کام کی ضرورت ہو اس میں صرف کرے باختلاف اوقات مختلف مصارف بہتر ہوتے ہیں ۔ فقط ۔

مہر کے بدلے میں مکان دیا تو کیا حکم ہے

**سوال** (۱۲۰۶) زید کی زوجہ ہندہ کے مہر پچاس روپیہ کے تھے ۔ زید جب مرنے کے قریب ہو گیا تو اس وقت مجھکو بلایا اور قاضی کے رجسٹر میں قاضی سے یہ لکھوا دیا کہ بعوض مہر اپنی زوجہ ہندہ کو ایک مکان خام دیتا ہوں ۔ روبرو گواہان کے یہ کام کیا گیا ۔ اس صورت میں مہر ادا ہو گئے یا نہیں اور کوئی امر خلاف شریعت تو نہیں ہوا

**الجواب** :۔ اس صورت میں مہر ادا ہو گئے اور کچھ خلاف شریعت نہیں ہوا ۔ فقط

[1] واما للزوج فحالتان النصف عند عدم الولد وولد الابن وان سفل (سراجی ص ۱۲) ۔

**مہر معجل چار سال بعد بھی ادا نہیں کیا تو حق زوجیت ہے یا نہیں۔**

**سوال** (۱۲۰۷) ایک عورت کا نکاح مہر معجل کیساتھ ہوا جس کو عرصہ چار سال کا ہو گیا۔ لیکن شوہر نے وہ مہر ادا نہیں کیا۔ عدالت تک نوبت پہونچی ڈگری بھی مہروں کی ہو گئی لیکن کوئی صورت وصولیابی کی نہیں۔ آیا ایسا شوہر حق زوجیت رکھتا ہے یا نہیں جبکہ شوہر مہر ادا کرنا نہیں چاہتا۔ ؟

**الجواب:** مہر معجل کے ادا نہ کرنے سے نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا اور عورت اس کی زوجیت سے اور نکاح سے خارج نہیں ہوتی۔ لیکن عورت وطی وغیرہ سے انکار کر سکتی ہے اور ساتھ جانے سے بھی انکار کر سکتی ہے ولها منعه من الوطی ودواعيه والسفر به الخ لاخذ ما بين تعجيله من المهر كله او بعضه الخ[۱] ص ۳۵۵ شامی باب المہر

**مہر لینے کے لئے عورت اپنے آپ کو روک سکتی ہے یا نہیں**

**سوال** (۱۲۰۸) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا۔ لڑکی زید کے گھر سے خاوند کے گھر کبھی نہیں گئی اور خلوت صحیحہ بھی نہیں ہوئی۔ اور دولہا نے طلاق بھی نہیں دی اس صورت میں دولہن مہر کے لینے کی غرض سے اپنے آپ کو روک سکتی ہے یا نہیں۔ اگر خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق ہو تو مہر کس قدر ہوگی۔ ؟

**الجواب:** درمختار میں ہے ولها منعه من الوطی ودواعيه والسفر به ولو بعد وطی وخلوة لاخذ ما بين تعجيله من المهر كله او بعضه الخ[۲]۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر مہر معجل ہے تو عورت مہر کے لینے کی وجہ سے وطی وغیرہ سے شوہر کو منع کر سکتی ہے۔ اور طلاق قبل وطی وخلوت سے نصف مہر لازم آتا ہے فقط (اور اگر مہر معجل (فوری ادائیگی والا) نہ ہو تو شوہر کو وطی سے منع نہیں کر سکتی۔ ظفیر)

**جو عورت خود طلاق حاصل کرے کیا وہ مہر لے سکتی ہے۔**

**سوال** (۱۲۰۹) جو عورت اپنے خاوند سے خود مانگ کر طلاق لے کیا مہر لینا شرعاً درست ہے یا نہیں جس حال میں کہ خلع نہ ہوا ہو اگر خاوند مہر دینے سے انکار کرے تو اسکا قیامت میں مواخذہ ہوگا یا نہیں۔ ؟

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۲/۴۹۳ و ص ۲/۴۹۴۔ [۲] ایضاً۔ ظفیر



**الجواب:** مہر اس عورت کا لازم ہے۔ اگر مدخولہ ہے تو پورا مہر واجب ہے ورنہ نصف۔ اور نہ دینے سے شوہر حقوق العباد میں ماخوذ ہوگا[۱]۔ فقط

**مہر معجل و مؤجل کسے کہتے ہیں**

**سوال** (۱۲۱۰) ۱؎ مہر معجل اور مؤجل کس کو کہتے ہیں آیا معجل اور مؤجل کے جو معنی لغوی ہیں وہی کتب فقہ میں معتبر ہیں یا فقہاء نے اپنی اصطلاح میں کوئی دوسرے معنی لیکر فقہ میں استعمال کیا ہے۔ ؟

**مہر نصف معجل ہو اور نصف مؤجل تو مطالبہ کرنا کیسا ہے**

**سوال** (۱۲۱۰) ۲؎ کسی مرد کا نکاح کسی عورت سے ہوا اور اس میں مہر نصف معجل اور نصف مؤجل قرار پایا اور بعد بیس برس نکاح عورت قبل طلاق اور قبل موت احد الزوجین مطالبہ مہر کا کیا۔ یہ مطالبہ کرنا عورت کا صحیح ہے یا نہ۔ ؟

**جب مہر میں تفصیل نہ ہو تو مطالبہ کا کیا حکم ہے**

**سوال** (۱۲۱۰) ۳؎ کسی مرد کا نکاح کسی عورت سے ہو اور مقدار مہر ذکر کی گئی لیکن معجل اور مؤجل کا کچھ تذکرہ نہیں ہوا تو بلا طلاق اور بلا موت احد الزوجین کے عورت کو حق مطالبہ مہر کا حاصل ہے یا نہیں۔ ؟

**الجواب:** مہر معجل اور مؤجل کے جو معنی لغوی ہیں وہی اصطلاح فقہاء میں ہیں جو مہر فی الحال دیا گیا یا فی الحال دینا اس کا قرار پایا وہ معجل ہے اور جس مہر کی کچھ مدت ادا کے لئے مقرر کی گئی یا لا علی التعیین چھوڑا گیا ہو وہ مؤجل ہے اور غیر معین مدت کے لئے مدت موت یا طلاق ہے پس اگر نصف مہر معجل اور نصف مؤجل ہے تو معجل کا مطالبہ عورت فی الحال کر سکتی ہے[۲]

---

[۱] ويجب العشرة ان سماها او دونها ويجب الاكثر منها ان سمى الاكثر ويتاكد عند وطی او خلوة صحت من الزوج او موت احدهما ويجب نصفه بطلاق قبل وطی او خلوة (درمختار) افاد ان المهر وجب بنفس العقد وانما يتاكد لزوم تمامه بالوطی ونحوه (رد المحتار باب المہر ص ۲/۴۵۵) ظفیر۔ [۲] ولها منعه من الوطی ودواعيه الخ لاخذ ما بين تعجيله من المهر كله او بعضه او اخذ قدر ما يعجل لمثلها عرفاً به يفتى لان المعروف كالمشروط ان لم يؤجل او يعجل كله الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۲/۴۹۳ و ص ۲/۴۹۴) ظفیر۔

اور مؤجل غیر معین کا مطالبہ بدون مفارقت کے یعنی بدون طلاق یا موت کے نہیں ہو سکتا۔ اور تیسرے سوال کا جواب بھی یہی ہے کہ بلا طلاق یا موت کے مطالبہ مہر کا نہیں ہو سکتا کما فی العالمگیریۃ۔ لا خلاف لاحد ان تاجیل المهر الی غایۃ معلومۃ نحو شہر او سنۃ صحیح وان کان لا الی غایۃ معلومۃ فقد اختلف المشائخ فیہ قال بعضهم یصح و هذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسها وهو الطلاق او الموت الخ عالمگیریۃ[1]۔ فقط

**مہر مؤجل ادا کئے بغیر بھی بیوی کو لیجا سکتا ہے اور بیوی کی تکلیف بیان کرنا جرم نہیں**

**سوال** (۱۲۱۱) زید نے اپنی دختر کی شادی بکر کے ساتھ کر دی بکر کی سوتیلی خوشدامن بکر سے کسی وجہ سے ناراض ہے اور زوجہ بکر کو اس کے گھر جانے نہیں دیتی اور زید کو بھی بہکا رکھا ہے۔ نکاح بکر کا بہ تقرر مہر مبلغ پانچ صد روپیہ الیٰ الوقت پر معین ہوا ہے جو غیر معجل ہے دختر زید وقت نزدیکی کے جیں بجیں ہوتی ہے لیکن بعد نزدیکی کے تکلیف ہونا بتلاتی ہے کہ جس کا اظہار حال علاج ہونے پر زید کو ہوا اب زید اس بات پر پردہ فاش کرنیکا جرم بکر پر عائد کرکے زوجیت سے قطع تعلق کرانیکا خواہشمند ہے۔ آیا اس صورت میں بکر اپنی زوجہ کو لیجا سکتا ہے۔ اور بکر نے اگر علاج کی غرض سے عورت کا جسمانی حال کہا تو بکر پر کوئی مواخذہ یا جرم عائد ہو سکتا ہے۔ اور زید اپنی دختر کا مہر فی الحال لے سکتا ہے یا نہیں۔؟

**الجواب:۔** بکر اس صورت میں اپنی زوجہ کو لیجا سکتا ہے اور اس کو حق ہے کہ اپنی زوجہ کو لیجاوے۔ اور مہر جس کی کوئی میعاد بیان نہیں کی گئی اس کا وقت وصول کا طلاق یا موت ہوتی ہے فی الحال اس مہر کا مطالبہ نہیں ہو سکتا[2]۔ اور بغرض علاج تکلیف جسمانی

[1] عالمگیری مصری کتاب النکاح باب سابع فصل حادی عشر ص ۲۹۹ ج ۱۔ ظفیر۔

[2] ولا یذکر الوقت للمؤجل الخ یقع ذالک علی وقت وقوع الفرقۃ بالموت او بالطلاق وروی عن ابی یوسف ما یؤید هذا القول کذا فی البدائع (عالمگیری مصری کتاب النکاح باب سابع فصل حادی عشر ص ۹۱ ج ۱) ظفیر۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲



زوجہ کا بیان کرنا جرم نہیں ہے۔ بکر اس میں مجرم نہیں ہے۔ فقط۔

**مرض الموت میں مہر معاف کرانے سے معاف نہیں ہوتا ہے جائداد میں دونوں بیویوں کی اولاد کا حق ہے**

**سوال** (۱۲۱۲) زید نے اپنی منکوحہ سے مرض الموت میں درحالیکہ اس کے بطن سے کسن اولاد بھی زندہ موجود ہے مہر معاف کرائے بعدہ زید نے نکاح ثانی کیا چنانچہ اس بیوی سے بھی کچھ اولاد ہوئی اور موجود ہے اور اس کی وفات کے بعد موجودہ بیوی نے زید کی جائداد سے اپنا مہر اور حصہ وراثت اور اپنی اولاد کے حصہ وراثت حاصل کئے اور زید کی پہلی اولاد کو ان کی والدہ کے دین مہر سے بوجہ علت تمادی لادعویٰ کر دیا اور جائداد زید پر اپنا قبضہ جماکر حصہ وراثت سے بھی محروم کروا دیا ہے۔ آیا شرعاً پہلی بیوی کی اولاد زید کی جائداد سے اپنی والدہ کا دین مہر اور حصہ وراثت حاصل کر سکتی ہے یا نہیں اور کیا معاف کرا لینے سے دین مہر ساقط ہو جاتا ہے۔ اور کیا تمادی اسقاط حقوق میں شرعاً معتبر ہے اور موثر ہے یا نہیں۔؟

**الجواب:۔** حالت مرض الموت میں مہر معاف کرنا شوہر کو معتبر نہیں ہے۔ اس متوفیہ کی اولاد اپنا حصہ میراث کا اور مہر کا شرعاً پانے کی مستحق ہے زوجہ ثانیہ کا قبضہ تمام جائداد و ترکہ شوہری پر شرعاً باطل ہے پہلی زوجہ کی اولاد کا اس میں حق ہے اور تمادی شرعاً کوئی چیز نہیں ہے کتب فقہ میں ہے ان الحق لا یسقط بتقادم الزمان شامی[1]۔ وفی الدر المختار اعتاقہ ومحاباتہ وهبتہ الخ کل ذالک حکمہ کحکم وصیۃ الخ[2] وفیہ ایضاً لا وصیۃ لوارث[3]۔ فقط۔

**لڑکی کے ولی کو مہر لیکر خرچ کرنا اور مہر سے زیادہ روپیہ لینا کیسا ہے**

**سوال** (۱۲۱۳) اولیاء مخطوبہ کو خاطب سے مہر کے سوا اور کچھ لینا اور مہر لیکر اس میں تصرف مالکانہ کرنا اور دعوت

[1] باب اللعان ص ۷۳۷ ج ۲ [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العتق فی المرض ص ۵۹۶ و ص ۵۹۷ ج ۵۔ ظفیر۔

[3] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الوصایا ص ۵۰۵ ج ۵۔ ۱۲۔ ظفیر۔ ۱۲

وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ؟

**الجواب** :- اولیاء مخطوبہ کو زر مہر سے کچھ لیکر اس میں تصرف بیجا کرنا جیسا کہ مذکور ہے یعنی اس کو دعوت اقرباء وغیرہم میں صرف کرنا اور ضائع کرنا درست نہیں ہے کیونکہ بعض اولیاء کو اگرچہ مہر کا لینا بعض احوال میں درست ہے لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ لڑکی کے لئے اس مہر کو لیوے نہ یہ کہ تصرف بیجا اس میں کرے کہ اضاعت مال صغیر وصغیرہ باپ دادا کو بھی درست نہیں ہے اور بغیر مہر سے کچھ لینا زوج وغیرہ سے اس کو فقہاء نے رشوت سے تعبیر فرمایا ہے اور عبارات مذکورہ فی السوال سے اس کی اجازت نہیں نکلتی کہ مہر لیکر اس کو بے موقع رسومات نکاح میں صرف کرے[1]۔ فقط

شوہر بعد نکاح مہر چڑھادے تو بیوی اس کی بھی مستحق ہوگی

**سوال** (۱۲۱۴) زوجین وقت نکاح نابالغ تھے اب دونوں بالغ ہیں اور زوجہ اب تک رخصت نہیں ہوئی۔ اگر زوج حسب منشاء زوجہ کی کچھ زیادہ مہر مقرر کر دیوے اور پھر کبھی زوجہ کے رخصت ہونے سے پہلے اگر مہر کے وصول کرنے کی ضرورت پڑے یا زوج طلاق دیدے تو زوجہ کل مہر پانے کی شرعاً مستحق ہوگی یا نہیں؟

**الجواب** :- قال فی الدر المختار قولہ فانہا تلزمہ ای الزیادۃ ان وطی او مات عنہا[2] الخ شامی۔ پس معلوم ہوا کہ وطی کے بعد پورا مہر مع زیادتی کے لازم ہوتا ہے۔ فقط۔

مطلق مہر کی صورت میں طلاق کے بعد عورت مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے

**سوال** (۱۲۱۵) ہندہ کا نکاح جو زید سے ہوا اس میں نہ تو قاضی صاحب نے نہ ناکح نے بھی مہر کی تفصیل بیان کی

---

[1] ومن السحت ما یاخذ الصہر الختن بسبب بنتہ بطیب نفسہ ...

(رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع ص ۳۴۳/۵) ظفیر۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

[2] رد المحتار باب المہر ص ۳۶۳/۲۔ درمختار کی پوری عبارت یہ ہے او زید علی ما سمی فانہا تلزمہ بشرط قبولہا فی المجلس او قبول ولی الصغیرۃ الخ (رد المحتار باب المہر ص ۳۶۳/۲) ظفیر



نہ معجل کہا نہ مؤجل۔ ناکح نے کہا کہ میں نے ہندہ کو بعوض دین مہر ۵ ہزار کے اپنی زوجیت میں قبول کیا آیا یہ مہر معجل ہوا یا مؤجل یا کچھ معجل اور کچھ مؤجل۔ زید نے ہندہ کو طلاق دیدی کیا ہندہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ زید سے اپنے مہر کا مطالبہ کرے۔ کیا بوقت نکاح مہر معجل مؤجل کی تفصیل نہ ہونے سے اب ہندہ کے مہر کی وصولی میں کوئی جھگڑا پڑیگا۔ مہر معجل و مؤجل کی تعریف جامع مانع ارقام فرمادیں۔ ؟

**الجواب** :- مہر معجل اور مؤجل کے جو معنی لغوی ہیں وہی شرعی ہیں یعنی مہر معجل وہ ہے جو فی الحال دیا جاوے یا فی الحال دیا جانا اس کا مقرر کیا جاوے۔ اور مؤجل وہ ہے کہ اس کی کچھ مدت معین ہو۔ اور جس مہر میں معجل اور مؤجل کا کچھ ذکر نہ ہوا اس میں عرف کا اعتبار ہے یعنی جس قدر عرفاً ادا دیا جاتا ہو اس قدر معجل ہوگا اور باقی مؤجل ـــ عالمگیریہ میں ذکر کیا ہے کہ معجل کے لئے اگر کوئی وقت ذکر نہ کیا جائے تو وقت اس کی ادا کا طلاق ہے یا موت پس صورت مسئولہ میں چونکہ زید نے ہندہ کو طلاق دیدی ہے تو ہندہ مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے[1]۔ فقط۔

تیسرے خاوند کرنے کے بعد بھی پہلے دونوں شوہروں سے مہر پانے کی مستحق ہے

**سوال** (۱۲۱۶) حلیمہ نے تین نکاح کئے اب تیسرے خاوند کی بوجوگی میں دو سابقہ خاوند فوت شدہ سے مہر لینے کی مستحق ہے یا نہیں؟

**الجواب** :- وہ عورت مستحق مہر لینے کی ہے[2]۔ فقط۔

---

[1] وان کان لا الی غایۃ معلومۃ فقد اختلف المشائخ فیہ قال بعضہم لا یصح وہذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسہا وہو الطلاق او الموت۔ (عالمگیری مصری کتاب النکاح باب سابع فصل حادی عشر ص ۲۹۹/۲) ظفیر۔ ۱۲

[2] فما ن ادفعلیہ المسمی ان دخل بہا او مات عنہا لانہ بالدخول یتحقق تسلیم المبدل وبہ یتاکد البدل وبالموت ینتہی النکاح نہایتہ والشیٔ بانتہائہ یتقرر ویتاکد (ہدایہ باب فی المہر ص ۳۰۴/۲) ظفیر۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

دینار سرخ کی قیمت جب مختلف ہے تو فیصلہ کیا ہو گا

**سوال (۱۲۱۷)** ہندہ کا مہر پانسو دینار سرخ قرار پایا تھا اور دینار سرخ کا وزن اور قیمت مختلف فیہ ہے۔ اقل درجہ دینار سرخ کتنے ماشہ کا اور سکہ کلدار مروجہ سے کتنے روپیہ کا ہوتا ہے اور اکثر درجہ کیا ہے اور قول مفتی بہ اس بارہ میں کیا ہے اور دینار کس چیز کا ہوتا ہے۔ ؟

**الجواب :-** دینار اور مثقال ایک چیز ہے اور وزن مثقال اور دینار کا ساڑھے چار ماشہ ہے اور یہ سونے کا ہوتا ہے۔ پس سونا اگر اٹھائیس روپیہ کا ایک تولہ آتا ہو جیسا کہ اسوقت نرخ ہے تو ایک دینار عـــہ کا ہو گا۔ غیاث اللغات میں ہے کہ مثقال بالکسر نام ایک وزن کا کہ ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے[1]۔ فقط (اس وقت ۱۳۸۳ھ ہجری میں سونا پونے دو سو روپیہ تولہ بکتا ہے اس لئے اس زمانہ میں دینار کی قیمت بہت بڑھ جائیگی ہر زمانہ میں سونے کی جو قیمت ہو گی اسی نرخ سے قیمت لگے گی۔ ظفیر)

مرنے والی عورتوں کا مہر اس کی اولاد لے سکتی ہے

**سوال (۱۲۱۸)** شخصے متوفی سہ عورت داشت وآں ہر سہ عورت قبل از وے متوفی شدند وا غیر را مہر ادا ساخت۔ الحال اولاد کبار باقی ہر دو زوجہ ی خواہند کہ مہر امہات خود استخراج کردہ شود۔ آیا مہر آں دو زوجہ ادا کردہ شود یا نہ۔ ؟

**الجواب :-** دریں صورت مہر ہر دو زوجہ متوفیہ ادا کردہ شود و ہر چہ حصہ اولادِ شان باشد باو شان دادہ شود[2]۔ فقط۔

---

[1] والمثقال ھو الدینار عشرون قیراطا والدرھم اربعۃ عشر قیراطا والقیراط خمس شعیرات کذا فی التبیین (عالمگیری مصری کتاب الزکوٰۃ الباب الثالث ص ۱۶۷/ ج ۱۔

[2] والمھر یتاکد باحد معان ثلثۃ الدخول والخلوۃ الصحیحۃ و موت احد الزوجین الخ (عالمگیری مصری کتاب النکاح باب سابع فصل ثانی ص ۲۸۲/ ج ۱)

ظفیر۔ ۱۲



شوہر کی جائداد میں تصرف کرنے اور ترکہ لینے سے مہر ساقط ہوتا ہے یا نہیں

**سوال (۱۲۱۹)** زید نے انتقال کیا اور ایک زوجہ مسماۃ ہندہ اور ایک دختر فاطمہ کو چھوڑا۔ اور زید پر اس کی زوجہ ہندہ کا دین مہر بھی تھا لیکن اتنا مال نقد و زیور و جائداد صحرائی و سکنائی کی قسم سے ترکہ میں چھوڑ گیا جو ہندہ کے دین مہر سے بدرجہا زائد تھا۔ ہندہ اپنی حیات میں تمام مالیت پر قابض و متصرف رہی اور بیع و ہبہ ہر قسم کا تصرف کرتی رہی اور مقدار مہر سے کہیں زیادہ خرچ کر چکی۔ بالآخر اس نے بقیہ جائداد کو اپنی دختر فاطمہ کے نام کر دیا اور آٹھواں حصہ جو اس کا شرعی حصہ تھا اپنے نام رہنے دیا قضاء الٰہی سے دختر فاطمہ کا بھی انتقال ہو گیا اور اس نے اپنے شوہر اور اپنی خالہ خدیجہ کو چھوڑا۔ اب ہندہ مذکورہ کی ہمشیرہ یعنی خدیجہ اپنی ہمشیرہ ہندہ کے دین مہر کا دعویٰ کرتی ہے۔ فریق اول کہتا ہے کہ جب وہ اپنی حیات میں زید کی جملہ مالیت پر منفرداً مالک رہ کر دین مہر سے کہیں زیادہ خرچ کر چکی اور جو باقی رہی اسکو باستثناء آٹھواں حصہ اپنی دختر فاطمہ کے نام کر چکی اس لئے دین مہر میں سے جو خدیجہ نصف سہام اپنا چاہتی ہے نہیں مل سکتا۔ ہاں آٹھویں حصہ میں نصف بحیثیت ہمشیرہ ہونیکے مل سکتا ہے اس صورت میں دعویٰ خدیجہ کا ہندہ کے دین مہر کی بابت صحیح ہے یا نہیں۔ ؟

**الجواب :-** تصرف ہندہ کا ترکہ مشترکہ میں چونکہ بحیثیت وصول دین مہر نہیں ہوا ہے بلکہ ممکن ہے کہ یہ تصرف اس نے اپنی دختر کے اور اپنے حصہ شرعی کی حیثیت سے کئے ہوں اس لئے دعویٰ خدیجہ کا نصف دین مہر کا اور نصف حصہ شرعیہ ہندہ میں صحیح ہے حاصل یہ ہے کہ جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ ہندہ نے دین مہر وصول کر کے تصرفات مذکورہ اسی مقدار دین مہر میں کئے ہیں اس وقت تک یہ متعین نہ ہو گا کہ ہندہ نے اپنا دین مہر وصول پالیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مہر معاف کرانے کے لئے حیلے کیا کیا ہو سکتے ہیں۔

**سوال (۱۲۲۰)** (۱) جو دین مہر شوہر کی حیثیت سے بہت زیادہ مقرر ہوا ہو ایسے دین مہر سے خلاصی کے لئے کیا کوئی حیلہ ہے ؟

(۲) اگر بیوی سے اس مہر کے معافی کے کلمات کسی حیلہ سے کسی اجنبی زبان میں کہلالے جسے وہ نہیں سمجھتی اور شوہر نے زوجہ کو اس کی اطلاع بھی نہیں دی تو کیا مہر معاف ہو جائے گا؟ (۳) اگر بیوی کو اس بات پر راضی کرے کہ وہ کہدے کہ میں نے اپنا حق مہر اللہ تعالیٰ کے یہاں مواخذہ سے بخش دیا یعنی میں اللہ کے یہاں نہیں لوں گی باقی تا زیست دنیا میں میرا حق رہا جب کبھی مجھے ضرورت ہوگی یا میں تم سے کبیدہ ہوں گی تو حاکم عدالت سے نالش کر کے لے سکوں گی۔ غرض معاف کرانے کا عنوان یہ ہوا کہ اگر تا زیست میں نے تم سے مہر نہ لیا اور تم سے خوش رہی تو بعد مرنے کے اپنا حق معاف کیا۔ تو ایسے معاف کرنے کا کوئی اثر ہوگا یا نہیں اور اس صورت میں مہر معاف ہو جائے گا یا نہ؟ (۴) کوئی حیلہ ایسا بھی ہے کہ زید کو اس سے نجات ہو۔؟ (۵) کیا بیوی کے معاف کرنے کے وقت گواہوں کا موجود ہونا بھی عدم مواخذہ اخروی کے لئے شرط ہے۔؟

**الجواب:** (۱) مہر زوجہ کا دین ہے شوہر کے ذمہ پر اس بارے سبکدوشی کی دو ہی صورتیں ہیں یا یہ کہ شوہر اس دین کو ادا کرے یا زوجہ سے معاف کرا دے اور کوئی حیلہ معافی کا نہیں ہے[1] (۲) اس طریقہ سے مہر ساقط (معاف) نہ ہوگا۔ (۳) در مختار میں ہے کما لا یصح تعلیق الابراء عن الدین بشرط محض کقولہ لمدیونہ اذا جاء غد او ان مت فانت بری من الدین او ان مت من مرضک ھذا او ان مت فی مرضی ھذا فانت فی حل من مہری فھو باطل لانہ مخاطرۃ و تعلیق الخ وفی الشامی وذکر شمس الاسلام خوفھا بضرب حتی تھب مہرھا فاکراہ ان کان قادرا علی الضرب وذکر بکر سقوط المہر لا یقبل التعلیق بالشرط الا تری انھا لو قالت لزوجھا ان فعلت کذا فانت بری من المہر لا یصح قال لمدیونہ

[1] ومن سمی مہرا لعشرۃ فما زاد فعلیہ المسمی ان دخل بھا او مات عنھا (ہدایہ باب فی المہر ص ۳۰۴)
وان حطت عنہ من مہرھا صح الحط لان المہر حقہا والحط یلاقیہ حالۃ البقاء (ایضاً ص ۳۰۵ ج ۲) ظفیر۔



ان لم اقتض مالی علیک حتی تموت فانت فی حل فھو باطل لانہ تعلیق والبراءۃ لا تحتملہ بزازیہ شامی جلد ۴ مسائل متفرقہ کتاب الہبہ[1] ان عبارات سے واضح ہوا کہ صورت مذکورہ سے مہر معاف اور ساقط نہ ہوگا (۴) کوئی حیلہ ایسا معلوم نہیں (۵) مواخذہ اخروی سے بچنے کے لئے اور دیانۃً معاف ہونے کے لئے گواہوں کا موجود ہونا بوقت معافی ضروری نہیں ہے

طلاق دینے کے بعد مہر کی ادائیگی لازم ہو جاتی ہے، البتہ طلاق دینا شوہر کے اختیار میں ہے

**سوال** (۱۲۲۱)۔ ایک شخص نے اپنی دختر کا نکاح ایک شخص کے ساتھ کر دیا اور مہر مبلغ پانسو روپیہ مقرر کیا، اب لڑکی کا والد اور لڑکی خود یہ چاہتے ہیں کہ وہ شخص طلاق دیدے، لیکن وہ طلاق نہیں دیتا اس وجہ سے کہ لڑکی مہر مبلغ پانسو روپیہ مجھ سے وصول کرے گی جو کہ غیر معجل ہے، اور نہ اس شخص کے پاس اتنی وسعت ہے کہ مہر ادا کر سکے، اب وہ لڑکی اپنے مہر کی مستحق ہے یا نہیں

**الجواب:** یہ ضروری ہے کہ طلاق دینے کے بعد عورت مطالبہ مہر مؤجل کا فوراً کر سکتی ہے[2]، باقی طلاق دینے یا نہ دینے کے بارہ میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر کوئی وجہ طلاق دینے کی موجود نہیں ہے یعنی شوہر کی طرف سے کچھ کوتاہی نان، نفقہ اور زوجہ کے حقوق ادا کرنے میں نہیں ہے تو طلاق دینا اس کے ذمہ لازم نہیں ہے، البتہ اگر اس سے زوجہ کے حقوق ادا نہیں ہو سکتے اور اس میں وہ کوتاہی کرتا ہے تو اس کو طلاق دیدینا چاہیے[3]

بیوی کے مرنے کے بعد اس کے مہر کا مستحق کون ہوتا ہے

**سوال** (۱۲۲۲)۔ ایک شخص کی زوجہ فوت ہوئی، اور مہر نہ دیا گیا اور نہ معاف ہوا تھا، اب مہر کی ادائیگی کس صورت سے ہو سکتی ہے، مسجد وغیرہ کے کام میں یہ روپیہ صرف ہو سکتا ہے یا نہیں۔

[1] رد المحتار کتاب الہبہ مسائل متفرقہ ص ۷۶۱ ج ۴ ظفیر۔ [2] وان کان لا الی غایۃ معلومۃ فقد [illegible] بعضھم یصح وھو الصحیح وھذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسہا وھو الطلاق او الموت الا ان بالطلاق الرجعی یتعجل المؤجل (عالمگیری مصری کتاب النکاح باب سابع فصل ثانی ص ۲۹۸ ج ۱) ظفیر
[3] [illegible] حظر [illegible] منعہ الا لحاجۃ [illegible] الدر المختار علی ہامش رد المختار، کتاب الطلاق ص ۵۷۱ ج ۲ و ص ۵۸۳) ظفیر

**الجواب** ۔ زوجہ کا مہر اگر ادا نہ ہوا تھا اور وہ انتقال کر گئی تو اس کے مرنے کے بعد وہ مہر اس کے ورثہ کو پہنچتا ہے، ان وارثوں میں شوہر بھی ہے، اگر کچھ اولاد متوفیہ کے نہ تھی تو نصف شوہر کو پہنچا اور نصف باقی ورثہ ذوی الفروض یا عصبات یا ذوی الارحام کو جو بھی کوئی ان میں دور نزدیک کا قرابت دار موجود ہو اس کو دیا جاوے، اگر کوئی بھی نہ ہو تو پھر تمام مہر شوہر کو ملے گا، اس کو اختیار ہے وہ جہاں چاہے صرف کرے خواہ اپنے صرف میں لاوے یا مسجد وغیرہ میں صرف کرے، لیکن بموجودگی دیگر ورثہ کے شوہر کو ان کے حصہ میں کچھ تصرف کرنے کا اختیار نہیں ہے بلکہ ان کا حصہ انہی کو دینا چاہئے[1]۔

| | |
|---|---|
| خوشی سے مہر معاف کرے تو معاف ہوگا یا نہیں | **سوال** (۱۲۲۳) ۔ ایک عورت مر گئی، اور وقت مرگ بیہوش تھی، مہر معاف نہیں کیا مگر حیات میں خفیہ طور سے اپنی رضامندی |

سے شوہر کو معاف کر دیے تھے، اور لوگوں کو معاف کرنا معلوم نہیں ہے تو وہ مہر معاف ہوا یا نہیں ۔ (۲) ایک عورت نے خفیہ طور سے مہر معاف کیا اور پھر ایک موقعہ پر اس نے چند عورتوں کے سامنے بلا حجاب ظاہر کر دیا کہ میں اپنے شوہر کو مہر معاف کر چکی ہوں ایسی صورت میں مہر معاف ہوا یا نہیں ۔

**الجواب** ۔ عند اللہ وہ مہر معاف ہوگیا[2]۔ (۲) اس صورت میں بھی عند اللہ مہر معاف ہوگیا[3]۔

| | |
|---|---|
| طلاق کے بعد مہر دینا ہوگا اور جو زیور ہبہ کر دیا ہے وہ بیوی کا ہے | **سوال** (۱۲۲۴) ۔ زید بوجہ نااتفاقی و نافرمانی کے زوجہ کو طلاق دینا چاہتا ہے، عورت کو چونکہ یہ معلوم ہوگیا |

ہے بایں وجہ تمام زیورات جو کہ زید نے بعد نکاح کے بنوائے تھے کسی غیر جگہ پوشیدہ کر دیئے

[1] تفصیل کے لئے دیکھئے سراجی باب ذوی الفروض ۔ ظفیر۔ [2] وان حطت عنہ من مہرھا صح الحط (ہدایہ باب فی المہر ص ۳۰۵ ج ۲)۔ [3] وصح حطھا لکلہ او بعضہ عنہ قبل او لا ۔ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر مطلب فی حط المہر والابراء منہ ص ۴۶۳ ج ۲ و ص ۲۶۵ ج ۲) ظفیر



ہیں، اس کا مقصد یہ ہے کہ بعد طلاق یہ تمام زیورات جو میرے قبضہ میں ہیں اور مہر زید سے لوں گی، آیا شرعاً بعد طلاق زید کے ذمہ اس عورت کا حق کس قدر ہے۔

**الجواب** ۔ طلاق کے بعد شوہر کے ذمہ مہر کا ادا کرنا لازم ہے اور عدت کا نفقہ بذمہ شوہر ہے[1]، اور قبل طلاق جو کچھ شوہر نے کپڑا و زیور اس کو ہبہ کیا وہ اس کی مالک ہوگئی، اور جو زیور و کپڑا عاریۃً دیا وہ شوہر کو واپس ملے گا یا مہر میں شمار ہوگا[2]۔

| | |
|---|---|
| غیر مطلقہ نے دھوکہ دے کر نکاح کیا اور شوہر سے ہم بستر ہوئی تو مہر واجب ہوا یا نہیں ۔ | **سوال** (۱۲۲۵) ۔ ہندہ غیر مطلقہ اگر زید سے نکاح پڑھوالے اور زید سے ہم بستری وغیرہ کرے تو زید کو مہر |

ادا کرنا ہوگا یا نہیں، ہندہ واقع میں غیر مطلقہ ہے مگر گواہ مسلمان پیش کر کے کہ میں مطلقہ ہوں نکاح پڑھوا تی ہے۔

**الجواب** ۔ اس صورت میں مہر لازم ہے[3]۔

| | |
|---|---|
| عدت میں جو نکاح ہوا اس کا مہر لازم ہے یا نہیں | **سوال** (۱۲۲۶) ۔ ہندہ کا بحالت عدت اگر نکاح پڑھ دیا جاوے تو منعقد ہوگا یا نہیں اور بحالت عدت اگر نکاح ہوگیا اور |

ہم بستری کی نوبت آئی تو مہر واجب ہوگا یا نہیں ۔

[1] وتجب لمطلقۃ الرجعی والبائن والفرقۃ بلا معصیۃ الخ النفقۃ والسکنی والکسوۃ ان طالت المدۃ (در مختار) وفی المجتبی نفقۃ العدۃ کنفقۃ النکاح الخ واطلق فشمل الحامل وغیرھا والبائن بثلاث او اقل (رد المحتار، باب النفقۃ مطلب فی نفقۃ المطلقۃ ص ۹۲۰ ج ۲)۔ [2] ولو بعث الی امرأتہ شیئا ولم یذکر جہۃ عند الدفع غیر جہۃ المہر الخ فقالت ھو ای المبعوث ہدیۃ وقال ھو من المہر الخ فالقول لہ بیمینہ والبینۃ لھا فان حلف والمبعوث قائم فلھا ان ترده الخ وفی غیر المہیا للاکل والقول لھا بیمینھا فی المہیا لہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۵۰۰ ج ۲) ظفیر۔ [3] ویجب مہر المثل فی نکاح فاسد الخ بالوطی فی القبل لا بغیرہ کالخلوۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۵۰۱ ج ۲ و ص ۴۶۲ ج ۲) ظفیر

**الجواب** - عدت میں نکاح نہیں ہوتا، لیکن اگر عورت نے اگر کہا کہ میرے شوہر نے مجھ کو طلاق دیدی ہے اور عدت گزر گئی تو اس کے بیان پر اس سے نکاح کرنا درست ہے، اور بعد دخول وصحبت شوہر ثانی تمام مہر مثل لازم ہے در مختار میں ہے وکذا لو قالت امرأة لرجل طلقنی زوجی وانقضت عدتی لاباس ان ینکحها[1] الخ الوطی فی دار الاسلام لایخلوا عن حد او مہر[2] الخ در مختار والموطوءة بشبہة ومنہ تزوج امرأة الغیر غیر عالم بحالها[3] الخ

مہر دینے کے بعد عورت خنثیٰ مشکل نکلی تو مہر واپس لے سکتا ہے یا نہیں

**سوال** (۱۲۲۷) - زید نے ہندہ کے ساتھ عقد کیا۔ اور ہندہ کے والیان کو مہر وغیرہ ادا کر دیا بعدہ، بوقت خلوت صحیحہ ہندہ خنثیٰ مشکل ثابت ہوئی، آیا زید ہندہ کے والیان سے مہر وغیرہ خرچ شدہ لے سکتا ہے یا نہیں،

**الجواب** - خنثیٰ مشکل سے نکاح صحیح نہیں ہوتا، در مختار میں اس کی تصریح ہے پس جبکہ نکاح صحیح نہ ہوا تو مہر وغیرہ کچھ واجب نہ ہوگا، اور شوہر نے جو کچھ دیا وہ واپس لے سکتا ہے[4]۔

دین مہر میں مہر سے زیادہ جائداد لکھ دی تو کیا حکم ہے

**سوال** (۱۲۲۸) - ایک شخص نے اپنی حیات میں بحیثیت طول عمر کے حواس ٹھیک نہ رہنے کی حالت میں اپنی عورت کو کچھ جائداد منقول وغیر منقول دین مہر میں مہر کی مقدار سے زیادہ عورت کی ترغیب سے لکھا کر رجسٹری کرا دی اس مسئلہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ج۲ ص۸۳۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج۲ ص۴۸۷ ۱۲ ظفیر۔ [3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ج۲ ص۸۲۶ ظفیر
[4] عقد یفید ملك المتعة ای حل استمتاع الرجل من امرأة لم یمنع من نکاحها مانع شرعی فخرج الذکر والخنثی المشکل الخ الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ج۲ ص۳۵۵ ۱۲ ظفیر



**الجواب** - مہر کی مقدار سے زیادہ جو ایسی حالت میں دی وہ بحکم وصیت ہے لہذا ناجائز ہے بحکم لا وصیة لوارث[1]

مہر کا دعویٰ کس پر کیا جائے

**سوال** (۱۲۲۹) ہندہ کا نکاح زید سے بتعین مہر مبلغ پانچ ہزار روپیہ ہوا، اور اس نکاح کے ٹھہرانے والے اور اس کے متعلق تمام مراسم کے انجام دینے والے زید کا بھائی خالد اور زید کی والدہ سعیدہ تھے، زید نے بعد اس کے لاولد وفات کی، اور زید کے باپ نے بحالت حیات خود جائداد زرعی کل اپنی زوجہ کے نام جو کہ مسماۃ ہندہ کی ساس ہے ہبہ کر دی تھی، صرف مکان مسکونہ ہبہ سے مستثنیٰ تھا، جس کے مالک وارثہ زید اور خالد اور ایک بہن حمیدہ اور مسماۃ سعیدہ ہوئے، حالت علالت میں زید سے خالد نے ایک بیع نامہ حصہ مکان کا بالعوض سات سو روپیہ کے لکھا لیا، حالانکہ وہ حصہ بہت زیادہ قیمت کا ہے، اور سعیدہ نے قبل نکاح ہندہ کے دستاویز کے ذریعہ چار روپیہ ماہوار تا حیات ہندہ کا کفاف مقرر کر کے اس کے ادا کے لئے ایک جائداد زرعی مکفول کر دی تھی، اب اس حالت میں اول دعویٰ مہر کا ہندہ کو کس پر کرنا چاہئے، آیا خالد اور سعیدہ بذات خود بھی ذمہ دار ادائے مہر کے ہیں یا نہیں، دوم آیا زر مہر اس حصہ مکان سے وصول کیا جا سکتا ہے یا نہیں جو کہ زید کا تھا اور اس حالت میں وہ بیع جو بحالت مرض الموت زید نے بنام خالد کی تھی جائز تھی یا نہیں، یا اسی خریداری کے ذریعہ سے خالد ادائے دین مہر ذمگی زید متوفی کا ہو گیا یا نہیں۔

**الجواب** - خالد اور سعیدہ پر جبکہ وہ متکفل اور ضامن مہر کے نہیں ہوئے دعویٰ مہر کا نہیں ہو سکتا اور مکان کا حصہ جو زید نے بحالت مرض موت خالد کے ہاتھ فروخت کیا ہے بیع اس کی صحیح ہو گئی، لیکن جس قدر قیمت زید نے خالد سے کم لی ہے وہ خالد سے لی جاوے گی، اور ہندہ مہر میں اسی کو لے سکتی ہے اعتاق ومحاباته الخ حکمه کحکم وصیة ولا وصیة لوارث[2]۔

---

[1] دیکھئے ہدایہ کتاب الوصایا ج۴ ص۶۴۶ ۱۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الوصایا باب العتق فی المرض ج۵ ص۵۹۵ ۱۲ ظفیر۔

**مہر کی جو مقدار نکاح کے وقت بتائی گئی وہ معتبر ہے یا جو خفیہ طور پر رجسٹری لکھوادی**

**سوال** (۱۲۳۰) ۔ کابین نامہ میں بالفرض مہر کی مقدار ایک لاکھ روپیہ تحریر ہے اور وقت نکاح پدر وکیل نے جس کو پدر دختر اور خود دختر نے نکاح کرنے کا کل اختیار دیا ہو صرف ایک ہزار روپیہ مہر کا حکم دیا اور نکاح خواں نے بھی بوقت نکاح ایک ہزار روپیہ مہر کا مقرر کردیا اور اظہار کیا اور سب حاضرین مجلس نے سنا اور تعداد رقم مہر مندرجہ کابین نامہ بالکل مخفی رکھی گئی، دریافت طلب یہ امر ہے کہ مہر کونسا واجب الادا ہے آیا وہ جو کابین نامہ میں درج ہے یا وہ جس کا اظہار مجلس میں کیا گیا۔

**الجواب** ۔ مہر کی مقدار وہ معتبر ہے جس کو نکاح خواں نے بوقت نکاح ظاہر کیا اور جس مہر کو سن کر شوہر نے قبول کیا اور حاضرین مجلس نے سنا، کیونکہ مہر وہی واجب ہوتا ہے جو عقد کے وقت نام بیا جاوے اور جس پر عقد نکاح کیا جاوے۔ قال فی الدر المختار وتجب العشرة ان سماها او دونها ويجب الاكثر منها ان سمى الاكثر ويتاكد عند وطئ او خلوة صحت الخ در مختار قوله ويتاكد اى الواجب من العشرة او الاكثر وافاد ان المهر وجب بنفس العقد مع احتمال سقوطه برد تها الخ شامی[1]

**مہر معجل طے شدہ اگر شوہر نہ دے تو عورت باپ کے گھر جاسکتی ہے یا نہیں اور شوہر قید ہوسکتا ہے یا نہیں**

**سوال** (۱۲۳۱) ۔ زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور مہر معجل قرار پایا، باوجود قرار پانے مہر معجل کے زید مہر ادا نہیں کرتا اور طرح طرح کے بہانے کرتا ہے، اس صورت میں جب تک زید مہر نہ دے قید ہوسکتا ہے یا نہیں، اور اگر ہندہ والدین کے گھر چلی جاوے تو کچھ قباحت تو نہیں۔

**الجواب** ۔ مہر معجل ہونے کی صورت میں اگر شوہر باوجود غناء کے مہر دینے میں تاخیر کرے بطلب زوجہ حبس ہوسکتا ہے اور رد مختار میں فرمایا ہے کہ اگر زوجہ مہر معجل نہ ملنے کی وجہ سے اپنے والدین کے گھر چلی جاوے تو نفقہ ساقط نہ ہوگا اور ناشزہ نہیں ہے

[1] رد المحتار باب المہر ص ۴۶۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔



او امتنعت للمهر الخ لا اى لا نفقة الخ خارجة من بيته بغير حق الخ وفى الشامى قوله بغير حق ذكر محترزا بقوله بخلاف ما لو خرجت الخ وكذا هو احتراز عما لو خرجت حتى يدفع لها المهر[1] الخ۔

**بیوی نے مہر معاف کردیا اس کی موت کے بعد والدین طلب کرتے ہیں کیا حکم ہے**

**سوال** (۱۲۳۲) ۔ ہندہ بالغہ پندرہ سالہ نے گواہوں کے سامنے اپنے شوہر کو مہر معاف کردیا، اب بعد انتقال ہندہ کے اس کے والدین مہر کا مطالبہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہندہ نابالغہ تھی اس کا معاف کرنا معتبر نہیں ہے اس صورت میں کیا حکم ہے۔

**الجواب** ۔ ہندہ جبکہ پندرہ سالہ اور بالغہ تھی تو معاف کرنا اس کا مہر کا صحیح ہے اور والدین کا مطالبہ مہر کا شوہر سے درست نہیں ہے[2]

**مہر معاف کردینے کے بعد اس کا انکار کرنا کیسا ہے**

**سوال** (۱۲۳۳) ۔ اگر عورت مہر معاف کردے اور پھر انکار کرے تو کیا حکم ہے۔

**الجواب** ۔ عورت اگر مہر معاف کردے تو پھر انکار کرنا مسموع نہ ہوگا مہر معاف ہوجاوے گا[3]

**پندرہ ہزار میں پانچ ہزار معجل اور بقیہ موجل ہے تو کیا کیا جائے**

**سوال** (۱۲۳۴) ۔ ایک کابین نامہ لکھا گیا جس میں مقدار مہر پندرہ ہزار بہ عبارت ذیل مرقوم ہے۔ زر دین مہر معجل مبلغ پندرہ ہزار روپیہ قرار پاتے ہیں، منجملہ اس کے پانچ ہزار روپیہ اس وقت بحق سماۃ از قسم اثاث البیت وزیورات ادا کردیا گیا اور باقی ماندہ مبلغ دس ہزار روپیہ اپنی حیات میں سماۃ موصوفہ کو ادا کردوں گا، مبلغ دس ہزار روپیہ مذکور شرعاً معجل کی تعریف میں آئیگا

[1] رد المحتار باب النفقہ ص ۹۹۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] ان حطت عنه من مهرها صح الحط لان المهر حقها والحط يلاقيه حالة البقاء (هدايه باب المهر ص ۳۰۵ ج ۲) ظفير۔ [3] وصح حطها لكله او بعضه عنه قبل او لا الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ص ۴۶۲ ج ۲) ظفیر۔

یا مؤجل ٹھہرے گا۔ اگر مؤجل قرار دیا جائے تو ارشاد ہو کہ موجل کے کتنے اقسام ہیں اور یہ صورت کونسی قسم میں داخل ہے، اور اپنی حیات میں ادا کر دینے کا جو وعدہ ہے اس کی رُو سے عورت اپنے شوہر سے کس وقت زر مہر مذکور یعنی دس ہزار روپیہ کے وصول کرنے کی مستحق ہو سکتی ہے۔

**الجواب** ۔ شروع عبارت کابین نامہ میں اگرچہ کل مہر کو معجل قرار دیا تھا مگر بعد میں تفصیل کرنے میں پانچ ہزار کو معجل اور دس ہزار کو موجل قرار دیا گیا ہے۔ لہذا دس ہزار موجل ہو گیا، اور موجل الی الطلاق یا الی الموت صحیح ہے در مختار میں ہے الا التاجیل لطلاق او موت فیصح[1] الخ اور شامی میں ہے کہ طلاق سے موجل بھی معجل ہو جاتا ہے۔ وبالطلاق یتعجل الموجل[2]۔

لڑکی والے کا بوقت نکاح روپیہ لینا کیسا ہے

**سوال** (۱۲۳۵) ۔ بوقت نکاح علاوہ تعیین دین مہر کے لڑکی والا لڑکے والے سے کچھ لے لیتا ہے، یہ لینا جائز ہے یا نہ۔ اور دینِ مہر میں شمار ہو سکتا ہے یا نہیں۔

**الجواب** ۔ ایسی رقم کو فقہاء نے رشوت قرار دیا ہے اور واجب الرد لکھا ہے۔ کما فی الدر المختار اخذ اهل المرأة شيئاً عند التسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة[3]۔ اور جبکہ مہر کا نام نہیں لیا تو وہ مہر میں شمار نہ ہو گا۔

بعد خلوت خواہ عورت نافرمانی کرتی رہی ہو تو بھی طلاق کے بعد کل مہر واجب ہے

**سوال** (۱۲۳۶) ۔ زید اپنی منکوحہ ہندہ سے بعد از نکاح خلوت صحیحہ سے مستفیض ہوا، بعد چندے ہندہ ناشزہ و نافرمان ہو کر مباشرت سے مانع ہوئی، باوجودیکہ زید مباشرت وجماع پر علی وجہ التام قادر ہے، لیکن ہندہ اطاعت زید سے برگشتہ ہے، اگر زید ہندہ کو طلاق دیدے تو زید پر کل مہر واجب الاداء ہے یا بعض، ہندہ نے صلب عقد میں زید سے یہ شرط کی تھی کہ میری بلا اجازت

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۴۹۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب المہر ص ۴۹۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر
[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۵۰۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر



اگر دوسری عورت سے نکاح کرو گے تو میری طلاق میرے اختیار میں، اگر اختیار کروں گی تو کل مہر دینا پڑے گا۔ زید اگر دوسرا نکاح نہیں کرے گا تو زنا میں مبتلا ہو جاوے گا، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

**الجواب** ۔ جبکہ خلوت صحیحہ ہو گئی تو زید کے ذمہ کل مہر واجب الاداء ہو گیا، زید اگر ہندہ کو طلاق دے گا تو پورا مہر زید کو ادا کرنا ہو گا، ہندہ یہ شرط کرتی یا نہ کرتی، زید کو مہر دینا ہی ہو گا[1] لیکن دوسرے نکاح سے یہ شرط حارج نہیں ہے، دوسرا نکاح کرے، جس وقت مہر دینے کی طاقت ہو، مہر ادا کر دیوے، ہکذا فی الدر المختار۔

عورت کے انتقال کے بعد اسکا مہر کیسے ادا کیا جائے

**سوال** (۱۲۳۷) جس عورت کا خاوند سفر میں ہو اور وہ عورت انتقال کر جاوے اور مہر ادا نہ ہوا ہو تو مہر کیونکر ادا ہو۔

**الجواب** ۔ بقدر حصہ دیگر ورثاء عورت کے وارثوں کو مہر ادا کر دیا جاوے[2]۔

مہر شرعی کی مقدار کیا ہے

**سوال** (۱۲۳۸) مہر شرعی کی مقدار کیا ہے۔

**الجواب** ۔ دس درہم ہے، اور ایک درہم تقریباً ۴۔ر کا ہوتا ہے، پس دس درہم قریب پونے تین روپیہ کے ہوئے[3]۔

[1] والخلوة الخ كالوطئ في ثبوت النسب الخ وفي تاكيد المهر المسمى (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر مطلب في احكام الخلوة ص ۵۰۶ ج ۲) ظفیر۔ [2] اگر بچے نہیں ہیں تو عورت کے نصف مہر کا حقدار خود شوہر ہو گا، اور بقیہ نصف کے عورت کے بقیہ ورثاء ہوں گے۔ اور اگر بچے ہیں تو شوہر کو اس بیوی کے ترکہ سے ایک چوتھائی ملے گا، اور بقیہ تین چوتھائی اس کے بچے اور اس کے والدین کو۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔ [3] واقل المهر عشرة دراهم الخ لقوله عليه السلام ولا مهر اقل من عشرة (ہدایہ باب المہر ص ۳۰۴ ج ۲ وص ۳۰۵ ج ۲) تحریر زیلعی میں الفاظ یہ کہتے ہیں "ولا مهر دون عشرة دراهم" حاشیہ ہدایہ ایضاً، ایک درہم ۱۳۳۲ھ میں ۴۔ر کا ہوتا تھا، اب ہمارے اس زمانہ ۱۳۸۳ھ میں چاندی کا فی تولہ سے پونے پانچ روپے تولہ کم و بیش ملتی اور دس درہم چاندی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ ہوتی ہے اس حساب سے اس کی قیمت ساڑھے چودہ روپے کے قریب ہوتی ہے، چاندی کی قیمت کے حساب سے دس درہم کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہے گی۔ واللہ اعلم ظفیر۔

تجدید نکاح میں مہر ضروری ہے یا نہیں

**سوال** (۱۲۳۹) - تجدید نکاح میں تعین مہر ضروری ہے یا نہیں -

**الجواب** - ضروری ہے[1] -

بیوی جب مہر معاف کردے تو معاف ہوگا یا نہیں

**سوال** (۱۲۴۰) - میرا حقیقی بالغ بھائی عبد الوہاب فوت ہوگیا میں نے مرحوم کی بیوہ کو کہا کہ تیرا حق مہر اس کے ذمہ ہے اگر تو لینا چاہتی ہے تو ہم دینے کے لئے تیار ہیں، ورنہ معاف کردے، بیوہ مذکورہ نے برادری کے دو گواہوں کے روبرو کہا کہ میں معاف کرتی ہوں، اس صورت میں مہر معاف ہوا یا نہیں -

**الجواب** - اس صورت میں مہر معاف ہوگیا، عند اللہ کچھ مواخذہ مہر کا عبد الوہاب متوفی کے ذمہ نہیں رہا[2] -

مہر معاف کرنے کے بعد لینا اور عدت کے اندر نکاح کرنا کیسا ہے

**سوال** (۱۲۴۱) - ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی اور زوجہ نے مہر معاف کردیا اور عدت کے اندر ہی عورت نے عقد ثانی کرلیا، اور اپنے چند رفقاء کے ورغلانے سے شوہر پر عدالت میں مہر کا دعوی کرکے جھوٹا ثبوت بہم پہنچا کر مہر کی ڈگری حاصل کرلی اور اپنی تحریر معافی مہر سے منکر ہوگئی، اور طلاق بھی اس شرط پر تھی کہ حق مہر معاف، تو اس صورت میں معافی مہر سے انکار کرنا طلاق کے بارے میں مؤثر ہوگا یا نہیں -

**الجواب** - اس صورت میں شوہر کی طرف سے طلاق ہوگئی اور عورت کی طرف سے مہر معاف ہوگیا، پھر عورت کا معافی مہر سے منکر ہوکر اور جھوٹی شہادت عدالت میں پیش کرکے مہر کی ڈگری کرالینا ظلم ہے، طلاق پر کچھ اثر اس کا نہ ہوگا، طلاق واقع ہوگئی اور مہر بھی عند اللہ

[1] ثم المهر واجب شرعاً ابانة شرف المحل (هدایہ باب المهر ص۳۰۴ ج۲) ظفیر

[2] وان حطت عنه من مهرها صح الحط لان المهر حقها والحط یلاقیه حالة البقاء (هدایہ باب المهر ص۳۰۸ ج۲) وصح حطها لكله او بعضه عنه قبل او لا الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص۴۶۲ ج۲ ظفیر



معاف ہوگیا ظلماً عورت کا مہر وصول کرنا فعل ناجائز اور حرام ہے، اور عدت کے اندر دوسرے شخص سے نکاح کرنا بھی حرام اور باطل ہے نکاح نہیں ہوا[1]، اور جو لوگ اس نکاح میں ساعی ہوئے مرتکب فعل حرام کے اور فاسق ہوئے۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهٗ[2] الآیۃ -

مہر معجل ہو تو لڑکی کا باپ رخصتی سے قبل اسے وصول کرسکتا ہے

**سوال** (۱۲۴۲) - زید کی لڑکی سے عمر کے لڑکے کا مبلغ دو ہزار روپیہ مہر معجل پر عقد ہوا، زید کی لڑکی نابالغہ ہے عمر گیارہ سال ہے، عرصہ سوا برس کا گذر گیا۔ اب عمر کا لڑکا زید کی لڑکی کو رخصت کرانا چاہتا ہے، زید کہتا ہے تا وقتیکہ مہر مبلغ دو ہزار روپیہ مہر معجل ادا نہ کردگے تب تک لڑکی رخصت نہ کروں گا آیا زید کو اپنی لڑکی کے مہر معجل وصول کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں، اور رخصت کے قبل کس قدر مہر معجل زید کو لینا چاہئے اور بعد رخصت کے کس قدر، اور بلا ادائیگی مہر معجل نکاح درست ہے یا نہ

**الجواب** - زید کو اپنی دختر نابالغہ کے مہر معجل وصول کرنے کا حق حاصل ہے در مختار میں ہے ولها منعه من الوطی ودواعیه والسفر الخ لاخذ ما بین تعجیله وفی الشامی قوله ولها منعه الخ وکذا الولی الصغیرة المنع المذکور قوله والسفر الاولی التعبیر بالاخراج کما عبر فی الکنز لیعم الاخراج من بیتها[3] الخ اور جبکہ کل مہر معجل قرار پایا ہے تو زید کل مہر کا مطالبہ قبل رخصت کرنے لڑکی کے کرسکتا ہے اور نکاح صحیح ہوگیا۔

ایک بیوی کا مہر پانچ ہزار ہے دوسری کا پانچ سو، کم والی کا بڑھا دینا کیسا ہے

**سوال** (۱۲۴۳) - زید نے ہندہ سے پانچ ہزار روپیہ مہر پر نکاح کیا، اس کی بہت مدت کے بعد دوسری عورت زینب سے پانچ سو روپیہ مہر پر نکاح کیا اور دونوں کو ان کا مہر ادا بھی کردیا، زینب نے ایک روز ارمان کیا کہ تم نے میرا مہر بہت کم مقرر کیا، زید نے اس کی دلجوئی کے لئے یہ قصد کیا کہ

[1] اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته الخ فلم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب العدة ص۸۵۳ ج۲) ظفیر۔ [2] سورة البقرہ ۔ ۳۰۔ [3] دیکھئے رد المحتار باب المهر ص۴۹۲ ج۲ و ص۴۹۳ ج۲ ظفیر

تین چار سو روپیہ اس کے مہر میں اور زیادہ کر دے۔ کیونکہ زیادۃ بعد العقد بھی اصل کے ساتھ بتصریح فقہاء ملحق ہوجاتے ہیں، تین سو چار سو اس کو اور دیدوں، خواہ نقد یا کسی مکان کا ایک حصہ کہ زینب کو فی الحال اس حصہ مکان کی ضرورت بھی ہے، لیکن زید کو اس میں تردد یہ ہے کہ جس طرح تمام حقوق میں زوجتین کے درمیان تساوی ضروری ہے کہیں یہ زیادۃ فی مہر احدہما خلاف عدل نہ ہوجائے، یہ زیادۃ فی مہر احدہما جائز ہے یا نہ، اگر کوئی دلیل صریح نہ ہو تو کوئی کلیہ ہی شافی ہو کافی ہے، اور تصریح فقہی اگر مل جاوے تو اقرب الی الاقناع ہے۔

**الجواب** - موافق اس قاعدہ فقہیہ کے کہ زیادۃ فی المہر بعد العقد ملحق باصل المہر ہے اور ہبہ مبتدئہ نہیں ہے کما یقول بہ الامام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ زیادۃ فی مہر احدی الزوجات درست ہے خصوصاً اس زوجہ کے مہر میں زیادتی کرنا جس کا مہر اصل سے کم ہو، اور اضرار زوجہ ثانیہ اس سے مقصود نہ ہو اور اس کو حیلہ ترک عدل وتسویہ بین الزوجات جو کہ واجب ہے نہ بنایا جاوے خلاف عدل نہیں ہوتا فتح القدیر کے جزئیہ[1] ذیل سے یہ مفہوم ہوسکتا ہے کہ زیادۃ فی المہر اگر بطریق رشوت نہ ہو تو درست ہے، عبارت اس کی یہ ہے۔ قولہ وان رضیت احدی الزوجات بترک قسمہا لصاحبتہا جاز ہذا اذا لم یکن برشوۃ من الزوج بان زادہا فی مہرہا لتفعل او یتزوجہا بشرط ان یتزوج اخری فیقیم عندہا یومین وعند المخاطبۃ یوماً فان الشرط باطل ولا یحل لہا المال فی الصورۃ الاولی فلہا ان یرجع فیہ الخ اور عنایہ کی یہ عبارت بھی جواز کی طرف مشیر ہے قولہ خلافاً لزفر فانہ یقول الزیادۃ ہبۃ مبتدأۃ لا تلحق باصل العقد ان قبضت ملکت والا فلا[2] الخ اس سے معلوم ہوا کہ ائمہ ثلاثہ زیادۃ کو ہبہ مبتدءہ قرار نہیں دیتے کہ اس کو خلاف عدل کہا جاوے کیونکہ یہ تصریح ہے کہ ہبات میں بھی تسویہ بین الزوجات ضروری ہے کما فی العینی علی البخاری وتمام العدل ایضاً

[1] فتح القدیر باب القسم ص ۳۴۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] عنایہ علی ہامش فتح القدیر باب المہر ص ۳۴۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔



بین تسویتہن فی النفقۃ والکسوۃ والہبۃ ونحوہا[1]۔

| عورت کو مہر وصول کرنے کا حق ہے یا نہیں |

**سوال** (۱۲۴۴) منکوحہ اپنے خاوند سے مہر مقررہ جس وقت چاہے طلب کرسکتی اور وصول کرسکتی ہے یا نہیں۔

**الجواب** - مہر اگر معجل ہو تو عورت کو ہر وقت اس کے وصول کرنے کا حق ہے اور اگر موجل ہو تو طلاق کے بعد مطالبہ کرسکتی ہے، کذا فی کتب الفقہ[2]۔

| نابالغہ لڑکی کا ولی مہر کم کرسکتا ہے یا نہیں |

**سوال** (۱۲۴۵) - ولی نے نابالغہ لڑکی کا نکاح بعوض مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر کے کردیا، لڑکے نابالغ کے باپ نے منظور کرلیا، کیا لڑکی کا ولی مہر کو کم کرسکتا ہے یا نہیں۔

**الجواب** - درمختار میں ہے وصح حطہا لکلہ او بعضہ عنہ قبل او لا الخ قال فی الشامی وقید بحطہا لان حط ابیہا غیر صحیح لو صغیرۃ[3] الخ اس سے معلوم ہوا کہ ولی نابالغہ کو مہر کے کم کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

| اگر کسی عورت کو بچہ چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو تو کیا پھر بھی وہ مہر پائے گی |

**سوال** (۱۲۴۵) - اول عشرہ جمادی الثانی میں مسماۃ ہندہ کا عقد مسمیٰ بکر کے ساتھ ہوا، تقریباً دو ماہ تک مسماۃ مذکورہ اپنے شوہر کے پاس رہی، عشرہ سویم ماہ ذیقعدہ میں مسماۃ مذکورہ کے لڑکا پیدا ہوا مگر ضعیف القویٰ جو زندہ ہے، ایسی حالت میں مسماۃ مذکورہ مہر کا حق رکھتی ہے یا نہیں، اور بچہ کی پرورش شوہر کے ذمہ ہے یا نہیں۔

**الجواب** - جب کہ ہندہ سے بکر نے خلوت وصحبت کی ہے تو مہر پورا بذمہ بکر لازم ہوگیا کیونکہ نکاح اس صورت میں صحیح ہوگیا ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ مہر مجرد نکاح سے لازم ہوجاتا ہے

[1] عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۱۴۶ ج ۶ ۱۲ ظفیر۔ [2] ولہا منعہ من الوطی ودواعیہ الخ لاخذ ما بین تعجیلہ من المہر کلہ او بعضہ او اخذ قدر ما یعجل لمثلہا عرفاً بہ یفتی الخ الا التاجیل لطلاق او موت ۔۔۔ وفی الخلاصۃ وبالطلاق یتعجل الموجل ولو راجعہا لا یتأجل (رد المحتار باب المہر ص ۴۷۹ ج ۲) ۱۲ ظفیر۔ [3] رد المحتار باب المہر ص ۴۶۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

لیکن احتمال سقوط رہتا ہے، جب شوہر نے وطی کرلی یا خلوت صحیحہ پائی گئی تو کل مہر واجب الاداء ہوجاتا ہے، ردالمحتار میں ہے وافاد ان المہر الخ انما یتاکد لزوم تمامہ بالوطی ونحوہ[۱] الخ اور بچہ چونکہ وقت نکاح سے چھ مہینے سے کم میں پیدا ہوا ہے. اس لئے بکر سے نسب اس کا ثابت نہیں ہے اور نہ بکر کے ذمہ اس کی پرورش وغیرہ کا حق ہے، درمختار میں ہے واقلہا ستۃ اشہر اجماعاً[۲] الخ۔

**سوال (۱۲۴۷)** - ہندہ زوجہ زید اچانک بغیر دین مہر معاف کئے فوت ہوگئی تو اب دریافت طلب امور یہ ہیں کہ (۱) ہندہ کے مذکورہ بالا صورت پر فوت ہوجانے سے زید دین مہر ہندہ سے سبکدوش ہوجاتا ہے یا نہیں، اور دین مہر اس کے ذمہ سے ساقط ہوجاتا ہے یا نہیں (۲) اگر زید بلا ادا کرنے دین مہر کے سبکدوش نہ ہوسکتا ہو تو دین مہر ہندہ کے ورثاء کو دیوے یا فقراء پر تقسیم کردے۔ (۳) ازروئے شریعت ہندہ کے ورثاء اس کے میکہ والے ہیں یا سسرال والے یا اس کی اولاد۔ (۴) اگر ہندہ کے دین مہر پانے کی مستحق اس کی اولاد ہی ہے تو زید کا مال تو آگے ہی ان کا ہے۔

(بیوی مرجائے تو مہر دین لازم ہے یا نہیں اور وہ کس کو ملے گا)

**الجواب** - (۱) سبکدوش نہیں ہوتا، اور دین مہر اس کے ذمہ مثل تمام دیون کے باقی رہتا ہے کوئی وجہ ساقط ہونے کی نہیں[۳] (۲) ہندہ کے ورثہ کو ملنا چاہئے[۴] ۔ (۳) جب کہ

[۱] ردالمحتار باب المہر ج ۲ ص ۴۵۲ - ظفیر۔ فلولاقل من ستۃ اشہر من وقت النکاح لا یثبت النسب ولا یرث منہ (ردالمحتار کتاب النکاح ج ۲ ص ۴۳۸) ظفیر۔ [۲] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار فصل فی ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۵۵ ظفیر۔ [۳] شوہر مہر ادا کردیتا یا بیوی معاف کردیتی، یہاں ان دونوں صورتوں میں کوئی صورت پائی نہیں گئی، باقی موت تو اس سے مہر مؤکد ہوجاتا ہے تجب العشرۃ ان سماہا ادون منہا ویجب الاکثر منہا ان سمی الاکثر ویتاکد عند وطء او خلوۃ صحت من الزوج اوموت احدہما الخ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب المہر ج ۲ ص ۴۵۲) ظفیر۔ [۴] اگر بال بچے ہے تو ایک چوتھائی ورنہ نصف شوہر کا ہوگا، بقیہ دوسرے ورثہ کو پہنچے گا وہ ادا کردے یا ان سے معاف کرالے ۱۲ ظفیر۔



ہندہ کے اولاد ہے تو ایک ربع تو اس کے شوہر کا ہے اور باقی اس کی اولاد وغیرہ کا (۴) پھر اگر ہے تو یہ دلیل اولاد کے نہ وارث ہونے کی کیوں ہوئی، علاوہ ازیں یہ کہنا کہ زید کا مال تو آگے ہی ان کا ہے درست نہیں، بیشک اولاد بھی زید کے مال کی وارث ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ سوا اولاد کے اور کسی کا کوئی حق اس میں نہ ہو، اگر دوسرے ورثہ ہوں گے، ان کا حق بھی اس میں نکلے گا، اور یہ سب کچھ زید کی موت کے بعد ہے۔

**سوال (۱۲۴۸)** - ایک عورت نے کسی بات پر اپنے شوہر کو کہا کہ اگر تو میرے ساتھ ہم بستر ہو تو گویا اپنی ماں بہن کے ساتھ ہم بستر ہو، شوہر نے ہم بستر ہونا چھوڑ دیا اور طلاق دینے پر آمادہ ہے، اگر طلاق دیوے تو مہر دینا ہوگا یا نہ۔

(عورت کا یہ کہنا کہ تجھ سے ہم بستر ہو تو اپنی ماں سے ہو، طلاق نہیں ہے، طلاق دے تا تو بھی مہر ضروری ہے)

**الجواب** - اس صورت میں اس شخص کی عورت پر طلاق واقع نہیں ہوئی، عورت کے کہنے سے کچھ نہیں ہوتا، اگر اس عورت کو رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے اور اگر طلاق دینا چاہے تو طلاق دیدے، اگر طلاق دیدے گا تو مہر ادا کرنا لازم[۱] ہوگا۔

**سوال (۱۲۴۹)** - ہندوستان میں دستور ہے کہ بعض مرتبہ نکاح بالغ و بالغہ کا ہوجاتا ہے اور رخصت کی دوسری تاریخ مقرر ہوتی ہے، ایسی صورت میں اگر قبل رخصت خاوند فوت ہوجاوے تو بیوی کو کتنا دین مہر دیا جاوے گا۔

(رخصتی سے پہلے شوہر مرجائے تو مہر کتنا دینا ہوگا)

**الجواب** - اس صورت میں مہر پورا واجب ہے جیسا کہ درمختار میں ہے ویتاکد عند وطی او خلوۃ صحت الخ او موت احدہما[۲] الخ

[۱] ویتاکد (ای المہر) عند وطی او خلوۃ صحت الخ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب المہر ج ۲ ص ۴۵۲) ظفیر۔ [۲] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب المہر ج ۲ ص ۴۵۲ ظفیر

عورت کہتی ہے کہ شوہر یہ مکان مہر میں دے گیا ہے ورثہ انکار کرتے ہیں کیا حکم ہے

**سوال** (۱۲۵۰) - زید وعمر دو بھائی حقیقی ہیں، یہ علیحدہ علیحدہ شہروں میں مقیم ہیں، عمر اپنے باپ کی جائداد پر قابض ہے، زید کا اس سے کچھ سروکار نہیں ہے، زید نے اپنا ذاتی مکان دوسرے شہر میں بنا لیا ہے۔ زید کی بیوی کا انتقال ہوگیا جس سے ایک لڑکی شادی شدہ موجود ہے، زید نے اپنا نکاح ثانی کیا، کچھ عرصہ کے بعد زید کا انتقال ہوگیا، زوجہ زید کو دو سال بعد بکر نے نکاح کا پیام دیا، زوجہ زید نے بکر سے نکاح سے انکار کیا اور عظیم کے ساتھ نکاح کرلیا، عظیم و بکر کی پہلے سے مخالفت تھی اس نکاح سے اور زیادہ ہوگئی، جب زوجہ زید کے نکاح ثانی کی اطلاع عمرو داماد زید کو ہوئی تو وہ دونوں زید کے مکان پر آئے اور اس کی زوجہ سے کہا کہ مکان خالی کردو کیونکہ تم نے اپنا نکاح کرلیا ہے، اب تمہارا اس مکان میں کوئی حق نہیں رہا۔ سابقہ زوجہ زید نے کہا کہ یہ مکان میرا شوہر میرے مہروں میں دے گیا ہے، میں اس پر قابض ہوں، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

**الجواب** - شرعاً شہادت کافی کسی طرف بھی نہیں ہے، نہ ادائے مہر کی اور نہ مکان کے مہر میں دئے جانے کی اس لئے کہ ادائے مہر کا گواہ صرف بکر ہے اور ایک شخص اگرچہ ثقہ بھی ہو، اس کی گواہی شرعاً معتبر نہیں ہوتی۔ اور اس پر کوئی حکم شرعاً نہیں ہوسکتا۔ اور اس صورت میں تو وہ اس وجہ سے بھی مخدوش اور ناقابل اعتبار ہے کہ عداوت اس کی ظاہر ہے، اور مکان کا مہر میں ملنے کا بھی ثبوت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ صرف عورت کا بیان ہے لیکن چونکہ قاعدہ شرعیہ یہ ہے کہ ترکہ میت سے اول دیون وغیرہ ادا کرکے جو کچھ باقی رہے وہ ورثاء کو ملتا ہے اور مہر بھی ایک دین بذمہ شوہر ہے اور مہر کا ادا ہونا ثابت نہیں ہے اور عورت مدعی مہر کی ہے، لہٰذا اس کا مہر اول دلوایا جاوے گا، پس اگر میت نے یعنی زید نے کچھ اور ترکہ سوائے مکان کے چھوڑا ہو تو

[1] و نصابہا للغیرہا من الحقوق سواء کان الحق مالا او غیرہ کنکاح وطلاق ووکالۃ ووصیۃ الخ رجلان او رجل وامرأتان۔ الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الشہادات ص ۵۱۳ ج ۴ و ص ۵۱۵ ج ۴، ظفیر

اس میں سے مہر ادا کیا جاوے گا، اور اگر سوائے مکان کے اور کچھ نہ چھوڑا ہو تو پھر مکان سے مہر دیا جاوے گا[1]۔ اور وارثوں کو یہ بھی اختیار ہے کہ مہر اپنے پاس سے ادا کریں اور مکان بقدر حصہ خود رکھ لیں اور علاوہ مہر کے آٹھواں حصہ عورت کا میراث کے طریق سے ہے اور نکاح ثانی کرنے سے اس کا مہر اور حصہ میراث ساقط نہیں ہوتا۔

مہر کی معافی کے دو گواہ ہیں کیا حکم ہے

**سوال** (۱۲۵۱) - ہندہ نے اپنے شوہر خالد کو اس کی بیماری میں اللہ کے واسطے اپنا مہر معاف کردیا، اس واقعہ کے دو عینی گواہ یہ شہادت دیتے ہیں، قادر بخش کہتا ہے کہ میں مہر بخشنے کا گواہ ہوں۔ خالد نے کہا کہ مہر بخش دو، ہندہ نے کہا کہ اللہ کے واسطے معاف کیا۔ فاضل کہتا ہے کہ ہندہ نے کہا کہ خدا کے واسطے میرا مہر معاف کیا، آیا یہ شہادت کامل ہے یا ناقص۔

**الجواب** - یہ شہادت تو کافی ہے اگر دونوں گواہ عادل ہوں[2]، لیکن مرض الموت میں ہبہ کرنا یا دین معاف کرنا بحکم وصیت ہے[3]، اور وصیت وارث کیلئے درست نہیں ہے اس لئے مرض الموت میں مہر کا معاف کرنا معتبر نہ ہوگا، لیکن اگر دیگر ورثاء راضی ہوں تو وارث کے لئے وصیت درست ہوسکتی ہے اور وصیت ایک ثلث میں جاری ہوتی ہے اس میں بھی اگر ورثاء راضی ہوں تو ثلث سے زیادہ میں بھی جاری ہوسکتی ہے[4]۔

[1] تتعلق بترکۃ المیت حقوق اربعۃ مرتبۃ الاول یبدأ بتکفینہ و تجہیزہ من غیر تبذیر ولا تقتیر ثم تقضی دیونہ من جمیع ما بقی من مالہ ثم تنفذ وصایاہ من ثلث ما بقی بعد الدین ثم یقسم الباقی بین ورثتہ (سراجی ص ۳ و ص ۴) ظفیر

[2] و نصابہا لغیرہا من الحقوق سواء کان الحق مالا او غیرہ رجلان او رجل وامرأتان۔ الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الشہادات ص ۵۱۳ ج ۴ و ص ۵۱۵ ج ۴ ظفیر

[3] اعتاقہ ومحاباتہ وہبتہ ووقفہ وضمانہ کل ذلک حکمہ کحکم وصیۃ فیعتبر من الثلث (الدر المختار) قولہ محاباتہ ای فی الاجارۃ والاستیجار والمہر والشراء (رد المحتار کتاب الوصایا باب العتق فی المرض ص ۶۵۵ ج ۵) ظفیر

[4] لا لوارث وقاتلہ الا باجازۃ ورثتہ لقولہ علیہ السلام لا وصیۃ لوارث الا ان یجیزہا الورثۃ یعنی عند وجود وارث آخر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الوصایا ص ۶۵۲ ج ۵) ظفیر

مہر معجل اور موجل وصول میں ایک ہیں یا الگ الگ

**سوال** (۱۲۵۲) - کیا مہر معجل اور موجل بعد ہم بستری کے ادائیگی کی صورت میں ایک حکم رکھتے ہیں یا نہیں، یعنی زوجہ دونوں قسم کے مہر کل لے سکتی ہے یا نہیں۔

**الجواب** - در مختار میں ہے ویتاکد عند وطئی اوخلوۃ صحت من الزوج او موت احدھما[1] الخ شامی میں ہے افادان المھروجب بنفس العقد لکن مع احتمال سقوطہ بردتھا او تقبیلھا ابنہ او تنصفہ بطلاقھا قبل الدخول وانما یتاکد لزوم تمامہ بالوطئی ونحوہ[2] الخ اس روایت سے معلوم ہوا کہ دخول اور وطی سے مہر مؤکد ہو جاتا ہے احتمال سقوط اور تنصیف کا نہیں رہتا بلکہ پورا مہر شوہر کے ذمہ واجب اور لازم ہو جاتا ہے لیکن مہر معجل تو عورت فوراً وصول کر سکتی ہے اور شوہر کے ذمہ اس کا ادا کرنا فوراً لازم ہے اور مہر موجل کے وصول کا وقت طلاق یا موت ہے اس سے پہلے عورت مہر موجل وصول نہیں کر سکتی کما مر[3]۔

مہر مثل میں کس کا اعتبار ہوگا

**سوال** (۱۲۵۳) - زید نے ایک عورت سے نکاح کیا اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں، اس عورت کا انتقال ہوگیا، اس کے بعد پھر زید نے اس کی دوسری بہن سے شادی کی اس سے چار لڑکیاں پیدا ہوئیں، زید کی پہلی بیوی کی پہلی لڑکی سے عمر نے نکاح کیا۔ اس کا انتقال ہوگیا، اس کے نکاح سے ۳۵ سال بعد عمر نے اس کی دوسری حقیقی بہن سے مہر مثل پر نکاح کیا، عمر کو اپنی پہلی بیوی (زید زوجہ اولیٰ کی بنت اولیٰ) کا مہر یاد نہیں رہا، اور نہ رجسٹر قاضی میں درج ہے اور نہ کوئی گواہ باقی ہے، زید کی زوجہ ثانیہ سے جو چار لڑکیاں ہوئیں، ان کا مہر ڈیڑھ ڈیڑھ سو روپیہ ہے، عمر کی زوجہ ثانیہ کا مہر مثل کیا ہوگا۔

**الجواب** - عمر کی دوسری زوجہ جو کہ حقیقی بہن ہے زوجہ اولیٰ متوفیہ کی تو جو مہر اس

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۳۳۶ ج ۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب المہر ص ۳۳۶ ج ۲ ظفیر۔ [3] لو کان المہر موجلاً لیس لہا المنع قبل حلول الاجل ولا بعدہ رد المحتار باب المہر ص ۳۴۹ ج ۲ ظفیر



زوجہ کا ہے وہی پہلی زوجہ کا مہر مثل ہے، پس جب کہ گواہوں سے کوئی مقدار مہر کی ثابت نہیں ہے جو مہر اس زوجہ کا ہے وہی زوجہ سابقہ کا ہوگا اور اگر اس میں بھی جھگڑا ہو تو علاتی بہنوں کے مہر کا اعتبار ہوگا۔ وفی الخلاصۃ ویعتبر باخواتھا وعماتھا[1] الخ درمختار۔ جب یاد نہیں تو اس کی زوجہ ثانیہ کی دوسری بہنوں کا جو مہر ہے وہی مہر مثل قرار پائے گا، کیونکہ باپ کے خاندان کا مہر مہر مثل کہا جاتا ہے۔ ظفیر)

مطلق مہر رواج کے مطابق موجل قرار پائیگا اور عورت کیلئے نان نفقہ کا دعوی جائز ہے

**سوال** (۱۲۵۴) - ہندہ بالغہ کا نکاح بہمراہ زید بتقرر زر مہر مبلغ پانچ ہزار روپیہ ہوا، کوئی اظہار موجل یا معجل کا نہیں ہوا، عام رواج خاندانی ہندہ کا مہر موجل ہے اب ہندہ بوجہ ناموافقت شوہر خود جس میں زیادتی شوہر کی ہے مطالبہ مہر کرتی ہے آیا ناموافقت وعلیحدگی خاوند بلا اظہار طلاق جو ہندہ کے نکاح سے پانچ سات ماہ کے بعد سے بدستور ہے جس کو عرصہ پانچ سال گزر گیا ہے حکم اجل رکھتی ہے یا نہیں اور بصورت نہ رکھنے حکم اجل کے صورت موجودہ میں ہندہ مطالبہ مہر کر سکتی ہے یا نہیں، اور ہندہ حسب حیثیت اپنے خاوند کے نان نفقہ کا دعوی کر سکتی ہے یا نہیں۔

اور ہندہ اگر عدالت مجاز میں دعوی اور چارہ جوئی اس بات کی کرے کہ یا طلاق دیدے یا حقوق زوجیت ادا کرے تو شرعاً اختیار حاصل ہے یا نہیں اور گناہ گار تو نہ ہوگی۔

**الجواب** - ایسی حالت میں مہر موجل سمجھا جاتا ہے اور اجل اس کی ادائیگی کی موت شوہر ہے یا طلاق[2]، اور جبکہ شوہر حقوق زوجہ ادا نہیں کرتا تو عورت اپنے حقوق ونفقہ کا دعوی

---

[1] والحرۃ مھر مثلھا الشرعی مھر مثلھا اللغوی ای مھر امراۃ مثلھا من قوم ابیھا لا امھا ان لم تکن من قومہ کبنت عمہ وفی الخلاصۃ ویعتبر باخواتھا وعماتھا الخ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر مطلب فی بیان مہر المثل ص ۳۶۷ ج ۲ ظفیر

[2] وان بینوا قدر المعجل یعجل ذالک وان لم یبینوا شیئاً ینظر الی المراۃ والی المہر المذکور فی العقد انہ کم یکون المعجل لمثل ھذہ المراۃ من مثل ھذا المہر فیعجل ذالک مقدار ولا یقدر بالربع والخمس وانما ینظر الی المتعارف الخ عالمگیری کشوری باب المہر ص ۳۳۶ ج ۲ ظفیر۔

کر سکتی ہے، شوہر کو چاہیئے اور اس پر واجب ہے کہ یا وہ حقوق زوجہ نان نفقہ وغیرہ ادا کرے، ورنہ طلاق دیدے کما قال اللہ تعالیٰ فامساک بمعروف او تسریح باحسان[1] اس کا حاصل یہ ہے کہ یا اچھی طرح عورت کو رکھے ورنہ طلاق دیدے اور بعد طلاق کے مہر کے وصول کرنے کا دعویٰ عورت کر سکتی ہے اور نفقہ بقدر حالہما یعنی بین بین شوہر کے ذمہ لازم ہے اس کو وہ بذریعہ عدالت بھی لے سکتی ہے اور عورت کی طرف سے یہ چارہ جوئی کہ یا شوہر نان نفقہ ادا کرے ورنہ طلاق دیدے موافق حکم شریعت کے ہے اس میں اس پر کچھ گناہ نہیں اور نفقہ اوسط درجہ کا بذمہ شوہر لازم ہوتا ہے یعنی عورت اور مرد دونوں کی حیثیت کا لحاظ ہوتا ہے، مثلاً اگر عورت غریب ہے اور شوہر غنی تو متوسط درجہ کا نفقہ لازم ہوگا[2]۔

**مہر میں جب اشرفی ہو تو اشرفی سے کون اشرفی مراد ہوگی**

**سوال** (۱۲۵۵) - ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ ہوا اور ایک سو ایک روپیہ اور ایک سو ایک اشرفی سکہ رائج الوقت مہر قرار پایا۔ اشرفی کی قیمت مختلف رہتی ہے تو اب ہندہ کو کس حساب سے دیا جائے گا۔

**الجواب** - بحکم المعروف کالمشروط مہر میں وہ اشرفی مراد ہوگی جو اس وقت یعنی بوقت نکاح مروج تھی اور اگر مختلف وزن اور مختلف قیمت کی اشرفیاں اس وقت مروج تھیں تو جس اشرفی کا زیادہ رواج ہو وہ مراد ہوگی اور اگر یہ معلوم نہیں کہ اس وقت اشرفی کس قیمت کی زیادہ مروج تھی تو جو کچھ عورت کہتی ہے اور اس کا مکذب کوئی نہیں ہے تو اسی کے قول کے موافق اسی اشرفی سے حساب مہر کا کیا جاوے گا۔

**شوہر مفلس ہو تو کیا عدالت مہر کم کر سکتی ہے**

**سوال** (۱۲۵۶) - زید کا نکاح بتقرر مہر پانصد روپیہ ہمراہ مسماۃ مریم ہو کر کابین نامہ میں باضابطہ پانصد روپیہ بوقت نکاح تحریر ہوا، کچھ عرصے

---

[1] سورۃ البقرۃ رکوع ۲۹ ۱۲ ظفیر۔ [2] فتجب النفقۃ للزوجۃ بنکاح صحیح الخ علی زوجہا الخ بقدر حالہما بہ یفتی (در مختار) کذا فی الہدایۃ وہو قول الخصاف وفی الولوالجیۃ وہو الصحیح وعلیہ الفتویٰ (رد المحتار باب النفقۃ ص ۸۸۸ ج ۲) ظفیر۔



بعد فریقین میں تنازعہ ہو کر مسماۃ مریم کی طرف سے دعویٰ پانصد روپیہ زر مہر عدالت میں دائر کیا گیا، عدالت ابتدائی سے باعتبار تحریر کابین نامہ دعویٰ ڈگری ہوا لیکن عدالت سیشن وچیف کورٹ سے بلا رضامندی مسماۃ مریم مدعیہ بجائے پانصد روپیہ مہر کے بتیس روپیہ چھ آنے زر مہر کو بوجہ مفلسی وناداری مدعا علیہ کے قائم رکھ کر باقی رقم مہر کو خارج کر دیا گیا شرعاً کیا حکم ہے۔

**الجواب** - شرعاً وطی کے بعد پورا مہر لازم ہو جاتا ہے، شامی میں ہے فادان المہر وجب بنفس العقد لکن مع احتمال سقوطہ بردتہا[1] الخ وانما یتاکد لزوم تمامہ بالوطی ونحوہ[2] الخ اور اگر شوہر مفلس بھی ہو تو مہر ساقط نہیں ہوتا بلکہ مؤخر ہو جاتا ہے۔ پس بالکل ساقط کر دینا مہر کا یا کم کر دینا خلاف حکم شرع ہے[3]۔

**آنحضرت صلعم کی صاحبزادیوں اور ازواج مطہرات کا مہر کتنا تھا**

**سوال** (۱۲۵۷) - حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اکثر بنات وازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا مہر کیا تھا، اور اس وقت سکہ رائج الوقت انگریزی سے تخمینہ کتنا ہوتا ہے۔

**الجواب** - پانسو درہم تھا جو تقریباً سوا سو روپیہ ہوتا ہے[4]۔

---

[1] رد المحتار باب المہر ص ۴۴۳ ج ۲، ظفیر۔ [2] رد المحتار باب المہر ص ۴۵۳ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔ [3] قال فی البدائع واذا تاکد المہر بما ذکر لا یسقط بعد ذالک الا بالابراء (ایضاً) ظفیر۔ [4] عن ابی سلمۃ قال سألت عائشۃ کم کان صداق النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان صداقہ لازواجہ ثنتی عشرۃ اوقیۃ ونش قالت أتدری ما النش قلت لا قالت نصف اوقیۃ فتلک خمس مائۃ درہم رواہ مسلم وعن عمر بن الخطاب قال الا لا تغالوا صدقۃ النساء فانہا لو کانت مکرمۃ فی الدنیا وتقوی عند اللہ لکان اولٰکم بہا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما علمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکح شیئا من نسائہ ولا انکح شیئا من بناتہ علی اکثر من اثنتی عشرۃ اوقیۃ رواہ احمد والترمذی وابو داؤد (مشکوۃ المصابیح باب الصداق ص ۲۷۷) پانچ سو درہم ایک سو سوا اکتیس تولے چاندی ہوتی ہے، حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ کے زمانہ میں اس کی قیمت سوا سو روپے ہوتی تھی، ہمارے اس زمانہ میں ساڑھے چھ سو روپے سے زیادہ ہوتی ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

**مہر میں آنحضرت صلعم کی مطابقت افضل ہے یا حسب حیثیت**

**سوال (۱۲۵۸)** . امیر کبیر اگر مہر میں مطابقت کرے حضرات بنات وازواج مطہرات کی تو یہ افضل اور موجب خیر و برکت ہے یا حسب حیثیت امراء کے لئے مہر افضل اور موجب خیر و برکت ہے۔

**الجواب** ۔ زیادہ مہر کرنا اچھا نہیں سمجھا گیا کہ وارد ہے لا تغالوا اصدقة النساء الحدیث۔ لہٰذا متابعت بنات مکرمات وازواج مطہرات کی اس بارے میں افضل ہے اگرچہ جائز زیادتی بھی[1] ہے

**فاحشہ عورت جو شوہر کے گھر سے بھاگ جائے مہر پائے گی یا نہیں**

**سوال (۱۲۵۹)** ۔ ایک عورت بعمر ۲۰ سالہ جس کے ماں باپ کو بخوبی علم تھا کہ یہ بدچلن ہو گئی۔ اسی بدچلنی کی وجہ سے وہ دو ایک مرتبہ گھر سے بھی بھاگی، اس بدنامی کے مٹانے کی غرض سے اس کا نکاح ایک ناواقف شخص سے بمہر پانسو روپیہ کے کر دیا، وہ عورت خاوند کے گھر آئی وہاں وہ چند ماہ رہی چونکہ اس کے ماموں کے ساتھ اس کا کچھ تعلق مشابہ ہوا، خاوند کے گھر آنے پر بھی اس کا ماموں اس کے پاس آتا جاتا رہا۔ خاوند نے اس وجہ سے اس کی روک ٹوک نہیں کی کہ یہ اس کا ماموں ہے، حالانکہ یہ اس کا سوتیلا ماموں تھا مگر کسی کو بھی اس بات کا گمان نہ ہو سکا لہٰذا اس کا آنا جانا نہیں روکا گیا، اس عرصہ میں اس کی نوکری کسی دوسری جگہ کی ہو گئی، تب اس عورت نے اپنا تمام زیور اور گھر میں جس قدر زیور اور مع کپڑے وغیرہ کے لے کر آدھی رات کو وہاں سے بھاگی اور اپنے ماموں کے پاس چلی گئی، راستہ میں اس کا ایک چچا بھی ملازم تھا وہاں نہیں اتری اور نہ اپنے ماں باپ کے پاس گئی بعد تجسس بسیار کے پتہ ملنے پر چند آدمی وہاں گئے تو دیکھا۔ دراصل وہ ماموں کے پاس تھی وہاں سوائے

[1] مشکوٰۃ المصابیح کتاب النکاح باب الصداق ص ۲۷۷۔ ظفیر۔ [2] حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہلے نقل کی جا چکی ہے دیکھ لیں۔ ۱۲ ظفیر



اس کے ماموں کے اور کوئی نہ تھا، چنانچہ اس کا باپ اس کو اپنے گھر لے آیا، کیا ایسی عورت مہر پانے کی مستحق ہے یا نہیں۔

**الجواب** ۔ اس صورت میں وہ مہر پانے کی مستحق[1] ہے۔

**مہر مؤجل جب چاہے وصول نہیں کر سکتی**

**سوال (۱۲۶۰)** ۔ کیا مہر مؤجل سے یہی مراد ہے کہ زوجہ اپنے شوہر سے بعد خلوت صحیحہ جب چاہے زر مہر وصول کر سکتی ہے اور جب تک یہ دین مہر زوجہ اپنے شوہر سے وصول نہ کرلے کیا شوہر سے علیحدہ رہ سکتی ہے۔

**الجواب** ۔ یہ حکم مہر معجل کا ہے کہ عورت جب چاہے وصول کر سکتی ہے مہر مؤجل کا یہ حکم نہیں ہے اس کے وصول کرنے کا وقت موت یا طلاق[2] ہے۔

**شوہر مہر مؤجل ادا کئے بغیر رخصتی کرا سکتا ہے**

**سوال (۱۲۶۱)** ۔ شوہر بلا ادائے دین مہر مؤجل اپنی زوجہ کو رخصت کرا سکتا ہے یا نہیں۔

**الجواب** ۔ مہر مؤجل میں بیشک شوہر بدون ادائے مہر رخصت کرا سکتا[3] ہے۔

**لڑکی والا شادی میں خرچ کرنے کیلئے مہر سے کچھ لے سکتا ہے یا نہیں**

**سوال (۱۲۶۲)** ۔ لڑکی والا لڑکے والے سے کچھ حصہ مہر معینہ سے بطور مہر معجل قبل از نکاح لے سکتا ہے یا نہیں، اس وجہ سے کہ لڑکی کی شادی کے کاروبار میں یعنی ضروری اشیاء میں صرف کرے۔

**الجواب** ۔ لڑکی کے سامان کے لئے باپ کو مہر کا کچھ حصہ لے کر اس میں صرف کرنا

[1] زنا کا وبال اور گناہ اس عورت پر ہے، مگر چونکہ وہ شوہر کے پاس رہ چکی ہے اس لئے اس کا پورا مہر شوہر پر واجب الاداء ہے والمهر يتأكد بأحد معان ثلثة الدخول والخلوة الصحيحة وموت احد الزوجين (عالمگیری مصری کشوری باب المهر ص ۳۰۳ ج ۱) ظفیر۔ [2] لا خلاف لاحد ان تأجيل المهر الى غاية معلومة نحو شهر او سنة او اكثر صحيح وان كان لا الى غاية معلومة فقد اختلف المشائخ فيه قال بعضهم يصح وهو الصحيح وهذا لان الغاية معلومة في نفسها وهو الطلاق او الموت (عالمگیری مصری باب المهر ص ۳۰۴ ج ۱) ظفیر۔ [3] واذا كان المهر مؤجلا اجلا معلوما قبل الاجل ليس لها ان تمنع نفسها (عالمگیری مصری باب المهر ایضاً ص ۳۳۰ ج ۲) ظفیر

جائز ہے کما فی رد المحتار وفیما قبض، الاب مهرها وهی بالغة او لا وجهزها او قبض مکان المهر عینا لیس لها ان لا تجیز لان ولایة قبض المهر الی الآباء وکذا التصرف فیه[1] الخ

**طلاق کے بعد مہر کی ادائیگی میں لڑکی اور حمل دینا کیسا ہے**

سوال (۱۲۶۳) ۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک جلسہ میں تین طلاق دے کر گھر سے نکال دیا اور بعوض مہر مقررہ کے اپنی ایک دختر تین سالہ اور ایک حمل سات ماہ کا دیا، دختر اور حمل کا مہر میں دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ دختر اور حمل کو مہر میں دینا ناجائز اور لغو ہے مہر پورا شوہر کے ذمہ لازم ہے، اور مہر مال سے ہوتا ہے لڑکی اور حمل مہر نہیں ہو سکتا، قال اللہ تعالیٰ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ[2] الآیۃ

**تنخواہ دیتے وقت شوہر نے کہا جو رقم خرچ سے بچ جاوے وہ مہر میں محسوب ہوگی کیا حکم ہے**

سوال (۱۲۶۴) ۔ زید اپنی زوجہ کو بارہ سال سے اپنی پوری تنخواہ دیتا ہے جو گھر کے خرچ سے بہت زائد ہے اور زوجہ زید نے اس میں سے ایک معتد بہ رقم پس انداز کرلی ہے، پانچ سال تک زید نے باقیماندہ رقم کے متعلق کچھ نہیں کہا لیکن پانچ سال بعد زید نے اپنی زوجہ سے یہ کہہ دیا کہ جو رقم تمہارے نفقہ اور ایک بچہ کے نفقہ اور میرے خرچ سے زاید ہو وہ مہر میں شمار ہوگی۔ اس صورت میں باقیماندہ رقم مہر میں شمار ہوگی یا نہیں۔

الجواب ۔ اس صورت میں مابقی رقم مہر میں محسوب ہوگی لتصریح الزوج بہ اور رقم نفقہ حسب عرف متعین ہو جاوے گی۔

**مہر شوہر کی جائداد سے وصول ہوگا یا شادی کرنے والے کی**

سوال (۱۲۶۵) ۔ زید بالغ ہے مگر اس کا کوئی ولی وارث نہیں ہے، ایک غیر شخص نے اس کا نکاح ایک بالغ العمر سے

[1] رد المحتار باب المہر قبیل باب نکاح الرقیق ص۵۰۰ ج۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] سورۃ النساء۔ ۴



ایسی حالت میں کرایا کہ زید بالکل بے حس تھا اور اس کا مرض بتدریج بڑھتا چلا گیا، یہاں تک کہ زید کا انتقال ہوگیا، زید کو خلوت صحیحہ کا موقع تک نہیں ملا۔ زید کے انتقال کے ایک ہفتہ بعد غالباً اس کی بیوی بھی فوت ہوگئی، بیوی کے وارث مہر کے مدعی ہیں، کیا شرعاً یہ مہر واجب الادا ہے، اور ہندوستان میں اس کا کیا دستور ہے اور پنجاب میں کیا، کیا یہ مہر اس شخص پر واجب ہے جس نے زید کا نکاح کرایا تھا یا زید کی جائداد سے وصول ہوگا۔

الجواب ۔ مہر بذمہ شوہر پورا واجب ہوگیا، زید کی جائداد سے لیا جاوے گا اور یہ شرعی حکم عام ہے، ہندوستان اور پنجاب میں کچھ فرق نہیں[1] ہے۔

**مہر معاف کرتے وقت کہا معاف کرتی ہوں لیکن اگر تمہارے لڑکوں نے جھگڑا کیا تو لے لوں گی کیا حکم ہے**

سوال (۱۲۶۶) ۔ زینب سے عبد اللہ نے ایک طویل سفر کے وقت مہر معاف کردینے کی درخواست کی، زینب نے کہا کہ میں مہر معاف کرتی ہوں لیکن اگر تمہاری پہلی بیوی کے لڑکوں نے تمہارے بعد مجھ سے جھگڑا وغیرہ کیا تو میں عدالت کے ذریعہ سے ضرور اپنا مہر تمہارے ترکہ سے لوں گی ورنہ معاف کرتی ہوں، تو آیا یہ دین مہر عند اللہ وعند القضاء معاف ہوگیا یا نہیں۔

الجواب ۔ اس صورت میں عند اللہ مہر معاف ہوا نہ عند القاضی کما یصح تعلیق الابراء عن الدین بشرط محض الخ در مختار[2]۔

**نکاح بعد مہر بڑھ سکتا ہے یا نہیں اور کیا اس کے لئے کوئی وقت مقرر ہے**

سوال (۱۲۶۷) ۔ اگر بوقت نکاح زوجین بالغ ہوں اور دین مہر متعین ہو جاوے تو بعد نکاح اس مقدار معینہ دین مہر میں جو وقت نکاح قرار پایا تھا توسیع ہو سکتی ہے یا نہیں، اگر ہو سکتی ہے تو حسب استدعاء زوجہ یا شوہر خود بغیر استدعاء زوجہ بھی توسیع کر سکتا ہے، اگر توسیع جائز ہے تو بعد نکاح کس وقت، ہمہ وقت یا بعد خلوت صحیحہ۔

[1] ویتأکد (المهر) عند وطء او خلوة صحت من الزوج او موت احدهما الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص۵۵۵ ج۲ [2] رد المحتار کتاب الهبة مسائل متفرقہ ص۷۱۶ ج۴

**الجواب۔** درمختار میں ہے وما فرض بعد العقد او زید علی ما سمی فانہا تلزمہ بشرط قبولہا فی المجلس[1] الخ پس معلوم ہوا کہ مہر کا زیادہ کرنا بعد قبول کرنے عورت کے صحیح و معتبر ہے اور لازم ہوجاتا ہے خواہ عورت کی طلب پر ہو یا خود شوہر زیادتی کردیوے اور بعد دخول کے ہو یا قبل دخول کے غرض یہ کہ کسی وقت ہو، لیکن وجوب اس زیادتی کا بعد دخول یا موت کے ہے اور اگر قبل دخول و خلوت طلاق ہوجاوے تو وہ زیادتی ساقط ہے۔ اصل مہر کا نصف لازم ہوجاتا ہے۔ ہکذا فی الدر المختار[2] والشامی۔

تجدید نکاح کی صورت میں مہر پھر از سر نو ہوگا اور بیوی دونوں مہروں کی مستحق ہوگی۔

**سوال (۱۲۶۸)** - جب کسی کو تجدید نکاح کی ضرورت ہو تو ایجاب و قبول کے وقت مہر سابقہ کا اعادہ کیا جاوے یا از سر نو جداگانہ مہر مقرر کرنے کی ضرورت ہوگی، اور اس مہر کی تقرری میں عورت کو اختیار ہوگا یا کیا اور مرد کو ہر دو مہر ادا کرنے ہوں گے یا کیا جبکہ مہر سابقہ بھی ہنوز ادا نہیں کیا ہے۔

**الجواب۔** نکاح جدید میں مہر جدید ہوگا اور وہ باختیار عورت ہے جو مقدار وہ کہے دی ہوگی، اور شوہر کو دونوں مہر ادا کرنے ہوں گے[3]۔

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۴۷۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] لا ینصف لاختصاص التنصیف بالمفروض فی العقد بالنص بل تجب المتعۃ فی الاول ونصف الاصل فی الثانی (درمختار) قولہ لا ینصف ای بالطلاق قبل الدخول بحر قولہ ونصف الاصل فی الثانی ای فیما لو زاد بعد العقد (رد المحتار باب المہر ص ۴۶۲ ج ۲ قبیل مطلب فی حط المہر) ظفیر۔
[3] وتجب العشرۃ ان سماہا ودونہا ویجب الاکثر منہا ان سمی الاکثر ویتاکد عند وطئ او خلوۃ صحت من الزوج او موت احدہما او تزوج ثانیا (درمختار) فیما لو طلقہا بائنا بعد الدخول ثم تزوجہا فی العدۃ وجب کمال المہر الثانی بدون الخلوۃ والدخول (رد المحتار باب المہر ص ۴۵۴ ج ۲) ظفیر۔



بیوی نے کہا طلاق دیگا تو مہر معاف کردوں گی شوہر نے قبول کرلیا اس نے معاف کردیا اور شوہر نے طلاق نہیں دی تو کیا حکم ہے؟

**سوال (۱۲۶۹)** - زوجہ زید نے اپنے شوہر سے کہا کہ اگر تو مجھ کو طلاق دیدے تو میں تمہارے مہر بخش دوں، زید راضی ہوگیا مگر عورت نے کہا کہ قسم کھاؤ، زید نے قسم کھائی کہ خدا کی قسم اگر تو میرے مہر بخش دے گی تو میں تجھے طلاق دیدوں گا، فوراً اس کی زوجہ نے مہر بخشدئے اور زید نے طلاق دینے سے انکار کردیا تو کیا اس صورت میں زوجہ زید مطلقہ مغلظہ ہوئی یا نہیں، اور اس کا مہر زید کو معاف ہوا یا نہیں۔

**الجواب۔** اس صورت میں اگر شوہر طلاق نہ دے گا تو مہر بھی معاف نہ ہوگا۔ کیونکہ مہر کی معافی عورت کی طرف سے بعوض طلاق کے تھی، پس جبکہ شوہر نے طلاق نہیں دی تو مہر بھی معاف نہیں[1] ہوا کیونکہ یہ معافی معلق تھی۔ ظفیر)

زنا کی وجہ سے مہر ساقط ہوتا ہے یا نہیں اور زانیہ بیوی کو معاف کردینا کیسا ہے

**سوال (۱۲۷۰)** - ایک عورت منکوحہ شوہر دار نے زنا کیا آیا بوجہ زناکاری کے دین مہر ساقط ہوگیا یا بذمہ شوہر باقی رہا اگر اس عورت زانیہ کے اس خطا کو اس کا شوہر معاف کردے تو مواخذہ قیامت اس پر رہے گا یا نہیں۔

**الجواب۔** زنا کی وجہ سے اس کا مہر ساقط اور باطل نہیں ہوا پورا مہر بذمہ شوہر لازم ہے اور زناکاری اللہ کا گنہ ہے توبہ کرنے سے اور استغفار کرنے سے معاف اور ساقط ہوجاتا ہے اور شوہر کی بھی خیانت اور حق تلفی ہے وہ شوہر کے معاف کرنے سے معاف ہوتی ہے لیکن شوہر کے معاف کردینے سے اللہ کا گنہ معاف نہیں ہوا وہ توبہ سے معاف ہوتا ہے اور جب صدق دل سے اللہ سے توبہ کرلی اور وہ توبہ قبول ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے زنا کا گنہ معاف فرمادیا تو وہ معاف ہوگیا، شوہر معاف کرے یا نہ کرے، ہاں جو بے حرمتی اور خیانت شوہر کی ہوئی اس کا مطالبہ شوہر کی طرف سے ہوسکتا ہے اور وہ شوہر کے معاف کرنے سے ساقط

[1] قاعدہ ہے اذا فات الشرط فات المشروط ۱۲ ظفیر۔

ہوتا ہے اور شوہر سے بالاجمال بھی معاف کرا سکتی ہے، مثلاً یہ کہے کہ جو میں نے تمہاری خطا کی ہو اور قصور کیا ہو وہ معاف کردو، اگر وہ معاف کردے تو جو شوہر کی حق تلفی ہوئی تھی وہ معاف ہوجاوے گی فقط۔

حالت طلاق میں مہر کا فیصلہ کیا ہوگا

**سوال** (۱۲۷۱) - زید نے ایک عورت سے نکاح کیا اور حسب رواج مبلغ دو ہزار روپیہ مہر مقرر ہوا، چند ماہ بعد نااتفاقی ہوگئی جس کو تقریباً سات سال ہوئے اب وہ بموجب شرع فیصلہ کرنا چاہتے ہیں، آیا حالت طلاق میں مہر وغیرہ کی کیا صورت ہوگی۔

**الجواب** - اگر طلاق بطریق خلع ہو یعنی اس طرح کہ عورت اپنا مہر معاف کردیوے اور شوہر طلاق دیوے تو بعد طلاق کے عورت مطالبہ مہر وغیرہ کا نہیں کرسکتی اور اگر شوہر ویسے ہی بلاعوض مہر وغیرہ کے طلاق دیدیوے تو پھر عورت اگر مدخولہ ہے اور خلوت ہوچکی ہے تو وہ پورا اپنا مہر لے سکتی ہے[1] فقط

جب مہر کا پتہ نہ چلے تو کیا طے کیا جائے

**سوال** (۱۲۷۲) - ہندہ کا انتقال ہوگیا، اب ہندہ کی ماں اور بھائی مسمی زید بکر عمرو وغیرہ اپنی بہن دلڑکی مسمی ہندہ کا دین مہر سو روپیہ مانگتے ہیں اور شوہر ہندہ ڈھائی سو روپیہ بتلاتا ہے مگر تحقیق کسی کو نہیں معلوم کہ کیا دین مہر مقرر ہوا تھا چونکہ قاضی وکیل وگواہان کا ووالدین دولہا ودلہن کا انتقال ہوگیا صرف ہندہ کی ماں ہے اس کو بھی بہ تحقیق معلوم نہیں ہے اور شادی دولہا ودلہن کی دس سال کی عمر میں ہوگئی تھی اس وقت ہندہ کے بھائیوں کی عمر ۶ سال و ۸ سال تھی، بھائیوں کو بھی کچھ پتہ نہیں البتہ ہندہ کی چچازاد بہن جو ہندہ کے باپ کا پھوپی زاد تھا اس کی لڑکی کا دین مہر کاغذ قاضی میں دوسو روپیہ کے تحریر ہے اور کوئی ہندہ کے حقیقی بہن وپھوپی

[1] ویتأکد المھر عند وطأ أو خلوة صحت من الزوج أو موت أحدھما الخ ویجب نصفہ بطلاق قبل وطأ أو خلوة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المھر ص ۴۵۶ ج ۲) ظفیر۔



نہیں ہے کیا تعداد مقرر کی جائے گی۔

**الجواب** - اس صورت میں ہندہ کے چچازاد بہن کا جو مہر ہے وہی ہندہ کا مہر مثل ہوگا۔ کما فی الدر المختار ومھر مثلھا مھر مثلھا من قوم أبیھا[1] فقط۔

مہر موجل قبل طلاق یا موت طلب نہیں کرسکتی اور بیوی کو شوہر کے یہاں رہنا ہوگا

**سوال** (۱۲۷۳) - زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ہوا۔ ہندہ زید کے گھر آتی جاتی رہی اور زید سے ہندہ کے لڑکی پیدا ہوئی، ہندہ کی والدہ کی خواہش یہ ہے کہ اس کا داماد اس کی لڑکی کو اس کے گھر رکھے اور وہاں خرچ دے، زید کہتا ہے کہ میں اپنے گھر رکھوں گا، ہندہ زوج کے گھر آنے سے انکار کرتی ہے، ہندہ یہ عذر شرعی پیش کرتی ہے کہ اگر زید مجھ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے تو اس کو اول میرے مہر ادا کرنے ضروری ہیں، جب تک مہر ادا نہ کرے گا میں اس کے گھر نہ جاؤں گی، شوہر سے مہر کا مطالبہ کیا گیا، شوہر یہ کہتا ہے کہ میری زوجہ کا مہر معجل نہیں تھا، رسید نکاح جو میرے پاس ہے اس میں بلاصراحت لکھا ہے اور وقت نکاح بھی معجل کی صراحت نہیں کی گئی تھی، اگر مہر معجل ہوتا تو میں ادا کرنے کا مستحق ہوتا اور برادری میں یہ دستور ہے کہ وقت نکاح کوئی مہر نہیں دیتا اور نہ زوجہ قبل طلاق یا موت مطالبہ کرتی ہے لہٰذا مسماۃ ہندہ کا مہر اس وقت واجب الادا نہیں ہے اس کو مطالبہ کا کوئی حق حاصل نہیں ہے البتہ اس وقت وہ مطالبہ کرسکتی ہے کہ میں اس کو طلاق دیدوں یا میرا انتقال ہوجائے، خلاف طریقہ ودستور برادری اس وقت مطالبہ زوجہ ناجائز ہے اور زوجہ کو میرے ساتھ رہنے میں کوئی حق انکار حاصل نہیں ہے۔ آیا ہندہ کو زید کے یہاں جانا چاہئے یا نہیں اور کیا وہ قبل طلاق وموت مطالبہ کرسکتی ہے اور زوج کو شرعاً کیا کرنا چاہئے اور زوج کا عذر شرعاً معتبر ہے یا نہیں۔

**الجواب** - زوج اس بارہ میں حق پر ہے، جبکہ مہر معجل نہیں تو عورت مہر کا مطالبہ موافق عرف کے قبل طلاق یا موت کے نہیں کرسکتی عالمگیریہ میں ہے وإن کان لا إلی

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المھر مطلب فی بیان مھر المثل ص ۴۸۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر

غایۃ معلومۃ فقد اختلف المشائخ فیہ قال بعضہم یصح وھذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسہا وھو الطلاق اوالموت[1] الخ اور عورت کو اس صورت میں شوہر کے گھر جانے سے انکار کا حق نہیں ہے۔ فقط۔

اختلاف کی صورت میں مہر کیا ہوگا۔

**سوال** (۱۲۷۴) - ہندہ اپنے دین مہر کی تعداد سو لاکھ روپیہ بیان کر کے زوج کے مقابلہ میں دعویدار ہوئی، زوج نے یہ جواب دیا کہ تعداد مہر مجھے یاد نہیں مگر میں بعوض دین مہر مذکور اپنی جائداد جو تقریباً بیس ہزار کی ہے مدعیہ کی بطنی پسر کے نام کرنے کو طیار ہوں، دوران مقدمہ میں زوج کا انتقال ہوگیا اور اس کے پسر نے جو دوسری بیوی کے بطن سے ہے مقدمہ کی جوابدہی کی اور تعداد مہر ہندہ دو سو روپیہ اور پانچ اشرفی بتائی، اس صورت میں کس کا قول معتبر ہوگا۔

**الجواب** - ایسی حالت میں شرعاً مہر مثل کو دیکھا جائے گا مہر مثل جس کے قول کے مطابق ہوگا، اس کے موافق کیا جاوے گا۔ وقالا یقضی بمہر المثل کحال حیاۃ وبہ یفتی در مختار[2] فقط۔

مہر مؤجل کا مطالبہ طلاق یا موت سے پہلے نہیں ہوسکتا اور بیوی شوہر کے یہاں رہے

**سوال** (۱۲۷۵) - زید کا نکاح ۵ / جون ۱۹۱۶ء مسماۃ ہندہ کے ساتھ ہوا تھا، شادی کے بعد ہندہ زید کے گھر آتی جاتی رہی اور زید سے بعد شادی ہندہ کے حمل پڑ گیا اور ۵ / اپریل ۱۹۱۷ء کو یعنی دس ماہ بعد ہندہ کے لڑکی پیدا ہوئی اور اب تک زندہ ہے، ہندہ کی والدہ کی خواہش یہ ہے کہ اس کا داماد اس لڑکی کو اس کے گھر رکھے اور وہاں ہی خرچ دے، زید کہتا ہے کہ میں اپنے گھر رکھوں گا، ہندہ اپنی والدہ اور دیگر عزیزان کے بہکانے سے اپنے زوج کے گھر آنے سے انکار کرتی ہے اور یہ عذر کرتی ہے کہ وہ اس کے گھر نہیں رہے گی اور نہ زوج کی

[1] عالمگیری مصری کتاب النکاح فصل حادی عشر ص ۲۹۱ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۴۹۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔



ماں کے ساتھ رہنے پر رضامند ہے، اب ہندہ یہ شرعی عذر پیش کرتی ہے کہ اگر زید مجھ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے تو اس کو اول میرے مہر ادا کرنے ضروری ہیں، جب تک کہ میرے مہر ادا نہ کرے گا، میں اس کے گھر نہ جاؤں گی اور نہ زوج کو شرعاً بلا ادائے دین مہر مجھے میری والدہ کے یہاں سے لے جانے کا کوئی حق حاصل ہے چونکہ یہ شرعی مطالبہ زوجہ کا ہے اس لئے شوہر سے اس کا مطالبہ کیا گیا تو شوہر اس شرعی مطالبہ کے جواب میں یہ کہتا ہے کہ میری زوجہ کا مہر معجل نہیں تھا، رسید نکاح جو میرے پاس ہے اس میں بلا صراحت لکھا ہے، یہ امر فی الواقع صحیح ہے مہر بلا صراحت ہے اور وقت نکاح بھی معجل کے صراحت نہیں کی گئی تھی، اگر مہر معجل ہوتا تو بیل اسوقت ادا کرنے کا مستحق ہوتا اور نکاح کے وقت بھی تصریح نہیں کی گئی تھی، نیز مسماۃ کے لڑکی پیدا ہو چکی ہے اور اس کی عمر اس وقت تقریباً دو سال ہے اب اس کو اس مطالبہ کرنے کا کہ بلا ادائے مہر نہیں جا سکتی کوئی حق حاصل نہیں ہے اور برادری میں یہ دستور ہے کہ بوقت نکاح کوئی مہر نہیں دیتا اور نہ زوجہ قبل طلاق یا موت مطالبہ کرتی ہے اور زوجین میں اس طرح دینا لینا ہے لہذا مسماۃ ہندہ کے مہر اس وقت واجب الادا نہیں ہیں نہ اب اس کو مطالبہ کا کوئی حق حاصل ہے البتہ اس وقت مطالبہ کر سکتی ہے کہ میں اس کو طلاق دیدوں یا میرا انتقال ہو جائے، خلاف طریقہ دستور برادری اس وقت مطالبہ زوجہ ناجائز ہے اور زوجہ کو میری ساتھ رہنے میں کوئی حق انکار حاصل نہیں ہے، اب سوال یہ ہے کہ حسب شرع شریف ہندہ کو زید کے یہاں جانا چاہئے یا نہیں اور کیا وہ اس صورت مذکورہ بالا میں قبل طلاق و موت مطالبہ کر سکتی ہے اور زوج کو شرعاً کیا کرنا چاہئے اور زوج کا عذر عند الشرع معتبر ہے یا نہیں۔ جواب معہ حوالہ کتب شرع شریف درج فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں بینوا توجروا۔

**الجواب** - عقد نکاح میں مہر ایک لازمی امر ہے خواہ بوقت ایجاب و قبول زوجین میں تذکرہ مہر نہ کیا گیا ہو یا اس شرط کے ساتھ نکاح ہوا ہو کہ مہر نہ دیا جائے گا تب

بھی مہر دینا لازمی ہوگا، مہر دو قسم کا ہوتا ہے ایک معجل اور ایک مؤجل، ہر ایک صورت مہر تصریح بوقت نکاح یا رواج بلاد پر موقوف ہے، مہر معجل کا مطالبہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زوجہ ہر وقت کر سکتی ہے اگرچہ پہلے اپنے نفس کو حوالہ زوج کر چکی ہو اور وہ اپنے نفس کو تسلیم سے روکنے کے لئے عدم ادا مہر معجل کا عذر کر سکتی ہے۔ صاحبین یعنی امام یوسف وامام محمد رحمہما اللہ کا اس میں خلاف ہے، یہ دونوں فرماتے ہیں کہ بعد خلوۃ صحیحہ اور تسلیم نفس کے زوجہ کو مہر معجل کی عدم ادا کی وجہ سے کف نفس کا حق حاصل نہیں رہتا یہی قول معتبر ہے۔

مہر مؤجل کا مطالبہ زوجہ قبل اجل نہیں کر سکتی نہ تسلیم نفس سے منع کر سکتی ہے، تیسری صورت یہ ہے کہ مہر کی کچھ تصریح نہ ہو، ایسی صورت میں کوئی حصہ مہر یعنی ثلث یا نصف و ربع وخمس مقرر نہیں کیا جا سکتا، بلکہ عرف اور رواج برادری کے موافق اس صورت میں حکم دلایا جائے گا۔ اگر برادری اور عرف میں ایسی صورت میں مہروں کا کوئی جزو دلایا جاتا ہے تو اسی قدر دلایا جائے گا ورنہ نہیں۔ صورت مسئولہ منسلکہ سائل میں یہ امر صاف ہے کہ زوجہ تسلیم نفس کر چکی ہے کیونکہ اس کی لڑکی موجود ہے، اور مہر کی کوئی تصریح نہیں ہے، تو اب عورت کو کوئی حق کف نفس کا باقی نہیں رہتا اور اس کو شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار نہ کرنا چاہئے، زوجہ کا یہ عذر کہ میں والدہ زوج کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی شرعاً قابل پذیرائی ہے۔ وہ والدہ زوج کے ساتھ رہنے پر شرعاً مجبور نہیں کی جائے گی بلکہ زوج ہندہ اپنی زوجہ کو علیحدہ مکان میں رکھے اور وہاں دونوں رہکر حقوق زوجین باہم ادا کریں۔ اس وقت عورت کا مطالبہ مہر قابل اعتبار نہیں ہے، کیونکہ سوال میں صاف الفاظ میں کہ مہر کی تصریح نہیں ہے برادری میں یہ رواج ہے کہ قبل طلاق اور موت مہروں کا لینا دینا نہیں ہوتا، زمانہ حیات زوجین میں نہ کوئی لیتا ہے نہ کوئی دیتا ہے بلکہ بعد طلاق یا موت مطالبہ کیا جاتا ہے تو اس صورت میں خلاف رواج برادری عورت کو کوئی حق مطالبہ مہر کا نہیں ہے اور نہ اس



وجہ سے وہ کف نفس کر سکتی ہے ملاحظہ ہو بہشتی زیور حصہ چہارم مطبوعہ کانپور ص۱۹ بیان مہر، ہندوستان میں دستور ہے کہ مہر کا لین دین طلاق یا موت یعنی مرجانے کے بعد ہوتا ہے۔ جب طلاق مل جاتی ہے تب مہر کا دعویٰ کرتی ہے یا مرد مر گیا ہو اور کچھ مال چھوڑ گیا ہو تو اس مال میں سے لے لیتی ہے اور اگر عورت مرگئی تو اس کے وارث مہر کے دعویدار ہوتے ہیں اور جب تک میاں بی بی ساتھ رہتے ہیں تب تک نہ کوئی دیتا ہے نہ وہ مانگتی ہے تو ایسی جگہ اس دستور کی وجہ سے طلاق ملنے سے پہلے مہر کا دعویٰ نہیں کر سکتی البتہ پہلی رات کو جتنے مہر کے پیشگی دینے کا دستور ہے، اتنا دینا واجب ہے ہاں اگر کسی قوم میں یہ دستور نہ ہو تو اس کا یہ حکم نہ ہوگا، البتہ مہر معجل بوقت نکاح قرار پائیں اور رواج برادری اس کے خلاف ہو تو اس صورت میں رواج برادری بمقابلہ تصریح وقبول شوہر متروک سمجھا جائے گا اور مقبولہ زوجین کو ترجیح دی جائے گی، پس خلاصہ یہ ہے کہ زوجہ کو اپنے شوہر کے ساتھ رہنا چاہئے اب انکار کا کوئی حق اس کو حاصل نہیں مہروں کا مطالبہ وہ بعد طلاق یا موت کر سکتی ہے، شوہر کو چاہئے کہ زوجہ کو اپنے ساتھ رکھے اور حقوق زن ادا کرتا رہے، صورت مسئولہ میں شوہر کا عذر قابل قبول واعتبار ہے اور اس کا عذر عند الشرع معتبر ہے کما جلی فی کتب الفقہ ملاحظہ ہو فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۲۳۸

ولو دخل الزوج بہا او خلا بہا برضاہا فلہا ان تمنع نفسہا عن السفر بہا حتی تستوفی جمیع المہر علی جواب الکتاب والمعجل فی عرف دیارنا عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ وفی منع النفس بقولہما وان بینوا قدر المعجل یعجل ذلک وان لم یبینوا شیئا ینظر الی المرأۃ والی المہر المذکور فی العقد انہ کم یکون المعجل لمثل ہذہ المرأۃ من مثل ہذا المہر فیجعل ذلک معجلا ولا یقدر بالربع ولا بالخمس وانما ینظر الی المتعارف وان شرطوا فی العقد تعجیل کل المہر یجعل الکل معجلا و یترک العرف کذا فی فتاویٰ قاضیخان بحر الرائق جلد ثالث مصری ص۱۹۱۔ بحث کف نفس یعنی بعد الدخول

لاتمنع نفسها ولو منعت لانفقة لها زیلعی جلد ثانی مصری ص۱۵۵ قال ابویوسف ومحمد رحمهما الله اذا دخل بها برضاها اوخلا بها لیس لها ان تمنع نفسها و ترتب علیه استحقاق النفقة لهما ان المعقود علیه قد صار مسلمًا الیه بالوطأة او بالخلوة ولهذا یتاکد جمیع المهر فلم یبق لها حق الحبس کالبائع اذا سلم المبیع بخلاف ما اذا کانت مکرهة الخ مجمع الانہر جلد اول مصری ص۳۵۹ وللمرأة منع نفسها من الوطی والسفر حتی توفیها قدر ما بین تعجیله من مهرها کلا او بعضا ولها السفر والخروج من المنزل ایضا ولها النفقة لو منعت نفسها لذلک وهذا قبل الدخول وکذا بعده عند الامام لان المهر مقابل بجمیع الوطآت الموجودة فی الملک فاذا سلمت بعض المعقود علیه لایسقط حقها فی حبس الباقی کما اسلم البائع بعض المبیع خلافا لهما فیما کان الدخول برضاها وفی الایضاح انه قول الامام اولا لان تسلیم المعقود علیه یحصل بالوطأة الاولی فیسقط حق امتناعها کما یسقط حق البائع فی حبس المبیع بعد تسلیمه قید برضاها لانها لو کانت مکرهة فلها الامتناع اتفاقا فتاوی قاضیخان برحاشیه فتاوی عالمگیری ص۳۵۲ بحث حبس نفس اذا زوجت المرأة ولها مهر معلوم کان لها ان تحبس نفسها لاستیفاء المهر فان کان فی موضع یعجل البعض ویترک الباقی فی الذمة ای وقت الطلاق او الموت کما هو عرف دیارنا کان لها ان تحبس نفسها لاستیفاء المعجل وهو الذی یقال فی الفارسیة دست پیمان ولیس لها ان تطالبه بکل المهر فان بینوا قدر المعجل یعجل ذلک وان لم یبینوا شیئا ینظر الی المرأة والی المهر المذکور فی العقد انه کم یکون المعجل لمثل هذه المرأة مثل هذا المهر فیعجل ذلک معجلا ولا یقدر ذلک بالربع ولا بالخمس وانما ینظر الی المتعارف لان الثابت عرفا کالثابت شرطا وان شرطوا فی العقد تعجیل کل المهر یجعل الکل معجلا ویترک العرف۔ شامی جلد ثانی مصری ص۳۶۸



بحث منع نفس زوجه او اخذ قدر ما یعجل لمثلها عرفا ای ان لم یبین تعجیله او تعجیل بعضه فلها المنع لاخذ ما یعجل لها منه عرفا وفی الصیرفیة الفتوی علی اعتبار عرف بلدهما من غیر اعتبار الثلث او النصف وفی الخانیة یعتبر التعارف لان الثابت عرفا کالثابت شرطا تبیین الحقائق جلد ثانی مصری ص۱۵۵ بحث منع نفس اعلم ان المهر المذکور منها ما تعورف تعجیله حتی لایکون لها ان تحبس نفسها فیما تعورف تاجیله الی المیسرة او الموت او الطلاق ولو کان حالا لان المتعارف کالمشروط وذلک یختلف باختلاف البلدان والازمان والاشخاص هذا اذا لم ینصا علی التعجیل او التاجیل اما اذا نصا علی تعجیل المهر او تاجیله فهو علی ما شرطا حتی کان لها ان تحبس نفسها الی ان تستوفی کله فیما اذا شرط تعجیل کله ولیس لها ان تحبس نفسها فیما اذا کان کله موجلا لان النص یه اقوی من الدلالة فکان اولی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ بشیر حسین غفرلہ

الجواب صحیح عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند یکم رجب ۱۳۳۶ھ

**بدچلنی کی وجہ سے طلاق میں بھی مہر واجب ہے**

**سوال** (۱۲۷۶) - جو عورت بدچلن ہو اور بدچلنی کی وجہ سے اس کا خاوند طلاق دیدیوے تو مہر کے بارے میں کیا حکم ہے۔

**الجواب** - اگر طلاق بعد دخول یا خلوت کے دی گئی تو پورا مہر شوہر کے ذمہ ادا کرنا لازم [1] ہے۔ اور شوہر کی طرف سے جو کچھ شادی میں خرچ ہوا وہ مہر میں نہیں شمار ہوگا اور جو زیور عورت کو دیا گیا اس میں اگر نیت مہر میں دینے کی کی گئی اور عورت کی ملک کر دیا گیا، وہ البتہ مہر میں شامل ہوگا۔ فقط۔

---

[1] والمهر یتأکد باحد معان ثلثة الدخول والخلوة وموت احد الزوجین (عالمگیری کشوری کتاب النکاح باب المهر فصل ثانی ص۳۱۲/۲ ج) ظفیر۔

جو روپیہ نکاح کے تاکہ پر لیا گیا وہ رشوت ہے مہر میں محسوب نہ ہوگا

**سوال (۱۲۷۷)** - ایک شخص نے ایک عورت سے اس کے باپ کو کچھ روپیہ دیکر اپنے لڑکے کا نکاح کیا کچھ روز بعد عورت کا شوہر مرگیا پھر اس کے شوہر متوفی کے باپ نے دوسرے شخص سے وہ روپیہ واپس لیکر اس عورت کا نکاح کرادیا، ایسی صورت میں وہ روپیہ جو شوہر ثانی کی طرف سے دیا گیا اس کے مہر میں محسوب ہوگا یا نہیں۔

**الجواب** - وہ روپیہ رشوت ہے شوہر کے باپ کو وہ روپیہ لینا درست نہیں ہے واپس کرنا چاہئے اور مہر میں وہ روپیہ بدون تصریح اس کے کہ یہ روپیہ مہر کا ہے محسوب نہیں ہوسکتا ہے۔ فقط۔

شوہر قبل خلوت مرجائے تو مہر کا کیا حکم ہے۔

**سوال (۱۲۷۸)** - ایک لڑکی بالغہ کا نکاح ہوا مگر قبل خلوۃ صحیحہ اس کے شوہر کا انتقال ہوگیا، ایسی حالت میں اس کے لئے عدت دس دن چار ماہ واجب ہے یا نہیں اگر اس نے قبل دس دن چار ماہ کے نکاح ثانی کرلیا، تو نکاح جائز ہوا یا نہیں، دین مہر پورا واجب ہے یا نہ۔

**الجواب** - مہر کل واجب ہے کیونکہ شوہر کے مرنے کی صورت میں زوجہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ پورا مہر شوہر کے ترکہ سے دلوایا جاوئے گا۔ فقط

مہر معجل میں جب شوہر مفلس ہو تو کیا ہوگا۔

**سوال (۱۲۷۹)** - میری زوجہ کو اس کے والدین نے ورغلا کر اپنے گھر روک لیا ہے اور میرے اوپر مہر کا دعوی عدالت میں کرادیا ہے اور بوقت نکاح کے میرے سے ایک اسٹامپ اور قاضی کے رجسٹر پر ایک ہزار کا مہر معجل درج کرالیا تھا، اور میں ایک نوکری پیشہ آدمی ہوں کوئی کافی جائداد میرے پاس موجود نہیں ہے کہ میں مہر معجل ادا کروں، عرصہ ڈیڑھ سال سے بیکار ہوں، فاقہ کشی پر

---

[۱] ویتأکد ای المہر، عند وطء او خلوۃ صحت من الزوج او موت احدھما، الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص۳۵۸ ج۲ ظفیر۔



نوبت آگئی ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے کچھ کمی مہر میں ہوسکتی ہے یا نہیں۔

**الجواب** - اس صورت میں پورا مہر شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے اور مہر معجل کا مطالبہ عورت ہر وقت کرسکتی ہے[۱]، باقی مفلسی کی وجہ سے وہی احکام جاری ہوں گے جو مدیون مفلس کے لئے ہوتے ہیں یعنی بعد اس کے کہ حکام کو اس کا مفلس ہوجانا محقق ہوجاوے تو اس کو مہلت دی جاوے گی یا کوئی قسط ادا کے لئے حسب استطاعت شوہر معین ہوگی۔ فقط

عورت سے مہر کے متعلق نہیں پوچھا اور شرع محمدی پر نکاح کردیا گیا کیا حکم ہے

**سوال (۱۲۸۰)** - نکاح پڑھتے وقت عورت سے اجازت لے کر نکاح پڑھا گیا، لیکن دین مہر کی اجازت لینا عورت سے بھول گئے بلکہ خاوند سے دریافت کیا اس نے شرع محمدی مہر کی اجازت دی، اس صورت میں نکاح صحیح ہوا یا نہ اور مہر کے متعلق کیا حکم ہے۔

**الجواب** - اس صورت میں نکاح صحیح ہوگیا اور مہر کے جس مقدار پر عورت راضی ہو وہ درست ہے اگر عورت اسی مہر پر راضی ہے جو شوہر نے کہا تو وہی صحیح ہے ورنہ جو کچھ عورت کہے اور مرد اس کو قبول کرلیوے وہی مقدار مہر کی لازم ہوگی[۲]۔

جو مکان مہر میں لکھ دیا وہ عورت بیچ سکتی ہے یا نہیں

**سوال (۱۲۸۱)** - زلفو نے اپنے لڑکے محمد حسین کا نکاح حسین بخش کی لڑکی سے کیا اور حسین بخش نے اپنی لڑکی کا مہر دو سو روپیہ مقرر کیا اور زلفو نے اپنے لڑکے محمد حسین کے مہر کے عوض میں اپنی جائداد میں سے ایک مکان مہر کے عوض میں لڑکے کی بیوی کے نام لکھ دیا، یہ درست ہے یا نہیں، اور زلفو اس مکان کو فروخت کرسکتا ہے یا نہیں۔

---

[۱] ولہا منعہ من الوطئ ودواعیہ والسفر بہا ولو بعد وطء وخلوۃ رضیتہما لاخذ ما بین تعجیلہ من المہر کلہ او بعضہ او اخذ قدر ما یعجل لمثلہا عرفاً الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص۴۶۲ ج۲ ظفیر۔ [۲] ویصح النکاح وان لم یسم فیہ مہراً لانہ عقد انضمام وازدواج لغۃ فیتم بالزوجین ثم المہر واجب شرعاً ابانۃ لشرف المحل، ہدایہ، فان المہر ہو المال یجب فی عقد النکاح علی الزوج فی مقابلۃ منافع البضع، الخ، علی ہامش فتح القدیر باب المہر ص۲۰۴ ج۲ ظفیر

**الجواب** ۔ وہ مکان حسین بخش کی دختر کا ہوگیا، مسمی زلفو کو اس کے فروخت کرنے کا اختیار نہیں ہے[1]۔ فقط

مہر کا مطالبہ شوہر کے بعد اس کے باپ سے کیسا ہے

**سوال** (۱۲۸۲) ۔ زید بالغ کا نکاح بولایت والد ہندہ کے ساتھ ہوا، زید و ہندہ ہر دو کا کفیل زید کا والد رہا، اب زید کا انتقال ہوگیا، کوئی جائداد نہیں چھوڑی، ہندہ مہر اپنا زید کے والد سے شرعاً وصول کرنے کی مجاز ہے یا نہیں

**الجواب** ۔ مہر ہندہ کا بذمہ اس کے شوہر زید کے تھا، زید کے والد سے بدون اس کے ضامن ہونے کے ہندہ مطالبہ مہر کا نہیں کر سکتی[2]۔

اولاد ہونے سے مہر میں کمی تو نہیں ہوتی

**سوال** (۱۲۸۳) ۔ ایک شخص کی زوجہ بارہ سال سے اپنے والدین کے یہاں ہے، اس بیوی سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے، شوہر نے ہر چند لانے کی کوشش کی مگر سسرال والوں نے انکار کیا، شوہر نے دوسری شادی کرلی، سسرال والوں نے مہر اور نان نفقہ کی بابت نالش کردی ہے، آیا اولاد ہونے سے عورت کے مہر میں کچھ کمی ہو جاتی ہے اور جب کہ مہر دیا جائے گا تو نان ونفقہ بھی دیا جائے گا یا نہیں، اور دونوں اولاد والدہ کی ہمراہ ہے۔ اور شوہر کہتا ہے کہ مہر تو میں دوں گا، اگر میرے پاس اتنا روپیہ نہیں ہے تو میرا ارادہ ہے کہ میں قسط سے مہر ادا کروں، یہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

**الجواب** ۔ اولاد کے ہونے سے مہر میں کمی نہیں ہوتی، مہر پورا بذمہ شوہر اس صورت میں لازم ہے[3] لیکن چونکہ عورت کو اس کے والدین بے وجہ شوہر کے گھر نہیں بھیجتے

---

[1] اس لئے کہ مہر عورت کا حق ہے اور وہی اس کی مالک ہے ثم المهر واجب شرعاً ابانة لشرف المحل (ہدایہ) ظفیر۔ [2] وصح ضمان الولی مهرها الخ وتطلب ای شاءت من زوجها البالغ او الولی الضامن فان ادی رجع علی الزوج ان امر کما هو حکم الكفالة (درمختار) لانه لا يطالب بلا ضمان (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۰ و ص ۴۹۱) ظفیر۔ [3] ومن سمی مهرا عشرة فمازاد فعليه المسمى ان دخل بها او مات عنها لانه بالدخول يتحقق تسليم المبدل وبه يتأكد البدل (ہدایہ باب المهر ج ۲ ص ۳۲۴) ظفیر۔



اس لئے نفقہ عورت کا بذمہ شوہر کے اس صورت میں لازم نہیں ہے[1]۔ اور اولاد کا نفقہ بیشک لازم ہے[2] اور مہر کے مطالبہ کا حق عورت کو یا اس کے ورثہ کو جب کہ مہر مؤجل ہو بعد طلاق کے یا موت کے ہے کذا فی الدر المختار والشامی وغیرہما[3] اور بعد وجوب کے مہر اگر فی الحال کل ادا نہ ہو سکے تو برضا زوجہ اور اس کے ورثہ کے قسط وار ادا ہو سکتا ہے، لیکن ابھی تو شوہر مہر کے دینے میں یہ عذر کر سکتا ہے کہ مہر مؤجل ہے اور میں نے طلاق نہیں دی تو ابھی مہر کا مطالبہ میرے ذمہ نہیں ہو سکتا ہے اور اگر شوہر کو یہ عذر کرنا نہیں ہے اور فی الحال ادا کرنا ہے تو قسط مقرر کر دیوے۔ فقط۔

فارغ خطی قبول کرنے والی شوہر سے مہر لے سکتی ہے یا نہیں

**سوال** (۱۲۸۴) ۔ زوجین میں بہت زیادہ ناموافقت تھی ایک روز چند اشخاص کو جمع کر کے ان کے روبرو عورت کو فارغ خطی دی اور عورت نے بھی قبول کرلی اور دوسرا شوہر کرلیا، اب پہلے شوہر سے مہر لے سکتی ہے یا نہیں، حالانکہ پہلے شوہر نے ایک دفعہ بھی جماع نہیں کیا۔

**الجواب** ۔ قال فی الدر المختار ويسقط الخلع والمبارأة كل حق لكل منهما على الآخر مما يتعلق بذلك النكاح قوله كل حق يشمل المهر والنفقة المفروضة الماضية والكسوة كذلك[4] الشامی۔ پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں بعد فارغ خطی کے مہر بذمہ شوہر لازم نہیں رہا اور دعوی عورت کا دربارہ مہر وغیرہ شوہر اول پر باطل ہے۔

مقدار مہر پر بحث اور اس کا فیصلہ

**سوال** (۱۲۸۵) ۔ اس طرف یورپ میں عام طور سے

---

[1] فاما اذا امتنعت عن الانتقال الخ واما اذا كان الامتناع بغير حق الخ فلا نفقة لها وان نشزت فلا نفقة لها حتى تعود الى منزله والناشزة هي الخارجة من منزل زوجها المانعة نفسها منه (عالمگیری مصری باب فی النفقات ج ۱ ص ۵۴۵) ظفیر۔ [2] نفقة الاولاد الصغار على الاب لا يشاركه فيها احد (ایضاً فصل نفقة الاولاد ص ۵۶۰) ظفیر۔ [3] لان التاجيل يطلاق او موت (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المهر ص ۴۹۳) ظفیر۔ [4] دیکھئے رد المحتار باب الخلع ص ۷۷۷ و ص ۷۷۸) ظفیر۔

امیر غریب سب کا مہر چالیس ہزار مقرر کرتے ہیں اور جو مہر ازواج مطہرات اور حضور کی صاحبزادیوں کا ہے اس کو ذلت وحقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، زید جو کہ عربی خواں طالب علم ہے اس کی نسبت پھوپی زاد ہمشیرہ سے ہوئی ہے، اب نکاح کی تجویز ہے اور لڑکی کے والدین چالیس ہزار سے کم پر کسی طرح راضی نہیں، زید کہتا ہے کہ مہر مروجہ کے ساتھ نکاح کرنے میں شریعت مجھ کو عاصی ٹھہراتی ہے اس واسطے کہ اول تو شریعت نے اس شخص کو جو ادائگی مہر کی نیت نہ رکھے حکماً زانی قرار دیا ہے، چنانچہ ابن حجر مکیؒ زواجر عن اقتراف الکبائر میں لکھتے ہیں السابعة والستون بعد المائتين ان يتزوج امرأة وفي عزمه ان لا يوفيها صداقها لو طلبته اخرج الطبراني بسند رجاله ثقات انه صلى الله عليه وسلم قال ايما رجل تزوج امرأة على ما قل من المهر او كثر ليس في نفسه ان يؤدي اليها حقها خدعها ولم يؤد اليها حقها لقي الله يوم القيامة وهو زان انتهى اور میں حیثیت موجودہ کے اعتبار سے تقریباً آٹھ دس ہزار سے زائد کا متحمل نہیں اگر میں چالیس ہزار پر راضی ہو جاؤں تو ظاہر ہے کہ میری صحیح نیت ادائیگی کی نہیں ہے اور چالیس ہزار مہر مقرر کرنا دراصل جائز تھا تو اب اس کو لازم اور مثل واجب کے سمجھنا اور سنت کی تحقیر کرنا سخت مذموم ہے۔ ایسی حالت میں حکم شرعی یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقدار مسنون سے مہر میں زیادتی نہ کی جاوے اور اگر اس وقت کسی قدر زیادہ بھی ہو تو قلب پر گراں نہ ہو تو یہ بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے تا کہ رفتہ رفتہ عمل بالسنة کی نوبت آئے شرعاً جو حکم ہو تحریر کیجئے۔

**الجواب** - اس میں شک نہیں ہے کہ مہر کا کم ہونا بہتر ہے اور حیثیت سے زیادہ ہونا تو کسی طرح مناسب نہیں ہے حضرت عمرؓ ارشاد فرماتے ہیں الا لا تغالوا صدقة النساء فانها لو كانت مكرمة في الدنيا وتقوى عند الله لكان اولكم بها نبي الله صلى الله عليه وسلم. ما علمت رسول الله صلى الله عليه وسلم



نكح شيئاً من نسائه ولا انكح شيئاً من بناته على اكثر من اثنتي عشرة اوقية۔[1] اس روایت سے بنات وازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر بارہ اوقیہ ۴۸۰ درہم ہونا معلوم ہوا، حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت میں ساڑھے بارہ اوقیہ وارد ہیں جس کے پانچ سو درہم ہوتے ہیں اور یہ باعتبار اکثر ازواج کے ہے کیونکہ حضرت ام حبیبہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر چار ہزار درہم تھا، حضرت ملا علی قاریؒ نے مرقاة شرح مشکوٰة میں فرمایا کہ اگر یہ شبہ کیا جاوے کہ حضرت عمرؓ کا مہر کی مقدار زیادہ بڑھانے سے منع فرمانا آیت کریمہ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا[2] کے منافی معلوم ہوتا ہے کیونکہ آیت سے بہت بڑا خزانہ بھی مہر میں مقرر کرنا جائز معلوم ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے، آیت سے جواز مہر کی زیادتی کا معلوم ہوتا ہے اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو یہاں تک کہ خزانہ ہو، اور حضرت عمرؓ کے ارشاد سے فضیلت کمی مہر کی معلوم ہوتی ہے پس کچھ تعارض نہ رہا کیونکہ حاصل یہ ہوا کہ اگرچہ مقدار کثیر مہر کی مقرر کرنا جائز اور درست ہے لیکن افضل اور بہتر یہ ہے کہ مقدار مہر کی کم ہو، پس یہی جواب صورت مسئولہ میں ہے کہ چالیس ہزار روپیہ یا اس سے بھی زیادہ مہر مقرر کرنا جائز ہے۔ اگرچہ حیثیت شوہر اس قدر نہ ہو اور ادا کرنا دشوار معلوم ہو اور نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن افضل اور بہتر اور موافق سنت کے یہ ہے کہ مہر کی مقدار کم ہو اور حیثیت سے زیادہ تو کسی طرح نہ ہو۔

باقی زید کا یہ خیال کہ مہر مروجہ کے ساتھ نکاح کرنے میں شریعت مجھ کو عاصی اور مرتکب حرام ٹھہراتی ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ فقہاء حنفیہ یہاں تک تصریح فرماتے ہیں کہ اگر نکاح کے وقت مہر کی نفی بھی کر دے کہ میں مہر نہ دوں گا تب بھی نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور مہر مثل لازم ہوتا ہے اور مہر مثل وہی ہے جو اس خاندان میں مروج ہو، پس اگر نیت نہ دینے کی ہو تو بدرجہ اولیٰ نکاح صحیح ہو جاوے گا، اور روایت جو زواجر سے منقول ہے اس میں لفظ حقہا کا ہے

[1] مشکوٰة عن احمد والترمذی وغیرہما، باب الصداق ص۲۷۷۔ ظفیر۔ [2] سورة النساء - ۳۔ ظفیر۔ [3] وكذا يجب مهر المثل فيما اذا لم يسم مهراً او نفى ان وطئ الزوج او مات عنها (در مختار) قوله او نفى بان تزوجها على ان لا مهر لها (رد المحتار، باب المهر ۲:۳۳۲) ظفیر۔

جو جملہ حقوق کو شامل ہے یہاں تک معاشرت اور نفقہ وغیرہ کو بھی، پس جس شخص کی نیت نکاح میں یہ ہو کہ میں کوئی حق زوجہ کا ادا نہ کروں گا نہ مہر دوں گا نہ نفقہ نہ مسکن نہ لباس بھجت وغیرہ تو اس کے عاصی عند اللہ ہونے میں کیا شبہ ہے، اور واضح ہو کہ نیت ادا اس طرح بھی ہو سکتی ہے کہ اگر ہو سکا تو ادا کر دوں گا ورنہ معاف کرالوں گا تو اس صورت میں لاکھوں روپیہ بھی مہر مقرر ہو تو گنجائش نکل سکتی ہے، بہر حال حاصل یہ ہے کہ زیادتی مہر کے جواز میں تو کلام نہیں ہے اور نہ نکاح کے منعقد ہونے میں کلام ہے اور قبول کرنا زیادہ مقدار مہر کا سبب معصیت بھی نہیں ہے البتہ کمی کرنا مہر کا بہت ثواب اور فضیلت رکھتا ہے اور جملہ اقوام شرفا وغیر شرفا کو اس رسم زیادتی مہر کو جو کہ درجہ مغالاۃ میں ہے ترک کرنا چاہئے اور کمی مہر کا رواج دینا چاہئے

لاولد عورت کے مہر کی وارث اس کی ماں بہن ہیں یا نہیں اور انکے معاف کرنے سے معاف ہو گیا یا نہیں

**سوال** (۱۲۸۶) - میری اہلیہ کا لاولد انتقال ہو گیا۔ والدین اور بہن بھائی موجود ہیں، اگر مرحومہ کے والدین اپنا ترکہ مہر بطیب خاطر معاف کر دیں تو میں دین سے سبکدوش ہو سکتا ہوں یا نہیں۔

**الجواب** - اس صورت میں مرحومہ کے بہن بھائی وارث نہیں ہیں۔ والدین اور شوہر وارث ہیں، پس والدین اگر اپنا حصہ مہر بحق شوہر معاف کر دیں تو شوہر بری الذمہ ہو جاوے گا۔

معافی صراحتاً ہونی چاہئے

**سوال** (۱۲۸۷) - مرحومہ کا ترکہ مہر یا زیور وظروف ثیاب وغیرہ کے اس کی والدین سے معافی کے لئے کنایۃً مثلاً مطالبہ نہ کرنا یا تصرف میں دخیل نہ ہونا کافی ہے یا صراحۃً الفاظ معافی شرط ہیں۔

**الجواب** - مطالبہ نہ کرنا یا دخیل نہ ہونا کافی نہیں ہے۔ صراحۃً معافی کے الفاظ کہنا ضروری ہے۔

مرزائی شوہر سے فسخ نکاح کے بعد عدت و مہر کا کیا حکم ہے

**سوال** (۱۲۸۸) - ہندہ اور خالدہ نے اپنے اپنے شوہروں سے جو مرزائی تھے فسخ نکاح کرا لیا اس وجہ سے



کہ وہ کافر اور مرتد ہیں کیا فی الواقع علماء کا ایسا فتویٰ ہے اور مہر و عدت و وراثت کے متعلق کیا حکم ہے۔

**الجواب** - فی الواقع مرزائیوں کے بارے میں ایسا ہی فتوی ہے ان کا کافر و مرتد ہونا متفق علیہ ہو گیا ہے لہذا کوئی عورت سنیہ مسلمہ ان کے نکاح میں نہیں رہ سکتی علیحدگی ضروری ہے اور مہر اور عدت لازم ہے اور وراثت ثابت نہ ہوگی[1]۔ فقط

شوہر پاگل ہو تو مہر کا مطالبہ کس سے ہو اور کب

**سوال** (۱۲۸۹) - ایک شخص کا نکاح ایک عورت سے ہوا، رخصتی سے پہلے وہ شخص پاگل ہو گیا اور گھر سے نکل گیا، جس کو نکلے ہوئے تقریباً چھ سال گذر چکے، اب تک کچھ پتہ اس کی موت و حیات کا معلوم نہیں، لڑکی کے والدین مہر طلب کرتے ہیں اس صورت میں لڑکے کے ورثہ کے ذمہ مہر واجب ہے تو کس قدر نیز لڑکی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

**الجواب** - مہر مؤجل کا حکم شرعاً یہ ہے کہ بعد طلاق یا موت احد الزوجین اس کا مطالبہ عورت یا اس کے ورثہ کر سکتے ہیں، پس اس صورت میں کہ زوج مفقود الخبر ہے۔ جب تک اس کی موت کا حکم نہ کیا جاوے اس وقت تک عورت اور اس کے والدین مطالبہ دین مہر کا نہیں کر سکتے اور مہر اس صورت میں پورا بذمہ شوہر لازم ہے اور اس کی زوجہ چار سال کے بعد عدت وفات دس دن چار ماہ پوری کر کے نکاح ثانی کر سکتی ہے جیسا کہ امام مالکؒ کا مذہب ہے کیونکہ درباره نکاح حنفیہ نے بھی امام مالکؒ کے مذہب پر فتوی دیا ہے اور میراث پر فتوی نہیں ہے اس میں نوے برس کی عمر یا موت اقران وغیرہ پر فتوی دیا ہے یا مفوض الی رای الحاکم ہے کما فی الشامی قولہ خلافا لمالک[2] - فان عندہ تعتد

[1] ویجب مہر المثل فی نکاح فاسد الخ ویثبت لکل واحد منہما فسخہ دخل بہا اولا وتجب العدۃ بعد الوطئ الخ من وقت التفریق الخ ویثبت النسب (در مختار) قولہ ویثبت النسب اما الارث فلا یثبت فیہ (رد المحتار باب المہر ص ۴۸۱ ج ۲ وص ۴۹۴ ج ۲) ظفیر۔

زوجۃ المفقود علۃ الوفاۃ بعد مضی اربع سنین وھو مذھب الشافعی القدیم واما المیراث فمذھبنا کمذھبنا فی التقدیر بتسعین سنۃ[1] او الرجوع الی رای الحاکم۔ فقط

**جو بیوی قابل مجامعت نہ ہو اس کا مہر لازم ہے یا نہیں**

**سوال (۱۲۹۰)** - زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ہوا اور زید ہندہ کے پاس بغرض صحبت تین شب متواتر گیا، معلوم ہوا کہ ہندہ قابل مجامعت نہیں ہے عضو مخصوص میں برائے نام سوراخ ہے پیشاب بھی بمشکل تمام ہوتا ہے، اب زید کہتا ہے کہ میں اس کو طلاق دوں گا، ہندہ اپنا مہر مانگتی ہے، اس صورت میں زید کو پورا مہر دینا ہوگا یا نصف۔ اس پر ایک شخص مولوی نور محمد نے پورے مہر کا حکم اور فتوی لکھا ہے جس پر حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے جواب ذیل تحریر فرمایا ہے۔

**الجواب** - اقول وبیدہ ازمۃ التحقیق، صورت مسئولہ میں پورا مہر کسی طرح واجب نہیں، کیونکہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ رتق کی صورت میں خلوۃ صحیحہ متحقق نہیں ہوتی اور رتق کی تفسیر جو فقہاء نے کی ہے اس کے نیچے صورت مسئولہ بھی داخل ہو جاتی ہے کما فی الدر المختار من الحسی رتق بفتحتین التلاحم وقرن بالسکون عظم اھ وفی الشامی قولہ عظم فی البحر عن المغرب القرن فی الفرج مانع یمنع من سلوک الذکر فیہ[2] اھ ص ۳۳۲ اور بحر الجواہر میں رتق کے یہ معنی لکھے ہیں رتق بالفتح بستہ الفتق من باب نصر۔ مانند سار تقاء زنیکہ با وی دخول نتوان کرد، فی المغرب امراۃ رتقاء اذا لم یکن لھا خرق الا المبال اھ وہ عورت جس کی ساتھ دخول نہ کر سکے اور اس کی صرف پیشاب کا روزن ہی ہو اھ، اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ عورت مذکورہ پر عند الفقہاء وکذا عند الاطباء رتقاء ہونا صادق آئے گا، لہذا رتقاء کی ساتھ خلوۃ کا جو حکم ہے وہی اس

[1] رد المحتار کتاب المفقود ص ۴۴۳ مطلب فی الافتاء بمذہب امام مالک فی زوجۃ المفقود۔ ظفیر۔

[2] رد المحتار باب المہر ص ۴۶۵ مطلب فی احکام الخلوۃ۔ ظفیر۔



عورت کی خلوت کا بھی حکم ہوگا یعنی نکاح کو منعقد تسلیم کیا جائے گا اور اگر خلوۃ کے بعد زوج طلاق دے کر اس کو جدا کرنا چاہے گا تو نصف مہر دینا پڑے گا، کما فی الہدایہ وان کان احدھما مریضا او صائما فی رمضان او محرما بحج فرض او نفل او بعمرۃ او کانت حائضا فلیست الخلوۃ صحیحۃ حتی لو طلقھا کان لھا نصف المہر (ص ۳۰۲ ج ۲) خلاصہ یہ کہ رتق وقرن کے ہوتے ہوئے خلوۃ غیر صحیحہ کو فقہاء نے تسلیم کر لیا ہے اور خلوۃ فاسدہ غیر صحیحہ کے بعد بصورت طلاق نصف مہر واجب ہو جاتا ہے، لہذا صورت مسئولہ میں عورت مذکورہ بھی بصورت طلاق نصف مہر کی مستحق ہے اور مجبوب کے مسئلہ کے ساتھ اس مسئلہ کو کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے کہ مجبوب کی صورت میں خلوۃ کو فقہاء نے فاسد نہیں مانا، بلکہ اس کو خلوۃ صحیحہ تسلیم کرتے ہیں۔ فاین ھذا من ذالک۔ فقط۔

**لڑکی کے مرنے کے بعد باپ مہر کا دعوی کر سکتا ہے**

**(۱۲۹۱)** - باپ لڑکی کے مرنے کے بعد دعوی مہر کا کر سکتا ہے یا نہیں۔

**الجواب** - بقدر اپنے حصہ کے باپ مہر کا دعوی شوہر سے کر سکتا ہے، اسی طرح شوہر اپنا حصہ عورت کے ترکہ سے لے سکتا ہے۔

**بیوی کی ہر چیز میں شوہر کا جو حصہ ہے وہ وضع ہو سکتا ہے یا نہیں**

**سوال (۱۲۹۲)** - جب کہ زید شوہر نے نفقہ اور سکنی ہمیشہ اپنے ذمہ رکھا اور نیز جو چیز باسن وغیرہ مساۃ کے باپ کے گھر کی تھی یا کوئی جائداد کہ جس کا مالک بعد وفات مساۃ کے نصف کا زید ہوا، اس کی بھی قیمت لگانی درست ہے یا نہیں۔

**الجواب** - شوہر اپنے نصف حصہ کا حساب کر کے مہر کے معاوضہ میں اس کو لگا سکتا ہے، مثلاً عورت کا باپ اپنے حصہ کا مہر لینا چاہتا ہے اور شوہر کا حق اس ترکہ عورت میں ہے جو کہ باپ کے قبضہ میں ہے تو اس کا حساب کر کے جس کا جو کچھ لینا دینا باقی رہے اس کے موافق عملدرآمد ہوگا۔ فقط

**مہر میں اختلاف پڑجائے تو کیا حکم ہے**

**سوال (۱۲۹۳)** - اگر مہر میں اختلاف ہو، خاوند کہتا ہے کہ مہر مثلاً ایک ہزار ہے اور وارث زوجہ کے مہر پانچ ہزار بتاتے ہیں اور خاندان میں مہر مختلف ہو تو کس کا قول معتبر ہوگا۔

**الجواب** - اگر گواہ کسی کے پاس موجود ہوں تو اس کے موافق عمل کیا جاوے گا اور اگر گواہ کسی کے پاس نہیں ہیں تو جس کا قول موافق مہر مثل کے ہو، اس کے موافق حکم کیا جاوے گا[1]، اور مہر مثل وہ ہوتا ہے جو اس عورت کے باپ کے خاندان میں مروج ہو، اور در مختار میں خلاصہ سے منقول ہے کہ اس کی بہنوں اور پھوپھیوں کے مہر کا اعتبار ہوگا۔ والحرة مهر مثلها الشرعي مهر مثلها اللغوي اى مهر امرأة تماثلها من قوم ابيها[2] الخ

**مہر جو رسمی طور پر مقرر ہوتا ہے وہ لازم ہے یا نہیں**

**سوال (۱۲۹۴)** - مہر معجل ہندوستان میں محض رسمی طور سے مقرر کیا جاتا ہے نہ کہ مرد کی نیت دینے کی ہوتی ہے اور نہ عورت کی لینے کی نیت ہوتی ہے اس صورت میں مہر لازم ہوتا ہے یا نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کسی وارث نے دعوی مہر کا کیا ہے یا نہیں۔

**الجواب** - عرب میں دستور اکثر اپنی حیات میں مہر کے ادا کردینے کا تھا اور مہر کی مقدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس قدر نہ ہوتی تھی جس کا تحمل شوہر کو نہ ہو یا ادا دشوار ہو، بہر حال مسئلہ شرعی یہ ہے کہ جو مقدار مہر کی مقرر ہو جاوے، وہ شوہر پر لازم

---

[1] وان اختلفا فی قدره حال قيام النكاح فالقول لمن شهد له مهر المثل بيمينه وای اقام بينة قبلت سواء شهد مهر المثل له او لها او لا وان اقاما البينة فبينتها مقدمة ان شهد مهر المثل له وبينته مقدمة ان شهد مهر المثل لها لان البينات لاثبات خلاف الظاهر وان كان مهر المثل بينهما تحالفا فان حلفا او برهنا قضى به وان برهن احدهما قبل برهانه (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر مطلب مسائل الاختلاف فی المهر ص ۴۹۶ ج ۲) ظفیر۔ [2] ایضاً مطلب فی بیان مهر المثل ص ۴۸۷ ج ۲۔ ظفیر۔



ہو جاتی ہے، دینے کی نیت کا ہونا یا نہ ہونا اس پر کچھ اثر نہیں کرتا[1]۔ فقط۔

**جس نے غلط تعریف کرکے شادی کرائی اس سے مہر وصول کیا جا سکتا ہے یا نہیں**

**سوال (۱۲۹۵)** - زید نے بکر کو اشتعال دیا کہ مسماۃ زینب بیوہ منکسر المزاج خوبصورت ہے بکر نے اس بیان پر اس سے نکاح کر لیا بعدہ معاملہ مشاہدہ سے معلوم ہوا کہ زید کی تعریف کے برعکس ہے اور مطلقہ ہے اب بکر اپنی منکوحہ کو طلاق دیتا ہے اگر منکوحہ مہر طلب کرے تو بکر زید سے رجوع کر سکتا ہے کیونکہ زید نے بکر کو دھوکہ دیا ہے۔

**الجواب** - اس صورت میں بکر کے ذمہ جو مہر واجب ہوا بوجہ استمتاع منکوحہ کے تو بکر اس کو زید سے نہیں لے سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ ان تبتغوا باموالكم محصنين غير مسافحين[2]۔ پس معلوم ہوا کہ مہر کا ذمہ دار شوہر ہی ہے زید سے اس کو لینے کا حق نہیں ہے اور اس دھوکہ دہی کی وجہ سے زید کے ذمہ ضمان مہر کی لازم نہ ہوگی۔ فقط

**پونے تین روپے مہر ہو سکتا ہے یا نہیں**

**سوال (۱۲۹۶)** - مہر ۲¾ کا ہو سکتا ہے یا نہیں۔

**الجواب** - مہر شرعی کم از کم دس درہم کا ہے[3]، جسکے تقریباً پونے تین روپے ہوتے ہیں (دس درہم ساڑھے اکتیس ماشہ چاندی کے برابر ہے، چاندی کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے، اس لئے ہر زمانہ میں سکہ رائج الوقت سے مہر شرعی کی مقدار مختلف ہوگی (آج کل ساڑھے چھ روپے تولہ چاندی بکتی ہے، تو اس حساب سے اس کی قیمت سترہ روپے سے زیادہ ہوگی لہذا اس سے کم موجودہ دور میں مہر جائز نہ ہوگا۔ ظفیر)

---

[1] تجب العشرة ان سماها او دونها ويجب الاكثر منها ان سمى الاكثر (در مختار) افاد ان المهر وجب بنفس العقد (رد المحتار باب المهر ص ۴۵۲ ج ۲) ظفیر۔
[2] سورة النساء۔ ۴۔ ظفیر۔ [3] واقله عشرة دراهم فضة وزن سبعة مثاقيل الخ وتجب العشرة ان سماها او دونها (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ص ۴۵۲ ج ۲) ظفیر۔

**نابالغ پر مہر لازم ہے یا نہیں**

**سوال** (۱۲۹۷)۔ نابالغ لڑکے پر مہر واجب ہوتا ہے یا نہیں؟ یا نابالغ کے باپ پر مہر لازم ہے؟

**الجواب**۔ مہر نابالغ لڑکے پر لازم ہوا، اگر باپ اس کا ذمہ دار ہوگیا تھا تو باپ سے وصول ہوسکتا ہے[1]۔

**نابالغ کی بیوی مہر کا دعوی کس پر کرے**

**سوال** (۱۲۹۸)۔ اگر لڑکا لڑکی کو چھوڑ دے تو مہر کا دعوی کس پر ہوسکتا ہے؟

**الجواب**۔ نابالغ لڑکا طلاق نہیں دے سکتا بعد بلوغ کے طلاق دے سکتا ہے[2] مہر کا دعوی لڑکے یعنی شوہر پر ہوگا اور اگر باپ ذمہ دار ہوا ہے تو باپ بھی ہوسکتا ہے[3]۔

**باپ ضامن ہو تو اس سے مہر کا مطالبہ کیا جائے گا**

**سوال** (۱۲۹۹)۔ لڑکا نابالغ ہے اور باپ کی اجازت سے مہر مقرر ہوا تھا اور نابالغ کے دستخط بھی کرائے گئے تھے اس صورت میں مہر کس پر واجب ہے اور کس سے لینا چاہئے؟

**الجواب**۔ دستخط ہوئے یا نہ ہوئے لڑکا در اصل ذمہ دار مہر کا ہے اگر باپ ضامن ہوگیا تھا تو اس سے مہر لیا جاوے گا[4]۔

**شوہر پر مہر کس عمر میں واجب ہے**

**سوال** (۱۳۰۰)۔ لڑکے پر کس وقت اور کس عمر میں مہر واجب ہوتا ہے؟

**الجواب**۔ مہر کے واجب ہونے کے لئے بلوغ لڑکے کا شرط نہیں ہے۔

---

[1] اذا زوج ابنه الصغير امرأة وضمن عنه المهر وكان ذالك في صحته جاز (الى قوله) ثم للمرأة ان تطالب الولي بالمهر (عالمگیری کشوری ص ۲۰۴ ج ۲) ظفیر۔ [2] لا يقع طلاق (الى قوله) الصبي ولو مراهقا (الدر المختار ص ۲۱۷ ج ۲) ظفیر۔ [3] من سمى مهراً عشرة فما زاد فعليه المسمى ان دخل بها اومات (الى ان قال) وان طلقها قبل الدخول والخلوة فلها نصف المسمى (هدايه ص ۳۰۳ ج ۲) [4] اذا زوج ابنه الصغير امرأة وضمن عنه المهر (الى قوله) للمرأة ان تطالب الولي بالمهر (عالمگیری کشوری ص ۳۰۴ ج ۲) ظفیر۔



نابالغ کے ذمہ بھی مہر لازم ہوجاتا ہے[1]۔

**مہر لازم ہے خواہ حالت ظاہر نہ کی ہو**

**سوال** (۱۳۰۱)۔ نکاح کے وقت لڑکی کی حالت مخفی صاحب پر ظاہر نہیں کی تو نکاح صحیح اور مہر لازم ہوا یا نہیں؟

**الجواب**۔ حالت ظاہر کی یا نہ کی نکاح ہوگیا، اب کچھ نہیں ہوسکتا اور مہر لازم ہوگیا[2]۔

**مہر ختم نہیں ہوسکتا**

**سوال** (۱۳۰۲)۔ اگر نابالغ لڑکے کے مہر توڑنے کی نالش عدالت میں کی جاوے تو مہر ٹوٹ سکتا ہے یا نہیں؟

**الجواب**۔ نہیں ٹوٹ سکتا[3]۔ فقط۔

**عورت کے معاف کرنے سے مہر معاف ہوجاتا ہے**

**سوال** (۱۳۰۳)۔ اگر عورت بالغہ پہلی رات کو اپنا زر مہر معاف کردے تو معاف ہوجاوے گا یا نہیں؟

**الجواب**۔ مہر معاف ہوگیا اگر زوجہ اس معافی کو تسلیم کرے یا دو گواہ مرد عادل یا ایک مرد اور دو عورتیں عادلہ گواہ ہوں تو مہر ساقط ہوگیا۔ مطالبہ مہر کا پھر کوئی نہیں کرسکتا اور اگر زوجہ کو معافی سے انکار ہو اور گواہ شرعی موجود نہ ہوں تو مطالبہ زوجہ صحیح ہوگا[4]۔

**بغیر خلوت طلاق سے نصف مہر ہوتا ہے**

**سوال** (۱۳۰۴)۔ اگر زوج اپنی منکوحہ کو نکاح کے بعد بغیر رخصتی کے طلاق دیدے، مہر لازم ہوگا یا نہیں؟

---

[1] من سمى مهراً عشرة فما زاد فعليه المسمى (هدايه ص ۳۰۳ ج ۲) ظفیر۔ [2] وينعقد اى النكاح يثبت ويحصل انعقاده بالايجاب والقبول (رد المحتار ص ۳۶۲ ج ۲) ظفیر۔ [3] من سمى مهراً عشرة فما زاد فعليه المسمى (هدايه ص ۳۰۳ ج ۲) افاد ان المهر وجب بنفس العقد (رد المحتار باب المهر ص ۴۵۲ ج ۲) ظفیر۔ [4] وصح حطها لكله او بعضه عنه قبل اولا (الدر المختار على هامش رد المحتار ص ۳۶۲ ج ۲) ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح وطلاق الخ رجلان او رجل وامرأتان (الدر المختار كتاب الشهادات ص ۹۱ ج ۲ اور شامی ص ۵۱۵ ج ۴)،

**الجواب** - بدون خلوت صحیحہ اور وطی وجماع کے اگر شوہر اپنی زوجہ کو طلاق دیدے تو آدھا مہر لازم ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن وقد فرضتم لھن فریضۃ فنصف ما فرضتم الآیۃ[1] وفی الدر المختار ویجب نصفہ بطلاق قبل وطئ او خلوۃ الخ[2] فقط

مہر میں مکان دینا درست ہے اور اس سے نکاح ہوگیا

**سوال** (۱۳۰۵) - ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مہر میں ایک مکان دینا مقرر کیا اور کہا کہ رجسٹری بعد نکاح کے کرادوں گا، دو سال ہوگئے رجسٹری نہیں ہوئی، اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں۔؟ اور نیز وہ شخص تھیٹر میں ملازم ہے اور یک چشم ہے ان امور سے نکاح میں تو کچھ فرق نہیں آیا۔؟

**الجواب** - نکاح ہوگیا اور جو مکان شوہر نے مہر میں دینا مقرر کیا تھا وہ مہر ہوا اور زوجہ کی ملک ہوگیا، رجسٹری اگر نہ کی گئی تب بھی وہ مکان زوجہ کی ملک ہے، شوہر کی رجسٹری نہ کرانے سے نکاح میں کچھ فرق نہیں آیا[3] اور نہ اس وجہ سے کہ شوہر تھیٹر میں ملازم ہے اور یک چشم ہے نکاح میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ فقط

مہر مؤجل کے وصول کرنے کی مدت

**سوال** (۱۳۰۶) - مہر مؤجل وصول کرنے کی کیا میعاد ہے؟

**الجواب** - مہر مؤجل فرقت بالطلاق کے بعد یا موت کے بعد ادا کرنا واجب ہوتا ہے ویقع ذالک علی وقت وقوع الفرقۃ بالموت او الطلاق وروی عن ابی یوسف[4] ما یؤید ھذا القول کذا فی البدائع (عالمگیری کشوری ص ۳۰۲ ج ۲ - ظ)

[1] سورۃ بقرہ ۱۲ ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۳۵۶ ج ۲ - ظفیر۔

[3] ویجب الاکثر منہا ان سمی الاکثر ویتأکد عند وطئ او خلوۃ صحت (در مختار) وافاد ان المہر وجب بنفس العقد الخ (رد المحتار ص ۳۵۵ ج ۲ باب المہر) ان المسمی ان کان غیر النقود بان کان عرضا او حیوانا المال یکون معینا باشارۃ او اضافۃ فیجب بعینہ (رد المحتار ص ۳۹۹ ج ۲ مطلب تزوجہا علی عشرۃ دراہم وثوب) ظفیر



بیوی شوہر سے ترکہ پائے گی

**سوال** (۱۳۰۷) - زوجہ بعد وصول کرنے مہر کے ملکیت شوہر سے حصہ وصول کرنے کی مستحق ہے یا نہ؟

**الجواب** - بعد حاصل کرنے مہر کے اگر زوج فوت ہوجاوے تو زوجہ کو حصہ پہنچے گا اور قبل الفوت نفقہ وکسوۃ کے سوا استحقاق نہیں ہے۔ فقط۔

دیوانہ کی بیوی کیا کرے

**سوال** (۱۳۰۸) - ہندہ کا شوہر مسلوب الحواس ہوگیا آیا ہندہ نکاح ثانی کرسکتی ہے یا نہ؟ اور ہندہ اپنے شوہر سے طلاق لے سکتی یا خلع کرسکتی یا نہ؟ اور مہر وصول کرسکتی ہے یا نہ؟ اور جب کہ شوہر مسلوب الحواس کی جائداد اس قدر ہے کہ وہ زوجہ کے بار کفالت کی ذمہ دار ہوسکتی ہے تو اس صورت میں زوجہ کو دعوی مہر کا حق شرعاً حاصل ہے یا نہ؟

**الجواب** - مسلوب الحواس اور دیوانہ کی زوجہ دوسرا نکاح نہیں کرسکتی[1] اور دیوانہ کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی[2] اور نہ خلع ہوسکتا ہے۔ مہر اگر مؤجل ہے تو شوہر دیوانہ کے مرنے کے بعد اس کی جائداد سے اس کی زوجہ مہر لے سکتی ہے فی الحال دعوی نہیں کرسکتی کیونکہ مہر مؤجل کا مطالبہ طلاق یا موت کے بعد ہوسکتا ہے، صورت مسئولہ میں طلاق تو ہو نہیں سکتی، لہذا بعد موت شوہر دعوی مہر کا ہوسکتا ہے[3]۔ ہذا کلہ فی کتب الفقہ۔ فقط۔

بیوی نے مہر معاف نہ کیا تو شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے

**سوال** (۱۳۰۹) - ایک شخص نے اپنی زوجہ کا مہر ادا نہیں کیا تھا اور نہ زوجہ سے معاف کرایا تھا کہ زوجہ کا انتقال ہوگیا تو اس وقت میں کیا حکم ہے؟

**الجواب** - مہر اس کا بذمہ شوہر واجب الادا ہے لیکن اگر متوفیہ کے اولاد کچھ

[1] ولا یتخیر احدھما ای الزوجین بعیب الآخر فاحشاً کجنون وجذام وبرص الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۸۲۲ ج ۲ باب العنین وغیرہ) ظفیر [2] لا یقع طلاق المولی علی امرأۃ عبدہ (الی قولہ) والمجنون (الدر المختار ص ۵۸۶ ج ۲) ظفیر

[3] ولو کان المہر مؤجلاً (الی قولہ) ویقع ذالک علی وقت وقوع الفرقۃ بالموت او بالطلاق وروی عن ابی یوسف ما یؤید ھذا القول کذا فی البدائع (عالمگیری کشوری ص ۳۰۲ ج ۲) ظفیر۔

نہیں ہے تو نصف ترکہ متوفیہ کا وارث شوہر ہوتا ہے اور نصف باقی ورثہ کو ملتا ہے۔ پس مہر میں سے بھی نصف شوہر کو پہنچا۔[۱]

**سوال (۱۳۱۰)** مہر معاف کرتے وقت گواہوں کا ہونا ضروری ہے یا نہیں۔؟ | مہر معاف کرنے کے وقت گواہ ضروری نہیں

**الجواب۔** مہر کے معاف ہونے کے لئے کسی گواہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے[۲]، لیکن اگر عورت کے ورثہ انکار کریں تو دو گواہوں سے معافی ثابت ہوگی[۳]۔

**سوال (۱۳۱۱)** کیا مہر بھی میراث میں داخل ہے۔؟ | کیا مہر میراث میں داخل ہے

**الجواب۔** میراث میں مہر بھی داخل ہے۔ اگر اولاد نہیں تو خاوند کا حصہ نصف مہر وغیرہ ہے۔ فقط

**سوال (۱۳۱۲)** عورت منکوحہ کی بیماری و دیگر ضروریات میں جو روپیہ صرف ہو وہ مہر میں محسوب ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟ | بیماری کے اخراجات مہر میں محسوب ہوں گے یا نہیں

**الجواب۔** یہ اخراجات بدون رضامندی عورت مہر میں محسوب نہیں ہو سکتے[۴]۔ فقط

**سوال (۱۳۱۳)** نکاح میں مہر مقرر کرنے سے کیا فائدہ ہے۔؟ اور اس کا کیا سبب ہے؟ | مہر مقرر کرنے کی وجہ

---

[۱] واما للزوج فحالتان: النصف عند عدم الولد وولد الابن وان سفل والربع مع الولد الخ سراجی ص ۔ ظفیر۔ [۲] ذهب عطها الكل او بعضه عنه قبل او لا (الدر المختار على هامش رد المحتار ص ۲ ج ۲ مطلب فی حط المهر) ظفیر۔ [۳] وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين او رجل وامرأتين سواء كان الحق مالا او غير مال مثل النكاح والطلاق الخ (هدايه ص ۲ ج ۳) ظفیر۔ [۴] اعلم ان المذهب الصحيح الذى عليه الفتوى وجوب النفقة للمريضة قبل النقلة او بعدها امكن جماعها او لا معها زوجها او لا حيث لم تمنع نفسها اذا طلب نقلتها فلا فرق حينئذ بينها وبين المرأة الصحيحة لوجود التمكن من الاستمتاع كما فى الحائض والنفساء الخ (رد المحتار باب النفقة ص ۲ ج ۲) ظفیر۔



**الجواب۔** نص قطعی میں وارد ہے واحل لكم ما وراء ذلكم ان تبتغوا باموالكم محصنين غير مسافحين[۱] الایۃ اس آیت قطعیہ سے مہر کا ضروری ہونا معلوم ہوا۔ اور اس سے عورت کی عظمت و شرافت کو اجاگر کرنا ہے، ثم المهر واجب شرعا ابانة لشرف المحل۔ البحر الرائق ص ۱۵۲ ج ۳۔ ظفیر)۔

**سوال (۱۳۱۴)** ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی پس مہر مقرر شدہ میں زیورات از وقت نکاح تا وقت طلاق شمار ہوں گے یا نہیں۔؟ | زیورات جو شوہر نے دیئے وہ مہر میں محسوب ہوں گے یا نہیں

**الجواب۔** اگر شوہر نے مہر میں حساب کر کے زیور دیا ہے تو وہ مہر میں محسوب ہوگا اور اگر ہدیۃً وہبۃً دیا ہے تو مہر میں شمار نہ ہوگا، اور اگر محض عاریۃً دیا تھا تو وہ زیور شوہر کی ملک ہے اگر وہ چاہے مہر میں محسوب کر سکتا ہے[۲] فقط

**سوال (۱۳۱۵)** زید نے اپنی ہمشیرہ مرحومہ ہندہ کے مہر کا دعویٰ عمر شوہر ہندہ پر کیا، عمر نے جواب دیا کہ ہندہ اپنی حیات میں مہر معاف کر چکی ہے اور ثبوت معافی میں چند گواہ پیش کئے، حاکم نے گواہوں میں جرح وغیرہ کا نقص نکال کر گواہی رد کر دی۔ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ | مہر کا دعویٰ

**الجواب۔** معافی مہر کا ثبوت شرعی پورا ہو تو دعویٰ مہر کا عورت کے بھائی کی طرف سے مسموع نہ ہوگا، مفتی کا کام اسی قدر ہے کہ یہ تحریر کرے کہ اگر دو گواہ عادل معافی مہر کے موجود ہیں تو مہر ساقط ہے[۳]۔ اور مطالبہ عورت کے بھائی کا غیر مسموع ہے اور اگر دو گواہ عادل نہیں ہیں

---

[۱] سورۃ نساء ۲ ع ۴ پ ۵۔ ظفیر۔ [۲] لو بعث الى امرأته شيئا ولم يذكر جهة عند الدفع غير جهة المهر فقالت هو اى المبعوث هدية وقال هو من المهر او من الكسوة او عارية فالقول له بيمينه (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ص ۵۰۹ ج ۲) ظفیر۔ [۳] وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين او رجل وامرأتين سواء كان الحق مالا او غير مال الخ (هدايه ص ۱۳۶ ج ۳) ظفیر۔

یا کوئی امر موجب رد شہادت ان میں موجود ہے تو عورت کے بھائی کا صحیح اور مہر اس کو دلوایا جاوے گا، باقی قبول یا رد شہادت، یہ کام حاکم وقاضی کا ہے۔ فقط

**اطاعت نہ کرنے کی صورت میں مہر**

**سوال** (۱۳۱۶) - زید کی بیوی اس کی اطاعت نہیں کرتی اگر زید اس کو طلاق دیدے تو مہر لازم ہوگا یا نہ؟

**الجواب** - اگر دخول یا خلوۃ صحیحہ ہوچکی ہے تو طلاق کے بعد پورا مہر ادا کرنا لازم ہے[1]۔ فقط

**مہر مثل سے مراد کیا ہے**

**سوال** (۱۳۱۷) - ایک عورت کا نکاح مہر مثل پر ہوا، بعد چند روز کے میاں بیوی میں مہر کے متعلق اختلاف ہوا، بیوی کا یہ قول ہے کہ میرا مہر مثل میری ماں اور حقیقی بہن کے برابر یعنی جتنا جتنا ان کا تھا اتنا ہی میرا ہے، بخلاف خاوند کے وہ کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ تمہارا مہر تمہاری سوتیلی بہنوں کے برابر ہے اب عند الشرع کس کا قول معتبر ہے اور خاوند کو کونسا مہر ادا کرنا ہوگا اور وقت نکاح کے بجز مہر مثل کے کوئی تفصیل نہیں کی گئی تھی۔ فقط

**الجواب** - درمختار میں ہے ومهر مثلها الشرعي مهر مثلها اللغوي اي مهر امرأة تماثلها من قوم ابيها لا امها الخ سنا وجمالا[2] الخ اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ باپ کے اقربا میں جو عورت اس کے مثل ہو عمر اور صورت ودینداری وغیرہ میں اس کے مہر کو دیکھنا چاہئے وہی مہر مثل ہے اور یہ بھی اس عبارت میں مذکور ہے کہ ماں اور اس کے قبیلہ کے مہر کا اعتبار نہیں ہے اور شامی سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی بہن اور علاتی بہن میں کچھ فرق نہیں ہے ان میں جو اس کے مماثل ہو عمر وصورت وغیرہ میں جو اس کا مہر ہوگا، وہی اس کا مہر ہوگا۔ فقط

---

[1] یجب الاکثر منها ان سمی الاکثر ویتأکد عند وطء او خلوۃ صحت (الدر المختار علی هامش رد المختار باب المهر ص۴۵۶ ج۲) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی هامش رد المختار ص۴۸۶ ج۲ باب المهر۔ ظفیر۔



**مہر مؤجل قرار پایا اب لڑکی کا باپ معجل کا دعوی کرتا ہے کیا حکم ہے**

**سوال** (۱۳۱۸) - ہندہ کا نکاح زید سے ہوا، اور مہر مؤجل قرار پایا لیکن یا تو قاضی کی غلطی سے یا ہندہ کے باپ کی سازش سے رجسٹر قاضی میں لفظ مؤجل تحریر نہیں ہوا، ہندہ لاولد ہے اور اس کا باپ بہت مقروض ہے اس نے ہندہ کو اپنے قبضہ میں کرکے ہندہ کے نصف دین کا دعوی عدالت میں کردیا۔ اس صورت میں مہر مؤجل کا اعتبار ہے یا کیا جبکہ عرف یہاں کا یہ ہے کہ اگر دین مہر بلا صراحت ہوتا ہے تو تا قیام نکاح وتا حیات زوجین زوجہ کو کسی جزو کے ملنے کا رواج نہیں ہے، ہندہ کا باپ کہتا ہے کہ رواج کا رسوم وجود اس وقت معلوم ہوسکتا ہے کہ عدالت میں کوئی مقدمہ گیا ہو اور ناکامی ہوئی ہو، اور بلا عدالت کی تجویز کے رواج کا پتہ نہیں چل سکتا۔

**الجواب** - اعتبار اسی کا ہے جو کچھ دربارہ مہر قرار پایا تھا پس جبکہ مہر مؤجل قرار پایا تھا تو مؤجل ہی لازم ہے اور مہر مؤجل کا مطالبہ بعد طلاق یا موت کے ہوسکتا ہے، عرف یہی ہے کذا فی العالمگیریہ[1]۔

**اگر مرنے والے شوہر کی جائداد مہر سے کم ہو تو بقیہ ورثہ کے ذمہ ہوگی یا نہیں**

**سوال** (۱۳۱۹) - اگر متوفی کی جائداد مہر سے کم ہو تو ورثہ کے ذمہ اس کی ادائیگی ضروری ہے یا نہیں۔

**الجواب** - متوفی کی جائداد سے مہر لیا جا سکتا ہے[2] اگر متوفی کی جائداد اس کو کافی نہ ہو تو وارثوں پر ادا کرنا لازم نہیں ہے۔

**عورت کی زندگی میں مہر میں کسی کا حق پہنچتا ہے یا نہیں**

**سوال** (۱۳۲۰) - عورت کی زندگی میں اس کے مہر میں کن کن ورثہ کو حصہ پہنچے گا۔

---

[1] لاخلاف لاحد ان تاجیل المهر الی غایة معلومة، نحو ان کان لا الی غایة معلومة فقد اختلف المشائخ فیه قال بعضهم یصح وهو الصحیح وهذا لان الغایة معلومة فی نفسها وهو الطلاق او الموت۔ عالمگیری باب المهر ج۱ ص۲۹۰ ظفیر۔ [2] تتعلق بترکة المیت حقوق اربعة مرتبة الاول یبدأ بتکفینه وتجهیزه من غیر تبذیر ولا تقتیر ثم تقضی دیونه من جمیع ما بقی من ماله الخ سراجی ص۳۔ ظفیر۔

**الجواب**۔ کسی کو نہیں پہنچتا۔

موت کے وقت جو مہر معاف کراتے ہیں اس سے معاف ہوتا ہے یا نہیں

**سوال** (۱۳۲۱)۔ شوہر کو دفن کرنے سے پہلے اکثر عورتیں ورثاء متوفی اپنا فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے زوجہ متوفی کو مجبور کرتے ہیں کہ مہر معاف کردے چونکہ وہ وقت نہایت رنج والم وسقوط عقل وہوش و پریشانی کا ہوتا ہے، ایسے وقت کی معافی مہر معتبر ہے یا نہیں۔

**الجواب**۔ ایسے وقت کی معافی صحیح ومعتبر[1] ہے۔

معافی کے وقت کسی کا ہونا ضروری ہے یا نہیں

**سوال** (۱۳۲۲)۔ مہر معاف کرنے کے وقت زوج وزوجہ کے قریبی رشتہ دار باپ بھائی کا ہونا ضروری ہے یا نہیں۔

**الجواب**۔ معافی مہر کے لئے زوج اور زوجہ کے رشتہ داروں کے موجود ہونے کی ضرورت نہیں ہے البتہ اگر زوجہ معافی مہر سے انکار کرے تو شوہر کے وارثوں پر دو گواہ عادل معافی مہر کے پیش کرنا ہوگا۔ بدون گواہوں کے بصورت انکار زوجہ معافی مہر ثابت نہ ہوگی[2]،

مہر مطلق ہو تو کتنے کا مطالبہ زندگی میں کرسکتی ہے

**سوال** (۱۳۲۳)۔ اگر مہر بلا صراحت ثابت ہو تو اندریں حال کہ اگر عورت لاولد ہو اور اس کا باپ عیاش اور فضول خرچ اور مقروض ہو اور شوہر نے اس کی سکونت اور خورد ونوش کا بھی انتظام کردیا ہو اور کسی خاص رواج کا بھی ثبوت نہ ہو تو زوجہ شرعاً بحیات زوجین کس قدر مہر پانے کی مستحق ہے یعنی نصف کی وہ دعوی دار ہے یا خمس وربع کی۔

**الجواب**۔ مہر مؤجل ہونا اگر ثابت ہو جاوے تو ہندہ مہر کا مطالبہ شوہر کے مرنے

[1] وصح حطہا لکلہ او بعضہ عنہ قبل او لا (درمختار) الحط الاسقاط کما فی المغرب الخ وان لا تکون مریضۃ مرض الموت (رد المحتار باب المہر ص۴۲۳ ج۲ وص۴۲۶ ج۲) ظفیر۔

[2] ونصابہا لغیرہا من الحقوق سواء کان الحق مالا او غیرہ کنکاح وطلاق الخ رجلان الخ او رجل وامرأتان (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الشہادات ص۵۱۵ ج۴) ظفیر۔



پر یا طلاق دینے پر کرسکتی ہے کذا فی العالمگیریہ وھذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسہا وھو الطلاق او الموت الخ (باب المہر[1]) ترجمہ، اور یہ اس لئے کہ غایۃ اور مدت معلوم ہے اور وہ طلاق ہے یا موت ہے الخ اور در مختار میں ہے الا التاجیل لطلاق او موت فیصح للعرف الخ ص۳۵۹ شامی جلد[2] ترجمہ۔ مگر مدت مہر کی بوقت طلاق کے یا موت کے صحیح ہے عرف کی وجہ سے (اس سے پہلے نہ نصف کا دعوی کرسکتی نہ ربع اور خمس کا۔ ظفیر)

مہر موجل ثابت ہوجائے تو کس وقت پانے کی عورت مستحق ہوگی

**سوال** (۱۳۲۴)۔ اگر مدعیہ کی طرف سے اس کے دعوی کے موافق مہر کا بلا صراحت مقرر ہونا ثابت نہ ہوسکے اور زید ہی کا قول کہ مہر مؤجل قرار پایا تھا تسلیم کرلیا جاوے تو ہندہ کس وقت مہر پانے کی مستحق ہے

**الجواب**۔ اگر مہر کے معجل ومؤجل ہونے کی کچھ تصریح نہ ہو اور عورت کا دعوی عدم تصریح کا ثابت ہوجائے تو عرف کے موافق حکم ہوگا اور جب کہ مدار عرف پر اور رواج پر ہے تو عرف ورواج وہاں کا دیکھنا چاہئے کہ عام طور سے جب کہ مہر مطلق ہو اور کچھ تصریح نہ ہو کس وقت مہر دیا جاتا ہے قال فی فتح القدیر بل المعتبر فی المسکوت العرف الخ ص۱۹ جلد ۲ یعنی بلکہ معتبر اس مہر میں جس میں کچھ تصریح نہ ہو، عرف ورواج اس شہر کا ہے (اب اگر وہاں کا عرف موجل ہے تو طلاق یا موت کے بعد مطالبہ کا حق ہے پہلے نہیں۔ ظفیر)۔

مہر مطلق میں رواج ملنے کا نہیں ہے تو کیا حکم ہوگا

**سوال** (۱۳۲۵)۔ اور اگر مہر تو بلا صراحت ثابت ہو کہ امروہہ کے اہل سنت سادات میں اگر مہر بلا صراحت مقرر ہوتا ہے تو بحالت حیات زوجین زوجہ کو کسی جزو کے ملنے کا رواج نہیں ہے تو شرعاً ہندہ کو اس وقت کوئی جزو مل سکتا ہے یا نہیں۔

**الجواب**۔ جب کہ مہر میں کچھ تصریح اور قید نہ ہو اور عرف ورواج وہاں کا یہ ہے کہ تا قیام نکاح وتا حیات زوجین مہر نہیں دیا جاتا تو اسی کے موافق عمل درآمد ہوگا، اور ہندہ کو

[1] عالمگیری مصری ص۲۹۸ ج۱۔ ظفیر۔ [2] دیکھئے رد المحتار مطبوعہ استنبول ص۴۹۳ ج۲ باب المہر۔ ظفیر۔

کوئی جزو مہر کا اس وقت نہیں مل سکتا جیسا کہ فتح القدیر کی عبارت مذکورہ میں گذرا، اور نیز فتح القدیر کی عبارت مذکورہ میں قاضی خاں سے منقول ہے فان لم یبینوا قدر المعجل ینظر الی المرأة والی المهر انه کم یکون المعجل لمثل هذه المرأة من مثل هذا المهر فیعجل ذالک ولا یتقدر بالربع والخمس بل یعتبر المتعارف فان الثابت عرفاً کالثابت شرطاً[1] الخ پس اگر بیان نہ کریں مقدار معجل کی تو عورت کو اور اس کے مہر کو دیکھا جاوے گا کہ ایسی عورت کے لئے ایسے مہر میں سے کس قدر مہر معجل ہوتا ہے اسی قدر اس کو فی الحال دیا جاوے گا۔ چوتھائی اور پانچویں حصہ کی کچھ تعیین اور تحدید نہیں ہے بلکہ متعارف کا اعتبار ہے اس لئے کہ جو امر عرف سے ثابت ہو وہ ایسا ہے جیسا کہ شرط سے ثابت ہو۔

ثبوت رواج کے لئے کیا چاہئے

**سوال** (۱۳۲۶) - ہندہ کے باپ کا یہ قول کہ ثبوت رواج کے واسطے عدالت کی تجویز ضروری ہے صحیح ہے یا نہیں، اور ثبوت رواج کے واسطے کسی حاکم یا قاضی کے فیصلہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔

**الجواب** - ثبوت عرف ورواج کے لئے کسی فیصلہ کی اور عدالت کی تجویز کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس شہر کا عرف ورواج وہاں کے واقعات سے معلوم ہوسکتا ہے، ہندہ کے باپ کا قول اس بارہ میں صحیح نہیں ہے جیسا کہ عبارت قاضی خاں مذکورہ ینظر الی المرأة والی المهر الخ سے واضح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اگر بیوی شوہر کا مال لے کر بھاگ جائے تو وہ مہر میں وضع کیا جائے گا یا نہیں

**سوال** (۱۳۲۷) - میری دوسری بیوی میری عدم موجودگی میں میری بغیر اجازت اپنے بہنوئی کے ساتھ بہ نیت فعل بد فرار ہوگئی اور اپنے ہمراہ مال وزیور جس میں میری لڑکی کا بھی زیور تھا جو تقریباً پندرہ سو کا تھا لے گئی اور اس کا مہر ایک ہزار کا ہے تو اس صورت میں وہ مہر کی دعوے دار ہوسکتی ہے یا مہر ادا ہوگیا۔

[1] دیکھئے فتح القدیر باب المہر وعالمگیری ص۲۹ ج۱ ۱۲ ظفیر۔



**الجواب** - اگر عورت اقرار کرے مال واسباب شوہر کے لیجانے کا اور اس کو مہر میں محسوب کرے تو محسوب ہوسکتا ہے ورنہ نہیں۔

زنا کی وجہ سے بیوی کو طلاق دی تو وہ مہر کی مستحق ہوگی یا نہیں

**سوال** (۱۳۲۸) - زید اپنی عورت زانیہ کو طلاق دیتا ہے یہ عورت بعد طلاق کے مہر کی مستحق ہوگی یا نہ۔

**الجواب** - اگر صحبت یا خلوت ہوچکی ہے تو وہ عورت بعد طلاق کے کل مہر پانے کی مستحق ہے[1] اور اگر صحبت اور خلوت نہیں ہوئی ہے تو نصف۔ ظفیر)

بوقت موت قبل خلوت پورا مہر عورت کیوں پاتی ہے

**سوال** (۱۳۲۹) - بصورت تسمیہ مہر عند النکاح قبل خلوت اگر زوج فوت ہوجاوے تو فقہ کی کتابوں سے کل مہر کا واجب الاداء ہونا معلوم ہوتا ہے فالمسمی عند الوطی او موت احدهما سواء کان الموت قبل خلوة او بعدہ، لیکن اس حکم کا ثبوت کہاں سے ہے آیۃ قرآنی یا حدیث سے۔

**الجواب** - موت احد الزوجین کی صورت میں پورا مہر لازم ہونا باجماع ثابت ہے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے ولا اختلاف للاربعة فی هذا اور وہ حدیث جو عدم تسمیہ مہر وموت قبل دخول کی صورت میں پورا مہر لازم ہونے میں وارد ہے اس اجماع کی دلیل ہے، وہ حدیث یہ ہے۔ وعن علقمة عن ابن مسعودؓ انه سئل عن رجل تزوج امرأة ولم یفرض لها شیئاً ولم یدخل بها حتی مات فقال ابن مسعودؓ لها مثل صداق نسائها لا وکس ولا شطط وعلیها العدة ولها المیراث فقام معقل بن سنان الاشجعیؓ فقال قضی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی بروع بنت واشق امرأة منا بمثل ما قضیت ففرح بها ابن مسعودؓ۔ رواه ابوداؤد والنسائی والدارمی. مشکوٰۃ شریف[2]

[1] ویتأکد عند وطئ او خلوة صحت من الزوج او موت احدهما الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المہر ص۴۶۰ ج۲ ظفیر۔ [2] مشکوٰۃ شریف باب الصداق ص۲۷۷ ۱۲ ظفیر۔

**عورت مہر مؤجل زندگی میں وصول کرسکتی ہے یا نہیں**

**سوال** (۱۳۳۰) - زید چوبیس سال سے اپنی زوجہ ہندہ کو نان و نفقہ نہیں دیتا، مہر مقررہ مبلغ پانچ ہزار روپیہ جس میں سے دو ثلث مؤجل اور ایک ثلث معجل ہے، اس میں سے مہر معجل تو بتدریج وصول ہو گیا، اب مہر مؤجل زید کے ذمہ باقی ہے، زید اس کی ادائگی سے پہلوتہی کرتا ہے، زید کے کوئی جائداد بھی ایسی نہیں ہے جو بعد وفات وصول کی امید ہو، اب ہندہ مہر مؤجل وصول کر سکتی ہے یا نہیں۔

**الجواب** - مہر مؤجل کے وصول کا وقت فقہاء نے موت یا طلاق لکھی ہے یعنی جبکہ مہر مؤجل کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں کیا گیا تو بوقت فرقت وصول ہو سکتا ہے خواہ فرقت طلاق سے ہو یا موت سے۔ قال فی العالمگیریہ لاخلاف لاحد ان تاجیل المھر الی غایۃ معلومۃ نحو شھر او سنۃ صحیح وان کان لا الی غایۃ معلومۃ فقد اختلف المشائخ فیہ قال بعضھم یصح وھذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسھا وھو الطلاق او الموت الخ کذا فی المحیط عالمگیریہ[1]

**والدین کی اجازت کے بغیر عورت مہر معاف کرسکتی ہے یا نہیں اور میاں بیوی میں اختلاف کی صورت میں کیا حکم ہے**

**سوال** (۱۳۳۱) - زوجہ بالغہ بلا اجازت والدین کے مہر معاف کر سکتی ہے یا نہیں اگر شوہر گواہ پیش کرے کہ زوجہ نے مہر معاف کر دیا ہے اور زوجہ منکر ہو تو اس صورت میں دعوی عورت کا مسموع ہوگا یا نہ۔

**الجواب** - زوجہ بالغہ برضائے خود اپنا مہر معاف کر سکتی ہے[2]، اور شوہر اگر دو گواہاں عادل و ثقہ سے معافی مہر ثابت کر دے تو عورت کا انکار معتبر نہیں ہے اور دعوی عورت کا در بارہ مہر غیر مسموع ہے[3]۔

[1] عالمگیری مصری کتاب النکاح باب سابع ص ۲۹۸ ج ۱۔ ظفیر۔ [2] وصح حطھا لکلہ او بعضہ عنہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۴۶۲ ج ۲) ظفیر۔ [3] وما سوی ذلک من الحقوق یقبل فیہا شہادۃ رجلین او رجل وامرأتین سواء کان الحق مالا او غیر مال مثل النکاح والطلاق الخ (ہدایہ کتاب الشہادۃ ص ۱۵۳ ج ۳) ظفیر۔



**مہر کی معافی کے بعد عورت پھر مستحق ہوتی ہے یا نہیں**

**سوال** (۱۳۳۲) - اگر عورت راضی و خوشی سے شوہر کو معاف کر دے رو برو گواہان کے تو بعد معاف کرنے کے پھر عورت مستحق مہر پانے کی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

**الجواب** - اگر عورت مہر معاف کر دے تو مہر معاف ہو جاتا ہے اور بعد معاف کرنے کے پھر عورت کو عند اللہ مہر کا لینا شوہر سے درست نہیں ہے، لیکن اگر عورت مہر کے معاف کرنے سے منکر ہو اور شوہر کے پاس دو گواہ عادل معافی مہر کے نہ ہوں تو قاضی حکم مہر دلوانے کا کر دے گا[1]۔

**مہر جب مطلق ہو تو عورت کیا یہ دعوی کر سکتی ہے کہ مہر دو، ورنہ تمہارے پاس نہ جاؤں گی**

**سوال** (۱۳۳۳) - ہندہ کا مہر بوقت نکاح مطلق تھا۔ بلا قید معجل و مؤجل۔ اب ہندہ اپنے والدین کے یہاں ہے اور اس کی یہ خواہش ہے کہ اپنا مہر وصول کر لوں اور نفقہ وغیرہ کا انتظام ہو جائے تب زوج کے گھر جاؤں، اس صورت میں ہندہ وصول کر سکتی ہے یا نہیں۔

**الجواب** - ہندہ کو ابھی مہر وصول کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ مہر مطلق میں عرفا وصول مہر کا وقت موت یا طلاق ہے باقی شوہر اگر فی الحال مہر دیدے کچھ حرج نہیں ہے۔ مگر جبرا ہندہ ابھی اس کو وصول نہیں کر سکتی[2]۔ اور نفقہ ہندہ کا شوہر کے ذمہ اسی وقت لازم ہے کہ ہندہ شوہر کے گھر جانے سے انکار نہ کرے، شوہر جہاں رکھے وہاں رہے[3]۔

**طلاق بائن کے بعد جب دوبارہ شادی کی تو پہلا مہر عورت لے سکتی ہے یا نہیں**

**سوال** (۱۳۳۴) - ایک عورت کا نکاح ایک مرد سے مہر مقررہ پر ہوا، تین چار ماہ بعد شوہر نے زوجہ منکوحہ کو طلاق بائن دیدی، چند ایام کے بعد بروئے شرع پھر اسی سے نکاح ثانی کر لیا اور مہر

[1] قال علیہ السلام البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر (ہدایہ ص ۲۰۳ ج ۳) ظفیر۔ [2] ولھا منعہ من الوطئ ودواعیہ والسفر بھا الی اخذ ما بین تعجیلہ من المھر کلہ او بعضہ او قدر ما یعجل لمثلھا عرفا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۴۶۳ ج ۲) ظفیر۔ [3] فتجب للزوجۃ علی زوجھا ولو صغیرا الخ منعت نفسھا للمھر لا لخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (ایضا باب النفقہ ص ۸۸۶ ج ۲) ظفیر۔

دوسری مرتبہ مہر جدید بوعدہ عند الطلب قرار پایا اور مہر اول کی بابت کوئی تصفیہ نہیں ہوا، ایسی صورت میں مہر اول قابل ادائیگی رہا یا نہیں۔

**الجواب۔** وطی یا خلوت صحیحہ کے بعد اگر طلاق دی جائے تو پورا مہر لازم ہوتا ہے پھر جو دوسرا نکاح ہوگیا اس کا مہر علیحدہ واجب ہے، مہر اول بھی ادا کرنا چاہئے اور مہر ثانی بھی۔ ویتأکد عند وطی او خلوۃ صحت[1] الخ (در مختار)

**مہر کی کم اور زیادہ مقدار کیا ہے**

**سوال (۱۳۳۵)** - مہر شرع محمدی کی مقدار کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کیا ہے۔

**الجواب۔** شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم ہیں جو قریب تین پونے تین روپے کے ہوتے ہیں اور زیادہ کی کچھ حد نہیں ہے کذا فی کتب الفقہ[2] (یہ واضح رہے کہ دس درہم کا صحیح وزن ساڑھے اکتیس ماشے چاندی ہے لہذا چاندی کے بھاؤ کے حساب سے دس درہم کی قیمت متعین کی جائے گی۔ مفتی علامؒ نے تین پونے روپے دس درہم کی قیمت سنہ ۱۳۳۷ھ میں لکھا ہے اس وقت چاندی سستی تھی اس وقت سنہ ۱۳۹۱ھ میں چاندی کا بھاؤ تقریباً سات روپے تولہ ہے، اس حساب سے دس درہم کی قیمت ہمارے زمانہ میں اٹھارہ سوا اٹھارہ روپے ہوگی، اس لئے سوا اٹھارہ روپے سے کم مہر نہیں ہوسکتا ہے اور جس طرح قیمت بڑھے گی روپے کی مقدار بھی زیادہ ہوگی۔ واللہ اعلم۔ ظفیر)۔

**جو مہر طے ہوا ہے وہی واجب ہے یا زیادہ یا کم**

**سوال (۱۳۳۶)** - زید کا نکاح بعمر سولہ سال ہندہ کے ساتھ جس کی عمر تیرہ سال کی تھی ہوا تو کیا وہ تعداد مہر کی جو بوقت نکاح قائم ہوئی، وہی واجب ہوئی ہے یا نہیں۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۴۵۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] اقلہ (ای المہر) عشرۃ دراھم الخ وتجب العشرۃ ان سماھا اودونہا ویجب الاکثر منہا ان سمی الاکثر (در مختار) یجب الاکثر ای بالغا ما بلغ (رد المحتار ج ۲ المہر ص ۴۵۲) ظفیر۔



**الجواب۔** جو مقدار مہر کی بوقت نکاح مقرر ہوئی وہی قائم رہے گی اور وہی مقدار بذمہ شوہر واجب ہے لیکن اگر قبل از دخول وخلوت کے شوہر طلاق دیدیوے تو نصف مہر بذمہ شوہر واجب الاداء[1] ہوگا۔

**مہر کا ایک حصہ دیدیا تو اب طلاق کے وقت پھر کل کی مستحق ہے یا نہیں،**

**سوال (۱۳۳۷)** - وقت نکاح تشریح مہر موجل ومعجل کی نہ تھی اور بعد نکاح کے زید نے ایک جزو مہر کا ہندہ کو ادا کیا تو طلاق کے وقت کل مہر ادا کرنا ہوگا یا کیا۔

**الجواب۔** طلاق کے وقت کل مہر باقی ماندہ ادا کرنا ہوگا[2]۔

**طلاق نہ دینے کی صورت میں کیا حکم ہے**

**سوال (۱۳۳۸)** - درصورت نہ دینے طلاق کے کل مہر کا دعویٰ ہوسکتا ہے یا جزو کا یا نہیں ہوسکتا۔

**الجواب۔** نہیں ہوسکتا۔

**طلاق کی طلب پر شوہر نے کہا اگر مہر معاف کردو تو، بیوی کے باپ نے ذمہ لیا اب طلاق دیدی تو مہر کا کیا حکم ہے**

**سوال (۱۳۳۹)** - ایک شخص نے اپنے داماد سے کہا کہ تو میری دختر کو طلاق دیدے اس نے کہا کہ اگر وہ مہر معاف کردے گی تو میں طلاق دیدوں گا۔ زوجہ کے باپ نے ضامن ہوکر کہا کہ میں اپنی بیٹی سے مہر معاف کرادوں گا، اس بناء پر شوہر نے طلاق دیدی، بعد میں نہ باپ نے معاف کرایا نہ لڑکی نے معاف کیا، اس صورت میں شوہر کے ذمہ مہر ادا کرنا واجب ہے یا کیا۔

**الجواب۔** اس صورت میں طلاق ہوگئی اور بی بی نے اگر مہر معاف نہ کیا تو باپ ذمہ دار ہے اس سے لیوے۔

**جو مہر مؤجل ہے اس میں سے کچھ معجل ہوسکتا ہے یا نہیں**

**سوال (۱۳۴۰)** - ہندہ کا عقد زید کے ساتھ بمعاوضہ زر مہر (عـ۱ روپیہ لـ عـ۲) اشرفی پانچ دینار کے منعقد ہوا، یہ کل مہر

---

[1] ولو سمی اقل من عشرۃ فلہا العشرۃ (الی قولہ) ولو طلقہا قبل الدخول تجب خمسۃ عند علمائنا (ہدایہ باب المہر ص ۳۰۴ ج ۲) ظفیر۔ [2] وبالطلاق یتعجل المؤجل (رد المحتار باب المہر ص ۴۹۳ ج ۲) ظفیر۔

سیاہہ نکاح میں بلفظ مہر مؤجل لکھا ہے، متنا کحین جی و قائم ہیں اور ہنوز نکاح بھی قائم ہے اب سوال یہ ہے کہ مہر مذکورہ بالا کا کوئی جزو مہر معجل ہو سکتا ہے اگر ہو سکتا ہے تو اس کی مقدار کیا ہوگی۔

**الجواب۔** جب کہ تمام مہر مؤجل قرار پایا ہے تو اس کی کوئی مقدار معجل نہیں ہو سکتی اور فی الحال مطالبہ کسی جزو کا نہیں ہو سکتا[1]۔

**خنثیٰ عورت کو مہر ملے گا یا نہیں**

**سوال** (۱۳۴۱)۔ جب کہ ہندہ کے کوئی علامت مذکر و مؤنث کی نہیں اور نہ پستان صرف راستہ پیشاب مثل ایک بہت تنگ سوراخ کے ہے ایسی حالت میں اس کا مہر نصف لازم ہوگا یا نہیں۔

**الجواب۔** جبکہ ہندہ خنثیٰ مشکل ہے جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو اس کا نکاح منعقد ہی نہیں ہوا، لہٰذا مہر بھی لازم نہ ہوگا نہ کل نہ نصف، در مختار میں ہے فخرج الذکر والخنثیٰ[2] الخ

**مہر قرض میں شمار ہوگا یا نہیں**

**سوال** (۱۳۴۲)۔ زوجہ کا مہر قرض میں شمار ہوگا یا نہیں۔

**الجواب۔** زوجہ کا مہر دینا بذمہ شوہر ہوتا ہے اور اس کا ادا کرنا تقسیم ترکہ سے مقدم ہوتا ہے (معلوم ہوا کہ قرض میں شمار ہوگا۔ ظفیر)

**مزنیہ سے نکاح کیا پھر طلاق دی تو مہر کتنا ملے گا**

**سوال** (۱۳۴۳)۔ زید نے زینب کے ساتھ زنا کیا جب لڑکا پیٹ میں پیدا ہوا تو زینب کا نکاح زید کے ساتھ پڑھا دیا، بعد تین روز کے ہمبستر ہو کر تین طلاق دیدی، زینب کو پورا مہر ملے گا یا نصف۔

[1] وان کان لاالی غایۃ معلومۃ قال بعضہم یصح وہو الصحیح وہذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسہا وہو الطلاق او الموت (عالمگیری کشوری ص ۳۳۳ ج ۲) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۵۴ ج ۲ ای ان ایراد العقد علیہما لا یفید ملک استمتاع الرجل بہما لعدم محلیتہما لہ (رد المحتار ص ۳۵۶ ج ۲) ظفیر۔ [3] افاد ان المہر وجب بنفس العقد (رد المحتار باب المہر ص ۴۶۵ ج ۲) ظفیر۔



**الجواب۔** اس صورت میں زینب کا نکاح زید کے ساتھ صحیح ہو گیا تھا[1] اور صحبت کے بعد طلاق دینے سے پورا مہر زینب کا زید کے ذمہ لازم اور واجب الادا ہو گیا[2]۔ فقط

**شوہر کے اس کہنے سے کہ بغیر میری اجازت کہیں نہ جانا ورنہ مہر نہ دوں گا اور بیوی چلی گئی تو کیا حکم ہے**

**سوال** (۱۳۴۴)۔ زید نے اپنی بی بی ہندہ سے کہا کہ اگر تم بغیر میری اجازت کے اور میری عدم موجودگی میں کہیں گئی تو تمہارا دین مہر میں نہ دوں گا بعد دو ہفتہ کے عدم موجودگی میں اپنے رشتہ دار کے یہاں چلی گئی تو شرعاً کیا حکم ہے۔

**الجواب۔** اس صورت میں مہر ساقط نہیں ہوا، زید کے ذمہ مہر ہندہ کا لازم ہے اور زید کو وہ مہر دینا ہوگا[3]۔ فقط

**پہلے ڈھائی سو پر نکاح کیا پھر تجدید نکاح چودہ ہزار سے زیادہ پر کیا، کیا حکم ہے**

**سوال** (۱۳۴۵)۔ مسمی بدھن نے، ۲۰ محرم ۱۳۳۵ھ کو مسماۃ زہرا بی سے بمعاوضہ مہر مبلغ دو سو پچاس روپیہ مہر موجل عقد کیا، اٹھارہ روز بعد بتاریخ ۱۵ صفر ۱۳۳۵ھ مسمی بدھن مذکور نے مسماۃ مذکورہ سے چودہ ہزار سات سو پچاس روپیہ مہر مقرر کر کے تجدید نکاح کی یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

**الجواب۔** منکوحہ سے عقد ثانی کرنا فضول ہے لیکن اضافہ مہر صحیح ہے[4]۔

[1] وصح نکاح حبلی من زنا الخ لو نکحہا الزانی حل لہ وطؤہا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۴۰۲ ج ۲) ظفیر۔ [2] وتجب العشرۃ ان سماہا او دونہا ویجب الاکثر منہا ان سمی الاکثر ویتاکد عند وطی او خلوۃ صحت من الزوج (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۴۶۵ ج ۲) ظفیر۔ [3] افاد ان المہر وجب بنفس العقد الخ وانما یتاکد لزوم تمامہ بالوطء ونحوہ (رد المحتار باب المہر ص ۴۶۵ ج ۲) ظفیر۔ [4] نکاح تو پہلے ہی ہو چکا تھا یہ دوسرا نکاح فضول ہوا، البتہ مہر میں اضافہ شوہر کی طرف سے ہو گیا۔ او زید علی ما سمی فانہا تلزمہ بشرط قبولہا فی المجلس الخ وفی الکافی جدد النکاح بزیادۃ الف لزمہ الالفان وبحث ان حاصل عبارۃ الکافی تزوجہا فی السر بالف ثم فی العلانیۃ بالفین فی الاصل انہ یلزمہ عندہ الالفان ویکون زیادۃ فی المہر وعند ابی یوسف المہر ہو الاول لان العقد الثانی لغو فیلغو ما فیہ وعند الامام ان اشہد وان لغا لا یلغو ما فیہ من الزیادۃ (رد المحتار باب المہر ص ۴۷۳ و ص ۴۷۴ ج ۲) ظفیر۔

رضاعی بھائی بہن میں شادی ہوگئی تو مہر لازم ہے یا نہیں

**سوال** (۱۳۴۶) - زید اور فاطمہ نے ایک تیسری عورت کا جو اجنبیہ ہے دودھ پیا، زید وفاطمہ کے اولیاء نے دونوں کا باہم عقد کردیا یہ عقد صحیح ہے یا نہیں، بہر حال مہر منکوحہ موطوئہ کا ناکح پر لازم ہے یا نہ۔

**الجواب** - نکاح ان دونوں رضیعین (دودھ پینے والوں) کا باہم درست نہیں ہے ان میں تفریق ہونی چاہئے اور بصورت وطی مہر لازم[1] ہے۔ فقط۔

بلا مہر نکاح ہوا اور قبل خلوت طلاق دیدی تو مہر اب کیا ہوگا

**سوال** (۱۳۴۷) - ایک مرد ۱۶ سالہ عمر کا نکاح دختر ۸ سالہ نابالغہ سے ہوا، اور بوقت ایجاب وقبول مہر کا ذکر بھی نہیں ہوا اور نہ کابین نامہ میں تحریر ہوا، مرد نے بوجہ عدم بلوغ زوجہ، زوجہ کو قبل وطی طلاق دیدی تو اس صورت میں مہر کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے۔

**الجواب** - حکم شرعی اس صورت میں ہے کہ جب کہ بوقت نکاح مہر کا تذکرہ اور تسمیہ نہیں ہوا، اور طلاق دخول وخلوۃ سے پہلے دی گئی تو مہر کچھ لازم نہیں ہے، صرف متعہ یعنی تین کپڑے یا ان کی قیمت لازم[2] ہے۔

بداطواری کی وجہ سے طلاق دیجائے تو بھی مہر دینا ہوگا

**سوال** (۱۳۴۸) - زید کا عقد سلمہ کے ساتھ بمعاوضہ زر مہر ایک سو پچھتر روپیہ سکۂ عثمانیہ باندھا گیا، سلمہ نے بعد عقد ایک سال تک اپنے منہ پر نقاب رکھا، ہر وقت ہم بستری اور خدمت گذاری سے ناراض رہتی تھی ۔ بعد نقاب اٹھ گیا، اس کی ساتھ ہی فحش کلامی ونافرمانی خاوند کے ساتھ کی، زید نے ایسی حرکات

[1] فیحرم منه ای بسببه مایحرم من النسب رواه الشیخان (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الرضاع ص ۵۵۵ ج ۲) ویجب مهر المثل فی نکاح فاسد بالوطؤ لا بغیره (ایضاً باب المهر ص ۴۶۲ ج ۲ و ص ۴۶۳ ج ۲) ظفیر۔ [2] وتجب متعة لمفوضة وهی من زوجت بلا مهر طلقت قبل الوطؤ وهی درع وخمار وملحفة (درمختار) ولو دفع قیمتها اجبرت علی القبول (رد المحتار باب المهر ص ۴۶۱ ج ۲ و ص ۴۶۲ ج ۲) ظفیر۔



سے تنگ آکر خوراکی ماہانہ دے کر اس کی والدہ کے پاس روانہ کردیا اور زر مہر ماہانہ حسب آمدنی ادا کرنا چاہتا ہے مگر اس کی والدہ زر مہر متفرق حاصل کرنے سے روکتی ہے کہ یکمشت دیا جائے زید میں یکمشت ادا کرنے کی قدرت نہیں ہے ایسی عورت کے ساتھ کیا کیا جائے، کیا نان ونفقہ زید کے ذمہ واجب الاداء ہے، بداخلاقی ونافرمانی سے تنگ آکر طلاق دیجاوے تو زر مہر کیا عائد ہوگا، سلمہ ماہانہ زر مہر کے حاصل کرنے میں دریغ کرتی ہے، اس کی نسبت کیا حکم ہے۔

**الجواب** - مہر اگر مؤجل ہے یعنی فی الحال دینا مہر قرار نہ پایا تھا تو اس کے وصول کا وقت فقہاء نے طلاق یا موت لکھی ہے، قبل طلاق عورت مطالبہ نہیں کرسکتی[1]، اور اگر مہر معجل ہے تو عورت فی الحال اس کا مطالبہ کرسکتی ہے لیکن جب کہ شوہر یکمشت دینے کی طاقت نہیں رکھتا تو باقساط ادا کیا جاوے گا اور جو عورت شوہر کے مکان سے بلا اس کی اجازت کے ازراہ نافرمانی چلی جاوے اس کا نفقہ ساقط ہے مگر صورت مسئولہ میں چونکہ خود شوہر نے اس کو بوجہ اس کی بداخلاقی کے اس کی والدہ کے پاس بھیجا ہے تو اس صورت میں نفقہ شوہر کے ذمہ لازم[2] ہے۔ فقط۔

خلوت سے پہلے طلاق دینے پر مہر لازم ہوگا یا نہیں

**سوال** (۱۳۴۹) - زید نے اپنا عقد ہندہ سے بہ تقرری مہر سوا چالیس روپیہ کے کیا اور قبل وطی اور خلوۃ صحیحہ کے زید نے ہندہ کو طلاق بائن دے کر نکاح سے خارج کردیا اور مہر دینے سے انکار کرتا ہے اور موضح القرآن سے آیۂ کریمہ لاجناح علیکم الآیۃ دلیل میں پیش کرتا ہے اس صورت میں مہر دینا ہوگا یا نہیں۔

[1] ویتأکد المهر عند وطؤ او خلوة (الدر مختار) واذا تأکد المهر بما ذکر لا یسقط بعد ذلك وان کانت الفرقة من قبلها لان البدل بعد تأکده لا یحتمل السقوط الا بالابراء (رد المحتار باب المهر ص ۴۵۵ ج ۲) ظفیر۔ [2] تجب (النفقة) للزوجة بنکاح صحیح الخ علی زوجها الخ ولو هی فی بیت ابیها اذا لم یطالبها الزوج بالنقلة به یفتی وکذا اذا طالبها ولم تمنع (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۸۸ ج ۲ و ص ۸۸۹ ج ۲) ظفیر۔

**الجواب**۔ صورت مذکورہ میں قبل دخول وخلوۃ طلاق دینے سے نصف مہر لازم آتا ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ الآیۃ[1] اور یہ آیت لاجناح علیکم الآیۃ[2] کے بعد ہے اس کی تفسیر کو بھی موضح القرآن میں دیکھ لیں وہ پہلا حکم مہر واجب نہ ہونے کا اس وقت ہے کہ مہر بالکل مقرر نہ ہو اور قبل دخول وخلوۃ طلاق دی جاوے اور جب کہ مہر کی مقدار مقرر ہوئی ہو جیسا کہ اس صورت میں ہے اور طلاق قبل دخول وخلوۃ واقع ہوئی ہو تو نصف مہر لازم آتا ہے اس آیت وان طلقتموھن الآیۃ میں اس کا بیان ہے اور کتبِ فقہ میں بھی یہ مسئلہ اسی طرح ہے[3]۔ فقط۔

| | |
|---|---|
| بیوی سے مہر معاف نہ کرا سکا تو اب کیا کرے | **سوال** (۱۳۵۰) - بکر کی زوجہ کا انتقال ہو گیا اور بکر سے نہ تو مہر ادا کیا چونکہ وسعت نہیں تھی اور نہ مہر معاف کرایا، اب زوجہ کی والدہ وغیرہ |

سے بکر مہر معاف کرالیوے تو معاف ہو سکتا ہے یا نہیں جب کہ مرحومہ لاولد ہے (۲) مرحومہ کے مہر کا حقدار کون کون ہے (۳) کوئی ایسی صورت ہے جب کہ وہ واقعی ادائیگی کے قابل نہیں ہے کہ وہ مرحومہ کے قرض مہر سے بچ جاوے اور قیامت میں گرفتار عذاب نہ ہو (۴) اگر کوئی شخص خلوۃ میں اپنی زوجہ سے مہر معاف کرالیوے تو معاف ہو جاوے گا یا نہ گواہوں کی ضرورت تو نہ ہوگی۔

**الجواب** - زوجہ کے مرنے کے بعد زوجہ کے وارثوں سے اگر مہر معاف کرائے گا مہر معاف ہو جائے گا، عام اس سے کہ ادائے مہر کی استطاعت ہو یا نہ ہو اور مہر میں خاوند کا بھی حق ہے اس کو معاف کرانے کی ضرورت نہیں[4]۔ (۲) زوجہ کے وارثوں کو مہر اسی طرح

[1] سورۃ البقرۃ ۴-۳۱ - [2] ایضاً - ظفیر۔ [3] ویجب نصفہ بطلاق قبل وطی او خلوۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ج ۲ ص ۴۶۳) ظفیر۔ [4] شوہر کا حصہ بیوی کے ترکہ میں نصف اگر بچے نہ ہوں، ورنہ چوتھائی دیکھئے سراجی۔ ظفیر۔



پہنچے گا جس طرح کہ زوجہ کا اپنا مملوکہ مال پہنچتا ہے (۳) معاف کرانے کے سوا اور کوئی صورت نہیں (۴) اگر تخلیہ میں زوجہ سے مہر معاف کراوے گا تو وہ عند اللہ معاف ہو جاوے گا لیکن اگر جھگڑا قاضی کے یہاں پیش ہوگا تو وہ بغیر گواہ یا اقرار زوجہ کے مہر ساقط نہ کرے گا۔

| | |
|---|---|
| بیس برس بعد مہر کے مطالبہ کا حق ہے یا نہیں | **سوال** (۱۳۵۱) - زید کہتا ہے کہ میں نے اپنی زوجہ کو بیس برس ہوئے طلاق دیدی ہے مگر اب تک زید نے دین مہر اپنی زوجہ کا ادا نہیں کیا ایسی |

صورت میں زید کی زوجہ کو دین مہر کے مطالبہ کا حق شرعاً حاصل ہے یا نہیں۔

**الجواب**۔ اس صورت میں زید کی زوجہ اپنے مہر کا مطالبہ شرعاً کر سکتی ہے۔

| | |
|---|---|
| کیا کوئی مدت ہے جس کے بعد مہر کا مطالبہ جائز نہیں ہوتا | **سوال** (۱۳۵۲) - کیا شرعاً ایسی کوئی مدت |

ہے جس کے گذرنے کے بعد مطالبہ مہر کا حق زوجہ کو نہ رہے۔

**الجواب**۔ شرعاً کسی مدت کے گذرنے سے حق کسی وارث کا اور صاحب حق کا ساقط نہیں ہوتا، شامی میں ہے قالوا ان الحق لا یسقط بالتقادم[1]۔ فقط

| | |
|---|---|
| جس بیماری میں مہر معاف کیا اسی میں بیوی مر گئی تو معاف ہوا یا نہیں | **سوال** (۱۳۵۳) - ہندہ مریضہ نے اپنے شوہر کو بدیں مضمون مہر معاف کر دیا کہ میں چونکہ امراض لاحقہ میں |

مبتلا رہتی ہوں، لہٰذا اپنے مہر بخشتی ہوں بعد اس تحریر کے اس مرض لاحقہ میں دس روز کے بعد انتقال کیا: اب عورت کے وارث مہروں میں شرعاً حصہ پا سکتے ہیں یا نہیں۔

**الجواب** - مرض الموت میں مہر معاف کرنا صحیح نہیں ہے، پس اگر باقی ورثہ کی معافی مہر کو تسلیم نہ کریں تو وہ اپنا حصہ مہر میں سے لے سکتے ہیں، در مختار میں ہے کہ مرض الموت کا ہبہ وغیرہ بحکم وصیت ہے اور بحکم لاوصیۃ لوارث[2] وارث کے لئے وصیت صحیح نہیں ہوتی مگر یہ کہ باقی ورثہ راضی ہوں، فقط۔

| | |
|---|---|
| کیا بیوہ نکاح کرلے تو مہر اور ترکہ کی مستحق نہیں رہتی | **سوال** (۱۳۵۴) - زید کا انتقال ہو گیا اس |

[1] دیکھئے الاشباہ والنظائر مع الحموی کتاب القضاء ج ۲ ص ۲۱۲۔ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الوصایا ج ۵ ص ۔ ظفیر۔

کے پسماندگان دو تین بچہ نابالغ اور ایک بیوی ہے، زید نے اپنی حیات میں چند متولیان مقرر کردیئے تھے جن کے زیر نگرانی اس کی پسماندگان کی پرورش ہوتی رہی، زید کی زوجہ جوان ہے نکاح ثانی کرنا چاہتی ہے، متولیان کہتے ہیں کہ اگر نکاح ثانی کیا تو مہر اور ترکہ کچھ نہ دیا جائے گا یہ صحیح ہے یا نہیں۔

**الجواب۔** زید کی زوجہ کا جو کچھ حصہ شرعی زید کی جائداد میں سے ہے اور مہر اس کا جو بذمہ شوہر واجب ہے وہ بہر حال زوجہ کو دیا جاوے گا خواہ وہ عقد ثانی کرے یا نہ کرے اوصیار اور متولیان کا یہ کہنا کہ اگر اس نے عقد ثانی کرلیا تو اس کو کچھ نہ دیا جاوے گا غلط ہے اور خلاف شرع ہے، زوجہ بہر حال اپنے حصہ شرعیہ اور مہر کی حقدار اور مالک و مستحق ہے اگر اس کو کچھ نہ دیا جاوے گا تو یہ ظلم اور گناہ کبیرہ ہے اور حق العباد کا مواخذہ ان کے ذمہ رہے گا۔

> مقررہ مہر نالش کرکے لے لیا پھر شوہر نے پہلا مہر قائم رکھا تو یہ دوسرا اضافہ مہر عورت لے سکتی ہے

**سوال** (۱۳۵۵) مسماۃ امۃ الغنی نے مبلغ پانچ ہزار روپیہ اپنا دین مہر شوہر سے بذریعہ نالش وصول کرلیا اور بعد کو شوہر نے موافقت پیدا کرکے مسماۃ مذکورہ کا وہی مہر تعداد مبلغ پانچ ہزار روپیہ مہر مکرر قائم کرکے تسلیم کرلئے، اب چونکہ شوہر مسماۃ کا انتقال ہوگیا لہٰذا مسماۃ مذکور شرعاً اپنا دین مہر مکرر ترکہ شوہر سے پانے کی مستحق ہے یا نہیں۔

**الجواب۔** اس صورت میں عورت پانچ ہزار روپیہ پانے کی ترکہ شوہری سے مستحق ہے، کیونکہ یہ دوبارہ شوہر کا پانچ ہزار روپیہ مہر کا تسلیم کرنا زیادتی مہر پر محمول ہوکر بذمہ شوہر واجب الاداء ہوگیا کما یظہر من فروعات باب المہر من الدر المختار والشامی وما فرض بتراضیہما الخ بعد العقد الخ او زید علی ما سمی فانہا تلزمہ بشرط قبولہا فی المجلس الخ درمختار وفی الشامی وکذا لو اقر لزوجتہ بمہر وکانت قد وہبتہ لہ

له افاد ان المہر وجب بنفس العقد الخ واذا تأکد المہر بما ذکر لا یسقط بعد ذلک وان کانت الفرقۃ من قبلہا لان البدل بعد تأکدہ لا یحتمل السقوط الا بالابراء درمختار باب المہر ص ۳۲۶ ج ۲۔ ظفیر



فانہ یصح ان قبلت فی المجلس[1] الخ فقط

> عورت نے مہر لے کر زیور بنوالیا اور مطالبہ باقی رکھا اب اس کے مرنے کے بعد کیا حکم ہے

**سوال** (۱۳۵۶) ایک عورت نے اپنے شوہر سے مہر طلب کیا، شوہر نے مہر ادا کردیا مگر مہر دینے کے وقت کوئی گواہ نہ کیا عورت نے مہر کا روپیہ لے کر زیور بنواکر پہن لیا اور اپنے شوہر سے کہا کہ مہر دیدے، شوہر نے کہا کہ میں مہر دے چکا، عورت نے کہا کہ اس کا تو میں نے زیور بنوالیا اور وہ زیور تیرے ہی گھر میں ہے مجھ کو اس سے کیا نفع ہوا، مجھ کو دوبارہ مہر دے مگر شوہر نے دوبارہ مہر نہیں دیئے عورت کا انتقال ہوگیا تو شوہر کے ذمہ مہر باقی ہے یا نہیں، اگر باقی ہے تو کس کو دے۔

**الجواب۔** اگر عورت کے ورثہ ادائے مہر کو تسلیم نہیں کرتے اور شوہر کے پاس دو گواہ عادل موجود نہیں ہیں تو مہر بذمہ شوہر لازم ہے، پس اگر عورت لاولد رہی ہے تو نصف مہر شوہر کو پہنچ گیا اور نصف دیگر ورثہ کو پہنچا، شوہر ان کو نصف مہر دیدے۔

> نکاح بعد پورا مہر دیدیا اگر خلوت سے پہلے طلاق دیدی تو آدھا مہر شوہر واپس لے سکتا ہے یا نہیں

**سوال** (۱۳۵۷) ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مہر بھی دیدیا لیکن رخصت نہیں کی یعنی قبل خلوۃ طلاق دیدی تو نصف مہر واپس لے سکتا ہے، اگرچہ مہر میں جانور ذی روح دیا ہو اور وہ مرگیا ہو یا روپیہ ہو اور وہ خرچ ہوگیا ہو یا کپڑے ہوں وہ پہننے سے گل گئے ہوں۔

**الجواب۔** اس صورت میں شوہر نصف مہر واپس لے سکتا ہے اور جو بعینہ واپس نہ ہوسکتا ہو تو اس کی مثل یا قیمت واپس کی جاوے گی، فی المختار قبضت الف المہر فوہبتہ لہ وطلقت قبل وطی رجع علیہا بنصفہ لعدم تعین النقود فی العقود[2]۔

> مرض الموت کی معافی جائز ہے یا نہیں اور مہر معاف کرنے کے گواہ نہیں ہوں تو لڑکا مہر پائے گا یا نہیں

**سوال** (۱۳۵۸) مسماۃ ہندہ نے مرض الموت میں چند زیورات مسجد میں دیا اور بقیہ زیور اپنے لڑکے خالد نابالغ کو دیا شوہر کو کوئی عذر اپنے حق میں اس وقت نہیں

[1] رد المحتار باب المہر ص ۳۵۲ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] دیکھئے الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۳۴۲ ج ۲۔ ظفیر۔

ہوا۔ بعد انتقال کے شوہر نے اپنا حصہ لے لیا، خالد جب بالغ ہوا تو مہر طلب کیا، شوہر کہتا ہے کہ مہر معاف کر دیا مگر نہ کوئی شہادت ہے نہ ثبوت ہے پس ایسی صورت میں خالد مہر پانے کا مستحق ہے یا نہیں، اور مرض الموت میں اگر مہر معاف کرے تو معاف ہوتا ہے یا نہیں۔

**الجواب۔** شوہر کا دعوی معافی مہر کا بلا دو گواہ عادل کے مسموع نہ ہوگا[1] اور خالد بقدر اپنے حصہ کے مہر وصول کرے گا اور شوہر کا حصہ ساقط ہو جاوے گا اور مرض الموت کی معافی باطل ہے۔ فقط۔

مہر حضرت ام حبیبہؓ پر نکاح ہوا تو مہر کتنا ہوگا

**سوال (۱۳۵۹)** - اگر کسی شخص نے مہر حضرت ام حبیبہؓ پر نکاح کیا اور کوئی تفسیر اس کی نہیں کی گئی تو زوج کو کیا دینا ہوگا، چار سو دینار کی برابر سونا یا اس کی قیمت روپیہ سے یا بوقت عقد چار سو دینار سونے کی جو قیمت ہو وہ دینا ہوگی۔

**الجواب۔** چار سو دینار سونے کی جو قیمت بوقت عقد ہو وہ دینی ہوگی[2] ایک دینار ساڑھے چار ماشہ کے برابر ہوتا ہے۔ ظ۔

مہر معجل کا مطالبہ لڑکا کرے ہوگا یا اس کے باپ سے

**سوال (۱۳۶۰)** - خاتون نابالغہ دختر عبد الکریم کا نکاح نذیر احمد پسر بشیر احمد سے بولایت والدین بتقرر مہر مبلغ پانسو روپیہ نصف معجل و نصف مؤجل ہوا تو لڑکی کا باپ مہر معجل کا مطالبہ شوہر سے کر سکتا ہے یا اس کے باپ سے۔

**الجواب۔** لڑکا اگر بالغ ہے تو دختر کا باپ شوہر سے مہر معجل کا مطالبہ کر سکتا ہے، اور اگر شوہر نابالغ ہے تو اگر اس کا باپ ضامن ادائے مہر کا ہو گیا ہے تو اس سے مطالبہ مہر کا

---

[1] ونصابہا ای الشہادۃ لغیرہا من الحقوق سواء کان الحق مالا او غیرہ کنکاح وطلاق ووکالۃ ووصیۃ الخ رجلان او رجل وامراتان (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الشہادات ج۴ ص۵۱۶) ظفیر۔ [2] عن ام حبیبۃ کانت تحت عبد اللہ بن جحش فمات بارض الحبشۃ فزوجہا النجاشی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وامہرہا عنہ اربعۃ الاف درہم (مشکوۃ باب الصداق ص۲۷۷)



ہو سکتا ہے ورنہ نہیں[1]۔ فقط

مہر کی مراد

**سوال (۱۳۶۱)** - مہر سے کیا مراد ہے۔

**الجواب۔** مہر وہ مال ہے جو نکاح میں مقرر ہو[2]۔

مہر کتنا ہونا چاہئے

**سوال (۱۳۶۲)** - مہر حیثیت پر ہونا چاہئے۔ یا شرعی۔

**الجواب۔** ہر طرح درست ہے یعنی جس قدر چاہے مہر مقرر کر دے وہ لازم ہو جاتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ بہت زیادہ نہ کرے (اقلہ عشرۃ دراہم الخ ویجب الاکثر منہا ان سمی الاکثر (در مختار) ای بالغا ما بلغ (رد المحتار ج۲ ص۴۵۲) ظفیر)

مہر کی ادائگی ضروری یا معاف کرا لینا کافی ہے

**سوال (۱۳۶۳)** - ادائگی مہر ضروری ہے یا بخشوانا کافی ہے۔

**الجواب۔** ادائگی مہر ضروری ہے لیکن اگر عورت بخوشی معاف کر دے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔

نہ معاف کرایا یا تو کیا حکم ہے

**سوال (۱۳۶۴)** - اگر منکوحہ بدون وصول اور بدون معاف کرنے مہر کے فوت ہو گئی تو وہ مہر فی سبیل اللہ خرچ کرنا جائز ہے یا ورثہ کو دیا جاوے۔

**الجواب۔** وہ وارثوں کو پہنچانا چاہئے یعنی شوہر اپنا حصہ وضع کر کے باقی دیگر ورثہ کا حصہ ان کو پہنچا دے۔

کنواری کہہ کر ایک ہزار مقرر کیا بعد میں معلوم ہوا کہ کسی کے نکاح میں رہ چکی ہے تو اب مہر کیا ہوگا

**سوال (۱۳۶۵)** - زید نے ہندہ کے ساتھ شادی کی، ہندہ کے باپ نے اپنی لڑکی کو کنواری

---

[1] وصح ضمان الولی مہرہا الخ وتطلب ای شاءت من زوجہا البالغ او الولی الضامن (در مختار) وقید بالضامن لانہ لا الزام فیہ ولانہ لا یطالب بلاضمان الخ ان لم یکن للزوج مال یلزم ذمۃ الزوج (رد المحتار باب المہر ج۲ ص۴۹۲ و ص۴۹۳) ظفیر۔ [2] ہو عرف المہر فی العنایۃ وانہ اسم المال الذی یجب فی عقد النکاح علی الزوج فی مقابلۃ البضع (رد المحتار باب المہر ج۲ ص۴۵۰) ظفیر

مجلس نکاح میں ظاہر کر کے ایک ہزار روپیہ مہر مقرر کرایا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ ہندہ منکوحہ عمر کی تھی، اس لئے اب مہر مقررہ ایک ہزار روپیہ کے بارہ میں کیا حکم ہے، زید کے ذمہ ادا کرنا لازم ہے یا نہیں۔

**الجواب** ۔ مہر مقررہ ہزار روپیہ اس صورت میں واجب ہے کما فی الدر المختار ولو شرط البکارۃ فوجدها ثیبا لزمه الکل ورجحه فی البزازیۃ[1] فقط

**سوال** (۱۳۶۶) ۔ ایک شخص نے قبل از نکاح لڑکی کے والد کے مشورہ سے حق مہر کے لئے ایک اسٹامپ تحریر کرایا جس میں یہ لکھا کہ میں اپنی منکوحہ مسماۃ زینب بی بی کے لئے مبلغ ایک ہزار روپیہ بابت حق مہر علاوہ بتیس روپیہ و زیورات مندرجہ رجسٹر ادا کرنے کا عہد کرتا ہوں، عند الطلب مجھ سے وصول کرنے کا حق رکھتی ہے لیکن بعد از تحریر باہم رنجش ہوگئی اسٹامپ ناپسند کیا گیا۔ اس پر لڑکی کے والد نے کہا کہ میں کل بوقت نکاح رجسٹر نکاح میں اس کا حوالہ بالکل نہیں دوں گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، ۲۱ ستمبر ۱۹۱۸ء کو اسٹامپ تحریر ہوا، اور ۲۲ ستمبر ۱۹۱۸ء کو نکاح پڑھایا گیا اور ایک ہزار کی رقم درج رجسٹر نہیں ہوئی صرف بتیس روپیہ اور زیورات درج ہوئے، اس صورت میں زوجہ ایک ہزار کی رقم بھی وصول کر سکتی ہے یا نہیں، اقرار نامہ رجسٹری نہیں ہوا۔

(حاشیہ: نکاح جب ہزار مہر پر ہوا تو وہی دینا واجب ہے گو وہ لکھا نہ گیا ہو)

**الجواب** ۔ اس صورت میں علاوہ بتیس روپیہ و زیورات مذکورہ کے ایک ہزار روپیہ بھی مہر میں داخل ہے اور عند الطلب شوہر کو ادا کرنا لازم ہے کیونکہ زبانی و تحریری اس صورت میں کافی ہے، رجسٹری ہونے کی ضرورت شرعاً نہیں ہے کما فی الدر المختار ویجب الاکثر منهما ان سمی الاکثر[2] فقط

[1] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب المہر ص۳۴۲ ج۲ عبارتہا تزوجہا علی انہا بکر فاذا ہی لیست کذالک یجب کل المہر رد المختار ایضاً، ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب المہر ص۳۵۴ ج۲۔ ظفیر۔



**سوال** (۱۳۶۷) ۔ ایک شخص نے اپنا نکاح کیا مبلغ ۱۴۰۰ روپیہ مہر مقرر ہوا، اور بعوض نان و نفقہ پانسو روپیہ کی اراضی مسماۃ کے نام کردی بعد نکاح کے معلوم ہوا کہ یہ عورت قابل وطی و اولاد کے نہیں ہے لہذا وہ شخص اس کو طلاق دینا چاہتا ہے، مہر واجب ہے یا نہ اور نان و نفقہ کے عوض جو کچھ دیا گیا اس کی مالک ہوگی یا نہیں۔

(حاشیہ: نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ عورت قابل جماع نہیں ہے تو مہر واجب ہوگا یا نہیں)

**الجواب** ۔ اس صورت میں طلاق دینے سے نصف مہر شوہر پر لازم ہوگا[1] اور نان و نفقہ کے لئے جو کچھ شوہر نے اس عورت کو دیدیا وہ اس کی مالک ہوگئی اس کی واپسی اب نہیں ہو سکتی۔

**سوال** (۱۳۶۸) ۔ زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو ساڑھے تین سال سے روٹی کپڑا اور حق پرورش بچہ کا نہیں دیا نہ حق زوجیت ادا کیا، زید ایک مرتبہ چند مستورات کو اپنی ہمراہ لے کر آیا اور ہندہ پر سخت تشدد کیا، بالآخر لفظ تین طلاق چند آدمیوں کے سامنے کہہ کر چلا گیا تو ہندہ اپنا مہر مؤجل وصول کر سکتی ہے یا نہیں، زید عذر کرتا ہے کہ مہر مؤجل تھا معجل نہ تھا، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(حاشیہ: بعد طلاق مہر مؤجل بھی معجل ہو جاتا ہے)

**الجواب** ۔ اگر دو گواہ عادل طلاق کے موجود ہیں یا زید کو اس کا اقرار ہے تو ہندہ مطلقہ ثلثہ ہوگئی اور مہر اگر مؤجل تھا تو معجل ہوگیا بعد طلاق کے ہندہ اپنے مہر کا مطالبہ زید سے کر سکتی ہے اور زید کے اعذار لغو اور باطل ہیں اور نفقہ گذشتہ زمانہ کا ہندہ کو نہیں مل سکتا۔

**سوال** (۱۳۶۹) ۔ ایک شخص کا نکاح ایک لڑکی سے ہوا مگر لڑکی وطی کے قابل نہیں ہے نکاح ہوا یا نہیں، بعد میں باہم یہ فیصلہ ہوا کہ جو کچھ جہیز لڑکی کا تھا وہ

(حاشیہ: لڑکی جو قابل وطی نہ ہو اس کا مہر)

[1] رتقا وغیرہ عورت سے نکاح جائز ہے حتی کہ خیار فسخ نکاح بھی نہیں ولا یتخیر احد الزوجین بعیب الآخر ولو فاحشا کجنون وجذام وبرص ورتق وقرن (در مختار) رتق بالتحریک انسداد مدخل الذکر وقرن کفلس لحم ینبت فی مدخل الذکر کالغدۃ وقد یکون عظما (رد المختار باب العنین وغیرہ ص۸۲۴ ج۲) اگر ایسی صورت ہو تو خلوت کے باوجود نصف مہر ہے کیونکہ اس صورت میں خلوت نہیں ہوتی۔ دیکھئے باب المہر ص۳۴۷۔ صرف غنثیٰ مشکل سے نکاح منعقد نہیں ہوتا اگر یہ صورت ہے تو یہ الگ بات ہے۔ ظفیر۔

لڑکی والے کو مل جاوے اور جو زیورات وغیرہ لڑکے والے کے تھے وہ لڑکے والے کو ملجاویں چنانچہ لڑکی اپنا جہیز لے گئی اور ہمارا زیور دے گئی، اب اس کو طلاق دی جاوے یا نہیں اور مہر ہم پر کس قدر لازم ہے۔

**الجواب**۔ نکاح ہوگیا تھا اور بطریق خلع جو فیصلہ ہوگیا وہ صحیح ہوگیا، لیکن اگر خلع وغیرہ کا لفظ نہیں بولا گیا اور طلاق بھی نہیں دی تو نہ مہر معاف ہوا نہ طلاق پڑی اور جبکہ عورت قابل وطی کے نہ ہو تو اس سے اگر خلوت بھی ہو تب بھی بعد طلاق کے نصف مہر لازم آتا ہے کیونکہ وہ خلوۃ صحیحہ نہیں[1] ہے۔ فقط

**شوہر کے مرتد ہونے کے بعد بھی اس سے مہر وصول کیا جائے گا**

**سوال** (۱۳۷۰)۔ ہندہ کا شوہر نو سال سے عیسائی ہوگیا ہے لیکن وہ ہندہ کی خبر نان ونفقہ سے لیتا رہا ہے، اب ہندہ کے اقرباء کہتے ہیں کہ ہم مہر کی نالش کریں گے، آیا بصورت ارتداد شوہر اگر مہر کی نالش ہو سکتی ہے تو کس میعاد تک، اور مرتد نے جو روپیہ کثیر ہندہ کو دیا ہے اس کا لینا ہندہ کو جائز تھا یا نہیں۔ اور اب شوہر مرتد ہندہ سے وہ روپیہ واپس لے سکتا ہے یا نہیں۔

**الجواب**۔ بصورت ارتداد شوہر کے زوجہ مہر لے سکتی ہے[2] اور میعاد اس کی شرعاً کچھ نہیں ہے یعنی کسی مدت کے گذرنے سے مہر ساقط نہیں ہوتا اور جو کچھ عیسائی نے اس عورت کو دیا اور ہبہ کر دیا وہ اس کی مالک ہوگئی، موانع رجوع کے پائے جانے کی صورت میں وہ عیسائی اس دیئے ہوئے مال کو واپس نہیں لے سکتا اور اسلام لانے کے بعد دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ فقط۔

[1] والخلوۃ بلا مانع حسی الخ درتق التلاحم الاوقرن بالسکون عظم وعفل بفتحتین غدۃ (در مختار) فی البحر عن المغرب القرن فی الفرج مانع یمنع من سلوک الذکر فیہ (رد المحتار باب المهر ص۴۶۲ ج۲) ظفیر۔ [2] افادان المهر وجب بنفس العقد الخ وانما یتأکد لزوم تمامہ بالوطء ونحوہ الزلان البدل بعد تأکد لا یحتمل السقوط الا بالابراء (رد المحتار باب المهر ص۴۵۲ ج۲) ظفیر۔



**حلالہ سے پہلے نکاح کی صورت میں مہر آتا ہے یا نہیں**

**سوال** (۱۳۷۱)۔ شخصے زوجہ خود را سہ طلاق داد بعدہ قبل از تحلیل نکاح منعقد ساخت ومقاربت وقربان بایام بوجود رسید دریں صورت نکاح شرعاً صحیح شد یا نہ ومہر لازم است یا نہ۔

**الجواب**۔ دریں صورت نکاح صحیح نہ شد، ومہر مثل در نکاح فاسد لازم می شود بعد دخول وصحبت قال فی الدر المختار ویجب مهر المثل فی نکاح فاسد الخ بالوطی[1] الخ

**مطلقہ کا مہر شوہر کے ذمہ لازم ہے**

**سوال** (۱۳۷۲)۔ ایک عورت نافرمان کو اس کے شوہر نے طلاق دیدی اور شوہر صرف آٹھ روپیہ کا ملازم ہے تو اس صورت میں شوہر کے ذمہ دین مہر زوجہ کا واجب ہے یا نہ؟ اور شوہر کی مفلسی کا بھی کچھ لحاظ شریعت میں ہوگا یا نہ؟

**الجواب**۔ دین مہر زوجہ کا جو مطلقہ ہے، شوہر کے ذمہ لازم وواجب ہے، جس وقت ہو ادا کرے اس دین میں حاکم شوہر کو قید کر سکتا ہے بعد ثابت ہونے افلاس کے رہا کر دیوے، پھر جس وقت وسعت ہوگی ادا کرنا لازم ہے، بہرحال دین مہر بذمہ شوہر واجب الادا[2] ہے۔ فقط۔

**شوہر نابالغ انتقال کر جائے تو بھی مہر اور عدت ضروری ہے یا نہیں**

**سوال** (۱۳۷۳)۔ شوہر اگر صغیر نابالغ ہو اور اس کی زوجہ ابھی رخصت نہ ہوئی ہو، اسی حالت میں شوہر صغیر کا انتقال ہو جائے تو زوجہ کا مہر واجب ہوگا یا نہیں؟ اور زوجہ پر عدت لازم ہوگی یا نہیں؟

**الجواب**۔ شوہر اگر مر جاوے اگرچہ صغیر ہو[3] اور اس کی زوجہ رخصت نہیں ہوئی

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص۴۸۲ ج۲۔ ظفیر۔ [2] ومن سمی مهرا عشرۃ فما زاد فعلیہ المسمی ان دخل بها او مات عنها (الی قولہ) وان طلقها قبل الدخول والخلوۃ فلها نصف المسمی (هدایہ ص۳۰۴ ج۲) ظفیر۔ [3] ولو بزوج لا یطاق معہ الجماع (در مختار) ای ولو کان الصغر مصاحب الزوج یعنی لا فرق بین ان یکون الزوج او الزوجۃ او کل منهما صغیرا الا وتجب العدۃ بخلوتہ وان کانت فاسدۃ لان تصریحهم بالخلوۃ الفاسدۃ شامل لخلوۃ الصبی (رد المحتار باب المهر ص۴۶۶ ج۲) ظفیر۔

**زیادہ مہر کی صورت میں نکاح درست ہے یا نہیں**

**سوال (۱۳۷۵)** - فی زمانناشادی میں بہت زیادہ چالیس ہزار مہر مقرر ہوتا ہے حالانکہ گھر میں فاقہ کی نوبت ہوتی ہے مگر کم معیوب سمجھا جاتا ہے ایسا نکاح درست ہے یا کیا۔

**الجواب** - مہر کا زیادہ کرنا اچھا نہیں سمجھا گیا اور شرعاً پسندیدہ امر نہیں ہے[1] باقی جو کچھ مہر مقرر کردیا جاوے، اگرچہ وہ شوہر کی حیثیت سے زیادہ ہو وہ مہر لازم ہوجاتا ہے اور نکاح ہوجاتا ہے[2]۔

**مہر لینے کے بعد بیوی کو شوہر کے گھر آنا چاہئے یا نہیں**

**سوال (۱۳۷۶)** - شوہر کی ڈگری زوجیت کی اور زوجہ کی ڈگری مہر معجل کی ہوئی تو زوجہ مہر لے کر شوہر کے گھر آنا نہیں چاہتی، اس صورت میں مہر دینا چاہئے یا نہیں۔

**الجواب** - مہر معجل کا ادا کرنا ضروری ہے اور بعد لینے مہر معجل کے زوجہ کو شوہر کے گھر آنے سے انکار کرنا جائز نہیں ہے[3]۔ فقط

**مہر لازم ہونے کے بعد کبھی ساقط ہوتا ہے یا نہیں**

**سوال (۱۳۷۷)** - ایک شخص نے اپنی زوجہ کو عدالت میں کہا کہ وہ زانیہ ہے جس پر عورت نے عدالت دیوانی میں طلاق لعن کا دعویٰ کردیا اور عدالت نے باضابطہ عورت کو حکم دیدیا کہ تم کو طلاق ہوگئی تو اس صورت میں عورت مذکور مہر پانے کی مستحق ہے یا نہیں۔ سید امیر علی صاحب نے جو شرع محمدی لکھی ہے

---

[1] عن عمر بن الخطاب قال ألا لا تغالوا صدقة النساء فانها لو كانت مكرمة في الدنيا وتقوى عند الله لكان اولكم بها نبي الله صلى الله عليه وسلم ما علمت رسول الله صلى الله عليه وسلم نكح شيئا من نسائه ولا انكح شيئا من بناته على اكثر من اثنتي عشرة اوقية رواه احمد والترمذي وابوداؤد والنسائي وابن ماجه والدارمي (مشكوة باب الصداق ص ۲۷۷) ظفير۔ [2] وتجب العشرة ان سماها او دونها ويجب الاكثر منها ان سمى الاكثر ويتاكد عند وطى او خلوة صحت او موت احدهما (درمختار) قوله يجب الاكثر اي بالغا ما بلغ (رد المحتار باب المهر ص ۴۶۰ ج ۲) ظفير۔ [3] ولها منعه من الوطى والاخراج ما بين تعجيله من المهر كله او بعضه (درمختار) واللام بمعنى الى (رد المحتار باب المهر ص ۴۹۲ ج ۲ و ص ۴۹۳ ج ۲) ظفير۔



مہر اور عدت لازم ہے (المهر يتاكد باحد معان ثلاثة الدخول والخلوة الصحيحة وموت احد الزوجين سواء كان مسمى او مهر المثل حتى لا يسقط منه شئ بعد ذلك الا بالابراء من صاحب الحق (فتاوى عالمگیریہ جلد ۲ ص ۳۱۲ نول کشوری) عدة المرأة في الوفاة اربعة اشهر وعشرة ايام سواء كانت مدخولا بها او لا مسلمة او كتابية صغيرة او كبيرة او آيسة الخ (ايضاً ص ۵۲۵)

**بعد طلاق مہر اور زیور کس قدر عورت کو ملے گا**

**سوال (۱۳۷۸)** - ایک شخص کی ایک عورت ہے وہ ہمیشہ اپنے شوہر کو ناراض رکھتی ہے جس کی وجہ سے شوہر نے عورت کو اپنے گھر سے نکال دیا عورت نے عدالت میں خرچہ کا دعویٰ کیا، عورت و شوہر میں صلح ہوگئی، خرچہ دینے پر شوہر عورت کو طلاق دینا چاہتا ہے، ہمارے یہاں یہ دستور ہے کہ نکاح کے وقت کچھ زیور اور مہر زیادہ باندھی جاتی ہے اور مہر اس زمانہ میں کوئی عورتوں کو دیتا نہیں ہے اسی وجہ سے لوگ کہتے ہیں کہ کیا مہر دینا ہوتا ہے جو کہیں منظور کرلو، جن لوگوں کو کبھی ایک ہزار روپیہ ملتا بھی نہیں ان کو ہزار روپیہ کی مہر باندھی جاتی ہے اور ہمارے یہاں یہ بھی دستور ہے کہ عورت کے مرجانے کے بعد اس کے میکے والے زیور شوہر والا جتنا ہوتا ہے واپس کردیتے ہیں اور بعض آدمی اپنا دیا ہوا لے لیتے ہیں اور شوہر والا شوہر کو دیدیتے ہیں تو ایسی حالت میں اگر عورت کو طلاق دینا چاہے تو کتنا زیور و مہر پانے کا حق رکھتی ہے؟

**الجواب** - اگر طلاق بعد دخول یا خلوۃ صحیحہ کے ہوگی تو پورا مہر شوہر کو دینا لازم ہے اور اگر قبل وطی و خلوۃ صحیحہ ہوگی تو نصف مہر دینا لازم ہے اور زیور جو مرد کا ہے اور عورت کو عاریۃً دے رکھا تھا وہ مرد واپس لیوے گا اور جو زیور عورت کا ماں باپ کے گھر کا ہے یا شوہر نے اس کی ملک کردیا تھا وہ عورت کو ملے گا۔ کما فی الدر المختار ويتاكد عند وطى او خلوة صحت الخ ويجب نصفه بطلاق قبل وطى او خلوة الخ فقط والله اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن

اس کتاب میں وہ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ مہر خلوۃ صحیحہ سے جب واجب ہو جاتا ہے تو بعد ازاں وہ عورت کے کسی فعل سے معدوم نہیں ہونا چاہئے یہ صحیح ہے یا نہیں۔

**الجواب** ۔ صحیح یہی ہے کہ جب خلوۃ صحیحہ کے بعد پورا مہر لازم ہو جاتا ہے تو پھر وہ عورت کے کسی فعل سے ساقط نہیں ہوتا، درمختار وغیرہا کتب فقہ میں ایسا ہی ہے[1]، فقط

شوہر کے باپ سے مہر کا مطالبہ درست ہے یا نہیں

**سوال** (۱۳۷۸) ۔ اگر شوہر بحیات پدر خود مفلس بمیرد، زوجہ را حق مطالبہ مہر خود از پدر زوج می رسد یا نہ ؟

**الجواب** ۔ اگر شوہر بحیات پدر خود مفلس بمیرد، زوجہ را مطالبہ مہر از پدر شوہر بدون ضمان او نمی رسد، کذا فی الشامی[2] وغیرہ۔

شوہر کی موت کے بعد مہر کی ادائیگی اس کے باپ کے ذمہ نہیں ہے شوہر کی جائداد سے لے سکتی ہے

**سوال** (۱۳۷۹) ۔ ایک شخص کا لڑکا جب جوان ہوا تو اس کے باپ نے اسکی شادی کردی، اس کی بیوی کا مہر ۵۰۰ روپیہ مقرر ہوا، زیور چاندی سونے کا اور پارچہائے ریشمی حسب دستور اس کی بیوی کو چڑھایا گیا، شادی سے ایک سال بعد وہ لڑکا فوت ہو گیا اس کی بیوہ کبھی سسرے کے یہاں کبھی باپ کے یہاں رہتی رہی، اب وہ بیمار ہو کر باپ کے یہاں آگئی کچھ تھوڑا زیور جو ہر وقت پہنا جاتا ہے وہ اس کے پاس ہے اور باقی کل زیور و کپڑے سسرے کے یہاں ہیں اور باپ اس لڑکی کا غریب ہے اس کی بیماری کا خرچ برداشت نہیں کر سکتا گیا اس کا سسرا اپنے لڑکے کے عوض مہر اس کی بیوہ کو دے سکتا ہے یا نہیں،

---

[1] وانا تاكد المهر بما ذكر لا يسقط بعد ذلك وان كانت الفرقة من قبلها لان البدل بعد تاكده لا يحتمل السقوط، رد المحتار باب المهر ص ۴۶۲ ج ۲ ظفير۔

[2] ولا يطالب الاب بمهر ابنه الصغير الفقير اما الغني فيطالب ابوه بالدفع من مال ابنه لا من مال نفسه اذا زوجه امرأة الا اذا ضمنه كما في النفقة فانه لا يوخذ بها الا اذا ضمن (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر مطلب في ضمان الولي المهر ص ۴۹۱ ج ۲) ظفير۔



کیونکہ وہ اپنے باپ سے علیحدہ نہیں تھا اور اس کا سسرا مہر ادا نہیں کر سکتا تو وہ زیور جو اس کو چڑھایا گیا تھا، وہ اپنے مہر میں لے سکتی ہے یا نہیں اور جو زیور لڑکی کے پاس ہے اس کا اس بارہ میں کیا حکم ہے۔

**الجواب** ۔ مہر جو بذمہ شوہر متوفی ہے اس کا ذمہ دار شوہر کا باپ نہیں ہے[1] لیکن اگر وہ تبرعاً اپنے بیٹے کی طرف سے اس کا مہر ادا کر دیوے یا زیور و پارچہ کو جو بوقت نکاح چڑھایا گیا تھا مہر میں شمار کر کے ملک عورت کی کر دیوے تو یہ درست ہے، باقی ویسے وہ ذمہ دار مہر کا نہیں ہے، شوہر کی چیز سے عورت اپنا مہر لے سکتی ہے پس اگر اس کی ملک میں کچھ نہ تھا تو عورت کچھ نہیں لے سکتی اور زیور و پارچہ جو چڑھایا گیا تھا اگر وہ عاریۃ سمجھا گیا تھا یعنی عورت کی ملک کرنا مقصود نہ تھا تو اس کا مالک شوہر کا باپ ہے اور اگر اپنے پسر کی ملک کر کے اس کی زوجہ کو دیا تھا جیسا کہ عرف ہے تو وہ ملک شوہر ہے اس میں سے عورت اپنا مہر لے سکتی ہے اور اگر دینے کے وقت بہو کی ملک کر دی تھی تو وہ مالک ہو گئی ہے۔ فقط

مہر معجل کی وصول کے لئے بیوی شوہر کے گھر جانے سے انکار کر سکتی ہے یا نہیں

**سوال** (۱۳۸۰) ۔ مسماۃ ہندہ کا نکاح بالعوض مبلغ ۲۵۰۰ سکہ کلدار زوجہ معجل زید سے ہوا تحریری معاہدہ قبل نکاح روبرو گواہان مابین قرار پایا کہ میں ہندہ کو ہندہ کے گھر رکھوں گا اور خود رہوں گا اگر اپنے گھر ہندہ کو لے جاؤں تو ہندہ کو دوسرا نکاح کرنے کا اختیار ہے میں اس سے دست بردار ہوں گا۔ اب زید ہندہ کو لے جانا چاہتا ہے، ہندہ طالب مہر معجل ہے تو شرعاً زید کو بغیر ادا کئے مہر معجل کے ہندہ کے لیجانے کا اختیار ہے یا نہیں۔

**الجواب** ۔ اس صورت میں ہندہ مہر معجل کا مطالبہ زید سے کر سکتی ہے اور مہر کی وصولی کے لئے زوج کے گھر جانے سے انکار کر سکتی ہے۔ درمختار میں ہے۔ ولها منعه

---

[1] لان المهر مال يلزم ذمة الزوج ولا يلزم الاب بالعقد اذ لولي مدلها فلو الضمان (رد المحتار باب المهر ص ۴۹۱ ج ۲) ظفير

من الوطی و دواعیہ والسفر بہا الخ الاخذ ما بین تعجیلہ من المہر کلہ او بعضہ الخ

وفی الشامی قولہ والسفر الاولی التعبیر بالاخراج کما عبر فی الکنز لیعم الاخراج[1]

لڑکی کی رضامندی کے بغیر ولی کا مہر خرچ کرنا کیسا ہے

**سوال** (۱۳۸۱) - ولی لڑکی کے مہر میں سے بلا رضامندی لڑکی کے تصرف کرسکتا ہے یا نہیں؟

**الجواب** - ولی کو بلا رضامندی اختیار تصرف نہیں ہے، اگر باپ یا دادا ولی ہے اور لڑکی نابالغہ ہے تو مہر بحفاظت رکھے اور اگر بالغہ ہے تو اس کو سپرد کردے واللہ تعالیٰ اعلم لقولہ عزوجل ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اہلہا الآیۃ) -

لڑکی کے ورثہ کب تک اس کے شوہر سے مہر لے سکتے ہیں

**سوال** (۱۳۸۲) - منکوحہ کو طلاق دینے کے ایک سال بعد اگر وہ مرجاوے تو اس کے وارث اسکا مہر کس مدت تک لے سکتے ہیں، اور یہ عورت لاولد مری ہے -

**الجواب** - اس کا مہر اس کے ورثہ لے سکتے ہیں اور چونکہ عورت لاولد مری ہے تو نصف مہر شوہر کو پہنچ گیا، باقی نصف دیگر ورثہ لے سکتے ہیں اور اس کے لئے کوئی میعاد نہیں ہے - فقط -

مہر بذمہ شوہر ہے اور اس کے والد کے ساتھ گستاخی گناہ ہے

**سوال** (۱۳۸۳) - زید نے اپنے فرزند عمر عاقل بالغ کا نکاح اس کی رضامندی اور اجازت سے بکر کی دختر سے کیا قبل از عقد نکاح زید نے بحیثیت ولی ہونے کے حسب معمول اپنے فرزند عمر کی اجازت اور رضامندی سے بکر کو حق مہر اور دیگر شرائط تحریر کردی، بکر نے اپنے داماد عمر کو اس کے والد زید کی عداوت اور مخالفت پر آمادہ کیا اور عاق بنا دیا، بکر اپنی دختر کے حق مہر اور دیگر شرط کی ایفاء اور ادائیگی شرعاً زید والد عمر سے طلب کرنے کا مستحق ہے یا اپنے داماد عمر سے اور کیا عمر اپنے والد زید کا عاق ہے کیونکہ عمر نے اپنے والد زید کو سخت صدمہ پہنچایا اور گستاخی سے پیش آیا -

[1] دیکھئے رد المحتار باب المہر ص ۴۹۲ ج ۲ - ظفیر -



**الجواب** - مسئلہ یہ ہے کہ مہر بذمہ شوہر لازم آتا ہے لیکن اگر باپ ذمہ داری کرلیوے اور ضامن ہوجاوے تو باپ سے مہر کا مطالبہ ہوسکتا ہے کما فی الدر المختار ولا یطالب الاب بمہر ابنہ الصغیر الخ الا اذا ضمنہ علی المعتمد[1] الخ پس صورت مسئولہ میں اگر زید نے ذمہ داری مہر کی اپنے پسر عمر کی طرف سے کرلی ہے تو زید سے مطالبہ مہر کا ہوسکتا ہے اور اگر ذمہ داری نہ کی تھی تو نہیں ہوسکتا اور عمر بسبب افعال مذکورہ کے اپنے باپ کا عاق اور نافرمان ہے اس کو اپنے باپ سے معاف کرانا چاہئے ورنہ وہ عاصی و فاسق رہے گا - فقط

لڑکے کے والد نے مہر کا ذمہ لیا اب شوہر کے مرنے کے بعد اس سے مطالبہ جائز ہے یا نہیں

**سوال** (۱۳۸۴) - ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک شخص سے کردیا بوقت نکاح مہر مقرر ہوا اور لڑکے کے والد نے کہا کہ اس کا مہر میں ادا کردوں گا، کیونکہ لڑکا نابالغ تھا اور اس شخص کے تین لڑکیاں اور ایک لڑکا تھا، لڑکا تو باپ کے سامنے فوت ہوگیا، اب تین لڑکیاں زندہ ہیں اور لڑکے کی زوجہ مہر کا دعویٰ کرتی ہے اس کو میراث سے کتنا حق پہنچتا ہے اور مہر کا کیا حکم ہے -

**الجواب** - در مختار میں ہے ولا یطالب الاب بمہر ابنہ الصغیر الفقیر الخ الا اذا ضمنہ الاب علی المعتمد[2] الخ اس سے معلوم ہوا کہ باپ اگر مہر کا ضامن ہوگیا تو اس سے مہر کا مطالبہ ہوسکتا ہے، باقی میراث کا حصہ پسر متوفی کی زوجہ کو کچھ نہیں مل سکتا، کیونکہ لڑکا جو باپ کی حیات میں فوت ہوگیا وہ ترکہ پدری سے محروم رہا، لہٰذا اس کی زوجہ بھی اس ترکہ سے محروم ہوگئی - فقط -

حضرت ام حبیبہ کا مہر مقرر ہوا اب اس کی قیمت کس طرح لگے گی، اور کتنی ہوگی

**سوال** (۱۳۸۵) - فیما بین زید و عمر مقدار مہر ام حبیبہ میں مباحثہ ہے، زید کہتا ہے کہ مہر چار سو دینار ہے جس کے چار ہزار درہم ہوتے ہیں اور اس زمانہ میں ایک دینار دس درہم کا تھا اسی حساب سے

[1] دیکھئے الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص ۴۹۲ ج ۲ - ظفیر - [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص ۲۹۱ ج ۲ - ظفیر

اب بھی چار ہزار درہم کے روپیہ بنائے جاویں گے جو گیا سو کم وبیش ہوں گے، عمر کہتا ہے کہ چار سو دینار کے تولہ ماشہ بنا کر اس کی قیمت آج کے نرخ سے سونے کی لگائی جاوے گی جس کے ساٹھ چار ہزار روپیہ ہوں گے، صحیح کیا ہے۔

**الجواب** - اب اگر کوئی شخص مہر مثل حضرت ام حبیبہؓ[1] چار سو دینار مقرر کرے تو ظاہر ہے کہ اس کے تولہ بنا کر اس کی قیمت کا حساب کر لیا جاوے گا جو قیمت بحساب تولہ بوقت ادائے مہر ہوگی وہ دہ بجاوے گی یا اس قدر سونا جو چار سو دینار کا ہوتا ہے دیا جاوے گا، پس اگر بوقت ادائے مہر نرخ سونا تیس روپیہ تولہ ہو تو ساڑھے چار ہزار روپیہ ہوں گے، ورنہ جو نرخ ہوگا اس کے موافق حساب کیا جاوے گا۔ فقط۔

دق کی مریضہ نے موت سے دو ہفتہ پہلے مہر معاف کیا کیا حکم ہے

**سوال** (۱۳۸۶) - ایک عورت جو کئی سال سے مرض دق میں مبتلا تھی اس نے اپنے مرنے سے دو ہفتہ پہلے گواہوں کے سامنے شوہر کو معاف کر دیا تو مہر معاف ہوا یا نہیں۔

---

[1] عن ام حبیبہ انہا کانت تحت عبد اللہ بن جحش فمات بارض الحبشۃ فزوجہا النجاشی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وامہرہا عنہ اربعۃ آلاف وفی روایۃ اربعۃ آلاف درہم وبعث بہا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع شرحبیل بن حسنۃ رواہ ابوداؤد والنسائی (مشکوٰۃ باب الصداق ص۲۷۷) اہل لغت لکھتے ہیں کہ ایک دینار ساڑھے چار ماشے کا ہوتا ہے اس حساب سے چار سو دینار کا وزن ایک سو پچاس تولہ ہوتا ہے اور یہ سونا کا سکہ ہوتا ہے اس وقت سونا سوا دو سو روپے تولہ ہے اس حساب سے اس کی قیمت ۳۳، ۷۵ روپے ہوتی ہے، مفتی ملا صاحب نے بھی ایک دینار کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہی مان کر جواب میں حساب درج کیا ہے اس وقت چاندی اور سونے کی قیمت میں ایک اور دس کا فرق نہیں ہے بلکہ بہت زیادہ تفاوت ہے، درہم ساڑھے تین ماشہ کا ہوتا ہے اس حساب سے چاندی کا وزن گیارہ سو چھیاسٹھ تولہ آٹھ ماشہ ہوتا ہے، اس وقت چاندی سات روپے تولہ ہے اس کی قیمت آٹھ ہزار ایک سو چھیاسٹھ روپے دس پیسے ہوتی ہے اس لئے مسئلہ یہی ہے کہ دینار کا وزن جو ذکر ہوا اسی کی قیمت لگائی جائے جیسا کہ مفتی ملا صاحب نے کیا ہے، سونے کی قیمت ہر دور میں مختلف ہوتی ہے اسی کے حساب سے رقم بنے گی، مفتی ملا صاحب کے زمانہ میں ساڑھے چار ہزار ہوتی تھی اور اس زمانہ میں (۳۳، ۷۵۰) ہوگی - ظفیر -



**الجواب** - مرض دق میں جبکہ زیادتی ہونے لگی اور ضعف بڑھنے لگے اور پھر اس میں مر جاوے تو ایسا مرض مرض الموت ہے اور ہبہ وغیرہ تبرعات اس کے بحکم وصیت ہیں لہٰذا اس صورت میں معاف کرنا اس کا مہر کو صحیح نہیں ہے، کیونکہ وصیت وارث کے لئے بدون رضاء باقی ورثہ کے صحیح نہیں ہے۔ قال فی الدر المختار وفی القنیۃ المفلوج والمسلول والمقعد مادام یزداد کالمریض[1] الخ وفی الشامی قلت وحاصلہ انہ ان صار قدیما بان تطاول سنۃ ولم یحصل فیہ ازدیاد فھو صحیح اما لو مات حالۃ الازدیاد الواقع قبل التطاول او بعدہ فھو مریض[2] الخ ص۷۱۲ جلد ۲ شامی وفیہ ایضا قبیلہ ان علم ان بہ مرضا مہلکا غالبا وھو یزداد الی الموت فھو المعتبر[3] الخ اور یہ ظاہر ہے کہ مریض بمرض دق کو مرنے سے ایک دو ہفتہ پہلے ازدیاد مرض وضعف لازمی ہے بالغرض مریضہ مذکورہ کا یہ تصرف مرض الموت میں سمجھا جاوے گا اور مرض الموت میں مہر کا معاف کرنا شوہر کے لئے صحیح نہیں ہے۔

قال فی الدر المختار اعتاقہ ومحاباتہ وھبتہ الخ کل ذالک حکمہ کحکم وصیۃ[4] الخ وفیہ من الوصایا ولا لوارثہ الخ الا باجازۃ ورثتہ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لا وصیۃ لوارث الا ان یجیزھا الورثۃ[5] الخ فقط

مہر ضروری ہے کوئی نمائشی چیز نہیں

**سوال** (۱۳۸۷) - مہر کوئی نمائشی چیز ہے یا نہیں، زید نے بوقت نکاح ایک معقول رقم حق مہر معجل اسٹامپ پر تحریر کر دی، بعد ازاں طلب پر جواب دیا کہ میں نے مہر نمائشی لکھ دیا تھا، نہ ادائیگی کے لئے، شرع کا کیا حکم ہے۔

**الجواب** - مہر کوئی نمائشی چیز نہیں، بلکہ شوہر نے جو مقدار مہر معجل کی مقرر

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب طلاق المریض ص۷۱۲ ج۲۔ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب طلاق المریض ص۷۱۲ ج۲۔ ظفیر۔ [3] ایضا ص۷۱۲ ج۲۔ ظفیر۔ [4] الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص۵۹۶ ج۵، ص۵۹۷ ج۵، [5] ایضا کتاب الوصایا ص۵۷۵ ج۵

کر دی اس کا ادا کرنا فی الحال ضروری و لازم ہے، عورت ہر وقت وہ مقدار لے سکتی ہے[1]، اور باوجود استطاعت نہ دینا شوہر کا اس مقدار کو ظلم صریح ہے۔ فقط۔

جب کسی نے دو بیوی کی تو ان دونوں کی اولاد الگ الگ مہر وصول کر سکتی ہے یا نہیں

**سوال (۱۳۸۸)** - مسماۃ کنیز رابعہ زوجہ مولوی محمد شفیع فوت ہوئی چند اولاد بالغہ چھوڑی بعد ایک سال کے محمد شفیع نے دوسری شادی مسماۃ فقیلن سے کی اس سے بھی چند اولاد ہوئی جس وقت محمد شفیع فوت ہوئے اس وقت زوجہ ثانیہ اور ایک بالغ لڑکا موجود تھا۔ اب دونوں بیبیوں کی اولاد والد مرحوم کی اشیا منقولہ و غیر منقولہ سے دین مہر لینا چاہتی ہے، یہ تو سہل تھا کہ دونوں نصف نصف بحصہ رسد تقسیم کر لیں، لیکن ہر ایک وارث پوری تعداد مہر کی لینا چاہتا ہے جس کی دلیل بھی ہر ایک فریق بیان کرتا ہے، وارثان کنیز رابعہ کہتے ہیں کہ جس وقت ہماری والدہ فوت ہوئی ہم کو دین مہر کے مطالبہ کا حق حاصل ہو گیا اور ہم اس کے مالک ہو گئے، اگرچہ ہم نے والد کے ادب سے مطالبہ نہیں کیا اور اس وقت ہمارے سوا اور کوئی وارث نہ تھا، لہٰذا ہم کو کل دین مہر ملنا چاہئے۔

وارثان بی بی فقیلن کہتے ہیں کہ جب پہلی بی بی کی اولاد نے بیس برس تک مطالبہ دین مہر کا نہیں کیا تو اب ان کو حق دین مہر کے مطالبہ کا نہیں رہا، لہٰذا ہم کو پورا دین مہر ملنا چاہئے، شرعاً اس بارہ میں کیا حکم ہے۔

**الجواب** - شرعی مسئلہ یہ ہے کہ پہلا اور پچھلا قرض برابر ہے اور دائن مقدم و دائن مؤخر کا حق برابر ہے اس میں کسی کو ترجیح نہیں ہے اور یہ بھی حکم شرعی ہے کہ کوئی دائن جب تک اپنا دین مدیون سے وصول کر کے اپنے قبضہ میں نہ لاوے اس وقت تک وہ مالک نہیں ہوتا اور یہ بھی مسئلہ شرعیہ ہے کہ شادی سے دائن کا حق ساقط نہیں ہوتا کما

[1] افاد ان المهر وجب بنفس العقد (رد المحتار باب المهر ۲/۳۵۹) و لها منعه من الوطء و دواعيه و السفر بها و لو الاخذ ما بين تعجيله من المهر كله او بعضه. (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ۲/۳۵۹) ظفير۔



فی الشامی ان الحق لا یسقط بتقادم الزمان[1] بعد اس تمہید کے فیصلہ شرعیہ یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں ہر دو زوجہ کا دین مہر برابر ہے ترکہ متوفی میں سے اول دونوں کا مہر ادا کیا جاوے گا اور باقیماندہ ورثہ پر حسب حصص شرعیہ تقسیم کیا جاوے گا اور اگر ترکہ دونوں مہروں کا کافی نہ ہو تو دونوں کو بقدر حصہ تقسیم کیا جاوے گا، مثلاً اگر مقدار دین مہر ہر دو زوجہ مختلف ہے تو زیادہ والی کو زیادہ اور کم والی کو کم حساب کے موافق دیا جاوے گا اور تساوی مہر کی صورت میں دونوں کو برابر دیا جاوے گا، لیکن کنیز رابعہ کے مہر میں سے ایک چہارم اس کے شوہر کو پہنچا جو کہ بعد شوہر کی وفات کے ان وارثوں کو حسب حصص ملے گا جو کہ بوقت وفات شوہر موجود تھے۔

اللہ واسطے کہنے سے مہر میں نقصان نہیں آتا اور نہ نکاح میں

**سوال (۱۳۸۹)** - بعض لڑکی کا ولی اجازت دیتا ہے کہ نکاح اللہ واسطے پڑھو، قاضی صاحب خطبہ اور ایجاب و قبول اس طور کراتے ہیں کہ مسماۃ زینب دختر عمر الدین بالعوض مبلغ پانچ ہزار روپیہ زر مہر کے تجھے اللہ واسطے بخش دی، اس نے قبول کر لی، پھر بعض یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جب مہر مقرر کیا گیا پھر اللہ واسطے کیسی ہوئی، مہر مقرر نہ کیا جاوے تو ٹھیک ہے، نکاح جائز ہے ورنہ نہیں، اگر لڑکی مر جاوے تو اس کا ولی مہر کا دعوی کر سکتا ہے تو پھر وہ مہر کیوں لیتا ہے جب اللہ واسطے بخش دی تھی۔

**الجواب** - اول تو اس لفظ اللہ واسطے کی کہنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر کہا جاوے تو اس سے مہر ساقط نہیں ہوتا اور نکاح میں بھی کچھ نقصان نہیں آتا، گویا اس لفظ کا مطلب یہ ہے کہ موافق حکم شریعت کی لوجہ اللہ یہ نکاح کیا جاتا ہے یعنی مقصود رضا الٰہی ہے

ان گواہوں کے بیان سے گیارہ ہزار ثابت ہوتا ہے یا نہیں

**سوال (۱۳۹۰)** - والدہ مرحومہ کا مہر گیارہ ہزار گیارہ اشرفی کا ہے، نکاح کو عرصہ ۴۵ سال کا ہوا، چنانچہ ان دونوں کے انتقال کے بعد عاجز نے جائداد والد پر دعوی مہر کیا، ثبوت مہر میں بوقت نکاح جو لوگ

[1] دیکھئے الاشباہ والنظائر مع الحموی کتاب القضاء والشہادات ص۲۱۱۔ ظفیر۔

گواہ تھے ان میں سے قاضی عبدالرحمٰن صاحب نے گیارہ ہزار دس اشرفی کا مہر بیان کیا اور قمرالدین خان نے ہزاروں روپیہ اور دس اشرفی کا مہر بیان کیا اور بخشی بیگم نے گیارہ ہزار دس اشرفی بیان کی اور دو گواہ میرے والد کا یہ کہنا بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا تھا کہ گیارہ ہزار پر میرا نکاح ہوا تھا، اسی قدر میرے لڑکے کا مہر باندھو، اس صورت میں میری والدہ کا مہر گیارہ ہزار ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہیں، جب کہ حکیم صاحب دس ہزار یا گیارہ ہزار تردید کے ساتھ بیان کر چکے ہیں۔

**الجواب**۔ وقت نکاح کے گواہوں میں سے ایک گواہ قاضی عبدالرحمٰن کا بیان گیارہ ہزار دس اشرفی کا ہے اور ایک عورت بخشی بیگم کا بیان اس کے مثل ہے اور قمرالدین خاں کا بیان ہزاروں روپیہ اور دس اشرفی کا ہے جو کہ مطابق کے نہیں ہے یعنی صاف طور سے اس میں گیارہ ہزار دس اشرفی کا بیان نہیں ہے اور دس ہزار یا گیارہ ہزار بیان کرنا بھی بوجہ تردید کے مطابق سابق کے نہیں، پس یہ بیانات مثبت گیارہ ہزار روپیہ دس اشرفی کے شرعاً نہیں ہیں البتہ اقرار والد نذیر احمد کا جو بدیں الفاظ ہوا کہ جس قدر میرا مہر تھا اسی قدر میری دختر کا ہوگا، تو اگر اس موقع پر گیارہ ہزار روپیہ کی تصریح ہوگئی ہے اور اس اقرار کے سننے والے دو گواہ عادل موجود ہیں تو گیارہ ہزار روپیہ مہر ثابت ہو سکتا ہے، مگر پہلے خود حکیم صاحب تردید کے ساتھ دس ہزار یا گیارہ ہزار بیان کر چکے ہیں، لہٰذا اس سے بھی گیارہ ہزار روپیہ کا ثبوت نہیں ہو سکتا، پس ایسے نزاع کی حالت میں مہر مثل سے فیصلہ ہوتا ہے۔ فقط

دعویٰ معافی مہر میں گواہی اور اس سلسلہ میں سوال **سوال** (۱۳۹۱)۔ دعویٰ معافی مہر کا دائر ہے لیکن

[1] ونصابها ای الشهادة لغیرها من الحقوق رجلان او رجل وامرأتان (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الشهادات ص ۴۹۰، ظفیر۔ [2] وان اختلفا فی المهر ففی اصله الا یجب مهر المثل (در مختار) قال فی الفتح الاختلاف فی المهر اما فی قدره او فی اصله وکل منهما اما فی حال الحیاة او بعد موتهما او موت احدهما (رد المحتار باب المهر ص ۴۸۲) ظفیر۔



اس میں مسماۃ الف کی شہادت بھوپال میں ہوئی اور مسماۃ ب کی شہادت بہت عرصہ کے بعد لاہور میں ہوئی اور مسمی ج کی شہادت مسماۃ الف کی ساتھ ساتھ ہوئی اور گواہان ۱ ۲ ۳ کی شہادتیں بوجہ اقرار عدم پابندی و بے پردہ ہونے کے مفید ثبوت نہیں اس لئے کل متروکہ سے دین مہر ادا کیا جاوے۔ اس صورت میں نصاب شہادت پورا ہے یا نہیں اور چونکہ مسماۃ الف وب کی شہادت علیحدہ علیحدہ ہوئی تو اس میں کچھ شرعی ہے یا نہیں۔

**الجواب**۔ معافی مہر کا دعویٰ اس وجہ سے غیر ثابت قرار دیا گیا ہے کہ اس میں ایک مرد اور دو عورتیں شہادت دیتی ہیں مگر دو عورتوں نے علیحدہ علیحدہ ادائے شہادت کیا ہے یعنی دو عورتوں کی علیحدہ علیحدہ شہادت ادا کرنے کی وجہ سے ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت کو نصاب شہادت قرار نہ دیا گیا ہے، اور بسبب عدم نصاب شہادت کے دعویٰ کو غیر مسموع قرار دیا گیا ہے، حالانکہ مذہب حنفیہ میں ایسا کوئی قول نہیں جس سے یہ ثابت ہو جاوے کہ عورتوں کی شہادت میں عدم تفریق شرط قبول ہے۔ ہاں اتنا صحیح ہے کہ قاضی کو دو عورتوں میں تفریق نہ کرنا چاہئے کما فی الدر المختار ولا یفرق القاضی بینهما[1] الخ اس مسئلکی اصل یہ ہے کہ امام شافعی کما قال السبکی۔ اور ام بشر حاکم کے پاس شہادت کیلئے حاضر ہوئیں، اس نے ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنا چاہا تو امام شافعی نے فتذکر احدٰهما الاخریٰ کی آیت پڑھ کر سنادی اور حاکم ساکت ہوا۔[2] اس سے ظاہر ہوا کہ امام شافعی کے استنباط کا دار و مدار آیت مذکورہ پر ہے جس کی حقیقت اس سے زائد نہیں کہ اشارہ عدم ضرورت تفریق معلوم ہوتا ہے نہ یہ کہ عدم تفریق ضروری ہے، چنانچہ خود شوافع کے یہاں بھی بوقت ارتیاب قاضی کو

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الشهادات ص ۴۹۰۔ ظفیر۔ [2] حکی ان ام بشر شهدت عند الحاکم فقال الحاکم لم فرق بینهما فقالت لیس لک هذا لان قال الله تعالیٰ ان تضل احدٰهما فتذکر احدٰهما الاخریٰ فسکت الحاکم (رد المحتار کتاب الشهادات ص ۴۹۰) تفصیلی واقعہ جس میں امام شافعی کا بھی تذکرہ ہے اس کیلئے دیکھئے حموی علی الاشباہ والنظائر کتاب القضاء والشهادات ص ۳۲۱) ظفیر

تفریق کا اختیار ہے بلکہ مستحب ہے کہ شاہدوں کو بشرط اشتباہ وارتیاب کی ایک دوسرے سے علیحدہ کرے کمافی الحموی قال التاج السبکی بعد نقل ھذہ الحکایۃ وھذا فرع حسن واستنباط جید ومنزع غریب والمعروف فی مذھب ولدہا رھو الشافعی اطلاق القول بان الحاکم اذا ارتاب بالشھود استحب لہ التفریق بینھم وکامہا صریح فی استثناء النساء للمنزع الذی ذکرتہ ولا باس بہ ام اقول ومافی الملتقط من الحکایۃ المذکورۃ لیس صریحاً فی ان المذھب عندنا عدم التفریق فی شھادۃ النساء اذا ارتاب القاضی ص۳۲۷ اس تصریح سے ثابت ہوا کہ قاضی باوجود رضامندی نساء کے بھی بصورت ارتیاب کے تفریق کر سکتا ہے پس اگر خاص عذر سے یا بدون عذر اتفاقاً دو عورتوں کی شہادت علیحدہ علیحدہ لی گئی تو اس میں کیا مضائقہ ہے لہذا محض علیحدہ علیحدہ ادائے شہادۃ امرأتین سے نصاب شہادت کو ناقص نہ سمجھا جاوے گا بلکہ اس شہادت سے معافی مہر ثابت ہوگی اور اگر اس توہم پر محض علیحدہ علیحدہ اور مختلف اوقات میں ادائے شہادت ہونے کی بناء پر ردِ دعوی کی قضا ہوتی ہو تو وہ قضا بھی نافذ نہیں، کمافی الشامی المقلد متی خالف مذھبہ لا ینفذ حکمہ ص۳۴۲ ج۴ فقط

**معافی کے بعد مہر کا مطالبہ صحیح نہیں**

**سوال** (۱۳۹۲) - ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ تیرا مہر موجود ہے معاف کردے، ورنہ تجھ کو زکوٰۃ دینا پڑے گی، اس نے خیال کیا کہ مہر تو ملنے سے رہا، لہذا معاف کردیا، اب شوہر سے پا سکتی ہے یا نہیں۔

**الجواب** - جب کہ عورت نے کسی وجہ سے ہو معاف کردیا، اور بدون زبردستی واکراہ کے معاف کیا، اگرچہ شوہر کے کہنے سے معاف کیا، اور اگرچہ عورت نے بخوف زکوٰۃ مہر معاف کیا، اس صورت میں مہر معاف ہوگیا۔ اب وہ عورت عنداللہ مہر کا مطالبہ نہیں کر سکتی (للمرأۃ ان تھب مالھا لزوجھا من صداق دخل بھا زوجھا او لم یدخل

[1] الاشباہ والنظائر الفن الثانی کتاب القضاء والشہادات ص۲۲۱ - ظفیر



(عالمگیری مصری ص۲۹۶ ج۱) اذا وھب احد الزوجین لصاحبہ لا یرجع فی الھبۃ قاضی خان ص۲۸۸ ج۴) -

**عورت نے مہر نہیں لیا روپیہ تجارت میں لگا دیا گیا اب عورت مع نفع مہر لے سکتی ہے یا نہیں**

**سوال** (۱۳۹۳) - اگر شرعاً اس عورت کے مہر ادا نہیں ہوئے اور نقدی میں سے اس کو مہر لینے کا حق ہے اور نقدی تجارت میں لگادی اور اس میں نفع ونقصان سب کچھ ہوا، آج عورت اپنا مہر مع منافع مانگتی ہے، عورت کو منافع لینے کا حق ہے یا نہیں۔

**الجواب** - اس صورت میں عورت صرف اپنا مہر ورثہ سے لے سکتی ہے وہ مہر ورثہ کے ذمہ دین ہے، لہذا عورت اصل مہر لے سکتی ہے اس کے نفع کا مطالبہ نہیں کر سکتی - فقط۔

**لڑکی کے مرنے کے بعد باپ اس کا مہر لے سکتا ہے یا نہیں**

**سوال** (۱۳۹۴) - لڑکی کے مرجانے کے بعد اس کے والدین کو اس کے مہر لینے کا حق ہے یا نہ۔

**الجواب** - لڑکی اگر لاولد مرجاوے اور اپنا شوہر اور والدین چھوڑے تو اس کے مہر اور تمام ترکہ میں سے بعد ادائے حقوق مقدمہ علی المیراث نصف اس کے شوہر کو اور نصف والدین کو پہنچتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ ولکم نصف ما ترک ازواجکم ان لم یکن لھن ولد[1] فقط -

**خلع کے لئے جو روپیہ غیر نے عورت کے حکم سے اس کے شوہر کو دیا تھا وہ شخص عورت سے وہ روپیہ وصول کر سکتا ہے یا نہیں**

**سوال** (۱۳۹۵) - عمر نے زید سے ایک سو ساٹھ روپیہ ہندہ کے امر سے جو لیا تھا رقم لے کر اپنی زوجہ ہندہ کو تین طلاق پر مطلقہ کیا، زید نے روپیہ بکر کے واسطے دیا تھا کہ ہندہ کی عدت گذر جاوے گی تو بکر سے نکاح کراؤں گا، بکر عدت ہندہ کے اندر فوت ہوگیا، نہ عدت پوری ہوئی نہ نکاح ہوا، زید اپنا ایک سو ساٹھ روپیہ ہندہ یا اس کے

[1] سورۃ النساء ع ۲

والد سے طلب کرتا ہے، ہندہ انکار کرتی ہے۔ اپنے خرچہ ومہر ونسب کا دعویٰ کرتی ہے، آیا زید اپنی رقم واپس لے سکتا ہے یا نہیں اور ہندہ کا دعویٰ بھی چل سکتا ہے یا نہیں۔

**الجواب** - ہندہ کے امر سے جو روپیہ زید نے عمر کو طلاق دینے کی غرض سے دیا تو زید اس روپیہ کو ہندہ سے واپس لے سکتا ہے اور طلاق علی المال میں صحیح قول کے موافق عورت کا مہر ساقط نہیں ہوتا۔ البتہ نفقہ گذشتہ ومفروضہ ساقط ہو جاتا ہے، در مختار میں ہے ویسقط الخلع والمبارأة کل حق ثابت وقتهما لکل منهما على الآخر الخ قوله کل حق شمل المهر والنفقة المفروضة والماضية[1] الخ شامی وقيل الطلاق على مال مسقط للمهر كالخلع والمعتمد لا۔ درمختار وفی الشامی ان النفقة المقضى بها تسقط بطلاق واطلقوه فشمل الطلاق بمال وغيره شامی[2] وفی رد المحتار للشامی وان ارسلہ بان قال على الف الخ فان قبلت لزمها تسلیمه الخ شامی[3] فقط

| سوال (۱۳۹۶) - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں یہ کہ ازواج | بنات وازواج مطہرات کا مہر کتنا تھا اور اس سے زیادہ مہر رکھنا مکروہ ہے یا نہیں |
|---|---|

مطہرات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بی بی عائشہ صدیقہ وبی بی حفصہ وبی بی خدیجۃ الکبریٰ وغیرہا رضی اللہ تعالیٰ عنہا وبنات آں حضرت ﷺ بی بی فاطمہ ورقیہ وام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد نکاح میں کتنا مہر مقرر کیا گیا تھا۔ دیگر یہ کہ اگر کوئی ان کے مہر سے زیادہ مقرر کرے تو مکروہ ہوگا یا نہ۔ بالتفصیل تحریر فرماویں وسند سے۔

**الجواب** - مکروہ نہیں ہے، البتہ بہت زیادتی مہر میں پسندیدہ نہیں ہے۔ ازواج مطہرات وبنات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر بارہ اوقیہ ونصف تھا، جس کے پانچ سو درہم ہوتے ہیں، سوائے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے کہ ان کا مہر چار ہزار

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب الخلع ص ۷۸۳ و ص ۷۸۴ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] ایضاً ص ۷۸۴ ج ۲۔ ظفیر۔ [3]



درہم نجاشی نے باندھا تھا، مشکوٰۃ[1] (پانچ سو درہم کا وزن ایک سو اکتیس تولہ چاندی ہے، اس کی قیمت چاندی کے بھاؤ سے ہر زمانہ میں لگائی جائے۔ ظفیر)۔

| سوال (۱۳۹۷) - بعض آدمی لڑکے یا ورثاء لڑکے سے لڑکی کا مہر قبل از نکاح یا بوقت نکاح لیتے ہیں اور اپنی حوائج میں | اولیاء کا قبل نکاح یا بوقت نکاح مہر لینا کیسا ہے |
|---|---|

صرف کرتے ہیں اور دلیل جواز حدیث انت ومالک لابیک پیش کرتے ہیں اور قصہ حضرت شعیب علیہ السّلام کا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اپنی لڑکی کے مہر میں بکریاں چروائی تھیں۔ تو یہ دلیلیں اموال اولاد کے جواز کے لئے درست ہیں یا نہ۔

**الجواب** - لڑکی کے باپ کو مہر لینا درست ہے لیکن اپنے صرف میں نہ لاوے اور اگر اپنے صرف میں لایا تو اس کو لڑکی کو دینا ہوگا لاب الصغیرة المطالبة بالمهر در مختار[2] وفی الشامی والصغیرة غیر قید ففی الهندية للاب والجد والقاضی قبض صداق البکر صغیرة کانت او کبیرة الا اذا نهته وهي بالغة صح النهی[3] الخ شامی اور حضرت شعیب علیہ السلام کے قصہ میں یہ تحقیق ہے کہ اگرچہ فقہاء نے اس سے استدلال کیا ہے کہ اگر باپ کی بکریاں چرانے کی خدمت کو مہر مقرر کیا جاوے تو نکاح صحیح ہے اور مہر

---

[1] عن عمر بن الخطاب قال الا لا تغالوا صدقة النساء فانها لو كانت مكرمة فی الدنيا وتقوى عند الله لكان اوليكم بها نبی الله صلی الله علیه وسلم ما علمت رسول الله صلی الله علیه وسلم نكح شيئا من نسائه ولا انكح شيئا من بناته على اكثر من اثنتی عشرة اوقية عن ابی سلمة قال سألت عائشة كم كان صداق النبی صلی الله علیه وسلم قالت كان صداقه لازواجه ثنتی عشرة اوقية ونش قالت اتدری ما النش قلت لا قالت نصف اوقية فتلك خمسمائة درهم رواه مسلم، مشکوٰۃ باب الصداق ص ۲۷۷ ام حبیبہؓ کے متعلق صراحت ہے امهرها عنه اربعة الاف درهم (ایضاً) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر مطلب لاب الصغيرة المطالبة بالمهر ص ۵۰۰ ج ۲۔ ظفیر۔ [3] رد المحتار باب ایضاً مطلب ایضاً ص ۵۰۰ ج ۲۔ ظفیر۔

مثل لازم ہے ومقتضاہ وجوب مہر المثل فی خدمۃ ولیہا وعدم لزوم الخدمۃ وکذا فی مثل قصۃ شعیب علیہ السلام[3] مگر شامی میں کہا ہے کہ اس صورت میں باپ کے ذمہ اس خدمت کی قیمت لڑکی کو دینا لازم ہے درمختار میں ہے ومفادہ صحۃ تزوجہا علی ان یخدم سیدھا او ولیہا کقصۃ شعیب علیہ السلام مع موسیٰ علیہ السلام[4] اور شامی میں ہے ومفادہ صحۃ الاستدلال بہا علی الجواز فی رعی غنم الاب[5] قال الرحمتی والظاہر ان ولیہا یضمن لہا حینئذ قیمۃ الخدمۃ[6] الخ فقط۔

| انیس روپے ماہانہ والا مہر کتنا مقرر کرے | **سوال (۱۳۹۸)** - جس شخص کو انیس روپیہ ماہوار

کی آمدنی ہو، بوقت عقد زیادہ سے زیادہ کس قدر مہر بندھ سکتا ہے۔؟

**الجواب** - مہر کی ادنیٰ مقدار دس درہم شرعی ہے جس کے پونے تین روپے کے قریب ہوتے ہیں اور زیادہ کی کچھ حد شریعت سے مقرر نہیں کی گئی کما قال اللہ تعالیٰ وان آتیتم احدٰہن قنطاراً فلا تاخذوا منہ شیئاً[8] الخ اس سے معلوم ہوا کہ ہزارہا روپیہ بھی مہر ہو سکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ مہر بہت زیادہ اور حیثیت سے زیادہ مقرر نہ کیا جاوے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور بنات طیبات کا مہر پانسو درہم یعنی قریب سوا سو روپیہ کے ہوا ہے، پس مناسب اور مستحب طریقہ یہی ہے کہ مہر زیادہ نہ بڑھایا جاوے[9]۔ فقط۔

---

[1] رد المحتار باب المہر ص ۴۵۹ ج ۲ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۴۵۹ ج ۲۔ ظفیر۔ [3] رد المحتار باب المہر ص ۴۵۹ ج ۲۔ ظفیر۔ [4] رد المحتار باب المہر ص ۴۵۹ ج ۲۔ ظفیر۔ [5] سورۃ النساء ع ۳ ظفیر۔

[6] پونے تین روپے کم سے کم مہر ۱۳۳۳ھ کی بات ہے اب ۱۳۹۰ھ میں اکیس روپے سے کم نہیں ہو سکتا ہے اس لئے کہ چاندی سات روپے تولہ ہے اور دس درہم کا وزن دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی ہے، ہر زمانہ میں اس کی جو قیمت ہوگی وہی کم سے کم مہر کی مقدار قرار پائے گی، اسی طرح پانچ سو درہم کی قیمت اس دور میں سوا سو کے بجائے تقریباً سوا نو سو روپے ہوگی، اس لئے کہ پانچ سو درہم کا وزن ایک سو اکتیس تولہ چاندی ہے اس کی جو قیمت ہوگی سکہ رائج الوقت میں وہی حساب میں آئے گا۔ واللہ اعلم۔ ظفیر۔



| مہر معاف کرنے کا حق لڑکی کے باپ کو ہوگا" یہ شرط کیسی ہے | **سوال (۱۳۹۹)** - زید کا نکاح ہندہ بالغہ سے ہوا، اور ہندہ کے والدین نے چند شرائط زید سے لکھوائی ایک

شرط یہ ہے کہ مہر کے معاف کرنے کا اختیار ہندہ کے والد کو ہوگا ہندہ کو نہیں، یہ شرط صحیح ہے یا نہیں۔ (۲) بموجب شرط اقرارنامہ ہندہ کا مہر اس کے والدین معاف کر سکتے ہیں یا نہیں۔

**الجواب** - یہ شرط لغو ہے، والدین ہندہ کو مہر معاف کرنے کا کوئی حق نہیں ہے ہندہ کا مہر زید کے ذمہ بدستور واجب ہے، وہی اس کی مستحق ہے، اور وہی معاف کر سکتی ہے، والدین یا کسی کا اس طرح کی شرطیں لگانا اور شوہر کا قبول کرنا شرعاً قطعاً بے معنی ہے[1]

| جب مہر یاد نہ ہو تو مہر مثل ملے گا یا کیا | **سوال (۱۴۰۰)** - ہندہ کا عقد بقاعدہ شرعی ہوا، مگر

قاضی کے رجسٹری میں درج نہیں ہے، اور نہ مقدار مہر یاد ہے، اس صورت میں مہر مثل دلایا جائے گا، اور نکاح ثابت ہوگا یا نہیں۔

**الجواب** - اس صورت میں نکاح منعقد ہوگیا، اور مہر مثل دلوایا جاوے[2] گا اور مہر مثل وہ ہے جو اس کی بہنوں اور پھوپھیوں وغیرہن کا مہر ہو[3]۔ وباقی الشروط یطلب من کتب الفقہ۔ فقط۔

| اپنے لڑکے کی بیوی کو دودھ پلا دیا اب وہ مہر کی مستحق ہے یا نہیں | **سوال (۱۴۰۱)** - ایک عورت نے

اپنے لڑکے کی زوجہ صغیرہ ڈیڑھ سالہ کو دودھ پلا دیا، اس صورت میں اگر نکاح باطل ہوا تو

---

[1] وصح حطہا لکلہ او بعضہ عنہ (درمختار) وقید بحطہا لان حطا بیہا غیر صحیح لو صغیرۃ ولو کبیرۃ توقف علی اجازتہا ولابد من رضاہا ففی ہبۃ الخلاصۃ خوفہا بضرب حتی وہبت مہرہا لم یصح لو قادرا علی الضرب اھ (رد المحتار باب المہر ص ۴۶۳ ج ۲) ظفیر۔ [2] وان اختلفا فی المہر ففی اصلہ الخ یجب مہر المثل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۴۹۱ ج ۲) وکذا یجب مہر المثل فیما اذا لم یسم مہرا او نفی ان وطئ (ایضا ص ۴۶۲ ج ۲) ظفیر۔ [3] والحرۃ مہر المثل الشرعی مہر مثلہا الشرعی ای مہر امرأۃ تماثلہا من قوم ابیہا لا امہا فی الحالۃ ویعتبر باخواتہا وعماتہا الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر مطلب فی بیان مہر المثل ص ۴۹۶ ج ۲) ظفیر۔

مہر کا لین دین ہوگا یا نہیں۔

**الجواب** ۔ اس صورت میں زوجین کے درمیان حرمت قائم ہوگئی اور نکاح فسخ ہوگیا، اور شوہر کے ذمہ نصف مہر واجب ہے اگر پورا مہر ادا کر چکا ہو تو نصف واپس لے سکتا ہے، فتاوی عالمگیریہ میں ہے ولو ان رجلاً تزوج صغیرۃً فجاءت ام الزوج من النسب او من الرضاع فارضعت الصغیرۃ حرمت علیہ ویجب لھا علیہ نصف المھر[1] الخ۔ فقط

لڑکی کا باپ مہر مانگتا ہے اور رخصتی نہیں کرتا اور سو روپیہ ادھر سے لیا کیا حکم ہے

**سوال** (۱۴۰۲) ۔ میرا خسر میری بیوی کو نہیں بھیجتا ایک مرتبہ ایک سو روپیہ طلب کئے تھے کہ سو روپیہ دیدو، پھر بھیج دوں گا، لیکن روپیہ لے کر بھی نہیں بھیجا، اور روپیہ مجھ کو واپس نہیں دیتا، اور مہروں کا دعوی کرتا ہے، کیا مہر دیئے جائیں گے، جب کہ وہ میری بیوی کو نہیں بھیجتا اور ان کے یہاں پردہ قطعی نہیں ہے، ایسی صورت میں ان کی امامت درست ہوگی یا نہیں۔

**الجواب** ۔ اگر مہر مؤجل ہیں تو عورت قبل طلاق اور قبل موت شوہر سے وصول نہیں کر سکتی، فتاوی عالمگیری میں ہے لا خلاف لاحد ان تاجیل المھر الی غایۃ معلومۃ نحو شھر او سنۃ صحیح وان کان لا الی غایۃ معلومۃ فقد اختلف المشائخ فیہ قال بعضھم یصح وھو الصحیح وھذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسھا وھو الطلاق او الموت[2] الخ اور جو مبلغ سو روپیہ آپ نے اپنے خسر کو دیئے تھے ان کو وصول کر سکتے ہیں۔ اور جس شخص کے گھر کی عورتیں بے پردہ ہوتی ہیں اور پھرتی ہیں، اگر وہ ان کو منع نہیں کرتا تو امامت اس کی مکروہ ہے۔ فقط

---

[1] عالمگیری مصری، کتاب الرضاع ص ۳۴۴ ج ۱۔ ظفیر۔ [2] عالمگیری مصری الباب السابع فی المھر فصل حادی عشر ص ۲۹۸ ج ۱۔ ظفیر۔



مہر دینے کے باوجود عورت کے نام جائداد لکھدی شوہر اسے واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

**سوال** (۱۴۰۳) ۔ زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی اور مہر ادا کر دیا اور اس عورت کے نام کچھ جائداد نان ونفقہ میں تحریر کر دی تو بعد طلاق وادائگی مہر کے وہ عورت مستحق نان ونفقہ کی شرعاً رہے گی یا نہیں اور وہ جائداد واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

**الجواب** ۔ طلاق کے بعد اگر زمین اور جائداد دی ہے تو وہ بطور ہبہ عورت کی مملوک ہوگی، اب زبردستی اور قانونی طور سے شوہر واپس نہیں لے سکتا۔ رضامندی سے واپس ہو جائے تو بکراہت لینا جائز ہے۔

جائداد بعد موت کسے ملے گی

**سوال** (۱۴۰۴) ۔ اگر عورت مذکورہ شوہر کی حیات میں فوت ہو جائے تو وہ جائداد اس کے شوہر کو ملنا چاہئے یا اولاد کو۔

**الجواب** ۔ طلاق اور عدت گذرنے کے بعد اگر زوجہ فوت ہوئی ہے تو شوہر کو اس کی میراث سے کچھ نہ ملے گا، اولاد اور دیگر ورثاء شرعی کو میراث پہنچے گی۔ فقط

کتبہ الفقیر اصغر حسین

شوہر نابالغی میں فوت ہو جائے تو عورت مہر اور نفقہ کی حق دار ہے یا نہیں؟

**سوال** (۱۴۰۵) ۔ نابالغوں کی شادی ان کے اولیاء نے کر دی تھی، شوہر نابالغی کی حالت میں گذر گیا، آیا دلہن حقدار مہر و خرچ ہو سکتی ہے یا نہ؟

**الجواب** ۔ اس صورت میں زوجہ پورے مہر کی مستحق ہے، شوہر کے ترکہ سے پورا مہر وصول کر سکتی ہے اور خرچ خوراک زمانہ عدت کا واجب نہیں ہے۔ درمختار میں ہے لا تجب النفقۃ الخ لمعتدۃ موت مطلقاً[1] الخ درمختار باب النفقہ اور درمختار باب المہر میں ہے ویتأکد عند وطء او خلوۃ صحت من الزوج او موت احدھما[2]

جس معاملہ کے گواہ نہ ہوں اس کا حکم

**سوال** (۱۴۰۶) ۔ ایک عورت کا مہر پانچ ہزار مقرر

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۲۲ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] ایضاً باب المہر ص ۴۵۳ ج ۲۔ ظفیر۔

ہوا تھا جس میں سے اس نے اپنی خوشی سے بحالت صحت اپنے خاوند کو دو ہزار روپیہ معاف کردیئے جس کا کوئی گواہ شاہد نہیں شرعاً یہ معافی معتبر ہوگی یا کالعدم ہوجائے گی۔

**الجواب** - اگر زوجہ اس ابراء (معاف کرنے) سے منکر نہیں بلکہ مقر ہے تو شرعاً یہ معافی معتبر ہوگی، زوج کے ذمہ سے مہر کا یہ حصہ ساقط ہوگیا، ہدایہ میں ہے وان حطت عنہ من مہرھا صح الحط لان المھر حقھا والحط یلاقیہ حالۃ البقاء[1]۔ انتہی
لیکن اگر زوجہ اقرار نہیں کرتی تو پھر شرعی شہادت کے بغیر اس معافی کا اعتبار نہ ہوگا اور گواہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورت ہونے ضروری ہیں۔ (ظفیر)

زیورات کی شکل میں مہر ادا کرنا کیسا ہے؟

**سوال** (۱۴۰۷) - بقیہ تین ہزار اس طور سے ادا کئے کہ مختلف اوقات میں زائد از ایک ہزار کے زیورات ایک ایک دو دو کرکے بنوا دیئے اور دو ہزار نقد دیدیا، کیا بعد میں عورت دعوی مہر کرسکتی ہے یا مہر کے جزو کی وصیت کرسکتی ہے۔

**الجواب** - شوہر نے جس قدر روپیہ اور زیورات وغیرہ مہر کے نام سے دیئے وہ سب مہر میں محسوب ہوں گے، عورت اس حصہ کے متعلق مہر کا دعوی یا وصیت نہیں کرسکتی، شوہر کے قول کا اس بارہ میں اعتبار کیا جائے گا۔ اعطاھا مالاً وقال من المھر وقالت من النفقۃ فالقول للزوج الا ان تقیم ھی البینۃ کذا فی فتح القدیر[2]۔ ومن بعث الی امرأتہ شیئاً فقالت ھو ھدیۃ وقال ھو من المھر فالقول قولہ فی غیر المھیا للاکل کالعسل والسمن[3] الخ فتاوی عالمگیریہ۔

ایک ثلث مہر کے خیرات کی وصیت جائز ہے یا نہیں؟

**سوال** (۱۴۰۸) - عورت نے موت سے ۳۶ گھنٹے پہلے وصیت کی کہ اس کے مہر کا ایک ثلث بمد خیرات دیا جاوے وصیت جائز ہے یا نہیں؟

[1] ہدایہ باب المہر ج ۲ ص ۳۰۵۔ ظفیر۔ [2] عالمگیری مصری باب سابع فصل ثانی عشر ج ۱ ص ۳۲۳۔ ظفیر۔ [3] ایضاً



**الجواب** - شرعی حیثیت سے اس کے مہر کا جو حصہ شوہر کے ذمہ ثابت ہو اس کی ثلث میں وصیت جاری ہوگی، بقیہ روپیہ ورثاء پر تقسیم ہوگا، جس میں اس کا شوہر بھی شامل ہے لیکن اگر اس کی پہلی معافی اور شوہر کی ادائیگی ثابت ہوجائے تو یہ وصیت کالعدم ہے۔ فقط۔

جو مہر مقرر ہوجائے وہ شوہر کے ذمہ ضروری ہے

**سوال** (۱۴۰۹) - زوجین کے مورث اعلیٰ کا زرِ مہر سوا لاکھ سوا سو اشرفی تھا جو بعد انتقال مورث اعلیٰ اب تک اس خاندان میں زر مہر مذکورہ بلا لحاظ آمدنی واستطاعت زوج تبرکاً ورسماً مقرر کیا جاتا ہے کوئی نیت لینے دینے کی کسی فریق کی نہیں ہوتی اور نہ ادائیگی اس کی بوجہ غربت ممکن ہے، چنانچہ زید و ہندہ جو اس خاندان کے ممبر تھے اس وقت بوقت عقد صرف ۲۶ روپیہ ماہوار کے سوا کوئی جائداد بیش بہا نہیں رکھتے تھے، باتباع طریقہ آباء کے ورواج خاندانی سوا لاکھ روپیہ اور سوا سو اشرفی مہر باندھ لئے، کوئی نیت لینے دینے کی نہ تھی، اور نہ موقع محل سے اس کا استنباط ہوسکتا تھا۔ اب ہندہ کا فرزند بعلت جرم فوجداری ملزم ثابت قرار پایا اور اس کی تنخواہ بپاداش جرم مذکور گورنمنٹ سے مسدود ہوگئی اور جس کو پھر پدر بزرگوار نے اپنی زندگی میں علیحدہ بھی کردیا تھا اور مرتے دم تک صورت سے بیزار رہا، طالب مہر متروکہ ہے علاوہ ازیں زید کی دو اور زوجات ہیں، جن کا زر مہر میت کے ذمہ واجب الاداء ہے اور منجملہ ان کے ایک زوجہ سلمی متروکہ میت پر قابض بھی ہے (جو بوجہ ناممکن الوقوع ہونے کے قانوناً باطل ہے) اور جو ہندہ کے ساتھ کیا گیا ہے، کیا نکاح صحیح وقائم ہوسکتا ہے، اور بصورت صحت نکاح کیا بلحاظ احکام شرعیہ ایسا معاہدہ واجب التعمیل ہے اور اس کی ذمہ داری متروکہ پر عائد ہوسکتی ہے، کیا دوسری زوجہ (سلمی) قابض جائداد کو بھی اس کا زر مہر (دو ہزار) و حصہ شرعی، اس متروکہ سے کل مل سکتا ہے، کیا بعد ادائی زر مہر (سلمی) مقبوضہ جائداد سے بے دخل ہوسکتی ہے، کیا ایسے اوصاف والا فرزند متروکہ پا سکتا ہے۔

**الجواب** مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ جس قدر مہر عقد نکاح تراضی طرفین سے مقرر ہو جاوے خواہ وہ مقدار کتنی ہی زیادہ ہو مثلاً سوا لاکھ روپیہ اور سوا سو اشرفی یا اس سے بھی زیادہ ہو وہ ہر مقدار مہر کی شوہر کے ذمہ واجب اور لازم ہو جاتی ہے اور اس کا ادا کرنا بذمہ شوہر واجب اور ضروری ہوتا ہے[1] مثل دیگر دیون کے خواہ نیت لینے دینے کی ہو یا قانوناً یہ معاہدہ باطل ہو یا نہ ہو لیکن شرعاً یہ معاہدہ صحیح اور یہ دین واجب الادا ہے اور اس معاہدہ کے ساتھ اور اس مقدار مہر پر نکاح زید و ہندہ کا شرعاً بلا شبہ صحیح ہو گیا تھا اور رقم دین مہر کا ادا کرنا شوہر کے ذمہ واجب تھا جب کہ اس نے اپنی زندگی میں ادا نہیں کیا تو اس کے مرنے پر اس کے ترکہ میں سے ہر دو زوجہ مسماۃ سلمیٰ و ہندہ کا ادا کرنا واجب ہے اور تجہیز و تکفین کے علاوہ دیگر حقوق سے مقدم ہے[2]، لہٰذا زید کے ترکہ میں سے بعد اخراجات تجہیز و تکفین کے اول دونوں زوجات سلمیٰ و ہندہ کا مہر ادا کیا جاوے اس کے بعد اگر کچھ باقی بچے تو اس کو ورثاء شرعی پر حسب حصص شرعیہ تقسیم کیا جاوے اور اگر ترکہ زید کا دونوں زوجات کے مہر کو کافی نہ ہو تو دونوں زوجات کا مہر حصہ رسد دیا جائے یعنی جس زوجہ کا مہر زیادہ ہو اس کو اس نسبت سے اور جس کا مہر کم ہے اس کو اس نسبت سے مہر کی مقدار دینی چاہئے۔

---

[1] قال اللہ تعالیٰ وَاِنْ اٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا (سورۃ النساء) قنطار مال کثیر کو کہتے ہیں جس کی کوئی حد نہ ہو۔ ظفیر۔ [2] ثم تقدم دیونہ التی لہا مطالب من جہۃ العباد و یقدم دین الصحۃ علی دین المرض (در مختار) دین الصحۃ ہو ما کان ثابتا بالبینۃ مطلقا او بالاقرار فی حالۃ الصحۃ (رد المحتار کتاب الفرائض ص ۶۶۲ ج ۵) فارغ عن دین لہ مطالب من جہۃ العباد ولو صداق زوجتہ المؤجل للصداق (ایضاً کتاب الزکوٰۃ ج ۲) ظفیر۔



# فصل دوم

## مسائل جہیز و متفرق مسائل

جہیز لڑکی کا ہوتا ہے یا لڑکے کا

**سوال** (۱۴۱۰)۔ محمد خلیل نے اپنی زوجہ رحمت کو طلاق بائن دے دی، بوقت عقد زوجہ کے والد نے اپنی لڑکی رحمت کو جہیز میں برتن وغیرہ دیئے تھے وہ کس کی ملک ہیں۔

**الجواب**۔ وہ اشیاء و سامان جہیز کا رحمت کی ملک ہے۔ محمد خلیل کا اس میں کچھ حق نہیں ہے[1] پس معلوم ہوا کہ جہیز لڑکی کا حق ہوتا ہے لڑکے کا نہیں۔ ظفیر)۔

جہیز لڑکی کا ہوتا ہے یا لڑکے کے باپ کا

**سوال** (۱۴۱۱)۔ زید نے اپنے پسر کی شادی بکر کی دختر سے کی اور جو برتن بکر نے جہیز میں دیئے، اس کو زید نے اپنے سابق برتنوں میں رکھ لئے، بعد چند روز کے زید نے اپنی دختر کی شادی کی اور بکر کے سامنے اس کی دختر کے جہیز کے برتنوں میں سے اپنی لڑکی کو دیئے بکر نے منع نہیں کیا، آیا بکر یا دختر بکر زید سے ان برتنوں کو واپس لے سکتی ہے یا نہیں، اسی بنا پر بکر دختر کو اس کے شوہر کے یہاں نہیں بھیجتا، کیونکہ نکاح کو فسخ کرانا چاہتا ہے۔

---

[1] جہز ابنتہ بجہاز و سلمہا ذلک لیس لہ الاسترداد منہا ولا لورثتہ بعدہ ان سلمہا ذلک فی صحتہ بل تختص بہ وبہ یفتی وکذا لو اشتراہ لہا فی صغرہا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۵۰۴ ج ۲) ظفیر۔

**الجواب** - جو ظروف وغیرہ بکر نے اپنی دختر کے جہیز میں دیئے تھے وہ دختر کی ملک ہوگئے ہیں بکر کو ان میں کچھ حق واپس لینے کا نہیں ہے، البتہ دختر بکر زید سے ان ظروف کو لے سکتی ہے[1] اور بکر کو روکنا اپنی دختر کو اس کی شوہر کے گھر بھیجنے سے درست نہیں ہے اور بدون طلاق دیئے شوہر کے نکاح سابق فسخ نہیں ہو سکتا ہے۔ فقط

شوہر فوت ہوگیا تو لڑکی کے باپ نے جو زیور دیا تھا وہ خسر کا ہوگا یا لڑکی کا اور مہر کا کیا حکم ہے

**سوال** (۱۴۱۲) - ایک شخص نے اپنی لڑکی کا عقد عبد الستار کے لڑکے سے بعوض مہر مبلغ پانسو روپیہ کردیا، ایک ماہ کے بعد لڑکا بلا ادائے مہر انتقال کرگیا، اب لڑکی کا دوسرا نکاح قرار پایا ہے، بیوہ کے باپ نے شادی میں جو زیور اپنی لڑکی کو دیا تھا اس کو عبد الستار بیوہ کا سسر طلب کرتا ہے اور بیوہ اپنا مہر طلب کرتی ہے کیونکہ زیور اگر عبد الستار کا ہے تو بیوہ کا مہر مقررہ اس کو ادا کرنا چاہئے یا نہیں؟

**الجواب** - بیوہ کا جو زیور و سامان اس کی باپ کی طرف سے دیا ہوا ہے وہ بیوہ کی ملک ہے اس میں عبد الستار سسر کا کچھ حق نہیں ہے اور دعویٰ اس کا باطل ہے[2]، اور مہر بیوہ کا بذمہ اس کے شوہر کے ہے، اگر شوہر کا کچھ ترکہ ہو تو اس میں سے لے سکتی ہے، شوہر کے باپ عبد الستار سے نہیں لے سکتی، البتہ اگر عبد الستار ذمہ دار ہوگیا ہو تو اس سے لے سکتی ہے۔ فقط۔

زیور شوہر کے مرنے کے بعد اس کا باپ لے سکتا ہے یا نہیں

**سوال** (۱۴۱۳) - زید کے لڑکے بکر کی

[1] فلا خلاف فی کون الجهاز للبنت لما فی الولوالجیة جهز ابنته ثم مات فطلب بقیة الورثة القسمة فان کان الاب اشتری لها فی صغرها او فی کبرها وسلم لها فی صحته فهو لها خاصة اھ رد المحتار باب المهر ص ۵۰۲ ج ۲ ظفیر۔
[2] ولو دفعت فی تجهیزها لابنتها اشیاء من امتعة الاب بحضرته وعلمه وکان ساکتا وزفت الی الزوج فلیس للاب ان یسترد ذلک من ابنته لجریان العرف به وکذا ما انفقت الام فی جهازها ما هو معتاد والاب ساکت (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص ۵۰۵ ج ۲) ظفیر



شادی ہندہ سے ہوئی، اب زید کی موجودگی میں بکر فوت ہوا، ایک پسر اور بیوی اور باپ زید کو چھوڑا، بعد عدت ہندہ نے دوسرا نکاح کرلیا، زید نے ہندہ کو کچھ زیورات دیئے تھے جو واپس لینا چاہتا ہے اور ہندہ کی جانب سے دین مہر کا دعویٰ کیا ہے، مہر کی ادائیگی زید کے ذمہ ہے بکر اپنے باپ کے ساتھ رہتا تھا، زید کے پاس معمولی سامان خانگی کے علاوہ اور کوئی جائداد نہیں ہے، زید بکر کے لڑکے سے لے سکتا ہے یا نہیں۔ اور ہندہ کو جو زیورات دیئے تھے وہ بھی لینے کا مستحق ہے یا نہیں، مہر کی معافی معلوم نہیں، اس میں ہندہ کا قول معتبر ہوگا یا کیا۔

**الجواب** - موافق عرف کے جو زیور زید نے اپنے پسر بکر کی زوجہ کو دیا وہ اپنے پسر کو دیا تھا، لہٰذا بعد مرنے بکر کے وہ زیور ہندہ سے واپس نہیں لے سکتا، ہندہ اپنے مہر میں وہ زیور رکھ سکتی ہے[1] اور جب کہ مہر کی معافی کے گواہ نہیں ہیں تو قول ہندہ کا معتبر ہے اور ہندہ نے اگر اپنا دوسرا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو غیر ہے لڑکے کا محرم نہیں تو حق پرورش ہندہ کا ساقط ہوگیا، نانی، دادی، خالہ وغیرہ میں جو کوئی موجود ہو حق پرورش اس کو ہے اور ولایت نکاح دادا یعنی زید کو ہے۔ فقط۔

زیور جو ملتا ہے عورت اس کی مالک ہوتی ہے یا نہیں

**سوال** (۱۴۱۳) - جو زیور وغیرہ شوہر کی جانب سے عورت کو دیا جاتا ہے، عورت اس کی مالک ہوتی ہے یا نوشہ۔

**الجواب** - ہمارے شہروں میں یہی عرف ہے اور رواج ہے کہ زیورات وغیرہ کا عورت کو مالک بنا دیا جاتا ہے اور عورت اس کی مالک سمجھی جاتی ہے۔ پس اس صورت میں عورت اس کی مالک ہے، شوہر کا اس پر کوئی حق نہیں۔

[1] ولو بعث الی امرأته شیئا ولم یذکر جهة عند الدفع غیر جهة المهر فقالت هو ای المبعوث هدیة وقال هو من المهر فالقول قوله بیمینه والبینة لها فان حلف والمبعوث قائم فلها ان ترده وترجع بباقی المهر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص ۵۰۴ ج ۲) ظفیر۔

لڑکی کے جہیز اور لڑکے کے لباس کی ملکیت کس کو حاصل ہے

**سوال** (۱۴۱۴) ۔ بوقتِ نکاح جہیز میں جو اشیاء لڑکی کو دیتے ہیں اور داماد کے واسطے جو لباس مکلف بناتے ہیں، اس کی مالک لڑکی ہے یا نوشہ۔

**الجواب** ۔ باپ کی طرف سے جو اشیاء لڑکی کو جہیز میں ملی ہیں، ان کی وہ مالک ہے اور لڑکے کو جو کپڑا اور نقد دیا گیا ہے وہ لڑکے کی ملکیت ہے لڑکی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ فقط

جو زیور دیا ہے طلاق کے بعد وہ شوہر واپس لے سکتا ہے یا نہیں اور عورت مہر پائے گی یا نہیں؟

**سوال** (۱۴۱۵) ۔ زید کا بکر کی بالغ لڑکی کے ساتھ نکاح ہوا، اور زید نے مبلغ للعہ روپیہ کا زیور نقئی وطلائی بکر کی لڑکی کے استعمال کے لیے دیا اور بکر نے اپنی لڑکی کا مہر مبلغ صما روپیہ کا قرار دیا جس کو زید نے قبول کیا، بکر نے حسب وعدہ اپنی لڑکی کو رخصت نہیں کیا اور نہ کرنے کا ارادہ معلوم ہوتا ہے بسبب رنجیدگی کا طرفین کو ہوا، اس رنج کو دفع کرنے کے لئے بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ زید منکوحہ کو طلاق دے، چونکہ دولہا اور دلہن کو کوئی موقع تنہائی کا نہیں ملا، تو مہر کتنا دیا جائے گا اور زیور زید کا بیوی سے واپس لینا ضروری ہے یا نہیں؟

**الجواب** ۔ اگر شوہر اپنی زوجہ کو قبل وطی اور قبل خلوۃ صحیحہ طلاق دیدے تو نصف مہر ادا کرنا واجب ہے۔ در مختار میں ہے۔ ویجب نصفہ بطلاق قبل وطئ او خلوۃ[1] الخ لہٰذا اس صورت میں مبلغ اڑھائی سو روپیہ دین مہر کے ادا کرنا بذمہ زید واجب ہیں اور جو زیور زید نے زوجہ کی ملک کر دیا ہے تو وہ بعد طلاق واپس نہیں لے سکتا، اور اگر مستعار دیا تھا تو واپس لے سکتا ہے اور اگر زیادتی شوہر کی ہو تو اس کو زوجہ سے طلاق کے بدلے میں کچھ معاوضہ لینا مکروہ ہے۔

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۴۵۶ ج ۲۔ ظفیر۔



بیوی کو شوہر اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

**سوال** (۱۴۱۶) ۔ ایک عورت نے اپنی دختر کی شادی ایک شخص سے کردی اور بوقت عقد یہ شرط کی ایک سال تک یا جب تک شوہر کی ملازمت یا معاش کا انتظام ہو، میں اپنی دختر کو اپنے مکان پر رکھونگی چنانچہ ایک سال تک زوج نے نہایت تنگ دلی سے زوجہ کی مفارقت گوارہ کی ایک سال کے بعد جب معاش کا بھی انتظام ہو گیا، شوہر نے اپنی زوجہ اپنے پاس وطن سے باہر بلانا چاہا مگر اس کی والدہ بھیجنا نہیں چاہتی، تو شوہر کو لے جانے کا حق حاصل ہے یا نہیں، اور ایک سال تک نہ لے جانے کا وعدہ پورا کرنا شوہر کے ذمہ واجب تھا یا نہیں اور شوہر کا زوجہ کو سفر میں لے جانا ظلم ہے یا نہیں؟

**الجواب** ۔ وطن سے باہر سفر میں اپنی زوجہ لے جانے کے بارے میں فقہاء نے یہ تفصیل فرمائی ہے کہ اگر شوہر مہر ادا کر چکا ہے خواہ معجل ہو یا مؤجل تو وطن سے باہر سفر میں لے جا سکتا ہے بشرطیکہ زوجہ راضی ہو اور شوہر کی طرف سے اطمینان ہو کہ کوئی تکلیف نہ پہنچاوے گا اور اگر مہر ادا نہیں کیا اور زوجہ سفر میں جانے پر راضی نہیں ہے تو شوہر کو جبراً لے جانے کا اختیار نہیں ہے۔ والذی علیہ العمل فی دیارنا انہ لا یسافر بہا جبراً علیہا وجزم بہ البزازی وغیرہ وفی المختار وعلیہ الفتوی[1] الخ اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ معمول بہ یہ ہے کہ جبراً شوہر اپنی زوجہ کو سفر میں نہیں لے جا سکتا، اور شامی میں ہے کہ فقیہ ابو القاسم صفار اور فقیہ ابو اللیث سے مروی ہے کہ بدون زوجہ کی رضا مندی کے شوہر اس کو مطلقاً سفر میں نہیں لے جا سکتا، پس اگر زوجہ راضی ہو تو پھر اس کو سفر میں یا ملازمت پر لے جانا ظلم نہیں[2] ہے اور شوہر نے جو وعدہ ایک برس تک رخصت نہ کرانے کا کیا تھا، اور

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر مطلب فی السفر بالزوجہ ص ۴۹۵ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] ثم ذکر عن الفقیہین ابی القاسم الصفار وابی اللیث انہ لیس لہ السفر مطلقاً بلا رضاہا لفساد الزمان (رد المحتار باب المہر ص ۴۹۶ ج ۲) ظفیر

اس کو پورا کیا یہ شوہر کے ذمہ واجب نہ تھا اس وعدہ کا ایفاء مستحسن تھا کما ورد فی الحدیث احق الشروط ان توفوا بہ ما استحللتم بہ الفروج متفق علیہ[1]۔ یعنی جو شرطیں نکاح کے وقت کی گئی ہوں از قسم مہر و نفقہ و رخصت وغیرہ اس کو پورا کرنا احق و انسب ہے۔ فقط۔

**حضرت علیؓ سے آنحضرت نے جہیز کا سامان لیا تھا یا نہیں؟**

**سوال (۱۴۱۷)** - تواریخ حبیب الٰہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کے نکاح میں حضرت علیؓ سے زرہ فروخت کرا کے جہیز میں صرف کیا۔ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ نوشہ سے لے کر جہیز وغیرہ میں صرف کر سکتے ہیں۔

**الجواب** - احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے روپیہ لیکر سامان جہیز اس لئے کیا ہو کہ آپ کے پاس کچھ موجود نہ ہو۔ بہر حال اس کے جواز میں کچھ کلام نہیں، والدین دختر اگر شوہر سے ہی سامان جہیز کرا دیویں یا اس سے لے کر سامان نکاح مرتب کریں کچھ مضائقہ نہیں۔ فقہاء جس کو منع فرماتے ہیں، وہ یہ ہے کہ شوہر وغیرہ سے روپیہ لے کر خود رکھیں[2]۔

[1] مشکوٰۃ باب اعلان النکاح ص ۲۷۱ ظفیر [2] حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی سلسلہ کی تمام روایتوں کے سامنے رکھنے کے بعد نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنی زرہ مہر میں دیدی تھی، گھر میں کوئی سامان نہیں تھا، خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی طرف سے وہ سامان نہیں کر سکتے تھے، اس لئے آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ مہر والی زرہ فروخت کر دو، اور اس سے جو رقم آئے اس سے ضروری سامان لے لو، خود حضرت علیؓ کا بیان فبعتہا من عثمان بن عفان باربعمائۃ و ثمانین درھما ثم ان عثمان رد الدرع الی علیؓ فجاء بالدرع والدراھم الی المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم فدعا لعثمان رضی اللہ عنہ بدعوات کما فی روایۃ (زرقانی شرح مواہب لدنیہ ص ۳ ج ۲) آگے علامہ زرقانیؒ نے یہ بھی لکھا ہے یشبہ ان العقد وقع علی الدرع وان صلی اللہ علیہ وسلم اعطاھا علیا لیبیعھا واتاہ بثمنہا (ایضاً ص ۱ ج ۲) ظفیر۔



**والدین والے جہیز وغیرہ اور سسرال والے زیور وغیرہ کا مالک کون ہے؟**

**سوال (۱۴۱۸)** - ایک عورت سنت و الجماعت جس کا نکاح بموجب شرع محمدی ہوا ہو، اور اس کو جہیز اس کے والدین اور بری میں اس کی ساس سسر نے کچھ زیور پارچہ و برتن وغیرہ حسب رواج دیا ہو تو از روئے شرع کیا مذکورہ بالا اشیاء کا دینا مستعار سمجھا جاتا ہے اس کی مالک کامل عورت ہو جاتی ہے؟ اگر نہیں تو شوہر یا عورت کے والدین میں سے کون اس کا مالک کامل ہے؟۔

**الجواب** - جو کچھ عورت کے والدین نے جہیز میں دیا ہے وہ ملک عورت کی ہے والدین عورت کے یا سسرال والے اس کے مالک نہیں ہیں، اور جو کچھ ساس وخسر نے زیور وغیرہ چڑھایا وہ مستعار سمجھا جاتا ہے وہ عورت کی ملک نہیں ہے، واللہ تعالیٰ اعلم (یہ زیور والا مسئلہ دراصل رواج کے اوپر موقوف ہے یا ساس سسر کے قول پر، بعض جگہ عورت کو مالک بنا دیتے ہیں جو زیور کپڑا یا کوئی اور چیز سسرال کی طرف سے لڑکی کو ملتا ہے اس کے متعلق یہ طے ہوتا ہے کہ لڑکی کو بطور ہبہ ہے اور بعض جگہ لڑکی کی ملک نہیں بناتے، لہٰذا فیصلہ رواج پر ہوگا یا سسرال والوں کے بیان[1] پر۔ ظفیر)

**زیور اور کپڑا جو لڑکی کو دیتے ہیں وہ کس کی ملک ہے؟**

**سوال (۱۴۱۹)** - جو چیز از قسم زیور و پارچہ وغیرہ دلہن کو قبل از نکاح و بعد نکاح دیئے جاویں وہ حق زوجہ ہے یا حق شوہر؟

**الجواب** - جو اشیاء ماں باپ کی طرف سے دی جاویں وہ ملک زوجہ ہے اور جو اشیاء شوہر یا اس کے والدین کی طرف سے دی جاویں، اس میں نیت کا اعتبار ہے۔ جیسی نیت ہو اور جس کے لئے نیت ہو اس کی ملک[2] ہے۔

[1] جہز ابنتہ بجہاز وسلمہا ذالک لیس لہ الاسترداد منہا ولا لورثتہ بعدہ ان سلمہا ذالک فی صحتہ بل تختص بہ وبہ یفتی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۲ ج ۲) لو بعث الی امرأتہ شیئاً ولم یذکر جہۃ عند الدفع غیر جہۃ المہر ... فالقول لہ بیمینہ (ایضاً ص ۹۹ ج ۲) ظفیر [2] اس کیلئے دیکھئے اس سے پہلے والا حوالہ ۱۲ ظفیر

لڑکی کے ولی کا روپیہ لے کر نکاح کرنا اور اسے مصرف میں لانا کیسا ہے؟

**سوال** (۱۴۲۰):- کیا فرماتے علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی شخص نے اپنی لڑکی کے نکاح میں داماد کے ولی سے اس شرط پر بات چیت کی کہ اگر تم مجھے بیس تیس روپیہ دو تو میں اپنی بیٹی کا نکاح تمہارے بیٹے سے کردوں گا ورنہ نہیں، یہ روپیہ لے کر اپنے مصرف میں لانا جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب**۔ جواب یہ ہے کہ اپنی دختر کے نکاح میں باپ کا داماد کے ولی سے روپیہ لینا اور بدون لیئے روپیہ کے نکاح نہ کرنا جیسا کہ مندرجہ سوال ہے اور اس روپیہ کو اپنے مصرف میں لانا درست نہیں ہے بلکہ حرام ہے، اس لئے کہ ولی کا یہ لینا رشوت ہے اور رشوت کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ اور جو رشوت لیتا ہے وہ مرتشی (رشوت لینے والا) کے قبضہ کرنے سے اس کی ملکیت میں نہیں آجاتا بلکہ راشی (رشوت دینے والا) ہی اس کا مالک رہتا ہے پس مرتشی پر لازم ہے کہ اس روپیہ کو واپس کردے اور راشی اس کو واپس لے۔ کما فی الدر المختار اخذ اھل المرأۃ شیئاً عند التسلیم فللزوج ان یسترد لانہ رشوۃ[1] وذکر فی الشامی قولہ عند التسلیم ای بان ابی ان یسلمھا اخوھا او نحوہ حتی یاخذ شیئاً وکذا لو ابی ان یزوجھا فللزوج الاسترداد قائما اوھالکا لانہ رشوۃ بزازیہ۔ شامی جلد ۲۔ نیز شامی میں ہے الرشوۃ یجب ردھا ولا تملک۔ شامی جلد ۴ ص[2] اور فتاوی خیریہ میں ہے سئل فی امرأۃ ابی اقاربھا ان یزوجوھا الا ان یدفع لھم الزوج کذا الخ علاھم بہ ھل یلزم ام لا؟ اجاب لا یلزم ولو دفع فلہ ان یاخذہ قائما او ھالکا لانہ رشوۃ کما فی البزازیۃ[3]۔ اور طحطاوی میں ہے حرام ہے وہ مال کہ عقد نکاح کے درمیان ہوکر کچھ مال لیویں اور جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر

[1] رد المحتار باب المہر ص ۲/۵۰۴۔ ظفیر۔ [2] رد المحتار کتاب القضاء مطلب فی الکلام علی الرشوت والہدیہ ص ۴/۴۲۴ ظفیر۔ [3] فتاوی خیریہ ص ۲/۲۸۔ ظفیر۔



رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے، قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی[1]۔

نصف مہر لے کر لوگوں کو کھلانا کیسا ہے

**سوال** (۱/۱۴۲۱) - لیکن اس صورت میں لوگ اس کے مکان پر کھاتے نہیں تو لوگوں کے کھلانے کے لئے یہ حیلہ کرتا ہے کہ پہلے عقد کردیتا ہے اور لڑکی کا ولی لڑکی سے قبل از عقد یہ کہدیتا ہے کہ تو بعد عقد کے نصف مہر کی مالک ہوجاوے گی عقد کے بعد تو یہ کہنا کہ تم میرے مہر میں سے نصف دیدو، مگر وہ لڑکی اس فقرہ کو نہیں کہتی ہے بلکہ لڑکی کا ولی ہی کہتا اور لیتا ہے، اب اس حیلہ سے لوگوں کو کھانا کھلانا جائز ہے یا نہیں؟

۱۴۲۱/۲ - لڑکی کے نام سے اس کا ولی عقد کے بعد نصف مہر لے سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا عند الحساب۔ فقط

**الجواب**۔ جواب یہ ہے کہ بحیلہ مذکور اول جو مندرجہ سوال کا ہے کہ نصف مہر وصول کرنا اور اپنے صرف میں لانا اور برات والوں کو اس میں سے کھانا کھلانا درست نہیں بلکہ حرام ہے اس لئے کہ ولی مذکور اپنی دختر سے قبل از عقد اجازت وصول نصف مہر کی چاہتا ہے کہ ولی دختر کے نام سے وہ مہر وصول کرلے اور اپنے صرف میں لاوے جیسا کہ فحوائے عبارت مندرجہ سوال سے ہویدا ہے اور باقی مہر کی دختر مالک ہو، اور حال یہ ہے کہ در حقیقت یہ طلب اجازت مہر علی سبیل الہبہ اپنے واسطے ہے کہ عقد میں اعتبار معانی اور مقاصد کا ہے نہ صورت اور الفاظ کا کما فی الہدایہ العبرۃ للمعانی لا للصور[2] اور سکوت ترپن[53] مسائل میں بمنزلہ نطق قرار دیا گیا ہے اس میں سے سکوت دختر بھی ہے، کذا فی الفصول العمادی اور دختر در بارہ اجازت دینے کے ساکت رہی لفظ لا یا نعم نہ کہا جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے پس ایسے موقعہ پر شرعاً سکوت دختر مذکورہ بالا کا بمنزلہ نطق نہ ہوگا۔ اس لئے کہ فقہاء کرام نے جو سکوت بمنزلہ نطق قرار دیا وہ ترپن مسائل میں ہے، اور نہیں ہے یہ عقد ان مسائل میں سے بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے صراحت سے نہ دلالت سے، اور شمار کیا ہے ان مسائل کو علامہ شامی

[1] ترمذی باب ماجاء فی الراشی والمرتشی ص ۱/۱۷۰۔ ظفیر۔

اور صاحب اشباہ وغیرہ نے۔ من شاء فلیطالع فیہا۔

اور بالفرض سکوت دختر مذکورہ کا در بارہ ہبہ بمنزلہ نطق قرار دیا جاوے تو بھی ولی مسطور کا مہر موہوبہ کو قبل از عقد یا بعد از عقد وصول کرنا اور اپنے تصرف میں لانا درست نہیں ہے، اس لئے کہ اگر وہ لڑکی بالغہ ہے تو اس وجہ سے یہ مہر کا لینا صحیح نہیں ہے کہ قبل عقد موہوب مملوک واہب نہیں ہوتا، اس واسطے کہ وجوب مہر کا نفس عقد نکاح سے ہوتا ہے کہ وہ بدل بضع کا ہے (کما صرح بہ فی الہدایہ صفحہ ۳۲۸) نہ قبل از عقد۔ اور ملک واہب کی موہوب پر بوقت ہبہ کے مشروط ہے تاکہ تملیک غیر مملوک لازم نہ آوے اور یہ باطل ہے در مختار میں لکھا ہے۔ شرایط صحتہا فی الواہب العقل والبلوغ والملک (در مختار علی ہامش الشامی صفحہ ۵۰۸) اور کفایہ حاشیہ ہدایہ کے باب الوکالت میں لکھا ہے تملیک مالا یملک باطل ہے اور عنایہ حاشیہ ہدایہ میں ہے التملیک من غیر المالک لایتصور علاوہ ازیں جب کہ دختر مذکورہ نے قبل عقد مہر اپنا جس کی بعد العقد ملک ہوے گی ہبہ کیا تو اس میں اضافت تملیک کی طرف اس شئے کے ہوئی کہ آئندہ اس کا وجود ہوگا اور ایسی اضافت صحیح نہیں کما فی الہدایہ واضافۃ التملیک الی ما سیوجد لا یصح۔ اور اگر وہ دختر نابالغہ ہے تو ہبہ نابالغہ کا صحیح نہیں کما فی عبارۃ الدر المختار، بہر حال حیلہ مندرجہ سوال ناجائز ہے اور جو مال بطور ناجائز کے کمسوب ہوگا۔ اس کا کھانا کھلانا ناجائز ہے۔ فتاوی ہندیہ میں نگارش ہے أہل الصناعات کاسب الحرام اہدی الیہ او اضافہ وغالب مالہ حرام لا یقبل ولا یاکل مالم یخبرہ ان ذالک المال اصلہ حلال ورثہ او استقرضہ (عالمگیری صفحہ ۳۴۳ کتاب الکراہیۃ الباب الثانی فی الہدایا والضیافات)۔

(۲) جواب سوال دوم کا یہ ہے، مہر کی دو صورتیں ہیں ایک مہر مؤجل ساقط ہو جانا ہے اور دوسرا مہر معجل ساقط عینی کے پہلی صورت میں تو حق مطالبہ اور قبض مہر کا قبل وقوع فرقت بموت یا طلاق کے ساقط ہے نہ اس کے ولی مجاز کو، چنانچہ فتاوی ابراہیم



شامی میں مرقوم ہے المہر لا یخلو ان یکون بشرط التعجیل او سکوت عنہ فانہ یجب فی الحال معجلا وان کان مؤجلا فلیس لہا حق المطالبۃ اور فتاوی عالمگیری میں ہے لاخلاف لاحد ان تاجیل المہر الی غایۃ معلومۃ نحو شہر او سنۃ صحیح وان کان لا الی غایۃ معلومۃ فقد اختلف المشائخ فیہ قال بعضہم یصح وہو الصحیح وہذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسہا وہو الطلاق او الموت الا یری ان تاجیل البعض صحیح وان لم ینصا علی غایۃ معلومۃ الخ عالمگیری جلد اول صفحہ ۳۱۸ فقط

**عورت کو دیئے ہوئے زیور**

**سوال (۱۴۲۲)** - بوقت نکاح عورت کو جو زر و زیور و ملبوس وغیرہ دیا جاتا ہے، عند الطلاق شوہر کو واپس لینا جائز ہے یا نہیں؟ درصورتیکہ اس کو مالک و مختار بنا دیا ہو، از روئے شرع کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا!

**الجواب** - در مختار میں ہے ولو بعث الی امرأتہ شیئاً ولم یذکر جہۃ عند الدفع الخ فقالت ہو ہدیۃ وقال ہو من المہر فالقول لہ بیمینہ والبینۃ لہا فان حلف والمبعوث قائم فلہا ان تردہ وترجع بباقی المہر الخ او کلہ ان لم یکن دفع لہا شیئاً منہ الخ شامی وفیہ لو ادعت انہ ای المبعوث من المہر وقال ہو ودیعۃ فان کان من جنس المہر فالقول لہا وان کان من خلافہ فالقول لہ لشہادۃ الظاہر الخ۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر زوجین میں نزاع ہو، زوجہ یہ کہے کہ جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے ہدیہ ہے اور شوہر کہتا ہے کہ وہ مہر میں ہے تو قول شوہر کا معتبر ہے اور گواہ زوجہ کے معتبر ہیں اور بعد قسم شوہر جو موجود ہے شوہر کو دلایا جاوے گا اور عورت اپنے مہر کا مطالبہ کرے یعنی اگر وصول نہ کیا ہو تو بجاصلہ اور دوسری روایت کا حاصل یہ ہے کہ اگر عورت یہ کہے کہ یہ جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے وہ مہر میں ہے اور شوہر یہ کہے کہ وہ امانت ہے تو اگر وہ اشیاء مہر کی جنس سے ہیں، یعنی جیسے نقد روپیہ اور زیور تو قول زوجہ کا معتبر ہے اور اگر اس کے خلاف ہے تو قول شوہر

کا معتبر ہے اھ۔

پس اگر صورت مسئولہ میں شوہر یہ کہتا ہے کہ یہ زیور وغیرہ عاریۃً تھا اور عورت کہے کہ مہر میں تھا تو عورت کا قول معتبر ہے، شوہر اس کو واپس نہیں لے سکتا اور اگر عورت دعویٰ ہبہ اور ہدیہ کا کرے اور شوہر کہے کہ مہر میں ہے تو قول شوہر کا معتبر ہے اور اگر مہر دے چکا تھا اور شوہر عاریۃً دینے کا دعویٰ کرے تب بھی قول شوہر کا معتبر ہے کیونکہ عادۃً زیور وغیرہ شوہر کی طرف سے ہبہ نہیں سمجھا جاتا، اب عرف یہ ہے کہ جو اشیاء جہیز میں عورت کے والدین کی طرف سے ہیں وہ ملک عورت میں ہیں اور جو زیور وغیرہ شوہر کی طرف سے ہے وہ عاریت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

# آٹھواں باب نکاح کافر

## (ارتداد وکفر سے متعلق احکام ومسائل نکاح)

ایمان کی بے حرمتی کرنے کا حکم کیا ہے

**سوال** (۱۴۲۳) - ایک شخص لکھا پڑھا وکیل باوجود واقفیت کے اس نے ایسے کلمات قبیحہ مجمع کثیر میں اپنے منہ سے نکالے کہ میرا ایمان میرے جوتے کے نیچے ہے تو شرعاً اس کے لئے کیا حکم ہے؟

**الجواب** - یہ کلمہ کفر کا ہے وہ شخص جس نے یہ کلمہ کہا کافر ہوگیا، اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوگئی جیسا کہ در مختار میں ہے وارتداد احدهما فسخ عاجل[1] پس اس شخص کو توبہ کرنا اور تجدید ایمان وتجدید نکاح کرنا لازم ہے۔ فقط

اس کلمہ سے مرتد ہوگیا تجدید اسلام وتجدید نکاح ضروری ہے

**سوال** (۱۴۲۴) - ایک شخص نے دوسرے کو کہا کہ فلاں کام شریعت کا ہے، اس نے جواب دیا کہ شریعت کو اپنے مقعد میں ڈال، وہ شخص مرتد ہوا یا نہیں؟ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کی عورت کسی دوسرے سے نکاح کرلیوے یا نہ؟

**الجواب** - اس کلمہ کے کہنے سے وہ شخص کافر ومرتد ہوگیا، تجدید اسلام وتوبہ واستغفار کرنا اس کو لازم ہے اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوگئی، بعد

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ / ۲ ج۔ ظفیر۔

تجدید اسلام کے تجدید نکاح کرے[۱] اور اگر وہ توبہ نہ کرے اور تجدید اسلام نہ کرے تو اس کی عورت عدت کے بعد دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے کذافی الدر المختار[۲]۔ فقط

عورت مرزائی ہو جائے تو نکاح فسخ ہو گا یا نہیں؟

**سوال (۱۴۲۵)** - ایک عورت منکوحہ حنفیہ مرزائی عقیدہ پر ہو گئی تو اس کا نکاح جو مرد حنفی سے ہوا تھا وہ فسخ ہو گیا یا نہیں؟ زوجہ اور اس کے ورثاء نے شوہر سے طلاق لینے کی بھی تدبیر کی تھی۔

**الجواب** - اس صورت میں جس وقت وہ عورت مرزائی عقیدہ پر ہو گئی اسی وقت نکاح اس کا فسخ ہو گیا دوبارہ طلاق لینے کی ضرورت نہ تھی، کما فی الدر المختار وارتداد احدهما فسخ عاجل[۳]، قادیانی کے کفر پر علماء کا اتفاق ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے اکفار الملحدین، ظفیر۔

شوہر جب تبدیل مذہب کرلے تو عورت نکاح سے خارج ہو گئی یا نہیں؟

**سوال (۱۴۲۶)** - میں نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک شخص سے کر دیا تھا۔ وہ شخص ایک عورت کو لے کر چلا گیا، جس کی کچھ خبر نہیں، بلکہ اس نے اپنا مذہب بھی تبدیل کر لیا، تو لڑکی یعنی اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوئی یا نہیں؟

**الجواب** - اگر یہ تحقیق ہو جاوے کہ اس شخص نے تبدیل مذہب کر لیا ہے یعنی اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب عیسائیوں یا آریوں کا قبول کر لیا ہے تو اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی، اس کو دوسرا نکاح کرنا درست ہے۔ در مختار[۴]۔ فقط۔

[۱] ما يكون كفرا اتفاقا يبطل العمل والنكاح وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح (رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۴۱۴) ظفير۔ [۲] وارتداد احدهما اي الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (در مختار) وفرق الامام بان الردة منافية للنكاح لمنافاتها العصمة والطلاق يستدعي قيام النكاح فتعذر جعلها طلاقا (رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹) ظفير۔ [۳] الدر المختار على هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹۔ ظفير۔ [۴] وارتداد احدهما اي الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء فللموطوءة ولو حكما كل مهرها لتاكده به ولو ارتد وعليه نفقة العدة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹) ظفير۔



کلمات کفر سے نکاح فسخ ہو گیا

**سوال (۱۴۲۷)** - زید اور عمر میں عداوت چلی آتی ہے، زید نے اس بات کا عہد کیا کہ اگر عمر اپنی لڑکی کی شادی زید کے لڑکے سے کر دیوے تو زید اس بات کا حلف اٹھائے گا کہ وہ کبھی عمر کی لڑکی سے عداوت نہ نکالے گا نہ تکلیف دے گا چنانچہ زید نے قرآن شریف اٹھا کر قسم کھائی، اور زید کے لڑکے سے عمر کی دختر کا عقد ہو گیا زید عقد کے بعد جھگڑا فساد کرنے لگا اور لڑکی کو غیر معمولی تکالیف پہنچانے لگے، عمر نے اپنی ٹوپی زید کے قدموں پر رکھدی اور معافی کا خواستگار ہوا، زید نے دو مرتبہ یہ کلمہ کہا کہ اگر خداوند کریم آسمان سے اتر آوے اور مجھ سے کہے تب بھی میں معاف نہ کروں گا عمر نے کہا کہ یہ کلمات کفر کے کیوں زبان سے نکالتے ہو، تب زید نے کہا کہ میں کافر ہو گیا اور یہ بھی کہا کہ اگر عمر کے گھر کی طرف قبلہ ہو جاوے تو میں سجدہ نہ کروں، اس صورت میں زید کے لئے کیا حکم ہے، زوجین میں علیحدگی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

**الجواب** - زید نے جو کلمات کفر کہے، اس سے اس کا کافر و مرتد ہونا ثابت ہوا، اس کو تجدید اسلام اور تجدید نکاح کی ضرورت ہے[۱] اور اس کا لڑکا چونکہ اپنی زوجہ کو نہ نان و نفقہ دیتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے، اس لئے بموجب حکم بعض ائمہ قاضی شرعی اس کی زوجہ کو اس سے علیحدہ کرنے کا حکم کر دے اور فسخ نکاح کر کے دوسرے نکاح کی اجازت دیوے یہ کام کسی ریاست اسلامیہ میں جا کر ہو سکتا ہے۔ وہاں کا قاضی تفریق کرا دیوے[۲]۔ فقط۔

مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہو گیا

**سوال (۱۴۲۸)** - مسماۃ ہندہ کا نکاح بموجب احکام شریعت

[۱] ما يكون كفرا اتفاقا يبطل العمل والنكاح الخ يؤمر بالاستغفار والتوبة اي تجديد الاسلام وتجديد النكاح (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۴۱۴) ظفير۔ [۲] بہار میں قاضی شریعت کے یہاں اور دوسرے صوبوں میں شرعی پنچائت کے ذریعہ چھٹکارا حاصل کر سکتی ہے تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ للتھانوی اور کتاب الفسخ والتفریق للرحمانی۔ ظفیر۔

مسمی زید کے ساتھ تھا، بوجہ بدسلوکی زید کے ہندہ بھاگ گئی اور ایک ہندو سکھ کے گھر رہنے لگی، اب سنا ہے کہ ایک ماہ سے ہندہ نے ارادۃً مذہب اسلام چھوڑ دیا ہے اور سکھوں کے اکالی پنتھ میں داخل ہو کر اکالن بن گئی ہے یعنی مرتد ہو گئی ہے، ایسی صورت میں ہندہ کا نکاح جو زید کے ساتھ تھا وہ قائم رہتا ہے یا نکاح فسخ ہو گیا؟

**الجواب** - درمختار میں ہے وارتداد احدھما فسخ عاجل الخ وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجراً لہا بمہر تیسیر کدینار وعلیہ الفتوی ..... ولوالجیۃ وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقۃ بردتہا زجراً وتیسیراً الخ[1] فللکل قاضی ان یجددہ بمہر تیسیر ولو بدینار رضیت ام لا، وتمنع من التزوج بغیرہ بعد اسلامہا ولا یخفی ان محلہ ما اذا طلب الزوج ذالک[2] الخ (اما لو سکت او ترکہ صریحاً فانہا لا تجبر وتزوج من غیرہ لانہ ترک حقہ بحر[3] - ظفیر)۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ احد الزوجین کے مرتد ہو جانے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور اگر عورت مرتد ہو جائے تو اس کو حاکم اسلام اسلام لانے پر اور تجدید نکاح پر ساتھ شوہر اول کے مجبور کرے گا، بشرطیکہ شوہر اس کا مطالبہ کرے اور دوسرے شوہر کے ساتھ بعد مسلمان ہونے کے نکاح کرنے سے حاکم عورت کو منع کرے گا اور مشائخ بلخ کا فتوی یہ ہے کہ زوجہ کے مرتد ہونے سے زوجین میں تفریق نہیں ہوتی بناءً علیہ ہندہ کو تجدید نکاح پر بعد اسلام لانے کے ساتھ شوہر اول کے تھوڑے سے مہر پر حاکم مجبور کرے جب کہ شوہر اول زید بھی اس کا طالب ہو۔

اگر دوبارہ مسلمان ہو جائے تو کیا حکم ہے

**سوال** (۱۴۲۹) - اگر اب ہندہ اپنے فعل بد سے توبہ کر کے پھر اسلام قبول کرے تو اس کا سابقہ نکاح بحال ہی

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۴۰ ج ۲ - ظفیر۔ [2] رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۴۰ ج ۲ - ظفیر۔ [3] ایضاً - ظفیر۔



زید بدستور قائم رہا یا ان کو از سر نو نکاح پڑھانا پڑے گا۔

**الجواب** - از سر نو تھوڑے سے مہر پر نکاح مساۃ ہندہ کا زید کے ساتھ بعد اسلام لانے کے کیا جاوے گا۔

اسلام کے بعد پہلے شوہر سے راضی نہ ہو تو دوسرے سے نکاح ہو گا یا نہیں؟

**سوال** (۱۴۳۰) - اگر ہندہ مذہب اکالی سے توبہ کر کے اسلام قبول کرے اور وہ زید سے از سر نو نکاح کرنے پر رضامند نہ ہو تو عمر برادر زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح جائز ہو سکتا ہے اور اس میں زید سے طلاق نامہ لینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

**الجواب** - اگر زید ہندہ کو چھوڑنا نہیں چاہتا تو ہندہ کا نکاح بعد اسلام لانے ہندہ کے جبراً زید کے ساتھ کیا جاوے گا - ہندہ راضی ہو یا نہ ہو، اور عمر کے ساتھ نکاح کرنے سے ہندہ کو منع کیا جاوے گا۔ البتہ اگر زید ہندہ کو رکھنا نہ چاہے تو اس صورت میں ہندہ عمر کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔

نومسلم سے نکاح کیا، عرصہ تک ساتھ رہنے کے بعد عورت کافر مرد کے پاس چلی گئی اب پھر مسلمان شوہر کے پاس آگئی کیا حکم ہے؟

**سوال** (۱۴۳۱) - ایک کافرہ عورت نے مسلمان ہو کر کسی مسلمان سے نکاح کر لیا، ایک عرصہ تک ساتھ رہنے کے بعد وہ مسلمان اس عورت کو اپنے نکاح ہی میں چھوڑے ہوئے کہیں چلا گیا، چند روز کے بعد یہ عورت ایک کافر کے ساتھ چلی گئی اور ان میں رہ کر ہر قسم کی مذہبی رسوم کفریہ ادا کرتی رہی، ایک عرصہ کے بعد شوہر اول مسلمان واپس آگیا تو یہ عورت بھی مسلمان ہو گئی، اب اس عورت کو اس زوج مسلمان کے ساتھ اسی اول نکاح سے رہنا جائز ہے یا تجدید نکاح کی ضرورت ہے؟ یا اس کو استبراء رحم کے لئے عدت گزارنا ہو تو کتنا زمانہ، مسلمان ہوتے ہی فسخ نکاح کا حکم دے کر عدت گزارے، یا تین حیض کے بعد نکاح فسخ سمجھ کر اب سے فسخ نکاح کی عدت گزارے؟

**الجواب** - اس صورت میں بھی احتمال ارتداد پر حکم ارتداد عورت مذکورہ کا نہ

کیا جاوے گا، لہذا نکاح اس کا شوہر اول سے قائم ہے اور وہ عورت دی جاوے گی، اور عدت وغیرہ کچھ لازم نہ ہوگی غایۃ یہ کہ احتیاطاً تجدید نکاح کرلی جاوے۔ کما ہو الاحتیاط کذا فی الشامی[1]۔

جس لڑکے سے لڑکی کی شادی کی وہ اہل قرآن ہوگیا تو نکاح قائم رہا یا فسخ ہوگیا

**سوال** (۱۴۳۲) - عمر نے اپنی لڑکی زینب کا نکاح اپنے بھتیجے زید کے ساتھ کردیا تھا۔ لیکن زید نے بعد بلوغ کے اول مذہب اہل حدیث اختیار کیا، بعدہ مولوی عبداللہ چکڑالوی جو کہ اہل قرآن مشہور ہے اس کا متبع ہوگیا اور احادیث شریف کا بالکل منکر ہوگیا ہے، اب زید عمر کو کہتا ہے کہ تم اپنی لڑکی زینب کی شادی میرے ساتھ کرادو، عمر کہتا ہے کہ تم اہل سنت والجماعت کے دائرہ سے خارج ہوگئے ہو، آیا اس صورت میں عمر کی دختر زینب کا نکاح زید کے ساتھ قائم رہا یا فسخ ہوگیا؟

**الجواب** - عمر کی دختر کا نکاح اس صورت میں زید سے فسخ ہوگیا ہے، زینب کو زید کے گھر نہ بھیجا جاوے[2]۔

ارتداد سے نکاح جاتا رہا یا نہیں؟

**سوال** (۱۴۳۳) - ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کے والد نے زید غیر کفو سے کردیا تھا، بعد بلوغ کے ہندہ شوہر کے یہاں جانے سے انکار کرتی رہی ہر چند اس کو سب نے سمجھایا کہ شرعاً تمہارا نکاح ہوگیا ہے، اب تم کو وہاں جانا ضروری ہے جس پر ہندہ نے بے ساختہ یہ جواب دیا کہ ہم قرآن وحدیث کو نہیں مانتے چاہے مسلمان رہیں یا نہ رہیں۔ اب ہندہ کا نکاح زید سے قائم ہے یا نہ؟

**الجواب** - یہ کلمہ کفر وارتداد کا ہے اور ارتداد سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے

[1] دیکھئے رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۳ ج ۳ ۱۲ ظفیر۔ [2] من لم یقر ببعض الانبیاء او لم یرض بسنۃ من سنن المرسلین فقد کفر (عالمگیری مصری باب احکام المرتدین ص ۲۶۳ ج ۲) وارتداد احدھما فسخ عاجل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۶ ج ۲) ظفیر



جیسا کہ در مختار میں ہے وارتداد احدھما فسخ عاجل[1] الخ پس نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ قائم نہیں رہا بلکہ فسخ ہوگیا۔ فقط۔

بیوی مرتد ہوگئی تو نکاح فسخ ہوگیا یا نہیں؟

**سوال** (۱۴۳۴) - زہرہ اپنے خاوند بکر سے ناراض ہوکر والدین کے گھر چلی گئی اور مذہب عیسائی اختیار کرلیا اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں؟ جس قاضی نے اس عورت کا نکاح دوسرے شخص سے کردیا، اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

**الجواب** - در مختار میں ہے وارتداد احدھما فسخ عاجل الی ان قال وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجراً لھا بمھر یسیر کدینار وعلیہ الفتوی ولوالجیۃ وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقۃ بردتھا زجراً وتیسیراً[2] پس زہرہ دوسرے شخص سے نکاح نہیں کرسکتی، بکر کے نکاح میں رہے گی اور اسی پر فتوی دیا جاتا ہے، لیکن قاضی کو چونکہ علم نہ تھا اور بعض روایات سے فسخ نکاح معلوم ہوتا ہے اس لئے قاضی معذور ہے اور شرعاً اس کی امامت وقضا بلا کراہت جائز ودرست ہے آئندہ اس کو احتیاط لازم ہے۔

شوہر مرتد ہوگیا تو نکاح فسخ ہوگیا اب اگر پھر مسلمان ہوا تو دوبارہ نکاح کرنا ہوگا

**سوال** (۱۴۳۵) - زید پہلے ہندو تھا بعد بلوغ کے مسلمان ہوگیا، حالت اسلام میں عمر نے اپنی لڑکی بارہ سالہ کا نکاح زید سے کردیا، بعد چند ماہ کے زید پھر ہندو ہوگیا، اب تو اس کا نکاح فسخ ہوگیا، لیکن بعد ایک سال کے پھر اس نے مسلمان صورت بنالی تو اب اس لڑکی کا نکاح کسی طرح زید سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۶ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ و ص ۵۴۰ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

**الجواب** - جب کہ وہ شخص مرتد ہو گیا، نکاح اس کا فسخ ہو گیا[1]۔ اب اگر وہ شخص پھر مسلمان ہو گیا اور اسلام قبول کر لیا ہے تو اس لڑکی کی رضامندی سے اگر وہ بالغہ ہے پھر نکاح ہونا چاہئے اور اگر نابالغہ ہے یعنی پندرہ برس کی عمر اس کی نہیں ہوئی اور نہ کوئی علامت بلوغ کی مثل حیض وغیرہ ظاہر ہوئی تو ولی کی اجازت سے اس کا نکاح دوبارہ کیا جاوے[2]۔

خدا کے انکار سے نکاح فسخ ہو گیا

**سوال** (۱۴۳۶) - ایک واعظ نے ایک عورت زانیہ کو نصیحت کی کہ وہ زنا چھوڑ دے، اس پر عورت نے جواب دیا کہ نہ مجھے خدا کی ضرورت ہے نہ خدا کی جنت کی، شرعاً اس عورت کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں ؟

**الجواب** - اس عورت پر حکم کفر و ارتداد کا لاحق ہو گیا[3]، اور نکاح اس کا فسخ ہو گیا اس کو توبہ کرا کر اور تجدید کرا کر پھر نکاح کیا جاوے۔ فقط

خود کو کافر و مرتد کہنے سے نکاح فسخ ہوا یا نہیں ؟

**سوال** (۱۴۳۷) - ایک مسلمان نے اپنی نسبت یہ الفاظ کہے میں بے ایمان کافر و سور ہوں، اور اب تک توبہ بھی نہیں کی یہ شخص مرتد ہوا یا نہ اور نکاح اس کا فسخ ہو گیا یا نہ ؟

**الجواب** - اس صورت میں وہ شخص کافر اور مرتد ہو گیا، اس کو توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح کرنا لازم ہے کیونکہ مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے - کما

[1] وارتداد احدہما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲) ظفیر۔ [2] ذکر فی نور العین ویجدد بینہما النکاح ان رضیت زوجتہ بالعود الیہ والا فلا تجبر (رد المحتار باب المرتد ص ۴۲۴ ج ۳) ظفیر۔ [3] یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق الخ اذا انکر وعدہ ووعیدہ الخ او قال خدائے حاکم را نشاید الخ فہذا کلمہ کفر (عالمگیری مصری باب المرتد ص ۲۵۸ ج ۲) ... ما یکون کفراً اتفاقاً یبطل العمل والنکاح وما فیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ (ای تجدید الاسلام) وتجدید النکاح (رد المحتار باب المرتد ص ۴۱۲ ج ۳) ظفیر



فی الدر المختار وارتداد احدہما فسخ عاجل[1]۔ فقط

قرآن کی توہین سے مرتد ہو گیا اور نکاح فسخ ہو گیا

**سوال** (۱۴۳۸) - محمد بخش اور اس کی بیوی مسماۃ بتول میں رنجش اور مقدمہ بازی ہو رہی تھی کہ مسماۃ بتول نے محمد بخش کو بذریعہ بعض آدمیوں کے کہلایا کہ اگر تو مجھے مارپیٹ نہ کرے اور تکلیف نہ دے تو میں تیرے گھر آجاؤں، بشرطیکہ تو مسجد میں جا کر قرآن شریف ہاتھ میں لے کر حلف ادا کرے کہ میں کبھی قسم کی تکلیف نہ دوں گا، محمد بخش نے جواب میں یہ کہا کہ قرآن اور مسجد کو کچھ نہیں جانتا سیروں قرآن ایسے اڑتے پھرتے ہیں۔ والعیاذ باللہ۔ اس صورت میں محمد بخش مرتد ہوا یا نہ اور اس کا نکاح فسخ ہوا یا نہیں ؟

**الجواب** - اس صورت میں الفاظ مذکورہ کہنے سے شخص مذکور مرتد ہو گیا اور ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے قال فی الدر المختار وارتداد احدہما فسخ عاجل[2] پس شخص مذکور بعد توبہ و تجدید اسلام کے مسماۃ بتول سے دوبارہ نکاح کرے بدون تجدید اسلام و تجدید نکاح کے مسماۃ مذکورہ اپنے شوہر محمد بخش پر حرام ہے[3]۔ فقط

شرک وکفر سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور مسلمان ہونے پر تجدید ہو سکتی ہے

**سوال** (۱۴۳۹) - اگر کوئی مرد یا عورت شرک یا کفر کرے تو ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں، اگر ٹوٹ جاتا ہے تو پھر توبہ کرنے کے بعد بغیر عدت کے نکاح درست ہوتا ہے یا کچھ عدت ہے ؟

**الجواب** - شرک وکفر کرنے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور پھر تجدید نکاح عدت میں درست[4] ہے۔

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] ایضاً۔ ظفیر۔ [3] ما یکون کفراً اتفاقاً یبطل العمل والنکاح الخ یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المرتد ص ۴۱۲ ج ۳) ظفیر۔ [4] وارتداد احدہما ای الزوجین فسخ الخ عاجل بلا قضاء (در مختار) وکذا ابلا توقف علی مضی عدۃ فی المدخول بہا کما فی البحر (رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲) ظفیر

**ٹوٹنے کے بعد دونوں میں جب کوئی راضی نہ ہو تو**

سوال (۱۴۴۰) - اگر مذکورہ بالا صورت میں نکاح ٹوٹ گیا اور پھر مرد یا عورت میں سے کوئی آپس میں رضامند نہ ہو تو عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب - عورت اگر کلمۂ کفر کہے تو تجدیدِ نکاح پر اس کو مجبور کیا جاوے گا۔ اور دوسرے مرد سے اجازت نکاح کی اس کو نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار[1]۔

**کلمہ شرک کہا تو**

سوال (۱۴۴۱) - بے علمی کی وجہ سے یا جان بوجھ کر کسی عورت نے شرک کر لیا اور وہ کسی کو لے بھاگی یا کوئی اس کو بھگا لے گیا تو اس عورت کا دوسرے مرد سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - غیر مرد کے ساتھ بھاگنے سے تو نکاح نہیں ٹوٹتا، لیکن کلمہ کفر کہنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور پھر اس کو تجدید نکاح پر مجبور کیا جاوے گا۔

**بیوی عیسائی ہو گئی تو نکاح باقی رہا یا نہیں؟**

سوال (۱۴۴۲) - ایک عورت بد چلن جو ایک انگریز سے ملی ہوئی تھی، اس نے اپنا مذہب تبدیل کر کے عیسائی ہو کر انگریز کے پاس

---

[1] ولو ارتدت لمجئ الفرقة منها قبل تاكده الا تجبر على الاسلام وعلى تجديد النكاح زجراً لها بمهر يسير كدينار وعليه الفتوى ولوالجية وافتى مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجرا وتيسيرا لاسيما التى تقع فى الكفر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ص۵۳۹ ج۲ و ص۵۴۰ ج۲) یہ حکم اس صورت میں ہے کہ شوہر اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور عورت رضامند نہ ہو۔ کما فی الشامی ولا يخفى ان محله ما اذا طلب الزوج ذلك

[2] لا يجب على الزوج تطليق الفاجرة (ايضاً فصل فى المحرمات ص۴۳۳)، ظفیر

[3] وارتداد احدهما اى الزوجين فسخ عاجل الخ ولو ارتدت الخ تجبر على الاسلام وعلى تجديد النكاح زجرًا لها (ايضا باب نكاح الكافر ص۵۳۹ ج۲، ص۵۴۰ ج۲) ظفیر۔



رہنے لگی، خاوند اس کو رکھنا نہیں چاہتا، اس صورت میں اس مرد کا نکاح عورت مذکورہ سے جس نے مذہب تبدیل کر لیا ہے قائم ہے یا نہیں؟

الجواب - اس صورت میں اس شخص کا نکاح عورت مذکورہ سے باطل ہو گیا[1]

**اس کا مہر واجب ہے یا نہیں**

سوال (۱۴۴۳) - عورت مذکورہ کا مہر پہلے شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب - جب کہ عورت مذکورہ مدخولہ شوہر کی ہے تو مہر عورت کا بذمہ شوہر واجب ہے، عورت کے مرتدہ ہونے سے مہر ساقط نہیں ہوا[2]۔

**میل ملاپ رکھنے والے کا حکم**

سوال (۱۴۴۴) - اگر عورت مذکورہ کے والدین اس کے ساتھ میل ملاپ رکھیں تو والدین کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب - ایسے لوگوں سے مقاطعت لازم ہے، جملہ اہل اسلام کو ان سے تعلقات منقطع کر دینا چاہئے۔

**نکاح کے بعد شوہر قادیانی ہو جائے تو کیا حکم ہے؟**

سوال (۱۴۴۵) - میرے باپ نے اپنی چھوٹی لڑکی یعنی میری چھوٹی ہمشیرہ کا ایجاب و قبول جبار خاں سے کر دیا تھا مگر رسومات شادی ابھی تک انجام نہیں دی تھی کہ جبار خاں احمدی ہو گیا، تو نکاح قائم رہا یا نہیں؟

الجواب - جو شخص احمدی جماعت میں داخل ہوتا ہے یعنی قادیانی ہو جاتا ہے اور قادیانی جماعت میں شامل ہو جاتا ہے وہ مرتد و کافر ہو جاتا ہے اور نکاح اس کا مسلمہ عورت سے باقی نہیں رہتا، لہٰذا سائل اپنی ہمشیرہ کو جبار خاں احمدی کے

---

[1] وارتداد احدهما اى الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار على هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ص۵۳۹ ج۲) ظفیر۔

[2] وللموطوءة ولو حكماً كل مهرها لتاكده به (در مختار) قوله كل مهرها اطلقه فشمل ارتداده وارتدادها (رد المحتار باب نكاح الكافر ص۵۳۹ ج۲) ظفیر۔

پاس نہ بھیجیں اور اس کو جبار خاں کی منکوحہ نہ سمجھیں، اور رخصت نہ کریں دوسری جگہ نکاح کردیں[1]۔ فقط

**عیسائی ہونے کے بعد نکاح باقی نہیں رہتا**

**سوال** (۱۴۴۶)۔ میاں بیوی میں تکرار ہوا بیوی عیسائی ہوگئی نکاح باقی رہا یا نہیں؟

**الجواب**۔ اس صورت میں نکاح باقی نہیں رہا[2]۔

**پھر مسلمان ہوجائے تو**

**سوال** (۱۴۴۷)۔ اگر بیوی پھر مسلمان ہوگئی تو شوہر اول کا کچھ حق باقی ہے یا نہیں؟

**الجواب**۔ پھر مسلمان ہونے پر وہ عورت شوہر اول کو ہی دی جاوے گی، یعنی اس عورت کو مجبور کیا جاوے کہ شوہر اول سے نکاح کرے، در مختار و شامی میں یہ مسئلہ لکھا ہے[3]۔ فقط

**شوہر رافضی ہوجائے تو کیا حکم ہے؟**

**سوال** (۱۴۴۸)۔ میں نے اپنی دختر کا نکاح کرتے وقت خوب تحقیق کرلی تھی، وہ لوگ سنت جماعت تھے، رافضی نہیں تھے۔ اب وہ لوگ عرصہ چھ سال سے رافضی ہوگئے ہیں، میری لڑکی سے بھی رافضی ہونے کو کہا اس نے انکار کیا تو سخت تکالیف دی اور میرے گھر پہنچا گئے، آیا سنت جماعت لڑکی کا نکاح شیعہ رافضی سے رہ سکتا ہے یا نہ، میں لڑکی مذکورہ کا نکاح سنت جماعت کے ساتھ کرسکتا ہوں یا نہیں؟

---

[1] وارتداد احدھما ای الزوجین فسخ عاجل بلاقضاء (درمختار) ای بلا توقف علی قضاء القاضی وکذا بلا توقف علی مضی عدۃ فی المدخول بھا (ردالمحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲) ظفیر

[2] وارتداد احدھما ای الزوجین فسخ عاجل بلاقضاء (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲) ظفیر۔

[3] وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجراً لھا بمھر یسیر کدینار وعلیہ الفتوی (درمختار) فکل قاض ان یجدد بمھر یسیر ولو بدینار رضیت ام لا وتمنع من التزوج بغیرہ بعد اسلامھا ولا یخفی ان محلہ ما اذا طلب الزوج ذلک (ردالمحتار باب نکاح الکافر ص ۵۴۰ ج ۲) ظفیر



**الجواب**۔ اس صورت میں آپ اپنی دختر کا نکاح ثانی کردیں، کیونکہ رافضی تبرائی سے نکاح سنی عورت کا منعقد نہیں ہوتا اور اگر بعد نکاح کے شوہر رافضی ہوجائے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے[1] فقط۔

**شوہر عیسائی ہوا پھر مسلمان ہوا اس کی بیوی کا کیا حکم ہے؟**

**سوال** (۱۴۴۹)۔ ایک شخص مسلمان عیسائی ہوگیا اور چھ ماہ تک عیسائی رہا۔ اب پھر مسلمان ہوگیا تو اس کی زوجہ دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

**الجواب**۔ جس وقت وہ مرد عیسائی ہوا، اس کی زوجہ اسی وقت اس کے نکاح سے خارج ہوگئی، پس اگر اب عدت اس کی جو کہ تین حیض ہیں گزر گئی ہے تو وہ عورت دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے اور اگر چاہے پہلے شوہر سے بھی نکاح کرسکتی ہے لیکن یہ اس کی مرضی پر ہے مجبور نہ کی جاوے گی[2]۔

**عیسائی عورت مسلمان ہوگئی تو عیسائی شوہر سے اس کا نکاح باقی نہیں رہا**

**سوال** (۱۴۵۰)۔ ہندہ نے مذہب عیسوی کو ترک کرکے اسلام قبول کرلیا، بکر اس کا شوہر ہنوز کافر مذہب عیسوی پر قائم ہے اور کہتا ہے کہ میں اہل کتاب ہوں، میرا نکاح قائم ہے جب تک میں اس کو طلاق نہ دوں، اور ہندہ کو خلع لینے کا بھی کوئی حق نہیں ہے؟ ہندہ مسلمان سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟ اور خلع لینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اور اگر نکاح کرسکتی ہے تو کب تک کرسکتی ہے؟۔

**الجواب**۔ بکر کا قول غلط ہے۔ مرد کتابی کا نکاح عورت مسلمہ سے نہیں ہوسکتا

---

[1] من سب الشیخین او طعن فیھما کفر ولا تقبل توبتہ وبہ اخذ الدبوسی وابو اللیث وھو المختار للفتوی (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب المرتد ص ۴۲۲ ج ۳) وارتداد احدھما ای الزوجین فسخ عاجل بلاقضاء (ایضاً باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲) ظفیر۔

[2] ویجدد بینھما النکاح ان رضیت زوجتہ بالعود الیہ والا فلا تجبر (ردالمحتار باب المرتد ص ۴۲۰ ج ۳)، ظفیر۔

اور نہ باقی رہ سکتا ہے، البتہ ہندہ بفور اسلام اس کے نکاح سے علیحدہ نہیں ہوئی بلکہ تین حیض گذرنے پر یا حائضہ نہ ہو تو تین ماہ کے بعد ہندہ بکر سے بالکل جدا ہو جاویگی اگر تین حیض یا تین ماہ کے اندر بکر شوہر اسلام لے آیا تو جدائی نہ ہوگی، بعد تین حیض وغیرہ کے ہندہ دوسرا نکاح مسلمان سے کرسکتی ہے[1]۔

جس کا شوہر عیسائی ہوجائے وہ دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

**سوال** (۱۴۵۱) - جما عیسائی ہوگیا اس سے مجھ سائل کی ہمشیرہ کا نکاح ہوا تھا، تین سال ہوئے کہ اس نے عیسائی مذہب اختیار کرلیا، دو سال سے اس کا پتہ نہیں، میرا اور میری بہن کا مذہب سنی ہے تو وہ اپنا نکاح سنی مرد سے کرسکتی ہے یا نہیں؟

**الجواب** - جما سے اس کا نکاح فسخ ہوگیا، اب مسماۃ مذکورہ اپنا نکاح کسی مسلمان سنی مرد سے کرسکتی ہے، ہکذا فی الدر المختار[2]۔ فقط

شوہر مرزائی ہوگیا تو نکاح فسخ ہوگیا یا نہیں؟

**سوال** (۱۴۵۲) - زید کا نکاح زینب سے ہوا بعد نکاح زید عقائد مرزائیہ کا پیرو ہوگیا اور بجز مرزائیوں کے سب مسلمانوں کو کافر کہتا ہے، یا زید پہلے ہی سے عقائد مرزائیہ کا پیرو تھا مگر زینب کے ساتھ نکاح کرنے کے باعث اپنے اس عقیدہ کو پوشیدہ رکھتا تھا بعد نکاح ظاہر کیا، دونوں صورتوں میں زید کا نکاح زینب سے رہ سکتا ہے یا نہیں؟ اور زینب بلا طلاق نکاح ثانی کرسکتی ہے یا نہ؟

---

[1] ولو اسلم احدهما ای احد المجوسیین او امرأة الکتابی الخ لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلاثة اشهر قبل اسلام الآخر اقامة لشرط الفرقة مقام السبب (درمختار) قوله لم تبن الخ افاد بتوقف البینونة علی الحیض ان الآخر لو اسلم قبل انقضائها فلا بینونة بحر فاذا مضت هذه المدة صار مضیها بمنزلة تفریق القاضی (رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۲۶ و ص ۵۲۷ ج ۲) ظفیر۔ [2] وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (درمختار) ای بلا توقف علی قضاء القاضی وکذا بلا توقف علی مضی عدة فی المدخول بها (رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲) ظفیر۔



**الجواب** - ہر دو صورت مذکورہ میں زینب کا نکاح زید سے فسخ ہوگیا اور زینب اگر مدخولہ ہے تو بعد عدت گذارنے کے دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے اور اگر مدخولہ وموطوءہ نہیں ہے تو بلا عدت گذارنے کے دوسرا نکاح کرسکتی ہے کما فی الدر المختار وارتداد احدهما فسخ عاجل بلا قضاء الخ وفی رد المحتار قوله وعلیه نفقة العدة ای لو مدخولاً بها اذ غیرها لا عدة علیها وافاد وجوب العدة سواء ارتد او ارتدت الخ شامی جلد ثانی ص ۳۹۲[1] فقط

بیوہ ہندو عورت اگر مسلمان ہوجائے تو اس پر عدت نہیں

**سوال** (۱۴۵۳) - ایک عورت ہنود سال دو سال سے بیوہ ہے، اگر مسلمان ہو کر فوراً کسی مسلمان سے نکاح کرے تو درست ہے یا نہیں؟

**الجواب** - وہ عورت ہندو نی بیوہ مسلمان ہو کر فوراً نکاح کرسکتی ہے اس پر عدت بعد اسلام کے کچھ لازم نہیں ہے[2]۔

کافرہ عورت مسلمان ہونے کے بعد عدت گذار کر شادی کرلے تو جائز ہے

**سوال** (۱۴۵۴) - زید جو قوم سے چمار نامسلم ہے اس کی زوجہ ہندہ نے بکر مسلمان سے تعلق ناجائز پیدا کرلیا اور عرصہ تک اس کے پاس رہی اس کے بعد ہندہ نے مسلمان ہو کر بکر کے ساتھ نکاح کرلیا، زید کو جب معلوم ہوا تو بکر کی عدم موجودگی میں ہندہ کو اس کے گھر سے نکال کرلے گیا اب بکر دعویدار ہے کہ ہندہ میری منکوحہ ہے مجھ کو دلائی جاوے۔ اس صورت میں ہندہ شرعاً کس کو ملے گی؟

**الجواب** - درمختار میں ہے ولو اسلم احدهما ثمه ای فی دار الحرب وملحق بها کالبحر الملح لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلثة اشهر قبل

---

[1] رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲ - ظفیر۔ [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۱ ج ۲ و ص ۵۳۸ ج ۲ - ظفیر۔

اسلام الآخر اقامۃ لشرط الفرقۃ مقام السبب[1] الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کافر کی زوجہ مسلمان ہوجاوے تو تین حیض آنے کے بعد یا اگر اس کو حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ گذرنے کے بعد وہ عورت اس کافر کے نکاح سے خارج ہوتی ہے پھر کچھ تعلق زوجیت کا درمیان اس کافر کی اور اس کی زوجہ کے نہیں رہتا، پس زید جب کہ مدت مذکورہ میں اسلام نہ لایا تو اس کی زوجہ ہندہ اس کے نکاح سے خارج ہوگئی اور بکر سے اگر نکاح مدت مذکورہ کے بعد ہوا تو صحیح ہوگیا، اور اگر عورت کے مسلمان ہوتے ہی فوراً نکاح کرلیا تو وہ صحیح نہیں ہوا، تین حیض آنے کے بعد یا تین ماہ گذرنے کے بعد پھر نکاح ہونا چاہئے فقط

**کافر کی بیوی مسلمان ہوجائے تو عدت کے بعد اس سے نکاح کرنا چاہئے**

**سوال (۱۴۵۵)** - ہندہ کافرہ شوہر دار ہے، زید سے اس کی آشنائی و محبت ہوگئی ہے زید نے اس کو مسلمان کرا کر اسی وقت عقد کرلیا، یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب** - اس بارہ میں حکم یہ لکھا ہے کہ اسلام کے بعد تین حیض عورت کو پورے کرا کر اس سے نکاح صحیح ہوسکتا ہے اور تفصیل اس کی درمختار شامی میں ہے الحاصل بفور اسلام جو اس عورت سے نکاح کیا گیا وہ صحیح نہیں ہوا[2]۔ فقط

**کافرہ کو اس کا شوہر بطور خود طلاق دے چکا ہے اگر ایسی عورت مسلمان ہوکر فوراً نکاح کرے تو جائز ہے**

**سوال (۱۴۵۶)** - ایک عورت کافرہ کہ جس کے خاوند نے عرصہ پانچ چھ سال کا ہوا اپنے طریق پر طلاق دیدی ہے، وہ اب مسلمان ہونا چاہتی ہے اور ایک مسلمان کے ساتھ نکاح پر راضی ہے کیا وہ مسلمان ہوتے ہی نکاح کرسکتی ہے یا کیا؟

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۲ ج ۲ - ظفیر۔ [2] ولو اسلم احدهما ای احد المجوسیین او امرأة الکتابی ثمه ای فی دار الحرب الخ لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلاثة اشهر قبل اسلام الآخر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۶ ج ۲ و ص ۵۳۷ ج ۲) ظفیر۔



**الجواب** - مسلمان ہوتے ہی اس سے نکاح کرلینا صحیح ہے[1]۔ فقط

**نومسلمہ کا نکاح عدت بعد کیا جائے**

**سوال (۱۴۵۷)** - ایک جوان عورت ہمارے یہاں آکر مسلمان ہوئی اور خاوند اس کا مسلمان نہیں ہوا جس کو عرصہ بیس یوم کا ہوا، اس عورت کو شوہر کی خواہش بے حد ہے، اسی کی طرف سے ہر وقت یہ تقاضا ہے کہ میرا نکاح بہت جلد کردیا جائے مجھ کو برداشت نہیں ہے۔ اگر شرعاً جائز ہو تو اس کا نکاح کردیا جائے؟

**الجواب** - درمختار میں یہ لکھا ہے کہ ایسی عورت تین حیض گذرنے کے بعد نکاح کرسکتی ہے، اس سے پہلے نکاح صحیح نہ ہوگا، بلکہ جیسا کہ عدۃ کے اندر نکاح کردینے سے وہ نکاح باطل ہوجاتا ہے، ایسا ہی یہ نکاح جو تین حیض سے پہلے ہوگا، باطل ہوگا[2]، قال اللہ تعالیٰ ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب اجله[3] لہذا اس حکم کا خلاف شرعاً نہیں ہوسکتا۔ فقط۔

**شوہر مسلمان ہوا مگر عیسائی بیوی مسلمان نہ ہوئی تو کیا شوہر اس کی بہن مسلمہ سے نکاح کرسکتا ہے؟**

**سوال (۱۴۵۸)** - زید کا مذہب عیسائی تھا، اب مسلمان ہوگیا اور اس کی زوجہ فاطمہ اس کے ساتھ مسلمان نہ ہوئی، بلکہ اسلام لانے سے انکار کردیا، زید نے بعد اسلام لانے کے فاطمہ کی بہن حقیقی زینب سے نکاح کرلیا، چونکہ وہ پہلے اسلام لے آئی تھی۔ یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں، اور زید کے اسلام لانے سے نکاح زید اور فاطمہ کا ٹوٹ گیا تھا یا نہیں۔

[1] اس لئے کہ پانچ سال سے مطلقہ ہے اس پر عدت نہیں ہے ۱۲ ظفیر۔ [2] ولو اسلم احدهما ای احد المجوسیین او امرأة الکتابی الخ لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلاثة اشهر قبل اسلام الآخر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۶ ج ۲) ظفیر [3] سورہ بقرہ - ۳۰ - ظفیر

**الجواب** - اس صورت میں نکاح زید و فاطمہ کا قائم ہے، فسخ نہیں ہوا، درمختار میں ہے ولو اسلم الزوج وهي مجوسية فتهودت او تنصرت بقي نكاحها كما لو كانت في الابتداء كذلك[1] الخ اور شامی میں ہے۔ اما اذا اسلم زوج الكتابية فان النكاح يبقى[2] الخ اور جب کہ نکاح زید کا فاطمہ کے ساتھ قائم ہے تو نکاح زید کا فاطمہ کی بہن زینب سے صحیح اور جائز نہیں ہوا، زید کو چاہیے کہ زینب کو فوراً علیحدہ کردے اور فاطمہ کو اپنی زوجیت میں رکھے، دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے کما قال اللہ تعالیٰ ۔ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ الآية[3] فقط

| | |
|---|---|
| مرتد ہوکر عورت مسلمان ہوجائے تو کیا حکم ہے؟ | **سوال** (۱۴۵۹) - ایک مسلمان عورت اپنے خاوند کی تکلیفوں کو برداشت نہ کرسکی مجبوراً عیسائی ہوگئی جس کو ایک سال |

گذر چکا اس کا خاوند اب تک مسلمان ہے اس نے طلاق نہیں دی، اب وہ عورت مسلمان ہوکر دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

**الجواب** - اصل مسئلہ یہ ہے کہ زوجین میں سے کسی ایک کے مرتد ہوجانے سے نکاح فوراً فسخ ہوجاتا ہے اور بعد اسلام لانے کے وہ عورت دوسرے مسلمان سے نکاح کرسکتی ہے لیکن اگر عورت محض خاوند سے علیحدہ ہونے کی وجہ سے مرتد ہو اور کفر کو اختیار کرے تو اس میں فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ ایسی حالت میں اس عورت کو جبراً مسلمان کرکے شوہر اول سے ہی اس کا نکاح کیا جاوے[4] یہ اس وقت ہے جب پہلا شوہر

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۲۵ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۳ ج ۲۔ ظفیر
[3] سورۃ النساء۔ ظفیر۔ [4] وارتداد احدهما اي الزوجين فسخ فلا ينقص عددا عاجل بلا قضاء وارتدادها لمجيء الفرقة الخ تجبر على الاسلام وعلى تجديد النكاح زجرا لها بمهر يسير كدينار وعليه الفتوى وافتى مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجرا وتيسيرا (در مختار) فلكل قاض ان يجدده بمهر يسير ولو بدينار رضيت ام لا وتمنع من التزوج بغيره بعد اسلامها (رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۵ ج ۲)۔ ظفیر۔



اس کا طالب ہو، لیکن اگر وہ خاموش ہے یا صراحتاً اس کو چھوڑ رکھا ہے تو پھر یہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے[1] ۔ ظفیر)

| | |
|---|---|
| کافرہ کو مسلمان کرکے شادی کرنی جائز ہے یا نہیں | **سوال** (۱۴۶۰) - زید نے ایک خاکروب کی بیوی سے آشنائی پیدا کی چند روز کے بعد رسوائی ہوئی اور برادری |

نے تنبیہ کی اور توبہ کرائی پھر چند روز بعد اس کی بیوی کو بھگا کر لے گیا اور دس بارہ روز میں اس کو مسلمان کراکر لے آیا اور اس سے عقد شرعی کرلیا تو یہ عقد مسلمان ہونے کے بعد جائز ہوا یا نہیں؟ اور وہ بخشا جائے گا یا نہیں، اور ان دونوں کا ایمان رہا یا نہیں؟ اور جو توبہ کرکے توڑ دے اور پھر توبہ کرے تو مقبول ہوگی یا نہیں؟

**الجواب** - وہ مسلمان ہوگئی مگر تین حیض گذرنے سے پہلے اس سے نکاح کرنا درست نہیں[2] ہے اور توبہ سے گناہ معاف ہوجاتا ہے اور بخشش کی امید ہے اور کبیرہ گناہ مثلاً زنا۔ کے ارتکاب سے کافر نہیں ہوتا اور اسلام نہیں جاتا اور توبہ کے توڑنے کے بعد پھر توبہ کرے تو بھی توبہ قبول ہوتی ہے۔

| | |
|---|---|
| میاں بیوی ساتھ مسلمان ہوگئے تو تجدید نکاح کی ضرورت نہیں | **سوال** (۱۴۶۱) - اگر خاوند بی بی دونوں مسلمان ہوگئے معہ اپنے بچوں کے تو ان کو اب حالت اسلام |

میں نکاح جدید کی ضرورت ہے یا وہ ہی کافی ہوگا؟

**الجواب** - مسئلہ یہ ہے اگر خاوند بی بی دونوں مسلمان ہوجاویں تو ان کو تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے، پہلا نکاح ان کا باقی ہے، البتہ احتیاطاً بعد

[1] ولا يخفى ان محله ما اذا طلب الزوج ذلك اما لو سكت او تركه صريحا فانها لا تجبر وتزوج من غيره لانه ترك حقه (رد المحتار باب ايضا) ظفیر۔ [2] ولو اسلم احدهما اي احد المجوسيين او امرأة الكتابي الخ لم تبن حتى تحيض ثلاثا او تمضي ثلاثة اشهر قبل اسلام الآخر اقامة لشرط الفرقة مقام السبب وليست بعدة للدخول غير المدخول بها (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۶ ج ۲ و ص ۵۳۶ ج ۲)۔ ظفیر۔

اسلام کے اگر پھر ان کا نکاح کر دیا جاوے تو یہ اچھا ہے اسلم المتزوجان بلا سماع شہود ادفی عدۃ کافر معتقدین ذلک اقرا علیہ[1]۔

مسلمان میاں بیوی عیسائی ہوگئے پھر دونوں مسلمان ہوگئے کیا حکم ہے:

**سوال** (۱۴۶۲) - ایک مرد اور عورت دونوں عیسائی ہوگئے۔ چند یوم بعد لڑکی مسلمان ہوگئی۔ پانچ یوم بعد لڑکا بھی مسلمان ہوگیا۔ ان کا نکاح رہا یا نہیں؟

**الجواب** - ان کا نکاح نہیں رہا پھر نکاح ہونا چاہیے در مختار میں ہے۔ وفسد ان اسلم احدهما قبل الآخر[2] ۔ فقط

کافر میاں بیوی دونوں مسلمان ہوجائیں تو پھر دوبارہ نکاح کرانا ضروری ہے یا نہیں:

**سوال** (۱۴۶۳) - زید و ہندہ دونوں کافر تھے، لیکن اب مسلمان ہوگئے۔ اب ان کا نکاح ہونا چاہیے یا نہیں؟

**الجواب** - زوجین کافرین اگر دونوں مسلمان ہوجاویں نکاح ان کا باقی رہے گا۔ کذا فی الدر المختار[3]۔

زوجین میں کوئی کافر ہوجائے تو نکاح جدید عورت کی رضامندی سے ہوگا یا شوہر کی:

**سوال** (۱۴۶۴) - اگر زوجین میں سے کوئی کافر ہوجاوے تو نکاح جدید عورت کی رضامندی سے ہوگا یا محض شوہر کی خواہش پر اور سابقہ مہر کے علاوہ مہر جدید عورت کی رضامندی کے مطابق ہوگا یا نہیں؟

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج۲ ص۵۳۵۔ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج۲ ص۵۴۲۔ لان ردۃ احدهما منافیة للنکاح ابتداء فکذا ابقاء رد المحتار ایضاً ظفیر۔ [3] والثانی ان کل نکاح حرم بین المسلمین لفقد شرطه کعدم شهود یجوز فی حقهم اذا اعتقدوه عند الامام ویقرون علیه بعد الاسلام اذا اسلم الزوجان بلا سماع شهود اذا اقر اعلیه الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج۲ ص۵۳۵ و ص۵۳۲۔ ظفیر



**الجواب** - کافر ہوجانا احد الزوجین کا موجب فسخ نکاح ہے پھر اگر تجدید نکاح کی جاوے گی تو عورت کی رضامندی سے ہوگی اور مہر بھی حسب خواہش عورت جدید ہوگا، البتہ اس صورت میں کہ عورت کی طرف سے ارتداد سرزد ہو جو موجب فسخ نکاح ہو، فقہاء نے لکھا ہے کہ زجراً اس عورت کو مجبور کیا جاوے گا شوہر اول سے نکاح کرنے پر بمہر جدید کذا فی الدر المختار والشامی[1]۔ فقط

فرقہ شیعہ کافر ہیں یا مسلمان:

**سوال** (۱۴۶۵) - جو فرقہ شیعہ حضرت عائشہ صدیقہ کے افک کا قائل اور معتقد ہو اور نیز اس امر کا بھی معتقد ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اکثر صحابہ مرتد و کافر ہوگئے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ وہ فرقہ مرتد و کافر ہے یا فاسق؟

**الجواب** - فرقہ مذکورہ جس کے عقائد وہ ہیں جو مذکور ہوئے باتفاق اہل سنت وجماعت کافر و مرتد ہے کما فی رد المحتار جلد ثالث باب المرتد ص۲۹۴[2]۔ نعم لا شك فی تکفیر من قذف السیدة عائشة او انکر صحبة الصدیق او اعتقد الالوهیة فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی او نحو ذلك من الکفر الصریح المخالف للقرآن اه شامی وفی المرقاة شرح المشکوة قلت وهذا فی حق الرافضة

---

[1] وارتداد احدهما فسخ فی الحال الخ ولو ارتدت لاجبر المرأة علی التزوج البحر الرائق باب نکاح الکافر ج۳ ص۲۱۸ و ج۳ ص۲۳۰۔ والاجبار بکر بالغة علی النکاح ای لاینفذ عقد الولی بغیر رضاها الخ انها حرة مخاطبة فلا یکون للغیر علیها ولایة۔ ایضاً باب الولی ج۳ ص۱۱۸۔ ظفیر۔ [2] فشمل ارتداد المرأة الخ لکنها تجبر علی الاسلام والنکاح مع زوجها الاول لان الحسم یحصل بهذا الجبر۔ ولایخفی ان محله ما اذا طلب الاول ذلك اما اذا رضی بتزوجها من غیره فهو صحیح لان الحق له وکذا اذا لم یطلب تجدید النکاح واستمر ساکتا لایجدده القاضی البحر الرائق باب نکاح الکافر ج۳ ص۲۳۰۔ ظفیر [3] رد المحتار باب المرتد ص۴۰۲ و ص۴۰۶۔ ظفیر۔

والخارجة فی زماننا فانهم یعتقدون کفر اکثر الصحابة فضلاً عن سائر اهل السنة والجماعة فهم کفرة بالاجماع بلا نزاع[1] اور مظاہر حق میں ہے کہ شیعہ تکفیر صحابہ اور قذف عائشہ صدیقہؓ کو کہ اعظم موجبات کفر سے ہے سبب رفع درجات کا جانتے ہیں اور صرف استحلال معصیة کفر ہے چہ جائیکہ کفر کو موجب رفع درجات کا گنیں انتہی مظاہر حق۔

شیعہ کی عورت منکوحہ سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

**سوال** (۱۴۶۶) - کیا ان کی عورتوں منکوحہ کے ساتھ بلا طلاق نکاح جائز ہے اور وہ اہل سنت کا عقیدہ رکھتی ہیں؟

**الجواب** - اوپر معلوم ہوا کہ روافض مذکورہ کافر و مرتد ہیں، لہذا مسلمہ سنیہ عورت کا نکاح ان کے ساتھ صحیح نہیں ہوا، اور ان کی عورتوں سے بدون طلاق سنیوں کا نکاح صحیح ہے۔

شیعہ سنی لڑکی کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

**سوال** (۱۴۶۷) - ایسے فرقہ کے نکاح میں اہل سنت والجماعت کی لڑکیاں آسکتی ہیں یا نہ؟

**الجواب** - نہیں آسکتی ہیں۔

جو سنی لڑکیاں شیعوں کے عقد میں ہوں

**سوال** (۱۴۶۸) - سنیوں کی جو لڑکیاں ان کے نکاح میں ہیں کیا بر تقدیر تکفیر ان کا نکاح فسخ ہوگا یا نہ؟

**الجواب** - جب کہ عقائد ان روافض کے بوقت نکاح بھی ایسے ہی تھے تو مسلمہ سنیہ عورت کا ان کے ساتھ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا، لہذا فسخ کی حاجت نہیں ہے

شیعہ لڑکی سے نکاح

**سوال** (۱۴۶۹) - اس فرقہ کی لڑکیوں کے ساتھ اہل سنت والجماعت کا نکاح درست ہے یا نہیں۔

[1] دیکھئے شامی باب المرتد [illegible] ظفیر۔



**الجواب** - درست نہیں کیونکہ مابین کافر و مسلم مناکحت صحیح نہیں ہے۔

ان کی خوشی وغم میں شرکت

**سوال** (۱۴۷۰) - اہل سنت والجماعت کو اس فرقہ کی شادی وغمی اور ان کے جنازہ وغیرہ کی شرکت درست ہے یا نہیں؟

**الجواب** - ایسے فرقوں کے بارے میں حدیث شریف میں ولا تجالسوهم ولا تناكحوهم وغیرہ الفاظ وارد ہیں لہذا ان کی غمی و شادی میں مسلمانوں کو شریک ہونا جائز نہیں ہے۔ فقط

کافر کی بیوی مسلمان ہوگئی اس کے نکاح کا کیا حکم ہے

**سوال** (۱۴۷۱) - ہندہ کافرہ تھی اب مسلمہ ہوگئی ہے اور اس کا شوہر بدستور کافر ہے۔ کیا ہندہ کا نکاح کسی مسلمان سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟

**الجواب** - کتب فقہ میں اس صورت کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ عورت مسلمہ تین حیض کے بعد یا اگر حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ کے بعد پہلے شوہر کے نکاح سے جدا ہوگی، اس کے بعد اس کو دوسرا نکاح کرنا درست ہو سکتا ہے تین حیض یا تین ماہ گزرنے سے پہلے اس عورت کو دوسرا نکاح درست نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار ولو اسلم احدهما ای احد المجوسیین او امرأة الکتابی [illegible] لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلاثة اشهر قبل اسلام الآخر اقامة لشرط الفرقة مقام السبب. قوله اقامة لشرط الفرقة وهو مضی هذه المدة مقام السبب وهو الاباء [illegible] شامی۔

مسجد [illegible]

**سوال** (۱۴۷۲) - اگر کوئی شخص اپنی ذات سے گھمنڈ سے یہ کہے کہ میں مسجد پر پیشاب کرتا ہوں اور امام کو گالیاں دے۔ ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے اور جو اشخاص اس کے مددگار ہیں اور مسجد کے لوٹوں کو خراب

[1] دیکھئے [illegible] ظفیر۔

کریں اور ان سے طہارت کریں، ان کے لئے کیا حکم ہے، اور وہ لوٹے پاک رہ سکتے ہیں؟

**الجواب** - ایسے شخص کے لئے شریعت میں کفر کا خوف ہے، توبہ کرے اور تجدید نکاح کرے اور جو لوگ اس فاسق و فاجر کے مددگار رہوں وہ بھی عاصی و فاسق ہیں توبہ کریں اور آئندہ ایسے حرکات سے باز آویں اور مسجد کے لوٹوں کو خراب نہ کریں اور ان لوٹوں کو ناپاک نہ سمجھیں کیونکہ جب تک نجاست کا لگنا یقینی طور سے معلوم نہ ہوا اس وقت تک ناپاکی کا حکم نہیں کیا جاتا۔ فقط

**شریعت کا منکر مرتد ہوا یا نہیں**

**سوال** (۱۴۷۴) - اگر کوئی شخص شریعت کا انکار کرے اور کہے کہ ہم شریعت کو نہیں مانتے، تمہاری شرع تمہارے گھر ہیں، آیا وہ شخص مرتد ہوگیا یا نہیں، اور اس کی زوجہ مطلقہ ہوگئی یا نہیں؟

(۱۴۷۴/۲) - ایک مسجد میں ایک مولوی کے ساتھ کچھ مسائل شرعیہ کا تذکرہ ہو رہا تھا، ناگاہ ایک شخص نے آکر بطور بغض کے علماء کی بہت ہی حقارت و استہزاء و توبیخ کرنی شروع کی ایسے شخص کے لئے کیا حکم شرعی ہے؟

**الجواب** - اقول وباللہ التوفیق۔ قال فی رد المحتار وفی الخلاصۃ وغیرہا اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب التکفیر ووجہ واحد یمنعہ فعلی المفتی ان یمیل الی الوجہ الذی یمنع التکفیر[1] ۱ھ ص ۲۸۵ باب المرتد وفیہ عن جامع الفصولین وعلی ہذا ینبغی ان یکفر من شتم دین مسلم ............ ولکن یمکن التاویل بان مرادہ اخلاقہ الردیۃ ومعاملتہ القبیحۃ لاحقیقۃ دین الاسلام فینبغی ان لا یکفر حینئذ واللہ تعالی اعلم ۱ھ ص ۲۸۶ ج ۳ شامی وقد سئل فی الخیریۃ

[1] رد المحتار باب المرتد، مطلب ... ج ۳ ص ۲۹۳ - ظفیر۔



عمن قال لہ الحاکم ارض بالشرع فقال لا اقبل فافتی مفت بانہ کفر وبانت زوجتہ فہل یثبت کفرہ بذلک فاجاب بانہ لا ینبغی للعالم ان یبادر بتکفیر اہل الاسلام الی آخرہ[1]۔ وفی الدر المختار والفاظہ تعرف فی الفتاوی بل افردت بالتالیف مع انہ لا یفتی بالکفر بشئی منہا الا فیما اتفق المشائخ علیہ کما سیجئی قال فی البحر وقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئی منہا الخ[2] ونقل عبارتہ فی الشامی وفی آخرہ فعلی ہذا فاکثر الفاظ التکفیر المذکورۃ لا یفتی بالتکفیر فیہا ولقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئی منہا[3] ۱ھ کلام البحر باختصار۔ شامی ص ۲۸۵۔ فقط

**یہ کہنا کہ رواج پر فیصلہ کرو کیسا ہے؟**

**سوال** (۱۴۷۵) - وکیل مدعیٰ علیہ نے مدعی سے کہا کہ تم شرع محمدی مانتے ہو یا نہیں تو مدعی نے کہا جس طرح رواج ہے تم اس طرح کرو، یہاں شرع کا کیا کام اس شخص کی نسبت کیا حکم ہے۔

**الجواب** - مسلمان کو شرع محمدی کا نہ ماننا اور یہ کہنا کہ رواج کے موافق کرو، یہاں شرع کا کیا کام ہے سخت گناہ ہے جس میں خوف کفر ہے، اس کلمہ سے توبہ کرنی چاہئے اور تجدید ایمان کرنی چاہئے[4]۔ فقط

**بلا ارادہ کلمہ کفر زبان سے نکل جائے تو کیا حکم ہے؟**

**سوال** (۱۴۷۶) - ایک شخص کی زبان سے بے ساختہ بلا ارادہ اپنی زوجہ کی نسبت یہ لفظ نکل گیا کہ یہ تو میرا خدا ہے والعیاذ باللہ تعالی، آیا یہ شخص مرتکب کفر ہوا یا نہیں اور نکاح قائم رہا یا نہ؟

**الجواب** - شامی میں ہے کہ اگر خطاءً بلا ارادہ کلمہ کفر زبان سے نکل جاوے

[1] رد المحتار باب المرتد ص ۲۹۱ ج ۳ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المرتد ص ۲۹۲ ج ۳ و ص ۲۹۳ ج ۳ ظفیر۔ [3] رد المحتار باب المرتد ص ۲۹۳ ج ۳۔ ظفیر۔ [4] ویظہر من ہذا ان ما کان دلیل الاستخفاف یکفر بہ وان لم یقصد الاستخفاف (رد المحتار باب المرتد ص ۲۹۲ ج ۳) ظفیر۔

تو کافر نہیں ہوتا ومن تکلم بہا مخطئاً او مکرہاً لا یکفر عند الکل[1] الخ لہذا اس صورت میں حکم کفر کا اس شخص پر نہ کیا جاوے اور نہ اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوگی لیکن احتیاطاً تجدید نکاح کرلیوے اور توبہ واستغفار کرے۔ فقط

آریہ اور عیسائی ہونے سے نکاح ختم ہوجاتا ہے یا نہیں؟

**سوال** (۱۴۷۷) - اگر کوئی مسلمان منکوحہ عورت اپنے خاوند کے گھر سے نکل کر آریہ یا عیسائی ہوجاوے تو اس کا نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں؟

**الجواب** - زوجین میں سے کسی ایک کا مرتد ہونا فوراً نکاح کو فسخ کرتا ہے کما فی الدر المختار وارتداد احدہما فسخ عاجل[2] پس جب کہ کوئی عورت مسلمہ آریہ یا عیسائی ہوگئی نکاح اس کا اس کے شوہر سے فوراً فسخ ہوگیا اگر وہ پھر اسلام لاوے گی تو تجدید نکاح ضروری ہے اور فقہاء نے اس پر فتویٰ دیا ہے کہ عورت اگر مرتد ہوجاوے تو اس کو مجبوراً مسلمان کیا جاوے اور شوہر اول سے تھوڑے سے مہر پر اس کا نکاح کیا جادے[3]۔ فقط

قرآن وحدیث کو کوئی شیطان کی کتاب کہے تو کیا حکم ہے

**سوال** (۱۴۷۸) - ایک مسلمان قرآن وحدیث پر عمل کرتا ہے اور لوگوں کے نزدیک اس کو بیان کرتا ہے اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہے، ایسے شخص کو ایک مسلمان شیطان کہتا ہے اور قرآن وحدیث کو شیطان کی کتاب کہتا ہے ایسے شخص کے بارہ میں کیا حکم شرعی ہے؟

**الجواب** - پہلے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وہ شخص جس کو قرآن شریف اور حدیث

[1] رد المحتار باب المرتد تحت قولہ والطوع ص ۳۹۲ ج ۳ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲۔ ظفیر۔ [3] وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجراً بمہر یسیر کدینار وعلیہ الفتوی (در مختار) لکل قاض ان یجددہ بمہر یسیر ولو بدینار رضیت ام لا وتمنع من التزوج بغیرہ بعد اسلامہا ولا یخفی ان محلہ ما اذا طلب الزوج (رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۴۰ ج ۲) ظفیر۔



شریف پر عمل کرنے والا بتلایا گیا ہے وہ مروج عامل بالحدیث یعنی کہیں غیر مقلد تو نہیں ہے، جو سلیقہ قرآن اور حدیث کے سمجھنے کا اور تطبیق بین الاحادیث کا نہیں رکھتے اور فقہ اور کتب فقہ حنفیہ کا انکار اور خلاف کرتے ہیں، ایسے لوگوں کا حال یہ ہے کہ دعویٰ ان کا تو قرآن وحدیث پر عمل کرنے کا ہوتا ہے مگر حقیقت میں وہ پورے عامل قرآن وحدیث کے نہیں ہیں کہ ائمہ مجتہدین خصوصاً امام اعظم ابو حنیفہؒ کا خلاف کرتے ہیں اور ان پر طعن کرتے ہیں اور اگر وہ عامل بالحدیث والقرآن حنفی ہے اور موافق فقہ حنفی کی جو عین مطابق قرآن وحدیث کے ہے عمل کرتا ہے اور مقلد ہے حنفی سنی ہے تو ایسے عالم حنفی متبع سنت کو برا کہنا نہایت مذموم وقبیح ہے اور بہر حال قرآن وحدیث اور فقہ کو شیطانی کتاب کہنا والعیاذ باللہ کفر صریح وارتداد قبیح[1] ہے۔ فقط

خدا اور رسول کو جو گالی دے اس کا نکاح رہا یا ختم ہوگیا؟

**سوال** (۱۴۷۹) - ایک شخص نے اپنی اہلیہ کو مارا عورت نے شوہر سے کہا کہ خدا اور رسول کے واسطے مجھ کو نہ مار اس پر اس کے خاوند نے خدا اور رسول کی شان میں سخت گالیاں دیں وہ کافر ہوا یا نہیں اور اس کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہوئی اور دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اور اولاد کی پرورش کا حق کس کو ہے؟

**الجواب** - وہ شخص کافر ہوگیا اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوگئی۔ عدت گذار کر دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے[2] اور اولاد کی پرورش بھی وہی

[1] وبالجملۃ فقد ضم الی التصدیق بالقلب او بالقلب واللسان فی تحقیق الایمان امور الاخلال بہا اخلال بالایمان اتفاقاً کترک السجود لصنم وقتل نبی والاستخفاف بہ وبالمصحف والکعبۃ وکذا مخالفۃ او انکار ما اجمع علیہ بعد العلم بہ لان ذالک دلیل علی ان التصدیق مفقود (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۲ ج ۳) ظفیر۔ [2] وکل مسلم ارتد فتوبتہ مقبولۃ الا الکافر بسب نبی من الانبیاء فانہ یقتل حداً ولا تقبل توبتہ۔ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۸ ج ۳) اجمع المسلمون ان شاتمہ صلی اللہ علیہ وسلم کافر وحکمہ القتل ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر (رد المحتار ایضاً) وارتداد احدہما فسخ عاجل بلا قضاء فللموطوءۃ کل مہرہا ولغیرہا نصفہ وعلیہ نفقۃ العدۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲) ظفیر

کرے گی (ان اخبرت بردۃ زوجھا لھا التزوج بآخر بعد العدۃ) (رد المحتار باب النکاح الکافر ص ۵۱۲ ج ۲ - ظفیر)

**قرآن کی توہین باعثِ ارتداد ہے نکاح فسخ ہوگیا**

**سوال** (۱۴۸۰) - زید نے اپنی دختر مریم نابالغہ کا نکاح عمر سے کردیا، عمر محض بے علم جاہل فاسق و فاجر تارک صلوٰۃ و صوم وزانی ہے مریم کو ایذا پہنچاتا ہے، بارہا قرآن شریف بوقت تلاوت پھینک دیا۔ اگر زید مریم کو اب پھر عمر کے یہاں بھیجے تو مریم ارادہ خودکشی کا رکھتی ہے اور عمر ارادہ مریم کے مارنے یا فروخت کرنے کا رکھتا ہے تو شرعاً کیا حکم ہے؟

**الجواب** - قرآن شریف کا ازراہ استخفاف پھینک دینا کفر و ارتداد ہے، ایسی حالت میں اس کی زوجہ مریم اس کے نکاح سے خارج ہوگئی، پس مریم عمر کے گھر نہ بھیجی جاوے اور دوسرا نکاح اس کا بعد عدت کے درست ہے[1]۔ فقط۔

**حرام کو حلال سمجھنے والا مسلمان ہے یا نہیں؟**

**سوال** (۱۴۸۱) - فعل حرام کو حلال سمجھ کر کرنے والا مسلمان رہتا ہے یا نہیں۔

**الجواب** - اس میں تفصیل ہے جو کہ شامی باب المرتد میں مذکور ہے حاصل یہ ہے کہ ہر ایک حرام کو حلال سمجھنے والا یا برعکس کافر نہیں ہے بلکہ اس میں چند قیود ہیں جو کہ کتاب مذکور کے موقع مذکور میں منقول ہیں ان کو ملاحظہ فرمالیویں[2]۔ ماحصل یہ ہے کہ

[1] لان الشارع جعل بعض المعاصی امارۃ علی عدم وجودہ (ای التصدیق) کما لو سجد لصنم او وضع مصحفا فی قاذورۃ فانہ یکفر (رد المحتار باب المرتد ج ۳) ... ما یکون کفراً اتفاقاً یبطل العمل والنکاح وما فیہ خلاف (ایضاً ص ۳۹۹ ج ۳) ظفیر۔

[2] والاصل ان من اعتقد الحرام حلالا فان کان حراما لغیرہ کمال الغیر لا یکفر وان کان لعینہ فان کان دلیلہ قطعیا کفر والا فلا وقیل التفصیل فی العالم اما الجاھل فلا یفرق بین الحرام لعینہ ولغیرہ وانما الفرق فی حقہ انما کان قطعیا کفر بہ والا فلا فیکفر اذا قال الخمر لیس بحرام (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۲ ج ۳) ظفیر



جو چیز بذاتِ خود حرام ہو اور اس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو، اس کا حلال سمجھنے والا کافر ہوجاتا ہے۔ ظفیر)۔

**شوہر کے ظلم سے جو عورت قادیانی ہوئی پھر مسلمان اس کی شادی**

**سوال** (۱۴۸۲) - ہندہ زوجہ زید نے مذہب قادیانی اختیار کرلیا، علماء نے حکم ارتداد جاری کرکے فسخِ نکاح کا حکم کیا، اب جب کہ ہندہ اپنی عقائد کفریہ سے تائب ہوگئی اس سے تجدید نکاح کے لئے کہا گیا جس کے جواب میں ہندہ نے کہا کہ بوجہ ناراضگی اپنے شوہر کے کہ مجھ کو نان و نفقہ نہیں دیتا تھا اور نہ طلاق دیتا تھا مذہب قادیانی اختیار کیا تھا لہٰذا اگر مجھ کو اسی شخص سے نکاح کرنے پر مجبور کیا جاوے گا تو میں پھر اس مذہب کو اختیار کرلوں گی اور کسی قادیانی سے عقد کرلوں گی۔ اس صورت میں ہندہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

**الجواب** - اقول وباللہ التوفیق ارتداد سے بچانے کیلئے روایت شامی فظاہرہ ان لھا التزوج بمن شاءت[1] پر عمل کیا جاوے، اور یہ مسئلہ جو مختار کے لئے ہے کہ جبراً اس کو مسلمان کرکے شوہر اول کے ساتھ تجدید نکاح کیا جاوے یہ دارالاسلام میں ہوسکتا ہے نہ کہ دارالحرب میں کما ہو ظاہر۔ فقط

**قرآن پاک کو گالی دی تو نکاح فسخ ہوا یا نہیں**

**سوال** (۱۴۸۳) - ایک شخص بحق قرآن عزیز مجمع عام میں بغیر از ارتفاع موانع شرعیہ گالی گلوج دی، والعیاذ باللہ تعالیٰ تو کیا یہ شخص شرعاً کافر ہوا یا نہ اور تجدیدِ نکاح و تلقین وغیرہ امور شرعیہ بھی ضروری ہیں یا نہیں؟

**الجواب** - اس کے ارتداد میں کچھ شبہ نہیں ہے، تجدیدِ اسلام و تجدید

[1] رد المحتار باب المرتد ص ۴۲۰ ج ۳ - ظفیر۔

نکاح اس کو ضروری[1] ہے۔ فقط۔

**حکم خدا ورسول سے انکار میں نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟**

**سوال (۱۴۸۴)** - ایک عالم نے زید کو شادی کے موقع پر رقص وسرود سے منع کیا کہ شریعت میں لہو ولعب سرود وسماع بالخصوص رقص وغیرہ حرام ہے تو اس پر زید نے، ایک عزیز نے مجمع عام میں بآواز بلند یہ کہا کہ ہم خدا ورسول کے حکم سے بالکل منکر ہیں اور نہیں مانتے وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں؟ اس کا نکاح باطل ہے یا نہیں؟ مسلمانان کو اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟

**الجواب** - اس صورت میں وہ شخص جس نے کلمہ مذکورہ کہا مرتد ہوگیا اور دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوگئی[2]، تجدید اسلام وتجدید نکاح اس کو لازم ہے اور اگر وہ توبہ نہ کرے اور از سر نو اسلام قبول نہ کرے تو مسلمانان کو اس کے ساتھ میل جول نہ رکھنا چاہیے اور اس کو بالکل علیحدہ کر دینا چاہیے۔

**شوہر عیسائی ہوگیا تو نکاح فسخ ہوگیا عدت بعد شادی کر سکتی ہے**

**سوال (۱۴۸۵)** - زید تنہا عیسائی ہوگیا، اور اس کی زوجہ ودیگر اہل کنبہ بدستور اسلام پر مستقیم ہے تو اس کی زوجہ کو چھ سال بعد نکاح ثانی کرنے کے لئے طلاق لینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

[1] اذا انکر الرجل آیۃ من القرآن الخ او عاب کفر الخ رجل یقرأ القرآن فقال رجل این چہ بانگ طوفان است فہذا کفر (عالمگیری مصری موجبات الکفر ۲/۲۶۶) ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح الخ یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المرتد ۳/۴۱۲) ظفیر۔ [2] وارتداد احدہما فسخ عاجل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ۲/۵۳۹) ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح الخ یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح (ایضا باب المرتد ۳/۴۱۲) ظفیر۔



**الجواب** - زید جب کہ عیسائی ہوگیا اور اس کی زوجہ مسلمان رہی تو نکاح اس کا فوراً فسخ ہوگیا، بعد عدت کے اس کو دوسرا نکاح کرنا جائز اور درست ہے۔ کما فی الدر المختار وارتداد احدہما فسخ عاجل[1]۔

**شوہر جب غالی شیعہ ہوجائے تو نکاح فسخ ہوجاتا ہے**

**سوال (۱۴۸۶)** - ہندہ نابالغہ کا نکاح بکر سے ہوا بکر اور اس کے والدین اس وقت سنی تھے، ہندہ کے بالغہ ہوجانے کے بعد وہ رافضی ہوگئے جو ہر وقت اصحاب ثلاثہ وحضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ اور اصحاب عشرہ مبشرہ پر لعن وتبرا کرتے رہتے ہیں، ابھی تک ان کی یہی حالت ہے کہ علانیہ اصحاب وازواج مطہرات کو برا کہتے ہیں اور امامت کو نبوت سے افضل کہتے ہیں، ہندہ اب والدین کے گھر ہے تو ہندہ وبکر کا نکاح قائم وجائز ہے یا نہیں؟

**الجواب** - بکر جس وقت رافضی غالی ہوگیا اور رفض اس کا حد کفر کو پہنچ گیا تو نکاح ہندہ کا اس سے فسخ ہوگیا۔ کما فی الدر المختار وارتداد احدہما فسخ عاجل[2] الخ وفی الشامی نعم لا شک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃؓ او انکر صحبۃ الصدیق او اعتقد الالوہیۃ فی علی او ان جبرئیل غلط فی الوحی او نحو ذلک من الکفر الصریح[3] الخ فقط

**چماری مسلمان ہوئی شادی کی پھر ہندو کے گھر نے جانی گئی اب پھر مسلمان ہے کیا حکم ہے؟**

**سوال (۱۴۸۷)** - پہلے ایک چماری مسلمان ہوئی اور اپنا نکاح اہل اسلام سے پڑھوایا چھ ماہ اس شخص کے گھر میں رہی پھر اس چماری کو ہندو جبراً پکڑ کر لے گئے اس کا خاوند کسی اور مقدمہ میں قید ہوگیا تھا، پانچ ماہ تک چماری ہندوں کے گھر رہی حلال حرام کو مباح جانا۔ اب پھر دوبارہ مسلمان ہوگئی، آیا پہلا نکاح اس کا فاسد ہوگیا یا کیا، اس چماری

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ۲/۵۳۹۔ ظفیر [2] ایضا باب نکاح الکافر ۲/۵۳۹۔ ظفیر [3] رد المحتار باب المرتد ۳/۴۰۵ و ۳/۴۰۶۔ ظفیر۔

کا نکاح دوسرے شخص سے جائز ہے یا نہیں؟ یا پہلے خاوند سے طلاق لینی چاہیئے؟

**الجواب۔** جو امور سوال میں درج ہیں ان سے اس چماری کا مرتد ہونا معلوم نہیں ہوتا اگر درحقیقت وہ اپنے اسلام پر قائم رہی اور عقیدہ اسلام کا رہا اگرچہ اعمال میں شریک کفار کے رہی تو مرتد نہیں ہوئی اور اس کا پہلا نکاح قائم ہے[1] بدوں اس کے طلاق کے اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی، اور دوسرے شخص سے نکاح جائز نہ ہوگا اور اگر اس نے اپنا عقیدہ بدل دیا تھا اور اسلام سے منحرف ہوگئی تھی اور اسلام کا انکار کردیا تھا تو نکاح سابق اس کا فسخ ہوگیا، اب دوبارہ اسلام لانے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح صحیح ہے[2]۔ فقط

کلمہ کفر سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے

**سوال** (۱۴۸۸) - ہندہ کا نکاح زید سے چھ سات برس ہوئے ہوا تھا زید نے اتنے عرصہ میں کسی قسم کا حق ہندہ کا ادا نہیں کیا، زید کو نہ مجامعت پر قدرت ہے نہ نان ونفقہ دیتا ہے بلکہ زید کو عادت اغلام کرانے کی ہے جس کی وجہ سے مجامعت پر قدرت نہیں رہی اور والدین کے بہکانے کی وجہ سے طلاق نہیں دیتا، زیادہ تکلیف پہنچنے کی وجہ سے اکثر اوقات ہندہ کی زبان سے کلمہ کفر کے بھی جاری ہوجاتے ہیں تو ہندہ بوجہ کلمۂ کفر کے عقدِ نکاح سے باہر ہوگئی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی تو ایسی صورت تحریر فرمایئے کہ ہندہ زید سے علیحدہ ہوجاوے؟

---

[1] لا یخرج الرجل من الایمان الا جحود ما ادخله فیه ثم تیقن انه ردة یحکم بها وما یشك انه ردة لا یحکم بها اذ الاسلام الثابت لا یزول بالشك الخ وینبغی للعالم اذا رفع الیه هذا ان لا یبادر بتکفیر اهل الاسلام (رد المحتار باب المرتد ص۳۹۳ ج۳) ظفیر۔ [2] وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۱۵ ج۲) ظفیر



**الجواب۔** بدون طلاق دینے شوہر کے کوئی صورت علیحدگی کی نہیں ہے البتہ اگر کلمہ کفر زوجین میں سے کسی کے زبان سے ایسا نکل گیا ہے جو باتفاق کفر ہے[1]، تو اس سے نکاح فوراً فسخ ہوجاتا ہے لیکن فسخ نکاح کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ کلمہ کفر ایسا ہو کہ اس میں گنجائش تاویل کی نہ ہو، اور مسئلہ یہ بھی ہے کہ شوہر سے زبردستی سے اگر طلاق کا لفظ کہلا دیا جاوے تب بھی طلاق پڑجاتی ہے لقوله علیه الصلوٰة والسلام ثلث جدهن جد وهزلهن جد الحدیث[2]۔ فقط

---

[1] الکفر شیء عظیم فلا اجعل المومن کافراً متی وجدت روایة انه لا یکفر وفی الخلاصة وغیرها اذا کان فی المسئلة وجوه توجب التکفیر ووجه واحد یمنعه فعلی المفتی ان یمیل الی الوجه الذی یمنع التکفیر تحسیناً للظن بالمسلم (رد المحتار باب المرتد ص۳۹۳ ج۳) ظفیر۔ [2] مشکوٰة باب الخلع والطلاق فصل ثانی ص۲۸۴، جد کے بعد یہ الفاظ ہیں النکاح والطلاق والرجعة رواه الترمذی وابوداؤد (ایضاً) ظفیر۔

# نواں باب

## بیویوں میں عدل و مساوات اور حقوق الزوجین

**دو بیویوں میں مساوات**

**سوال (۱۴۸۹)** - مرے دو بیویاں ہیں، میں اپنی ہر بیوی کے مکان سکونتی ہیں دس دس شب ہر ماہ میں سونا چاہتا ہوں جس میں تخلیہ بھی بسہولت ممکن ہے، اب مہینہ میں دس شب اور باقی رہے ان میں میں اپنی بیوی شادی شدہ کے مکان کے باہر سونا چاہتا ہوں مگر بلا تعلق تخلیہ اگر اس کی نوبت ہو تو مساوی حقوق ہونا چاہئے یا کیا، جہاں میں دس شب اور سونا چاہتا ہوں وہ ناکتخدا ہیں، اور دوسری بیوی ان صفات میں نہیں ہیں؟

**الجواب** - زوجات اگر متعدد ہیں تو سب برابر ہیں اور سب کا حق برابر ہے، باکرہ اور ثیبہ اور پہلی اور نئی سب برابر ہیں اور مساوات شب باشی میں ہونی چاہئے، جماع شرط نہیں ہے پس وہ دس شب جو باقی رہے یا تو ان کو بھی نصفا نصف کرنا چاہئے یا دونوں کے پاس رات کو نہ رہو کسی علیحدہ مکان میں رہو[1]۔ فقط۔

[1] یجب وظاھر الآیة انه فرض ان یعدل فیه ای فی القسم بالتسویة فی البیتوتة و فی الملبوس والماکول والصحبة لا فی المجامعة الخ والبکر والثیب والجدیدة والقدیمة والمسلمة والکتابیة سواء لاطلاق الآیة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب القسم ص ۵۴۶ و ص ۵۴۶ و ص ۵۵۵ ج ۲) ظفیر۔



**کیا دو بیویوں کے زیور اور خرچ میں بھی مساوات ضروری ہے جبکہ ایک صاحب اولاد ہو اور دوسری نہ ہو**

**سوال (۱۴۹۰)** - اگر زید کے دو زوجہ ہیں تو دونوں میں زیور وغیرہ میں کمی زیادتی کرنا یا دونوں کو برابر خرچ دینا جب کہ ایک صاحب اولاد بھی ہے جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب** - دونوں زوجہ میں خرچ اور نفقہ میں مساوات کرے کمی بیشی نہ کرے[1] البتہ جو صاحبِ اولاد ہے اس کو اولاد کا نفقہ علیحدہ دیوے۔

**عمر چاہتا ہے کہ سفر میں چھ چھ ماہ دونوں بیویوں کو رکھے قرعہ نہیں ڈالے کیا حکم ہے؟**

**سوال (۱۴۹۱)** - عمر کا روزگار پہاڑ پر ہے اور اس کی دو زوجہ ہیں، عمر چاہتا ہے کہ چھ مہینہ ایک زوجہ کو پاس رکھے اور چھ مہینہ دوسری کو، عمر ایسی بیوی کو سفر میں ساتھ رکھنا چاہتا ہے جس کا خرچ کم ہو، اور قرعہ اندازی نہیں کرتا، یہ کیسا ہے؟

**الجواب** - عمر کو اختیار ہے کہ سفر میں جس زوجہ کو چاہے پاس رکھے قرعہ ضروری نہیں ہے، البتہ بہتر اور مستحب ہے اگر قرعہ نہ کرے گنہگار نہیں، کما مر فی الدر المختار ولا قسم فی السفر دفعاً للحرج فله السفر بمن شاء والقرعة احب تطییباً للقلوب[2] الخ

**کیا خرچ اور تحفہ و ہدیہ میں بیویوں کے اندر مساوات نہ کرنے سے شوہر گناہگار ہوگا؟**

**سوال (۱۴۹۲)** - ایک شخص کی دو زوجہ ہیں وہ ان میں مساوات اور برابری نہیں کرتا زوجہ ثانیہ کو خرچ وغیرہ کم دیتا ہے اور تحفہ وغیرہ جو سفر سے لاتا ہے، زوجہ ثانیہ کو نہیں دیتا اور کہتا ہے کہ میں نے فتویٰ منگا لیا ہے کہ تحفہ و ہدیہ میں مساوات ضروری نہیں ہے اگر اس میں سے زوجہ ثانیہ کو کچھ دیدے تو اس کی خوشی ہے، کیا یہ طرزِ عمل درست ہے یا نہیں، کیا وہ شخص گنہگار ہوتا ہے یا نہیں؟

[1] یجب وظاھر الآیة انه فرض ان یعدل ای ان لا یجور فیه ای فی القسم بالتسویة فی البیتوتة وفی الملبوس والماکول والصحبة الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب القسم ص ۵۴۶ و ص ۵۴۶ ج ۲) ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب القسم ص ۵۴۹ ج ۲۔ ظفیر

**الجواب** - عدل کرنا دو زوجہ میں ضروری ہے، تارک اس کا عاصی آثم تارک فرض ہے اور فاسق ہے، قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً الآیة[1] وفی الدر المختار یجب وظاہر الآیة انہ فرض ان یعدل ای ان لا یجور فیہ ای فی القسم بالتسویة فی البیتوتة وفی الملبوس والماکول الخ[2] پس معلوم ہوا کہ دو زوجہ کے درمیان ہر ایک امر میں کھانے اور کپڑے اور پاس رہنے میں مساوات کرے، حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کی دو زوجہ ہوں اور وہ ان میں مساوات اور عدل نہ کرے تو قیامت کے دن اس حال میں آوے گا کہ اس کی ایک کروٹ ساقط ہوگی - وعن ابی ہریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کانت عند الرجل امرأتان فلم یعدل بینہما جاء یوم القیمة وشقہ ساقط رواہ الترمذی وغیرہ[3]-

| | |
|---|---|
| مجامعت ہر ماہ ضروری ہے یا نہیں؟ اور نفقہ سے بے پروائی کیسی ہے؟ | **سوال** (۱۴۹۳) - بیوی کی روٹی کپڑے کی خبر نہ لینا کیسا ہے؟ اور سفر و مجبوری وغیرہ کی وجہ سے مقاربت |

نہ ہوتی ہو تو کیسا ہے؟ یہ جو مشہور ہے کہ (ہر ماہ میں) صحبت نہ کرنے سے ایک خون کا گنہ ہوتا ہے صحیح ہے یا نہیں؟

**الجواب** - زوجہ کے نان نفقہ کی خبر نہ لینا گنہ ہے آئندہ خبر گیری رکھنی چاہئے اور بحالت سفر و مجبوری عدم مقاربت کی وجہ سے کچھ گنہ شوہر پر نہیں ہوا، اور یہ غلط ہے کہ ترک وطی سے ایک خون کا گنہ ہر ماہ میں ہوتا ہے یہ بالکل غلط اور باطل ہے[4]۔

[1] سورۃ النساء، رکوع ۱ - ۱۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب القسم ۲/۵۲۲ و ۲/۵۲۳ ظفیر [3] مشکوٰۃ باب القسم فصل ثانی ص ۲۷۹ ۱۲ ظفیر۔

[4] ولا فی المجامعة کالمحبة بل یستحب ویسقط حقہا بمرة ویجب دیانة احیانا ولا یبلغ مدة الایلاء الا برضاہا ویؤمر المتعبد بصحبتہا احیانا وقدرہ الطحاوی بیوم ولیلة من کل اربع لحرة وسبع لامة ولو تضررت من کثرة جماعہ لم تجز الزیادة علی قدر طاقتہا (در مختار) قال فی الفتح واعلم ان ترک جماعہا مطلقا لا یحل لہ صرح اصحابنا بان جماعہا احیانا واجب دیانة لکن لا یدخل تحت القضاء والالزام الا الوطأة الاولی ولم یقدروا فیہ مدة ویجب ان لا یبلغ بہ مدة الایلاء الا برضاہا وطیب نفسہا بہ (رد المحتار باب القسم ۲/۵۲۲ و ۲/۵۲۳) ظفیر



| | |
|---|---|
| زدوکوب کی وجہ سے بیوی شوہر کے گھر نہ جائے تو کیا کیا جائے؟ | **سوال** (۱۴۹۴) - زید نے اپنی زوجہ کو مہر میں چند رقمیں اور ایک مکان دیدیا اور بعد از ایک سال اس کو |

زدوکوب کر کے اشیاء مذکورہ چھین کر نکال دیا، ایک سال تک وہ اپنی والدہ کے یہاں رہی اب زید اس کو لے جانا چاہتا ہے اور بوجہ زدوکوب جانے سے انکار کرتی ہے، شوہر اس کو لے جاسکتا ہے یا نہیں؟

**الجواب** - اگر زوجہ زید کو شوہر کے مکان پر جانے سے خوف ہو تو اس کو وہاں جانے پر مجبور نہ کیا جاوے گا۔ فقط۔

| | |
|---|---|
| سفر میں بیویوں کے درمیان عدل اور حقوق زوجیت نہ ادا کرنے کا گناہ ہوگا یا نہیں؟ | **سوال** (۱۴۹۵) - زید نے پہلے اپنے وطن اصلی اور جائے پیدائش میں مسماۃ ہندہ سے نکاح |

کیا، پھر ایک دور دراز شہر میں مسماۃ عائشہ سے نکاح کیا، اور وہیں مستقل قیام رکھتا ہے وطنی بیوی کی طرف اس کا قطعی میلان نہیں ہے، البتہ نان نفقہ کے مصارف ادا کرتا رہتا ہے - ایسی حالت میں جب کہ برسوں اپنی بیوی کی طرف رخ نہیں کرتا گنہگار ہوگا یا نہیں؟ ہندہ یہ بھی خواہش کرتی ہے کہ اگر زید شوہر اپنے پاس بلائے تو فوراً چلی جائے لیکن زید اسلئے بلانے میں تامل کرتا ہے کہ اگر بلائے گا تو عدل نہ کرسکے گا، پس اگر زید ہندہ کو اسی شہر میں جس میں مستقل قیام رکھتا ہے بلالے اور سوائے نان نفقہ کے اور مکان کے کسی قسم کا تعلق نہ رکھے تو ایسی حالت میں اس کو ایسا کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟ بحالیکہ وہ ہندہ سے مواخذہ نہ کرنے کا اقرار اور وعدہ لے چکا ہو یا اب لیلے، اگر زید ہندہ کو باوجود اس کی خواہش کے اپنے پاس نہ بلائے تو اس فعل سے گنہگار ہوگا یا نہیں؟

**الجواب** - قال فی الدر المختار ولو اقام عند واحدة شہرا فی غیر سفر الخ قولہ فی غیر سفر اما اذا سافر باحدہما لیس للاخری ان تطلب منہ ان یسکن عندہا مثل التی سافر بہا عن الہندیة شامی ص ۲۲...

جلد ثانی ثم قال فی الدر المختار ولا قسم فی السفر دفعاً للحرج الخ قال فی الشامی لانہ لا یتیسر الا بحملہن معہ وفی الزامہ ذلک من الضرر ما لا یخفی[1] اھ ان عبارات سے واضح ہوا کہ سفر میں جس زوجہ کے ساتھ چاہے رہ سکتا ہے اس پر شوہر ماخوذ نہ ہوگا، لیکن اگر اصلی وطن کی زوجہ کو اپنے پاس بلائے گا تو پھر عدل اس پر لازم ہے، ہاں اگر ہندہ اپنا حق ساقط کر دیوے اور دوسری زوجہ کو دیدیوے تو پھر پاس رکھکر بھی عدل نہ کرنے میں زید گنہگار نہ ہوگا قال فی الدر المختار ولو ترکت قسمہا ای نوبتہا لضرتہا صح[2] اھ اور عبارت شامی لانہ لا یتیسر الخ سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ زید کو اپنے پاس بلانا ہندہ کو لازم نہیں ہے اور نہ بلانے سے وہ گنہگار نہ ہوگا (جب شوہر نے مستقل قیام غیر شہر میں اختیار کر لیا اور وہیں بود و باش اس طرح اختیار کر لی کہ وطن اصلی آنے کا کبھی نام بھی نہیں لیتا، تو پھر یہ سفر کے حکم میں کس طرح رہا، وطن اصلی کے حکم میں ہوگیا۔ فقہاء نے سفر کے سلسلہ میں لکھا ہے ولا قسم فی السفر دفعاً للحرج فلہ السفر بمن شاء منہن والقرعۃ احب تطییباً لقلوبہن (در مختار) اور شامی لکھتے ہیں لانہ لا یتیسر الا بحملہن معہ وفی الزامہ ذلک من الضرر ما لا یخفی نہر ولانہ قد یثق باحداہما فی السفر وبالاخری فی الحضر والقرار فی المنزل (ج ۲ ص ۵۳۸) اس عبارت سے بھی معلوم ہوتا ہے وہ سفر مراد ہے جو مہینہ پندرہ روز کے لئے ہو اور دوسری بالکل نظر انداز نہ ہو،

دوسرے دوسری بیوی کے جو حقوق ہیں ان کی ادائیگی بھی ضروری ہے اس کو کالمعلقہ بنا کے رکھنا یہ ظلم ہے، مجامعت کبھی کبھی دیانۃً واجب ہے، ویجب دیانۃ احیاناً لا یبلغ مدۃ الایلاء الا برضاہا ویؤمر المتعبد لصحبتہا احیاناً وقدرہ الطحاوی بیوم ولیلۃ من کل اربع (در مختار) قال فی الفتح واعلم ان

---

[1] رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ۵۳۸ ۱۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ۵۴۰ ۱۲ ظفیر



ترک جماعہا مطلقاً لا یحل لہ صرح اصحابنا بان جماعہا احیاناً واجب دیانۃ (رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ۵۳۷) واللہ اعلم . ظفیر)۔

**شوہر کی اطاعت ضروری ہے یا والدین کی؟**

**سوال (۱۴۹۶)** - عورت پر شوہر کی فرمانبرداری زیادہ ضروری ہے یا والدین کی۔ ۲ جو عورت شوہر سے نفرت رکھتی ہو اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

**الجواب** - شوہر کی اطاعت اور فرمانبرداری عورت کے لئے زیادہ ضروری ہے اور مقدم ہے دیگر اقرباء سے[1]۔ ۲ ایسی عورت عاصی اور گنہ گار ہے[2]۔

**بیوی کو شوہر باپ کے گھر جانے سے روکے اور بیوی جائے تو کیا حکم ہے؟**

**سوال (۱۴۹۷)** - اگر کوئی شخص اپنی اہلیہ کو یہ حکم دے کر تو سسرال میں ہرگز نہ جانا اور اس شخص کا باپ آکر اس کو سمجھا بجھا کر لے جاوے تو اس سے نکاح پر کیا اثر پڑے گا اور شوہر کو اس پر کیا کرنا چاہئے؟

**الجواب** - اس سے نکاح پر کوئی اثر نہیں ہوا یعنی نکاح میں کچھ خلل نہیں آیا لیکن عورت کو خلاف حکم شوہر ایسا نہ کرنا چاہئے تھا، اب شوہر کو بعد علم کے عورت پر کچھ سختی نہ کرنی چاہئے اگر کوئی اندیشہ اور شبہہ اس کو سسرال جانے میں نہیں ہے، اور اگر ہے تو آئندہ کو روک دے اور جو کچھ اس کے باپ نے کیا کہ اس کی زوجہ کو میکہ سے لے آیا اس پر کچھ مواخذہ نہ کرے[3]۔ فقط۔

---

[1] عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت آمراً احداً ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا رواہ الترمذی (مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء ص ۲۸۱) ولا یمنعہا من الخروج الی الوالدین فی کل جمعۃ ان لم یقدرا علی اتیانہا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقۃ ج ۲ ص ۹۱۶) ظفیر۔ [2] قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای النساء خیر قال التی تسرہ اذا نظر وتطیعہ اذا امر ولا تخالفہ فی نفسہا ولا مالہا بما یکرہ رواہ النسائی (مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء ص ۲۸۳) ظفیر۔ [3] لا یمنعہا من الخروج الی الوالدین وقیل یمنع ولا یمنعہما من الدخول الیہا فی کل جمعۃ وفی غیرہما من المحارم فی کل سنۃ (در المختار) وعن ابی یوسف فی النوادر تقیید خروجہا بان لا یقدرا علی اتیانہا فان قدرا لا تذہب وہو حسن (رد المحتار باب النفقۃ ج ۲ ص ۹۱۶ و ج ۲ ص ۹۱۵) ظفیر۔

جب بیوی کو اس کے والدین نہ آنے دیں تو شوہر کیا کرے؟

**سوال (۱۴۹۸)** - عرصہ ڈیڑھ سال سے زیادہ ہوا میرے سالے کے ضرب لگنے کی اطلاع پہنچی، جس پر میں زوجہ کو لیکر وہاں پہنچا میری سسرال نے زوجہ کو بحیلہ صحت رکھ لیا، اور اب ہرگز نہیں بھیجتے چند مرتبہ میں خود اور ایک مرتبہ میرے والدین لینے کے لئے گئے مگر تب بھی نہیں بھیجا اس صورت میں شرعی فتویٰ کیا ہے؟

**الجواب** - بے وجہ لڑکی کو شوہر کے گھر نہ بھیجنے کا والدین کو کچھ حق نہیں ہے والدین دختر بسبب روکنے اپنی دختر کے گنہ گار ہیں، ان کو لازم ہے کہ اس سے توبہ کریں اور لڑکی کو اسکے شوہر کے پاس بھیجیں اور لڑکی کو لازم ہے کہ اس بارہ میں وہ والدین کی اطاعت نہ کرے اور شوہر کی فرمانبرداری کرے کیونکہ اس بارہ میں شوہر کی اطاعت زوجہ کو کرنا مقدم ہے[1]۔ فقط

بیوی جب شوہر کی بات نہ مانے تو کیا حکم ہے؟

**سوال (۱۴۹۹)** - عورت اپنے خاوند کی مرضی کے خلاف چلے اور اس کے کہنے پر عمل نہ کرے تو اس کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟

**الجواب** - عورت کے ذمہ اپنے خاوند کی اطاعت ان امور میں جو شرعاً ممنوع نہ ہوں ضروری اور لازم ہے اگر وہ اپنے خاوند کی اطاعت نہ کرے گی تو گنہ گار ہوگی اور اگرچہ والدین کی اطاعت ضروری ہے مگر عورت پر خاوند کا حق زیادہ ہے۔

---

[1] الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض وبما انفقوا من اموالهم فالصالحات قنتت حفظت للغيب بما حفظ الله واللتي تخافون نشوزهن فعظوهن وا روهن في المضاجع واضربوهن فان اطعنكم فلا تبغوا عليهن سبيلا (سورة النساء ركوع ۶) قالوا للزوج ان يسكنها حيث احب ولكن بين جيران صالحين (رد المحتار باب النفقة ص۹۱۲ ج۲) ظفير



والدین جب لڑکی رخصت نہ کریں اور وہ نہ جائے تو کیا حکم ہے؟

**سوال (۱۵۰۰)** - عورت کے والدین اگر عورت کو اس کے شوہر کے پاس نہ بھیجیں تو اس کے لئے کیا حکم ہے عورت اپنے والدین کی ترغیب سے خاوند کے پاس نہ جاوے تو کیا حکم ہے؟

**الجواب** :- والدین کو یہ جائز نہیں ہے کہ بلا کسی اندیشہ کے وہ اپنی لڑکی کو اس کے شوہر کے پاس نہ بھیجیں[1]، البتہ اگر کوئی خوف ہو تو روک سکتے ہیں۔

بیوی والدین اور شوہر میں جھگڑا نہ کرائے

**سوال (۱۵۰۱)** - خاوند اگر کوئی بات بطور مذاق اپنی بیوی سے کہے اور عورت اپنے والدین سے شکایت کرے جس کی وجہ سے اس کے والدین جھگڑا فساد کرنے پر آمادہ ہوں، اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟ عورت ہر ایک بات اپنے خاوند کی والدین سے جاکر کہے جس سے رنجش پیدا ہو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

**الجواب** :- جھگڑے سے ہر حال میں بچنا چاہئے یعنی عورت کو ایسی بات نہ کرنی چاہئے جس سے اس کے شوہر اور والدین میں نزاع پیدا ہو۔

شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کا کہیں جانا کیسا ہے؟

**سوال (۱۵۰۲)** - عورت اپنے خاوند کی بلا اجازت کسی رشتہ دار کے گھر یا میکے یا تماشہ میں جاوے اس کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟

**الجواب** - عورت کو بلا اجازت والدین کے یا کسی اپنے رشتہ دار کے گھر جانا درست نہیں ہے، اور مرد کو بھی مطلقاً روکنے کا حکم نہیں ہے بلکہ گاہ گاہ رشتہ داروں سے علیٰ قدر مراتب ملنے دینا چاہئے[2]۔

---

[1] ليس لها ان تخرج بلا اذنه اصلاً (شامی باب المهر ص۴۹۴ ج۲)

[2] لا يمنعها من الخروج الى الوالدين في كل جمعة ان لم يقدرا على اتيانها على ما اختاره في الاختيار ولو ابوها زمنا مثلاً فاحتاجها فعليها تعاهده ولو كافراً وان ابى الزوج ولا يمنعهما من الدخول عليها في كل جمعة وفي غيرهما من المحارم في كل سنة ويمنعهم من الكينونة وفي نسخة من البيتوتة عندها به يفتى ويمنعها من زيارة الاجانب وعيادتهم والوليمة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص۹۱۲ و ص۹۱۵ ج۲) ظفير

**خاوند کو چھوڑ کر باپ کے پاس عورت کا جانا کیسا ہے؟**

**سوال (۱۵۰۳)** - عورت اپنے خاوند کے پاس لیٹی ہوئی ہے، خاوند کے سوجانے پر اٹھ کر چلی جائے اور باپ کے پاس لیٹ کر پیر یا ہاتھ دبوائے اور باپ اس کو اپنے پاس سے جدا نہ کرے اور خاوند کے پاس نہ جانے دے جس سے اس کے خاوند کو بدگمانی پیدا ہو، اس کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟

**الجواب:** والد کی طرف ایسا گمان نہ کرنا چاہئے، لیکن والد کو بھی اس طرز عمل سے بچنا لازم ہے، جس سے شوہر کو بدگمانی کا موقع یا تکلیف ہو۔ ظفیر۔

**عورت کا شوہر کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے**

**سوال (۱۵۰۴)** - لڑکی کے والدین لڑکی کو خاوند کے ساتھ کھانا نہ کھانے دیں اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

**الجواب:** خاوند کے ساتھ کھانا عورت کو شرعاً درست ہے عورت کے والدین کو اس سے روکنا نہ چاہئے۔

**عورت شوہر کی اجازت کے بغیر باہر جا سکتی ہے یا نہیں؟**

**سوال (۱۵۰۵)** - ایک عورت ہندہ جس کا شوہر کہیں باہر گیا ہوا ہے، آیا وہ بلا اجازت شوہر باہر جا سکتی ہے یا نہیں؟ اگر جا سکتی ہے تو کن کن صورتوں میں جا سکتی ہے؟ فقط بینوا توجروا۔

**الجواب** - ہندہ مذکورہ کو اپنی ضرورتوں میں اور ماں باپ سے ملنے کے لئے ودیگر اقارب محارم سے ملنے کے لئے اور حج اگر فرض ہے اور محرم ساتھ جانے والا بھی موجود ہے تو باہر جانا درست ہے کما فی الدر المختار فلا تخرج الا لحق لها او علیها او لزیارة ابویها کل جمعة مرة او المحارم کل سنة ولکونها قابلة او غاسلة وفی

له و یمنعهم من الکینونة وفی نسخة من البیتوتة (درمختار) قوله یمنعهم الظاهر ان الضمیر عائد الی الابوین والمحارم قوله من البیتوتة یؤیده ما مر من التعلیل بان الفتنة فی المکث وطول الکلام (ردالمحتار باب النفقة ص ۹۱۹ ج ۲) ظفیر۔



الشامی وکذا فیما لو ارادت حج الفرض بمحرم او کان ابوها زمنا مثلا محتاج الی خدمتها ولو کافرا وان ابی الزوج او کانت لها نازلة ولم یسأل لها الزوج عنها من عالم فتخرج بلا اذنه فی ذلک کله۔ الغرض ضروریات دینی و دنیوی میں اس کو نکلنا اور باہر جانا درست ہے۔ فقط

**بیوی کو مار پیٹ کرنا برا ہے**

**سوال (۱۵۰۶)** - ایک شخص اپنی بیوی منکوحہ کو از حد تکلیف جبر و تشدد مار پیٹ کرتا ہوا اور وہ عورت اپنی جان کی حفاظت کی وجہ سے بلا اجازت شوہر والدین کے یہاں چلی گئی اور اس کے والدین اس کو بھیجنے سے انکار کریں تو وہ عورت یا اس کے والدین خطا وار ہیں یا نہیں؟

**الجواب** - اس صورت میں شرعاً خطاوار اور آثم شوہر ہے کہ بے وجہ عورت کو زدوکوب کرتا ہے اور سخت تعزیر ناحق کرتا ہے، ایسی حالت میں عورت کا اپنے والدین کے گھر جانا اور رہنا نافرمانی اور نشوز نہیں ہے کیونکہ یہ جانا عورت کا ناحق نہیں ہے بلکہ حق پر ہے۔

**بیوی کو نصیحت کرنا اور اس کے لئے بددعا کرنا یا روٹی کپڑا بند کرنا کیسا ہے؟**

**سوال (۱۵۰۷)** - زید کی بیوی اگر باجود نصیحت کرنے اور سمجھانے کے نہ مانے اور اپنی حرکات سے باز نہ آئے تو زید کو یہ جائز ہے کہ وہ رات کو سونا چھوڑ دے یا کپڑا روٹی نہ دے اور یہ بددعا کرے کہ اللہ پاک یا تو اس کو نیک کردے یا اس کو اٹھالے یہ جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب** - سمجھانا اور نصیحت کرنا تو عمدہ ہے لیکن نہ ماننے پر رات کو سونا

له دیکھئے رد المحتار باب المهر ص ۴۹۴ ج ۲۔ ظفیر۔ له ولو قالت انه یضربنی و یؤذینی فمره ان یسکن بین قوم صالحین فان علم القاضی ذلک زجره ومنعه عن التعدی فی حقها والا یسأل الجیران عن صنیعه فان صدقوها منعه عن التعدی فی حقها ولا یترکها ثمه (رد المحتار باب النفقة ص ۹۲۳ ج ۲) ظفیر

چھوڑنا یا روٹی کپڑا نہ دینا یا کم دینا درست نہیں ہے، اور دعاؤں میں صرف اسی پر اکتفاء کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت فرماوے اور نیک کرے، موت کی دعاء نہ کرے ؎ ۔

ساس بہو میں نہ بنے تو دونوں کو علیحدہ رکھنا کیسا ہے؟

**سوال (۱۵۰۸)** ۔ زید کی زوجہ اور زید کی والدہ میں سخت نا اتفاقی رہتی ہے ۔ بہو ساس کی دشمن اور ساس بہو کی دشمن ہے ۔ زوجہ زید علیحدہ رہنا پسند کرتی ہے، آیا زید کس صورت سے علیحدہ ہو کر رہے کہ والدین کے حقوق بھی ادا کرتا رہے ؟

**الجواب** ۔ زید کو اس حالت میں یہ کرنا چاہیے کہ اپنی زوجہ کو لے کر علیحدہ رہے اور والدین کی خدمت اور فرمانبرداری کرتا رہے اور جو کچھ ان کا حق ہے ادا کرے تاکہ دارین میں فلاح پاوے ۔

والدین کے کہنے سے حقوق شوہر میں کوتاہی یا حقوق اللہ میں درست ہے یا نہیں؟

**سوال (۱۵۰۹)** ۔ اگر والدین لڑکی کو جماع سے روکیں اور وہ شہوت کی وجہ سے نہ رکے لیکن والدین کے خوف سے غسل نہ کرے جس کی وجہ سے اکثر نمازیں قضاء ہوں تو عورت گنہگار ہوگی یا والدین اس کے؟ اور ایسا خوف و لحاظ جس سے نمازوں کے قضاء ہونے کی نوبت آئے جائز ہے یا نہیں ؟

---

ؓ واللتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا (سورۃ النساء ۔ ۶) اس سے معلوم ہوا کہ شب باشی چھوڑنا جائز ہے مگر ہو اسی گھر میں اس کے ساتھ نہ ہو ۔ ظفیر ۔ ؎ وتجب لھا السکنی فی بیت خال من اھلہ الا واھلھا (وبیت منفرد من دار لہ غلق) زاد فی الاختیار والعینی ومرافق ومفادہ لزوم کنیف ومطبخ وینبغی الافتاء بہ کفا ما لحصول المقصود ... یشترط ان لا یکون فی الدار احد من احماء الزوج یوذیھا (درمختار) فی البدائع ولو اراد ان یسکنھا مع ضرتھا او مع احمائھا کامہ واختہ وبنتہ فابت فعلیہ ان یسکنھا فی منزل منفرد لان اباءھا دلیل الاذی والضرر الخ وذکر الخصاف ان لھا ان تقول لا اسکن مع والدیک واقربائک فی الدار فافرد لی دارا، قال صاحب الملتقط ھذہ الروایۃ محمولۃ علی الموسرۃ الشریفۃ وما ذکرنا قبلہ ان افراد بیت فی الدار کاف انما ھو فی المرأۃ الوسط (رد المحتار باب النفقۃ ص۹۱۲ و ص۹۱۳ ج۲) ظفیر ۔



**الجواب** ۔ اس میں والدین عاصی و گناہگار ہیں، اور عورت کو ان کی فرمانبرداری اور ان کا خوف کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ حدیث میں ہے (لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق ۔ مشکوٰۃ کتاب الامارۃ ص۳۲۱ ۔ ظفیر) ۔

پہلی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہوں مگر والدین راضی نہیں ادھر مساوات نہیں رکھ سکتا کیا حکم ہے؟

**سوال (۱۵۱۰)** ۔ کمترین کا نکاح عرصہ چار سال چھ ماہ پیشتر ایک لڑکی سے ہوا ۔ جہاں پر میں خوش نہیں تھا مگر والدین کے دباؤ سے وہ نکاح ہوگیا اور میں اس وقت بالغ تھا، نکاح کے ابتداء ہی سے مجھے اپنی منکوحہ سے محبت پیدا نہیں ہوئی اور میرا ارادہ نکاح ثانی کر لینے کا ہوا جس کو والدین پر بھی ظاہر کیا مگر وہ راضی نہیں ہوئے اور نہ انھوں نے اجازت دی والدین بہت دباؤ دیتے رہے کہ میرے تعلقات اپنی بیوی سے اچھے پیدا ہو جاویں اور میں خود اکثر اپنی طبیعت کو بہت مجبور کرتا تھا مگر کوئی خوشگوار اثر نہ ہوا گو اپنی صورت میں اس کے ساتھ تعلقات زن و شوی رکھا گیا اور اس طرح دو سال کا عرصہ گذر گیا مگر کوئی اولاد وغیرہ بھی پیدا نہیں ہوئی، عرصہ دو سال کے بعد اپنی حسب منشاء والدین کی مرضی کے خلاف دوسرا نکاح کر لیا جس کے ساتھ خداوند کریم نے مجھے محبت بھی عطا فرمائی اور مجھے جو چاہتا تھا اللہ پاک نے عنایت فرمالیا اب میرا ارادہ پہلی بیوی کو طلاق دینے کا تھا کیوں کہ دوسرا نکاح کرنے کی صورت میں مجھ سے اس کے رہے سہے تعلقات بھی ضائع ہو جاویں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور میں نے بہت چاہا کہ اسے طلاق دیدوں مگر والدین نہایت سخت ناراض تھے اور انھوں نے ہرگز ہرگز اس بات کی اجازت نہ دی، انھوں نے فرمایا کہ اگر تم اس کو طلاق دیتے ہو تو ہم تم سے اپنی زندگی بھر نہیں ملیں گے، آخر میں نے ملتوی کر دیا مگر اس حالت میں مجھے اس سے محبت بالکل نہیں اور نہ میرے اس کے تعلقات اچھے رہے اور اسی طرح دو سال قریباً اور گذر گئے اور میرے اور اس کے تعلقات میں

کوئی اچھا اثر پیدا نہیں ہوا، اب میں چاہتا ہوں کہ اسے طلاق ہو جاوے تو وہ بھی اپنے آرام میں ہو جاوے اور مجھے بھی اس سخت مواخذہ سے نجات ہو، مگر والدین کسی طرح نہیں مانتے وہ اپنی اس ضد پر ہیں کہ اگر تم اسے طلاق نہیں دیتے تو ہم ملتے ہیں ورنہ ہم تم سے دور، تم ہم سے دور، اب دراصل بات یہ بھی ہے کہ میری پہلی بیوی طلاق لینے پر خوش نہیں ہے اور میری یہ حالت ہے کہ میں دو کا خرچ اور تعلقات وغیرہ کے برداشت کے قابل نہیں اور میں دونوں کو رہنے بھی دوں تو از روئے قوانین خداوندی میں دونوں کے ساتھ مساوات کا سلوک نہ کرنے سے ایک سخت گناہ کا مرتکب ہوتا ہوں اور اگر طلاق دیتا ہوں تو والدین کی نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہوں اب مجھ کو کیا کرنا چاہئے۔

**الجواب۔** بہتر تو یہ ہے کہ والدین کی بھی اطاعت کی جاوے اور ان کی مرضی کے خلاف نہ کیا جاوے، اور زوجۂ اول کے حقوق بھی ادا کئے جاویں اور اگر طبیعت اور خواہش کے خلاف ہو، مگر طبیعت پر جبر کر کے اور اللہ کے خوف سے ہر دو زوجہ میں عدل اور مساوات کی جاوے، باقی محبت قلبی اگر ایک سے زیادہ ہو اور ایک سے کم ہو، یا بالکل نہ ہو تو اس پر مواخذہ نہیں ہے۔ اور جماع و صحبت میں بھی مساوات شرط نہیں ہے مگر البتہ شب باشی یعنی رات کو پاس رہنے میں دونوں کو برابر رکھے ایک شب ایک زوجہ کے پاس سوئے تو دوسری رات دوسری کے پاس۔ اسی طرح کھانے کپڑے میں برابری کرے[1] لیکن اگر ایک زوجہ اپنے حقوق معاف کر دیوے تو پھر عند اللہ مواخذہ سے بری ہے، الغرض یہ صورت تو ایسی ہے کہ ماں باپ کی

[1] یجب وظاہر الآیۃ انہ فرض ان یعدل ای ان لایجور فیہ ای فی القسم بالتسویۃ فی البیتوتۃ وفی الملبوس والماکول والصحبۃ لا فی المجامعۃ کالمحبۃ، بل یستحب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب القسم ص ۵۳۶/۲ و ص ۵۳۷/۲) ظفیر۔



بھی خوشی ہو جاوے اور بیوی کی بھی حق تلفی نہ ہو۔

اور اگر اس طرح نہیں کر سکتا اور ایک زوجہ کے حقوق بالکل ادا نہیں کر سکتا اور جس قدر مساوات و عدل ضروری ہے وہ نہیں کر سکتا اور نہ وہ زوجہ اپنے حقوق معاف کرتی ہے تو پھر ضروری ہے کہ اس کو طلاق دی جاوے[1]، اور ماں باپ کے راضی کرنے کی دوسری صورت کی جاوے، طلاق دینے کے بعد ان کی منت خوشامد کی جاوے اور ہر طرح فرماں برداری کی جاوے اور جس طرح ہو ان کو راضی کیا جاوے اور خوش رکھا جاوے۔ اگر بالفرض وہ پھر بھی راضی نہ ہوں تو تم پر مواخذۂ شرعی نہیں البتہ زوجہ کے حقوق ادا نہ کرنے اور اس سے معافی کی صورت نہ ہونے میں سخت مواخذہ ہے کہ اس کی مکافات کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ اور والدین کی اطاعت اسی حد تک ضروری ہے کہ کسی معصیت کا ارتکاب اس میں نہ ہو، اور در صورت اللہ کے حکم کی نافرمانی کے ارتکاب کے والدین کی خوشی کی پیروی نہ کرنی چاہئے، کیونکہ حکم شرعی یہ ہے کہ لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق[2] یعنی کسی مخلوق کی فرماں برداری اللہ کی نافرمانی میں نہیں ہے، پس والدین کی اطاعت کی وجہ سے حق تلفی زوجہ کی جائز نہیں ہو سکتی، حاصل یہ ہے کہ حقوق زوجیت کی رعایت مقدم ہے یا اپنے نفس پر جبر کر کے اس زوجہ کے حقوق ظاہری ادا کئے جاویں۔ یا اس سے معافی لیجاوے ورنہ اس کو طلاق دی جاوے۔

**باپ بیٹے سے کہے کہ بیوی کو طلاق دے، دو تو کیا کرنا چاہئے**

**سوال** (۱۵۱۱) - اگر والدین ہیچ شخصے بسبب ہیچ رنجش ادنیٰ بفرزند خود ارشاد فرمایند کہ اہلیہ خود را طلاق بدہ، و اگر طلاق نمی دہی تا پردہ مدار، ورنہ ما از تو بیزار خواہد شدیم و تو از ما، دریں صورت طلاق دہد یا نہ، و بے پردہ کردن زوجہ را چہ حکم دارد؟

[1] ویجب لو فات الامساک بمعروف (الدر المختار ایضاً کتاب الطلاق ج ۲ ص ۴۱۸) ظفیر۔ [2] مشکوٰۃ کتاب الامارۃ ص ۳۲۱ ظفیر

**الجواب** - طلاق دادن دریں صورت لازم نیست و ندادن طلاق در عقوق شمار نخواہد شد[1] و بے پردہ کردن زوجہ خود را معصیت است و در معصیت طاعت کسے جائز نیست لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق[2]۔

شوہر سے والدین کی خوشنودی کے لئے بے رخی کرنا چاہئے یا نہیں؟

**سوال** (۱۵۱۲) - اگر لڑکی اس خیال سے اپنے خاوند سے بے رخی برتے اور کہنا نہ مانے اور اس کے گھر جانے سے انکار کرے کہ میرے والدین مجھ سے ناراض ہو کر ہمیشہ کو ملنا چھوڑ دیں گے اور میرے لئے بد دعا کریں گے، ایسے خیالات و توہمات سے لڑکی کو شوہر کے خلاف کرنا جائز ہے یا نہیں اور والدین کی بد دعا کا اثر ہوگا یا نہیں؟

**الجواب** - عورت کو ایسے خیالات اور توہمات پر اپنے شوہر کی فرماں برداری اور اطاعت کو نہ چھوڑنا چاہئے، اس صورت میں والدین ناحق پر ہیں ان کی بد دعا کا خیال نہ کرے اور شوہر کی خوشنودی کو مقدم رکھے[3]۔

شوہر کے حکم کی مخالفت کا والدین حکم دیں تو عورت کیا کرے؟

**سوال** (۱۵۱۳) - اگر والدین دختر کو کہیں کہ تو اپنے زوج سے بے رخی سے پیش آ، اور ہمارے کہنے کے موافق کام کر اور شوہر کا کہنا نہ مان، اس کی راحت و تکلیف کا کچھ خیال نہ کر، ایسی حالت میں والدین کا کہنا ماننا چاہئے یا نہیں؟

**الجواب** - یہ حکم والدین کا ماننے کے لائق نہیں ہے اور خلاف حکم شرع ہے، موافق حدیث مذکور لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق[4] کے اس بارے میں

---

[1] عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابغض الحلال الی اللہ الطلاق رواہ ابو داؤد (مشکوٰۃ باب الخلع والطلاق ص ۲۸۳) ظفیر۔ [2] مشکوٰۃ المصابیح کتاب الامارۃ ص ۳۲۱ ظفیر۔ [3] عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرأۃ اذا صلت خمسہا وصامت شہرہا واحصنت فرجہا واطاعت بعلہا فلتدخل من ای ابواب الجنۃ شاءت رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ (مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء ص ۲۸۱) ظفیر۔ [4] دیکھئے مشکوٰۃ کتاب الامارۃ ص ۳۲۱، ۱۲ ظفیر۔



والدین کی اطاعت اور فرماں برداری جائز نہیں ہے اگر لڑکی اس بارہ میں والدین کے کہنے کے مطابق کرے تو گنہگار ہوگی۔

عورت کے لئے شوہر کا حکم مقدم ہے یا والدین کا

**سوال** (۱۵۱۴) - عورت کے ذمہ والدین کا حکم ماننا ضروری اور مقدم ہے یا شوہر کا۔

**الجواب** - علی قدر مراتب دونوں کی اطاعت ضروری ہے جو امور متعلق حق شوہری کے ہیں ان میں شوہر کی اطاعت ضروری ہے اور جو امور متعلق والدین کی خدمت و راحت کے ہیں ان میں والدین کی اطاعت لازم ہے[1]، یہ نہیں کہ ایک کی وجہ سے دوسرے کے حقوق ادا نہ کرے، کیونکہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت درست نہیں، کما ورد لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق[2]۔

جب بیوی اور ماں میں ملاپ نہ رہے اور ماں علیحدہ ہونے کو راضی بھی نہ ہو تو کیا کیا جائے؟

**سوال** (۱۵۱۵) - بکر باہر رہتا ہے زوجہ اور والدہ بکر مکان پر رہتی ہیں اور دونوں میں جھگڑا رہتا ہے، بکر چاہتا ہے کہ والدہ اور زوجہ کو الگ الگ کر دے مگر والدہ الگ ہونے سے راضی نہیں ہے تو بکر کو کیا کرنا چاہئے؟

**الجواب** - الگ الگ ہی رکھنا چاہئے، البتہ اگر دونوں موافقت سے رہیں تو والدہ کا کہنا کرے اور جب کہ اکٹھے رہنے میں فساد ہے تو زوجہ کو علیحدہ کر دے بشرطیکہ والدہ کو تکلیف نہ ہو اور اگر تکلیف ہو تو والدہ کی رفع تکلیف مقدم ہے زوجہ کو ان کے پاس رکھے۔

---

[1] ولا یمنعہا من الخروج الی الوالدین فی کل جمعۃ ان لم یقدرا علی اتیانہا ولو ابوہا زمنا فاحتاجہا فعلیہا تعاہدہ ولو کافرا وان ابی الزوج (در مختار) لرجحان حق الوالد (رد المحتار باب النفقۃ ص ۹۱۵ ج ۲) ظفیر۔ [2] مشکوٰۃ کتاب الامارۃ ص ۳۲۱، ۱۲ ظفیر۔

اپنی بیوی کو اس کی رضا کے بغیر شوہر اپنے گھر لے جا سکتا ہے یا نہیں:

**سوال (۱۵۱۶)** - زید نے ایک لڑکی سے بلا کسی شرط کے نکاح کیا، لڑکی رخصت ہو کر مکان آ گئی کچھ روز کے بعد پھر لڑکی والد کے یہاں چلی گئی، اب اس کے والدین یہ چاہتے ہیں کہ زید زوجہ کو اس کے والدین کے پاس اسی شہر میں رکھے، اپنے وطن میں نہ لے جائے، آیا زید اپنی زوجہ کو اپنے ہمراہ وطن لے جا سکتا ہے یا نہیں؟

**الجواب** - در مختار میں ہے ویسافر بہا بعد اداء کلہ مؤجلاً ومعجلاً اذا کان مامونا علیہا والا یؤد کلہ اولم یکن مامونا لا یسافر بہا وبہ یفتی[1] الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ اپنی زوجہ کو ادائے تمام مہر کے بعد سفر میں لے جا سکتا ہے جبکہ عورت کو کچھ اندیشہ ایذاء دہی وغیرہ کا شوہر کی طرف سے نہ ہو اور اگر مہر ادا نہیں کیا یا اطمینان نہیں تو نہیں لے جا سکتا لیکن یہاں سفر کے متعلق نہیں پوچھا گیا ہے، بلکہ اپنے گھر میں لے جانے کے متعلق سوال ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو اپنے وطن لے جائے گا، اور اس میں بیوی کو انکار کا حق نہیں ہے للزوج ان یسکنہا حیث احب ولکن بین جیران صالحین (رد المحتار باب النفقہ ص ۹۲۳ ظفیر)

جائے ملازمت پر بیوی کو اس کی رضا کے بغیر لے جانا کیسا ہے؟

**سوال (۱۵۱۷)** - زید باشندہ کاکوری ضلع لکھنؤ کا حیدر آباد میں ملازم ہے، تعارف و قرابت سابقہ کی وجہ سے زید کا نکاح عمر کی دختر کے ساتھ حیدر آباد میں ہوا، اور کوئی شرط کسی قسم کی مہر و آمد و رفت وغیرہ کی نسبت نہیں ہوئی، بعد نکاح عمر نے اپنی دختر کو زید کے ساتھ متعدد مرتبہ زید کی جائے ملازمت مختلف اضلاع خط متوسطہ پر اس کی ہمراہ روانہ کیا، نکاح کے چھ سال کے بعد مسماۃ ہندہ اور خود ہندہ کے والد کو یہ عذر ہوا کہ زید کے ساتھ سفر دور و دراز جائے ملازمت زید پر جانا منظور نہیں، کیونکہ ان کا بیان ہے کہ زید کو شرعاً

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المہر مطلب فی السفر بالزوجۃ ج ۲ ص ۴۹۵ ۱۲ ظفیر۔



ایسا حق نہیں ہے کہ وہ ہندہ کو سفر میں اپنے ساتھ لیجاوے، مطالبہ مہر باعث انکار سفر نہیں، قابل دریافت یہ امر ہے کہ ایسی حالت میں زید کو اپنی زوجہ ہندہ کو اپنی جائے ملازمت و سکونت پر لے جانے کا شرعاً حق حاصل ہے یا نہیں؟ اگر ہندہ عذر اذیت و تکلیف دہی پر جانے سے انکار کرے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب** - قال فی الدر المختار ناقلا عن النهر والذی علیہ العمل فی دیارنا انہ لا یسافر بہا جبراً علیہا وجزم بہ البزازی وغیرہ وفی المختار وعلیہ الفتوی[1] الخ در مختار وفی الشامی وبعد ایفاء المہر اذا اراد ان یخرجہا الی بلاد الغربۃ یمنع من ذلک[2] الخ ان روایات سے معلوم ہوا کہ جائے ملازمت پر لے جانا زوجہ کا بدون اس کی رضا کے نہیں چاہئے، خصوصاً جب کہ اس کو خیال ایذا رسانی و تکلیف پانے کا ہو۔

شوہر کے ذمہ بیوی کے کیا لوازم ہیں اور شوہر کا کوئی مالی حق بیوی پر ہے یا نہیں؟

**سوال (۱۵۱۸)** - معمولی روزمرہ کے کپڑے اور غذا حسب استطاعت شوہر اور مہر معین کے علاوہ شوہر پر بیوی کا اور بھی کوئی حق واجب ہے مثلاً عید بقرعید کے لئے عمدہ کپڑے قیمتی، بیماری میں قیمت دواء، فیس طبیب، تیمارداری وغیرہ کا خرچ اور رشتہ داروں کے گھر جانے کا سفر خرچ اور تحفہ کی قیمت، اگر شوہر بیوی کو اسی کے اصرار سے اپنے ساتھ سفر میں رکھے تو سفر خرچ کس کے ذمہ ہوگا، اور زیور بھی شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہیں، اگر اشیاء مذکورہ میں سے کچھ شوہر کے ذمہ واجب نہیں تو اشیائے مذکورہ کو مہر میں محسوب کر سکتا ہے، اگر بیوی اس پر راضی نہ ہو تو شوہر اس کو رشتہ داروں میں جانے سے اور غیر محرم کو خط لکھنے اور ملنے سے روک سکتا ہے

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المہر مطلب فی السفر بالزوجۃ ج ۲ ص ۴۹۵ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب و مطلب، ایضاً ج ۲ ص ۴۹۵ ۱۲ ظفیر۔

یا نہیں، مہر عند اللہ بیوی خود شوہر سے لے گی یا اس کے ورثاء، کیا شوہر کا بھی کوئی حق مالی بیوی پر ہے یا نہیں جس کو شوہر بیوی سے لے سکے گا؟

**الجواب** - در مختار میں ہے کما لا یلزمہ مداواتھا ای اتیانہ لھا بدواء المرض ولا اجرۃ الطبیب ولا الفصد ولا الحجامۃ الخ شامی[1] وایضاً فی الشامی تنبیہ قد علم مما ذکر انہ لا یلزمہ لھا القہوۃ والدخان وان تضررت بترکھما لان ذلک ان کان من قبیل الدواء او من قبیل التفکہ فکل من الدواء والتفکہ لا یلزمہ کما علمت[2] الخ ص ۶۴۹/۲ الحاصل شوہر کے ذمہ سوائے نفقہ معمولی یعنی کپڑے وکھانے وغیرہ ضروریات خانہ داری کے اور کوئی چیز مثل قیمت دواء واجرت طبیب اور عید کے لئے خاص قیمتی کپڑے اور اقرباء کے گھر جانے کا سفر خرچ واجب نہیں ہے، اگر یہ اشیاء بہ نیت مہر ادا کرے اور زوجہ اس کو منظور کرے تو وہ روپیہ مہر میں محسوب ہو جاوے گا اور اگر شوہر اپنے ساتھ سفر میں لے جاوے تو وہ سفر خرچ بذمہ شوہر ہے اس کو مہر میں محسوب نہیں کر سکتا۔

اور نیز در مختار میں ہے ولا یمنعھا من الخروج الی الوالدین فی کل جمعۃ[3] (ترجمہ) اور شوہر منع نہ کرے زوجہ کو والدین کے گھر جانے سے ہر جمعہ میں، اور غیر محرم سے ملنے اور خط لکھنے سے منع کر سکتا ہے اور منع کرنا ہی چاہئے[4] مہر موجل کے وصول کا وقت طلاق یا موت ہے، اگر شوہر نے اس کو طلاق دیدی تو بعد طلاق

[1] رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۶/۲۔ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب النفقہ ص ۹۳۰/۲۔ ظفیر۔ [3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۱۲/۲۔ ظفیر۔ [4] ویمنعھا من زیارۃ الاجانب وعیادتھم والولیمۃ وان اذن کانا عاصیین وفی البحر لہ منعھا من الغزل وکل عمل ولو تبرعاً لاجنبی ولو قابلۃ او مغسلۃ لتقدم حقہ علی فرض الکفایۃ ومن مجلس العلم (الدر المختار علی رد المحتار باب النفقہ ص ۹۱۵/۲) ظفیر



کہ وہ عورت خود اپنا مہر لے سکتی ہے، یا شوہر مر گیا تو اس کے ترکہ میں سے لے سکتی ہے اور اگر عورت مر گئی تو اس کے ورثاء لیں گے، ان ورثاء میں خود شوہر بھی داخل ہے، اس کا حصہ ساقط ہو جاوے گا۔ شوہر کا کوئی حق مالی عورت کے ذمہ بسبب نکاح کے نہیں ہے کہ جس کو شوہر بی بی سے وصول کرے قال اللہ تعالیٰ وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ[1] مردوں کو حکم ہے کہ مال خرچ کر کے عورتوں کو طلب کریں اور ان کا حق ادا کریں نہ یہ کہ شوہر زوجہ سے کچھ مال لیوے، البتہ اگر مال کے عوض خلع ہوا ہے تو وہ مال شوہر زوجہ سے لے گا۔

**سوال** (۱۵۱۹) - شرعاً اپنی زوجہ سے حالتِ حمل میں کس وقت تک مجامعت درست ہے، سات آٹھ ماہ کی حاملہ سے مجامعت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

زمانہ حمل میں کب تک مجامعت جائز ہے؟

**الجواب** :- اپنی زوجہ سے مجامعت کرنے میں حالتِ حمل میں کچھ حرج نہیں ہے، ساتویں آٹھویں نویں ماہ میں بھی مباشرت درست ہے، شرعاً کچھ ممانعت نہیں ہے، لیکن جس حالت میں کہ مضرت ہو اس حالت میں بچنا بہتر ہے۔ شرعی ممانعت کچھ نہیں ہے[2]۔

[1] سورۃ النساء۔ ع ۴-۔ [2] ولو تضررت من کثرۃ جماعہ لم تجز الزیادۃ علی قدر طاقتھا (در مختار) فعلم من ھذا الکلام انہ لا یحل لہ وطؤھا بما یؤدی الی اضرارھا الخ (رد المحتار باب القسم ص ۵۴۸/۲ و ص ۵۴۹/۲) ظفیر

# دسواں باب احکام الرضاع

## آدمی کے دودھ پینے پلانے سے متعلق احکام و مسائل

**مدت رضاعت کیا ہے اور اس میں کمی زیادتی جائز ہے یا نہیں؟**

**سوال** (۱۵۲۰) صحیح مدت رضاعت کیا ہے کسی صورت میں کمی و بیشی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

**الجواب** - مدتِ رضاعت کہ جس مدت میں بچہ کو دودھ پلانے سے حرمتِ رضاعت ثابت ہوتی ہے اور اس مدت میں بچے کو دودھ پلانا مباح ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اڑھائی برس ہیں اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک دو برس ہیں اور فتوی اکثر علماء کا دو برس پر ہے لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ امام صاحب کے قول پر فتوی ہے، علامہ شامی نے لکھا ہے کہ الغرض دونوں قول پر فتویٰ دیا گیا ہے، پس خلاصہ یہ ہے کہ اگر اڑھائی برس کی عمر کے اندر بچہ کو دودھ پلایا جاویگا تب بھی حرمتِ رضاعت ثابت ہو جاوے گی اور اڑھائی برس کی عمر تک دودھ پلانا موافق قول امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ درست اور جائز ہے لیکن احتیاط یہ ہے کہ دو برس کے بعد بند کر دیا جائے[1]۔ واللہ اعلم۔

[1] هو حولان ونصف عنده وحولان فقط عندهما هو الاصح فتح وبه يفتى كما فى تصحيح القدورى عن العون لكن فى الجوهرة انه فى الحولين ونصف ولو بعد الفطام محرم وعليه الفتوى واستدلوا القول الامام بقوله تعالى وحمله وفصاله ثلثون شهرا اى مدة كل منهما ثلثون وبثبت التحريم فى المدة فقط الخ ولم يبح الارضاع بعد مدته لانه جزء آدمى والانتفاع به لغير ضرورة حرام على الصحيح (در مختار) وحاصله انهما قولان افتى بكل منهما (رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۵ ج ۲ و ص ۵۵۵) ظفير۔



**اپنے بھائی کو کوئی عورت دودھ پلا سکتی ہے یا نہیں؟**

**سوال** (۱۵۲۱) - عورت اپنے حقیقی بھائی کو دودھ پلا سکتی ہے یا نہیں؟

**الجواب** - مدتِ رضاعت میں پلا سکتی ہے[1] اگر یہ یاد رکھے کہ آئندہ اس بھائی کی اولاد سے اس کے اولاد کی شادی جائز نہ ہوگی، وہ دودھ کے رشتہ سے رضاعی لڑکے کے حکم میں ہوگا، اپنے دودھ پلانے کا چرچا لوگوں سے کر دے تاکہ آئندہ کوئی غلطی نہ ہونے پائے، پھر کوئی مجبوری ہو تو دودھ پلائے خواہ مخواہ یہ شوق نہ کرے[2]۔ ظفیر)

**غیر کا بچہ ہونے کی صورت میں مدتِ رضاعت دو سال ہے یا زیادہ**

**سوال** (۱۵۲۲) - اگر کسی غیر دودھ پلانے والی کے بچہ سپرد کیا جاوے ویسے ہی اس بچہ کے دودھ پلانے سے دودھ اتر آیا تو اس کے لئے بھی دو سال دودھ پلانے کی قید ہے یا کچھ وسعت ہے۔

**الجواب** - اس کے لئے بھی دودھ پلانے میں دو سال کی قید ہے، اس سے زیادہ مدت تک موافق روایت مفتی بہا کے دودھ پلانا اس کو جائز نہیں ہے۔ اور یہ صاحبین کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور امام ابوحنیفہ اڑھائی سال تک دودھ پلانے کی اجازت دیتے ہیں[3]۔

**دو ڈھائی سال کے بعد دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوتی**

**سوال** (۱۵۲۳) - اگر کسی شخص نے کسی عورت کا دودھ بطور دوا کے یا یوں ہی پیا ہو تو اس عورت سے اس کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں اور اس کی اولاد سے اس کی شادی ہو سکتی ہے یا نہیں، اور دودھ کی مدت کتنے دنوں رہتی ہے؟

[1] ولم يبح الارضاع بعد مدته لانه جزء آدمى والانتفاع به لغير ضرورة حرام (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۵) ظفير۔ [2] والواجب على النساء ان لا يرضعن كل صبى من غير ضرورة واذا ارضعن فليحفظن ذلك وليشهرنه ويكتبنه احتياطا (رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۷ ج ۲) ظفير۔ [3] هو حولان ونصف عنده وحولان فقط وهو الاصح فتح وبه يفتى (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۵ ج ۲) ظفير۔

**الجواب** ۔ مدت رضاع دو برس یا اڑھائی برس ہے علی اختلاف القولین پس اگر اس مدت کے بعد کوئی لڑکا کسی عورت کا دودھ پیوے تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی[1] ۔ فقط

چار سالہ لڑکے کے دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی

**سوال** (۱۵۲۴) ۔ ایک عورت نے اپنا دودھ نکال کر پیالہ میں رکھا تھا، اس کا بھتیجہ جس کی عمر چار سال کی تھی اگر وہ دودھ پی لیا، اس کا نکاح اپنی چچی کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب** ۔ اس صورت میں حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی، کیونکہ مدت رضاعت دو یا اڑھائی سال ہے اس سے زیادہ عمر میں دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی، کذافی الدرالمختار[2] وغیرہ، پس نکاح مذکور صحیح ہوگا ۔ فقط

خمس رضاعات کا ناسخ

**سوال** (۱۵۲۵) ۔ آپ ناسخ حدیث خمس رضاعت کا کس حدیث یا آیت کو مقرر کریں گے اور علامہ نووی جو کہ قول عائشہؓ ثم نسخ بخمس معلومات کو آیت منسوخ تلاوت قرار دیتے ہیں، علامہ کے پاس اس کی ناسخ کون آیۃ یا حدیث ہے یا صرف بقول عائشہؓ وھی فیما یقرأ من القرآن کے ساتھ حجت پکڑتے ہیں؟

**الجواب** ۔ خمس معلومات کا موافق عشر معلومات کے منسوخ ہونا خود اس سے ظاہر ہے کہ مصاحف میں نہیں ہیں، اور اگر وہ آیات قرآن شریف میں سے ہوتی تو لامحالہ ما بین الدفتین مکتوب ہوتی، اسی لئے علی قاریؒ وہی فیما یقرء پر لکھتے ہیں یعنی ان بعض من لم یبلغہ النسخ کان یقرء علی الرسم الاول ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن کو نسخ معلوم نہ تھا وہ پڑھتے تھے اور نسخ اس کا معلوم و مشہور و متواتر ہے والا لکان مکتوباً[3]

[1] ویثبت التحریم فی المدۃ فقط وعلیہ الفتوی (درمختار) اما بعدھا فانہ لا یوجب التحریم (ردالمختار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۵) ظفیر۔ [2] وھو حولان ونصف عندہ وحولان فقط عندھما الخ ویثبت التحریم فی المدۃ فقط (درمختار) اما بعدھا فانہ لا یوجب التحریم (ردالمختار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۵) ظفیر



فی المصاحف ومن ادعی انہ کان من قبیل منسوخ التلاوۃ لا منسوخ الحکم فعلیہ البیان وکیف یدعی بقاء الحکم والحال ان قولہ تعالی وامھاتکم اللاتی ارضعنکم یدل باطلاقہ علی ان المحرم مطلق مسمی الارضاع لا خصوص الرضعات ۔ فقط

دو برس سے زیادہ کے بچہ کو دودھ پلانا کیسا ہے؟

**سوال** (۱۵۲۶) ۔ بچہ بہت لاغر ہے بجز عورت کے دودھ کے اور کوئی غذا اس کے ہضم نہیں ہوتی اور اس کی عمر دو برس سے زیادہ ہے تو اس کو عورت کا دودھ پلانا جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب** ۔ درست نہیں ۔ درمختار[1] ۔

حولین کاملین اور حملہ وفصالہ ثلثون شہرا میں تطبیق

**سوال** (۱۵۲۷) ۔ قرآن شریف میں حولین کاملین مدت رضاعت کے بارے میں آیا ہے جس سے دو سال مدت رضاعت معلوم ہوتی ہے اور دوسری جگہ وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا وارد ہوا ہے جس سے اڑھائی سال معلوم ہوتے ہیں دونوں میں وجہ تطبیق کیا ہے اور کس پر عمل کیا جاوے ۔ فقط

**الجواب** ۔ امام ابو حنیفہؒ کا مذہب اڑھائی برس کا ہے اور صاحبین کا مذہب دو برس کا ہے اور فتوی صاحبین کے قول پر ہے اور دلائل فریقین کی مطولات میں ہیں اور وجہ تطبیق بھی کتب میں مذکور ہے اس تحریر مختصر میں اس کی گنجائش نہیں[2] ہے ۔

[1] ولم یبح الارضاع بعد مدتہ لانہ جزء آدمی (درمختار) لو استغنی فی حولین حل الارضاع بعدھما الی نصف فلا تاثم عند العامۃ خلافا لخلف بن ایوب الا مستحب الی حولین و جائز الی حولین ونصف (ردالمختار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۵) ظفیر۔ [2] ھو حولان ونصف عندہ وحولان فقط عندھما وھو الاصح فتح وبہ یفتی کما فی تصحیح القدوری عن العون لکن فی الجوھرۃ انہ فی الحولین ونصف ولو بعد الفطام محرم وعلیہ الفتوی واستدل لقول الامام بقولہ تعالی وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا ای مدۃ کل منھما ثلثون غیر ان النقص فی الاول قام بقول عائشۃ لا یبقی الولد اکثر من سنتین ومثلہ لا یعرف الا سماعا والایۃ مؤولۃ لتوزیعھم الاجل علی الاقل والاکثر فلم تکن دلالتہا قطعیۃ (الدرالمختار علی ھامش ردالمختار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۴) ظفیر۔

ثبوت رضاعت میں رویت کا اعتبار ہے یا علم کا؟

**سوال (۱۵۲۸)** - ثبوتِ رضاعت کے لئے نصابِ شہادت کم از کم دو مرد خواہ ایک مرد اور دو عورتیں قرار دی گئی ہیں اور شہادت میں رویت کا اعتبار کیا گیا ہے، حالانکہ رضاعت کے لئے رویتِ رجال غیر ممکن ہے کیونکہ مرد کو عورت کا بدن دیکھنا حرام ہے پس جب کہ رویت نہ ہوگی تو رضاعت کیونکر ثابت ہوگی، ثبوتِ رضاعت میں محض رویت ہی کو دخل ہے یا سماعت کو بھی دخل ہوسکتا ہے جبکہ نکاح وغیرہ کا ثبوت سماعت سے ہوسکتا ہے؟

**الجواب** - رضاع کو ان اشیاء میں سے نہیں شمار کیا گیا ہے کہ اس میں تسامع پر شہادت معتبر رکھی گئی ہو، اور شبہہ کا جواب یہ ہے کہ بعض محارم شہود ہوسکتے ہیں جن کو دیکھنا درست ہے اور بعض اجانب کی نظر اتفاقاً پڑ جاتی ہے جو کہ موجب مواخذہ نہیں ہے علاوہ بریں شاہد کو علمِ رضاع ہونا کافی ہے یعنی یہ کہ فلاں بچہ شیرخوار فلاں عورت کا دودھ پیتا ہے جو کہ خبر متواتر وغیرہ سے بھی حاصل ہوسکتا ہے؛ اس مشاہدہ کی ضرورت نہیں ہے کہ بچہ کے منھ میں پستان کو دیکھ کر گواہی دیجاوے اور پستان کے منھ میں ہونے سے بھی یہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ دودھ بچہ کے پیٹ میں گیا یا نہیں، لہٰذا اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے، الغرض شہادت کے لئے علم اس بات کا کہ فلاں بچہ فلاں عورت کا دودھ پیتا ہے کافی ہے، چنانچہ درمختار میں لفظ اشہد کہنے کے یہ معنی بیان کئے ہیں، فکانہ یقول اقسم باللہ لقد اطلعت علی ذلک وانا اخبربہ[1]۔

مدتِ رضاعت کے بعد دودھ چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

**سوال (۱۵۲۹)** - زید نے ہندہ کا دودھ بعد عمر شیرخوارگی پستان سے چوس کر نکالا اور باہر ڈال دیا۔ اس وجہ سے کہ ہندہ کا بچہ مرگیا تھا اور دودھ چڑھا ہوا تھا۔ پھر زید نے ہندہ سے نکاح کرلیا، یہ نکاح ناجائز ہے یا نہیں؟

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الشہادات ص ۳۷۰ ج ۴ مطبوعہ دیوبند



**الجواب** - بصورتِ مذکورہ دودھ پستان سے چوس کر نکال دینے اور باہر ڈالدینے سے کچھ حرج نہیں ہے اور اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوئی اور بعد مدت شیرخوارگی اگر اندر پیٹ کے بھی چلا جاوے تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی[1]، مگر پینا دودھ کا ایسے وقت حرام[2] ہے اور نکاح اس سے درست ہے۔ یعنی زید کا نکاح اس صورت میں ہندہ سے صحیح ہے۔

رضاعی بہن کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

**سوال (۱۵۳۰)** - زینب اور زید نے آگے پیچھے ایک عورت کا دودھ پیا، اب زید کا نکاح زینب کی لڑکی سے ہوسکتا ہے یا نہ؟

**الجواب** - زینب اور زید نے جب کہ ایک عورت کا دودھ پیا ہے، اگرچہ آگے پیچھے پیا، دونوں بہن بھائی رضاعی ہوگئے، زینب کی لڑکی زید کی بھانجی رضاعی ہے، پس زید کا نکاح زینب کی دختر سے جائز نہیں ہے[3]۔ فقط۔

سوتیلی نانی نے دودھ پلایا

**سوال (۱۵۳۱)** - عمر کا ایک نواسہ ہے اس کو عمر کی دوسری بیوی نے جو اس لڑکے کی سوتیلی نانی ہوتی ہے، دودھ پلایا تو اس لڑکے کا نکاح اپنے چچا یعنی بکر کی لڑکی سے ہوسکتا ہے یا نہ؟ کیونکہ وہ اس کی حقیقی خالہ کی لڑکی ہے، اور اس صورت میں حرمت رضاعت ثابت ہے یا نہ؟۔

**الجواب** - اگر ڈھائی برس سے کم کی عمر میں دودھ پیا ہے تو حرمت رضاعت ثابت ہے اور نکاح درست نہیں[4]۔ فقط۔

[1] واذا مضت مدة الرضاع لم يتعلق بالرضاع تحريم لقوله عليه السلام لا رضاع بعد الفصال (هداية كتاب الرضاع ص ۳۳۲ ج ۲) ظفير۔ [2] ومن يباح الارضاع بعد المدة فقد قيل لا يباح لان اباحته ضرورية لكونه جزء الآدمي (ايضا ص ۳۳۲ ج ۲) ظفير۔ [3] حرم على المتزوج ذكرا كان او انثى نكاح اصله وفرعه علا او نزل وبنت اخيه واخته وبنتها ولو من زنا (در مختار باب المحرمات ص ۲۷۶ ج ۱) وفيه فيحرم منه اى بسببه الرضاع ما يحرم من النسب (كتاب الرضاع ص ۴۱۳ ج ۲) ظفير۔ [4] فيحرم منه اى بسببه ما يحرم من النسب (الدر المختار ص ۴۱۳ ج ۲) وهو حولان ونصف عنده وحولان فقط عندهما (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الرضاع) ظفير

صرف چھاتی سے لگانے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہیں،

**سوال (۱۵۳۲)** - زید کی والدہ کا انتقال مدت رضاعت میں ہو گیا تھا، زینب نے اپنی چھاتی زید کے منہ میں دی لیکن دودھ بالکل نہیں اترا، اس صورت میں زید کا نکاح زینب کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں۔؟

**الجواب** - اگر یہ یقین ہے کہ زینب کے دودھ نہیں اترا، اور زید کے حلق میں کوئی قطرہ نہیں گیا تو زید کا نکاح زینب کی دختر سے درست ہے[1]۔

شوہر کو دودھ پلانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا

**سوال (۱۵۳۳)** - ایک عورت نے اپنے خاوند کو دودھ پلادیا تو نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں۔؟

**الجواب** - اس صورت میں نکاح قائم ہے باطل نہیں ہوا، قال فی الدر المختار مص رجل ثدی زوجتہ لم تحرم[2]۔

دودھ پلانے والی کی تمام اولاد دودھ پینے والے کے رضاعی بھائی بہن ہیں

**سوال (۱۵۳۴)** - زید نے ہندہ کا دودھ ایام شیر خواری میں پیا تو سب اولاد ہندہ کی زید کے بہن بھائی ہو جاویں گے یا صرف وہ لڑکی یا لڑکا جس کا دودھ زید نے پیا ہے زید کے بھائی بہن ہوں گے؟ کیونکہ زید کا نکاح ہندہ کی نواسی سے ہوا ہے۔ خلوت ہنوز نہیں ہوئی۔ زید کہتا ہے کہ یہ ہندہ کی نواسی ہندہ کی اس لڑکی سے ہے کہ جس کا دودھ میں نے نہیں پیا لہذا یہ میری بھانجی نہیں ہوئی، میں نے تو ہندہ کے لڑکے بکر کا دودھ پیا ہے اگر یہ لڑکی ہندہ کی پوتی ہوتی یعنی بکر کی لڑکی تو میری بھتیجی ہوتی، اس واسطے یہ مجھ پر

[1] وفی القنیۃ امرأۃ کانت تعطی ثدیہا صبیۃ واشتہر ذلک بینہم ثم تقول لم یکن فی ثدیی لبن حین القمتہا ثدیی ولم یعلم ذلک الا من جہتہا جاز لابنہا ان یتزوج بہذہ الصبیۃ: رد المحتار باب الرضاع ص۵۵۶ ج۲) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص۵۶۹ ج۲ ۱۲ ظفیر۔



حرام نہیں ہے چونکہ بکر سب اولاد ہندہ سے چھوٹا ہے، ہندہ کی نواسی پہلی لڑکی سے ہے ہندہ کے چھ اولاد ہیں۔

**الجواب** - اس صورت میں سب اولاد ہندہ کی زید کے بہن بھائی رضاعی ہیں پس ہندہ کی نواسی کے ساتھ نکاح زید کا حرام ہے، اور عذر زید کا غلط ہے اور بسبب جہالت کے ہے کہ وہ مسئلہ شرعیہ سے واقف نہیں، در مختار میں صریح موجود ہے ولا حل بین الرضیعۃ وولد مرضعتہا ای التی ارضعتہا وولد ولدہا لانہ ولد الاخ[1] باب الرضاع اور شامی میں ہے قولہ وان اختلف الزمن کان ارضعت الولد الثانی بعد الاول بعشرین سنۃ مثلاً وکان کل منہما فی مدۃ الرضاع[2] الخ وفیہ ایضاً فی البحر عن آخر المبسوط لو کانت ام البنات ارضعت احد البنین وام البنین ارضعت احدی البنات لم یکن للابن المرتضع من ام البنات ان یتزوج واحدۃ منہن[3] الخ فقط۔

تھوڑا دودھ بھی باعث حرمت رضاعت ہے

**سوال (۱۵۳۵)** - زینب کہتی ہے کہ میری بہن حلیمہ اپنے زمانہ حمل میں بیمار تھی اور اس ہی بیماری کے زمانہ میں اس کے لڑکی سلیمہ پیدا ہوئی، چونکہ وہ نہایت کمزور تھی دودھ نہ کھینچ سکتی تھی، میری لڑکی اس سے کئی ماہ قبل پیدا ہو چکی تھی تو اس لئے کہ دودھ اُتر آئے میں نے اپنی لڑکی ہندہ سے دو مرتبہ دودھ کھچوادیا، تاکہ دودھ اُتر آنے کے بعد سلیمہ جو نہایت کمزور تھی دودھ پی سکے دو ہی مرتبہ سلیمہ سے دودھ کھچوایا گیا۔ یہ نہیں معلوم کہ دودھ اس کے پیٹ میں پہنچا یا نہیں، حلیمہ کا دودھ ہندہ کو محض بغرض اُتر آنے دودھ کے دیا گیا ہے، رضاعت کی غرض سے نہیں دیا گیا جو اسم رضاعت کا اطلاق ہو سکے۔ کیا اس طرح دو مرتبہ دودھ کھینچے

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص۵۷۶ ج۲۔ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب الرضاع ص۵۷۶ ج۲۔ ظفیر۔ [3] رد المحتار ص۵۷۶ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

سے ہندہ سلیمہ کی رضاعی بہن ہوئی یا نہیں، یہ قول صرف زینب کا ہے اور اس کی والدہ بھی اس امر کی شہادت دیتی ہے اور کوئی گواہ اس رضاعت کا نہیں ہے، زینب کا شوہر کہتا ہے کہ میں صرف سماعی شہادت ... زوجہ ... کر دیتا ہوں۔ آیا دو عورتوں کی شہادت اس بارے میں کافی ہو سکتی ہے، اور کسی امام کے نزدیک چوسنے کی کوئی ... مقرر ہے یا نہیں۔ اور وقت ضرورت ... امام کے ... دینے کی اجازت ہے یا نہیں؟ فقط۔

**الجواب۔** اقول وباللہ التوفیق۔ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ مدت رضاعت میں اگر قلیل لبن یعنی دودھ کسی عورت کا بھی شکم رضیع میں چلا جاوے تو حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اور بظن غالب اگر بچہ کا دودھ پینا معلوم ہو جاوے تو حرمت رضاعت ثابت ہے، پس بصورت مسئولہ میں جب کہ دودھ حلیمہ کا ہندہ نے کھچوا دیا اور دو مرتبہ پستان حلیمہ کی ہندہ شیر خوار بچی کے منہ میں دی گئی، گو غرض اس سے دودھ پلانا نہ تھا، صرف کھچوا کر پستان حلیمہ کا ہلکا کرنا تھا کہ سلیمہ جو ضعیف ہے دودھ پی سکے۔ لیکن ظاہر ہے کہ ہندہ نے دودھ کو کھچکر کلی تو نہیں کر دی بلکہ وہ دودھ ہندہ کے پیٹ ہی میں گیا اور جب کہ حلیمہ کی پستان میں دودھ اُترا ہوا تھا تو ظاہر ہے کہ ہندہ جو چند ماہ کی بچی تھی بظن غالب اس نے دودھ پیا اور ظن غالب کا ہی اعتبار ان امور میں ہے، لہٰذا مذہب حنفیہ کے موافق حرمت رضاعت ثابت ہے ویثبت بہ وان قل ان علم وصولہ لجوفہ من فمہ او انفہ لا غیر فلو التقم الحلمۃ ولم یدر ادخل اللبن فی حلقہ ام لا لم یحرم (درمختار) قال العلامۃ الشامی قولہ فلو التقم الخ تفریع علی التقیید بقولہ ان علم وفی القنیۃ امرأۃ کانت تعطی ثدیہا صبیۃ واشتہر ذلک بینہم ثم تقول لم یکن فی ثدیی لبن حین القمتہا ثدیی ولم یعلم ذلک الا من جہتہا جاز لابنہا ان یتزوج بہذہ



الصبیۃ[1] الخ شامی کی اس روایت سے ظاہر ہوا کہ اگر مرضعہ کے پستان میں دودھ نہ ہو تو اس وقت پستان منہ میں لینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی، اور اگر دودھ پستان میں بھرا ہوا ہو جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے اور بچہ دودھ کھینچنے والا قوی ہو تو دودھ پیٹ میں جانے میں کچھ شبہ نہیں معلوم ہوتا، البتہ اگر یہ واقعہ اس طرح دودھ پلانے کا مسلم نہ ہو تو پھر صرف دو عورتوں کی شہادت سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی کما فی الدر المختار والرضاع حجتہ حجۃ المال وہی شہادۃ عدلین او عدل وعدلتین، الخ قولہ حجتہ ای دلیل اثباتہ وہذا عند الانکار لانہ یثبت بالاقرار مع الاصرار کما مر[2] وفی الشامی وان قل اشار بہ الی نفی قول الشافعی الخ وروی عن ابن عمر انہ قیل لہ ان ابن الزبیر یقول لا باس بالرضعۃ والرضعتین فقال قضاء اللہ خیر من قضائہ قال تعالٰی وامہاتکم اللاتی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعۃ[3] الخ (شامی باب الرضاع)

**سوال (۱۵۳۶)** صحیح مدت رضاعت کیا ہے؟ - عموماً لڑکی کو پونے دو برس اور لڑکے کو سوا دو برس تک دودھ پلایا جاتا ہے مگر شرعاً صحیح کیا ہے، کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کتنے دن تک مولود کو عورت کا دودھ پلایا جا سکتا ہے، بعض عورتیں بچہ کی طاقت یا اور کسی وجہ سے پانچ چھ برس تک بھی اپنا دودھ پلاتی ہیں شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب۔** مدت رضاع مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے دو برس ہے اس سے زیادہ مدت تک بچہ کو دودھ پلانا درست نہیں ہے در مختار میں ہے وحولان فقط عندہما وہو الاصح فتح وبہ یفتی کما فی تصحیح القدوری عن العون الخ ولم یبح الارضاع بعد مدتہ لانہ جزء آدمی والانتفاع بہ بغیر ضرورۃ حرام[4] الخ۔

[1] رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۶ ج ۲، ظفیر۔ [2] رد المحتار باب الرضاع ص ۵۶۶ ج ۲۔ ظفیر۔ [3] رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۶ ج ۲۔ ظفیر۔ [4] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۴ ج ۲ و ص ۵۵۵ ج ۲ ظفیر۔

**رضاعت ایک عورت کی شہادت سے ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟**

**سوال (۱۵۳۷)** - زید کی خوشدامن کہتی ہے کہ زید کی بیوی کے ماموں کے لڑکے کو میں نے دودھ پلایا ہے لہٰذا زید کی بیوی کو اس سے پردہ کرنا نہ چاہیئے، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایک عورت کی شہادت سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے یا نہیں؟

**الجواب** - درمختار میں ہے حجتہ حجۃ المال - وھی شہادۃ عدلین او عدل وعدلتین[1] الخ اس سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں رضاعت ثابت نہیں لہٰذا پردہ ضروری ہے۔

**جس عورت کا دودھ پلایا گیا اس کی نواسی سے شادی جائز نہیں**

**سوال (۱۵۳۸)** - زید نے اپنے لڑکے بکر کو دودھ پلانے کے لئے مسماۃ زینب کو ملازم رکھا، اب بکر کا عقد مسماۃ مذکور کی نواسی کے ساتھ قرار پایا ہے، تو ایسی صورت میں کہ جب معاوضہ دودھ پلائی زید نے ادا کر دیا بکر کے ساتھ عقد میں کوئی نقص شرعی تو نہیں ہے؟

**الجواب** - بکر مسماۃ زینب کا پسر رضاعی ہو گیا اور زینب کی دختر بکر کی بہن رضاعی ہوئی اور اس کی لڑکی یعنی زینب کی نواسی بکر کی بھانجی رضاعی ہوئی اور حدیث شریف میں ہے، یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب[2] پس جیسے بھانجی نسبی سے نکاح حرام ہے بقولہ تعالیٰ وبنات الاخت[3] اسی طرح بھانجی رضاعی سے بھی نکاح حرام ہے اور معاوضہ دیدینے سے حرمت رضاعت میں کچھ فرق نہیں آتا فقط

**زید نے جب پھوپھی کا دودھ پیا تو اس کی کسی لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا**

**سوال (۱۵۳۹)** - زید و بکر دونوں برادر حقیقی ہیں، زید بکر سے بڑا ہے، زید نے اپنی پھوپھی کا دودھ پیا ہے، تو زید کا اس لڑکی سے کہ جس کے ساتھ زید نے دودھ پیا ہے

---

[1] الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۶۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] ایضاً الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [3] سورۃ النساء رکوع ۴ - ۱۲ ظفیر۔



نکاح جائز ہے کہ نہیں، اور اگر اس لڑکی سے جائز نہیں تو ان دونوں لڑکیوں سے کہ جو اور ہیں کہ جن کے ساتھ زید نے دودھ نہیں پیا نکاح جائز ہے کہ نہیں۔ اور بکر سے تو نکاح ہو سکتا ہوگا

**الجواب** - زید نے جس عورت کا دودھ پیا ہے اس عورت کی تمام لڑکیاں زید پر حرام ہیں، خواہ اس لڑکی نے زید کے ساتھ دودھ پیا ہو یا نہ پیا ہو[1]، اور البتہ بکر کا نکاح ان تینوں لڑکیوں میں سے ہر ایک کے ساتھ درست ہے لیکن جس ایک کے ساتھ نکاح کرے گا پھر اس کی موجودگی میں اس کی کسی بہن سے نکاح نہیں کر سکتا۔ فقط

**رضاعی باپ کے اس بیٹے سے جو دوسری بیوی سے ہے اپنی بیٹی کی شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟**

**سوال (۱۵۴۰)** - مسمی فخر الدین مسماۃ مریم بی کا رضاعی باپ ہے اور فخر الدین کی دوسری زوجہ سے جو مرضعہ نہیں ہے ایک بیٹا محمد نام ہے اور مریم کی جو شیر خوار ہے ایک مسماۃ نوربی بیٹی ہے پس عندالشرع کیا محمد کا نکاح نوربی سے درست ہے یا نہیں؟

**الجواب[1]** - صورت مسئولہ میں لبن الفحل کے ساتھ جو تعلق تحریم کا ہے وہ نہیں پایا جاتا، نہ ثدی واحدہ پر دونوں جمع ہوئے ہیں، بدیں وجہ یہ صورت تحریم کی نہیں ہے، پس نوربی کا نکاح محمد سے درست ہے۔

**الجواب[2]** - جب کہ فخر الدین مریم بی کا رضاعی باپ ہوا تو محمد جو بیٹا فخر الدین کا دوسری زوجہ سے ہے مریم بی کا بھائی رضاعی علاتی ہوا، اور مریم بی کی دختر محمد کی بھانجی ہوئی، پس بقاعدہ یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب[2] - نکاح محمد کا مریم بی کی دختر سے ناجائز ہے اور جواب اول صحیح نہیں ہے، درمختار میں ہے ویثبت ابوۃ زوج مرضعۃ اذا کان لبنھا منہ[3] الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن۔

---

[1] ویثبت به ای بالابومیة المرضعة للرضیع ویثبت ابوۃ زوج مرضعۃ اذا کان لبنها منه لا فیحرم منه ای بسببه ما یحرم من النسب رواہ الشیخان والدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۶ ج ۲ و ص ۵۵۵ ج ۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۷ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [3] ایضاً ۱۲ ظفیر۔

**ایک بیوی نے جب دودھ پلایا تو دوسری بیوی کی اولاد سے بھی حرمت ثابت ہوگی**

**سوال (۱۵۴۱)** - ہدایت خاں وعنایت خاں دو بھائی ہیں، عنایت خاں کی دو زوجہ ہیں ایک موضع المنہورا والی، دوسری موضع انکا والی، دونوں بیوی سے ایک ایک لڑکی ہوئی اور ہدایت خاں کے ایک لڑکا ہے، ہدایت خاں کے لڑکے نے عنایت خاں کی بیوی امنہورا والی کا دودھ پیا ہے، تو ہدایت خاں کے لڑکے کا نکاح عنایت خاں کی لڑکی سے جو موضع انکا والی زوجہ کے بطن سے ہے جائز ہے یا نہ؟

**الجواب** - درمختار میں ہے ویثبت بہ وان قل الا اموامیۃ المرضعۃ للرضیع ویثبت ابوۃ زوج مرضعۃ اذا کان لبنہا منہ لہ[1] اھ اس عبارت سے واضح ہوا کہ مرضعہ کا شوہر یعنی عنایت خاں ہدایت خاں کے پسر کا رضاعی باپ ہوا تو بقاعدہ یحرم من الرضاع مایحرم من النسب[2] عنایت خاں کی دوسری زوجہ کی دختر بھی ہدایت خاں کے پسر کے لئے حرام ہوگئی اور نکاح ہدایت خاں کے پسر کا عنایت خاں کی دختر از بطن زوجہ انکا والی سے حرام ہے۔

**جس لڑکی کے منھ میں عورت نے اپنا دودھ ڈالا اس سے اس کے لڑکے کی شادی جائز نہیں**

**سوال (۱۵۴۲)** - ہندہ کا زید ایک لڑکا ہے اور خالدہ ایک لڑکی ہے، ہندہ نے اپنی دختر خالدہ کی رضاعت کے زمانہ کا دودھ زینب نامی مرضعہ کے منھ میں ڈالا جب کہ زینب کی عمر دو برس کی تھی، زینب وزید کا نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب** - جب کہ زینب کے منھ میں ہندہ نے اپنے پستان کا دودھ ڈالا، اور وہ دودھ اگرچہ قطرہ دو قطرہ ہو، زینب کے حلق اور شکم میں گیا تو زینب ہندہ کی دختر رضاعی ہوگئی اور زید کی بہن رضاعی ہوئی، لہذا زید کا نکاح زینب سے درست

---

[1] الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب الرضاع ص ۵۵۶ ج ۲، ظفیر۔ [2] ایضاً ۱۲ ظفیر۔



نہیں ہے۔ لانہ یحرم من الرضاع مایحرم من النسب[1]۔

**ایک لڑکی نے منھ میں چھاتی لے لی مگر دودھ جانے کا یقین نہیں ہے کیا حکم ہے**

**سوال (۱۵۴۳)** - مسماۃ زینب نے مسماۃ عظیمہ کی دختر کو سہواً اپنی چھاتی منھ میں دیدی قریب ایک منٹ کے منھ میں رہی مگر دودھ نہیں اترا، لڑکی روتی رہی، چھاتی اچھی طرح نہیں دبائی، جس وقت زینب نے دیکھا کہ میری لڑکی نہیں ہے، اسی وقت چھاتی چھوڑا لی جب تک زینب کا بچہ ایک سال سے کم ہوتا ہے اس وقت تک دودھ زیادہ رہتا ہے پھر کم ہوجاتا ہے، اس وقت زینب کی لڑکی بعمر پونے دو سال تھی یہاں تک کہ بعد سال کے زینب کا بچہ چھاتی منھ میں لے کر عرصہ تک دباتا ہے جب دودھ برآمد ہوتا ہے۔ بعد چار سال کے زینب کے لڑکا پیدا ہوا، اس لڑکی کا نکاح اس لڑکے سے ہوا کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب** - شک سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی، پس اگر دودھ پیٹ میں جانا عظیمہ کی دختر کے مشکوک ومشتبہ ہے اور قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زینب کے پستان میں اتنی دیر میں دودھ نہیں اُترا تو وہ لڑکی زینب کی دختر رضاعی نہیں ہوئی، اور نکاح زینب کے پسر کا اس لڑکی سے درست ہے ھکذا فی الدرالمختار والشامی[2]۔

---

[1] ویثبت بہ الاوان قل ان علم وصولہ لجوفہ من فمہ اوانفہ لاغیر فیحرم منہ ای بسببہ مایحرم من النسب رواہ الشیخان (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب الرضاع ص ۵۵۶ ج ۲ و ص ۵۵۵ ج ۲ ظفیر۔ [2] فلو التقم الحلمۃ ولم یدر ادخل اللبن فی حلقہ ام لا لم یحرم لان فی المانع شکا (درمختار) وفی القنیۃ امراۃ کانت تعطی ثدیہا صبیۃ واشتہر ذلک بینہم ثم تقول لم یکن فی ثدیی لبن حین القمتہا ثدیی ولم یعلم ذلک الامن جہتہا جاز لابنہا ان یتزوج بھذہ الصبیۃ اھ وفی الفتح اذا دخلت الحلمۃ فی فی الصبی وشکت فی الارتضاع لاتثبت الحرمۃ بالشک الخ (ردالمحتار باب الرضاع ص ۵۵۶ ج ۲ و ص ۵۵۵ ج ۲) ظفیر۔

**بچہ جیسے دودھ پیتا تھا قے کر دیتا تھا تو کیا حکم ہے؟**

**سوال (۱۵۴۴)** - زید وعمر بحیثیت حقیقی بھائی ہوتے کے صاحبِ اولاد ہیں، زید کے لڑکے کو جس کی عمر چار پانچ ماہ کی تھی، بسبب نہ ہونے شیر زوجہ زید کے اس امر کی کوشش کی گئی کہ اس کی پرورش بکر کی عورت کے دودھ سے کی جائے جس کے ایک لڑکی ہم عمر زید کے لڑکے کے تھی زید کے لڑکے نے قدرتاً اس طرف ارادہ نہیں کیا بلکہ متنفر رہا، جبکہ زید کے لڑکے کا منھ بکر کی زوجہ کے پستان سے لگا دیا اور چند قطرہ ارادۃً اس کے منھ میں ڈالے گئے اس لڑکے نے استفراغ کیا اور دودھ ڈالدیا، اسی طرح چند مرتبہ ہوا، جب اس کو زبردستی دودھ پلاتے تھے تو وہ دودھ ڈالدیتا تھا۔ اب بکر کی دوسری لڑکی پیدا ہوئی ہے، آیا زید کے لڑکے مذکور کا عقد بکر کی اس دوسری لڑکی سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

**الجواب** - اس صورت میں حرمتِ رضاعت ثابت ہوگئی اور زید کا لڑکا بکر..... کی زوجہ کا پسر رضاعی ہوگیا، بکر اور اس کی زوجہ کی تمام اولاد اس بچہ کے بہن بھائی رضاعی ہوگئے، لہٰذا زوجہ بکر کی کسی دختر سے نکاح زید کے اس پسر کا درست نہیں ہے جیسا کہ عبارات کتب فقہ ذیل سے مستفاد ہے۔ ویثبت به وان قل ان علم وصوله لجوفه من فمه او انفه الخ در مختار وایضاً فیه، هو مص من ثدی آدمیة الخ والحق بالمص الوجور والسعوط الخ وفی رد المحتار ثم اجاب بان المراد بالمص الوصول الی الجوف من المنفذین الخ وفی المصباح الوجور بفتح الواو والدواء یصب فی الحلق الخ والسعوط كرسول دواء یصب فی الانف[1] الخ صـ ۲ شامی ج ۲ وفی الدر المختار ولا حل بین رضیعی امرأة لكونهما اخوین وان اختلف الزمن والاب ولا حل بین الرضیعة وولد مرضعتها ای التی ارضعتها[2] الخ۔

[1] دیکھئے رد المحتار باب الرضاع صـ ۵۵۷/۲، ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع صـ ۵۶۱/۲، ظفیر



**خالد کے جس بھائی نے پھوپھی کا دودھ نہیں پیا ہے اس کا نکاح پھوپھی کی لڑکی سے ہو سکتا ہے**

**سوال (۱۵۴۵)** - زید وہندہ بہن بھائی حقیقی ہیں، مسماۃ ہندہ نے اپنے لڑکے بکر کیساتھ زید کے لڑکے خالد کو دودھ پلایا، خالد کے دو تین بہنیں ہیں، اب بکر کا نکاح خالد کی بہن کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

**الجواب** - بکر کا نکاح خالد کی بہن کے ساتھ جس نے ہندہ کا دودھ نہیں پیا درست ہے کما فی الدر المختار وتحل اخت اخیه رضاعاً[1] الخ البتہ خالد کا نکاح ہندہ کی کسی دختر سے نہیں ہو سکتا۔

**دودھ پینے والے بھائی کی بہن سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی ہے نکاح جائز ہے**

**سوال (۱۵۴۶)** - ہندہ اور سلمیٰ دو حقیقی بہنیں ہیں، سلمیٰ کے تین بیٹے ہیں دو بڑے ایک چھوٹا، ہندہ کے دو لڑکیاں ہیں ایک بڑی ایک چھوٹی۔ سلمیٰ نے ہندہ کی چھوٹی لڑکی کو دودھ پلایا، اور ہندہ نے سلمیٰ کے چھوٹے لڑکے کو اپنا دودھ پلایا تو اس حالت میں ہندہ کی چھوٹی لڑکی سلمیٰ کے چھوٹے لڑکے کی رضاعی بہن ہوئی، آیا سلمیٰ کے دو سابق بڑے لڑکوں میں سے کسی ایک کا نکاح ہندہ کی سابق بڑی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب** - یہ قاعدہ ہے کہ مرضعہ کی تمام اولاد رضیع کے بھائی بہن رضاعی ہو جاتے ہیں کما فی ہذا الشعر۔ از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند الخ پس جب کہ ہندہ کی چھوٹی لڑکی نے سلمیٰ کا دودھ پیا تو سلمیٰ کی تمام اولاد یعنی تینوں بیٹے اس دختر ہندہ کے بھائی رضاعی ہوگئے، اور چونکہ سلمیٰ کے چھوٹے پسر نے ہندہ کا دودھ پیا تو ہندہ کی دونوں دختر اس پسر خورد ہندہ کی بہنیں رضاعی ہوئی، لہٰذا ہندہ کی دختر خورد کا سلمیٰ کے کسی پسر سے نکاح درست نہیں ہے۔ اور سلمیٰ کے پسر خورد کا نکاح ہندہ کی کسی دختر سے

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع صـ ۵۶۱/۲، ظفیر۔

صحیح نہیں ہے، لیکن سلمٰی کے دو سابق لڑکے ہندہ کی بڑی دختر کے بھائی رضاعی نہیں ہیں۔ ان دونوں لڑکوں میں سے کسی ایک کا نکاح ہندہ کی بڑی دختر سے درست ہے۔ کما فی الدر المختار و تحل اخت اخیہ رضاعاً۔[۱]

**زید کا دادا اس کی رضاعی ماں سے نکاح کرسکتا ہے**

**سوال (۱۵۴۷)** - زید نے ہندہ کا دودھ پیا، اب زید کا دادا ہندہ سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

**الجواب** - اس صورت میں زید کے دادا کو ہندہ سے نکاح کرنا جائز ہے ہندہ زید کی مادر رضاعی ہے لیکن زید کے باپ اور دادا کو اس سے نکاح کرنا درست ہے کما فی الشامی یحل لھا ابو اخیھا واخو ابنھا وجد ابنھا[۲] الخ فقط

**جب زید کی ساس نے اس کی بچی کو دودھ پلایا تو کیا بیوی کے مرنے کے بعد زید کی شادی سالی سے درست ہوگی**

**سوال (۱۵۴۸)** - زید کی زوجہ ہندہ نے انتقال کیا اور زید مذکور سے اس نے ایک لڑکی شیر خوار چھوڑی، ہندہ کی ماں نے اس لڑکی کو اپنا دودھ پلایا اب زید مذکور اپنی حقیقی سالی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں، یہ ہندہ کی رضاعی بہن تو نہ ہوگی، جس زمانہ میں نانی نے نواسی کو دودھ پلایا تھا، زید کی سالی ڈھائی برس سے زیادہ عمر کی تھی۔

**الجواب** - ہندہ کی لڑکی کو جب کہ ہندہ کی ماں نے بحالت شیر خوارگی دودھ پلایا تو وہ لڑکی ہندہ کی ماں کی رضاعی بیٹی ہوگئی اور زید کی سالی کی بہن رضاعی ہوئی تو زید کی دختر کی بھی بہن رضاعی ہوئی، پس اس صورت میں نکاح زید کا اس سالی سے درست ہے کما فی الدر المختار۔[۳]

---

[۱] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الرضاع ص۵۶۱ ج۲ - ظفیر۔ [۲] رد المحتار باب الرضاع ص۵۶۱ ج۲ - ظفیر۔ [۳] و تحل علیہ اخت ابنہ وبنتہ (ذکر الامن الرضاع حلال للرجال (در مختار) بان تقول انا حرمت علیہ اخت ابنہ وبنتہ نسبا لکونھا بنتہ او بنت امرأتہ وھذا المعنی مفقود فی الرضاع (رد المحتار باب الرضاع ص۵۵۹ ج۲) ظفیر۔



**چھوٹے لڑکے نے دودھ پیا تو کیا اس کے بھائی کی اولاد سے دودھ پلانے والی کے لڑکے کی شادی جائز ہے؟**

**سوال (۱۵۴۹)** - میری والدہ نے میرے ماموں کے چھوٹے لڑکے کو دودھ پلایا تھا، اس وقت ماموں کے بڑے لڑکے کی بیٹی بیوہ ہے، اس سے میرا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

**الجواب** - ماموں کا چھوٹا لڑکا جس نے تمہاری والدہ کا دودھ پیا تھا وہ تو تمہارا رضاعی بھائی ہوگیا۔ اس کی اولاد تم پر حرام ہے لیکن ماموں کا بڑا لڑکا جس نے دودھ نہیں پیا اس کی لڑکی سے تمہارا نکاح درست ہے[۱]۔

**شوہر دار زانیہ کے رضاعی بیٹے سے زانی کی پوتی کی شادی درست ہے یا نہیں؟**

**سوال (۱۵۵۰)** - زید نے ہندہ شوہر دار سے زنا کیا، ہندہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کی بابت ہندہ نے اعتراف کیا کہ یہ زید کی لڑکی ہے، اسی دفعہ کا دودھ ہندہ نے زید کے حقیقی بھائی بکر کے نواسہ خالد کو پلایا، اس صورت میں عائشہ کا نکاح جو زید کی پوتی ہے اور بکر کی نواسی اور خالد کی خالہ زاد بہن ہے، خالد کے ساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں؟

**الجواب** - حدیث شریف میں ہے الولد للفراش وللعاھر الحجر[۲]۔ لہذا عورت متزوجہ شوہر دار کی جو اولاد ہوگی وہ شوہر سے ثابت النسب ہوگی، اور عورت کے اس کہہ دینے سے کہ یہ لڑکی زید کی ہے نسب اس کا شوہر ہندہ سے منتفی نہیں ہوا، پس زید سے نسب اس لڑکی کا ثابت نہیں ہے اور زید خالد کا باپ رضاعی نہیں ہے، لہذا خالد کا نکاح مسماۃ عائشہ زید کی پوتی سے درست ہے کہ ان میں کوئی وجہ حرمت کی نہیں ہے، کیونکہ لبن زنا سے اولاً حرمت رضاعت مختلف

---

[۱] اس لئے کہ اس سے رضاعت کا رشتہ قائم نہیں ہوا، ویثبت بہ الخ وان قل الخ امومۃ المرضعۃ للرضیع ویثبت ابوۃ زوج مرضعۃ (رد المحتار باب الرضاع ص۵۵۶ و ص۵۵۸) ظفیر۔ [۲] مشکوٰۃ باب اللعان ص۲۸۶

فیہا ہے اور شامی نے کہا کہ زنا وجہ عدم حرمت ہے اور ثانیاً جب کہ ہندہ کی دختر کا نسب شوہر ہندہ سے شرعاً ثابت ہے تو لبن زنا ہونا بھی متحقق نہ ہوا[1]۔

صورت مسئولہ میں کیا حکم ہے؟

**سوال (۱۵۵۱)** - محمد کی لڑکی نے حالت رضاع میں محمد کے چچا کی زوجہ کا دودھ پیا ساتھ چچا زاد بھائی کے یعنی محمد کا چچا زاد بھائی علی محمد اور محمد کی لڑکی مسماۃ بختاور دونوں نے چچا کی زوجہ کا جو کہ علی محمد کی والدہ ہے دودھ پیا، جس کا نام راجن ہے، اتفاق سے میاں محمد نے راجن سے جو چچا کی زوجہ تھی نکاح کر لیا جس کی وجہ سے میاں محمد مسماۃ بختاور اور علی محمد کا باپ ہوتا، آیا علی محمد کا نکاح بختاور کی چھوٹی بہن سے جائز ہے یا نہ ؟

**الجواب** - علی محمد کا نکاح بختاور کی چھوٹی بہن سے جو محمد کی زوجہ سابقہ سے ہو صحیح ہے لقول الفقہاء وتحل اخت اخیہ رضاعاً وکذا اخت اختہ[2]۔

جس لڑکے کو دودھ پلایا اس کے بھائی سے مرضعہ کی لڑکی کی شادی جائز ہے

**سوال (۱۵۵۲)** - بکر کی زوجہ نے زید کے لڑکے کو دودھ پلایا، دوسری دفعہ بکر کے لڑکا اور زید کے لڑکی پیدا ہوئی. آیا ان دونوں کا نکاح باہم جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب** - دوسری دفعہ جو زید کے دختر اور بکر کے پسر پیدا ہوا، ان دونوں کا نکاح باہم صحیح ہے کما فی کتب الفقہ وتحل اخت اخیہ رضاعاً الخ[3] درمختار۔

پستان سے پانی منھ میں جائے تو کیا حکم ہے۔

**سوال (۱۵۵۳)** - بکر کی ماں نے زید کو جب وہ ایک سال کا تھا اپنا پستان زید کے منھ میں دیا - جب زید نے

[1] والوطؤ بشبہۃ کالحلال قیل وکذا الزنا والاوجہ لا فتح (در مختار) وذلک حیث قال ولبن الزنا کالحلال فاذا ارضعت بہ بنتا حرمت علی الزانی وآباءہ وابنائہ وان سفلوا وفی التجنیس عن الجرجانی ویحرم الزانی التزوج بہا کالمولودۃ من الزانی لانہ لم یثبت نسبہا من الزانی الخ ردالمحتار باب الرضاع ص۵۶۵ و ص۵۶۶ ج۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الرضاع ج۲ ص۵۶۱ ۔ ظفیر۔ [3] ایضاً - ظفیر۔



پستان چوسا تو بکر کی ماں کے پستان میں جلن معلوم ہوئی، اس نے زید کو علیحدہ کر کے پستان کو دبایا تو اندر سے پانی نکلا، اس پانی کا زید کے حلق میں جانے نہ جانے کا بکر کی ماں کو کچھ علم نہیں ہے، اس صورت میں بکر کی ماں زید کی رضاعی ماں ہو سکتی ہے یا نہیں، زید کی لڑکی کا نکاح بکر سے جائز ہے یا نہ ؟

**الجواب** - باب الرضاع درمختار میں ہے، ہو مص من ثدی آدمیۃ ولو بکرا او میتۃ او آیسۃ[1] الخ اور عالمگیریہ میں ہے دخل فی فم الصبی من الثدی ما ئع لونہ اصفر تثبت حرمۃ الرضاع لانہ لبن تغیر لونہ[2] الخ اور شامی میں ہے وفی القنیۃ امرأۃ کانت تعطی ثدیہا صبیۃ واشتہر ذلک بینہم ثم تقول لم یکن فی ثدیی لبن حین القمتہا ثدیی ولم یعلم ذلک الا من جہتہا جاز لابنہا ان یتزوج بہذہ الصبیۃ[3] الخ وفی الفتح لو دخلت الحلمۃ فی فی الصبی وشکت فی الارتضاع لا تثبت الحرمۃ بالشک[4] الخ روایت قنیہ اور فتح القدیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر عورت یہ کہے کہ میری پستان میں اس وقت دودھ نہ تھا اور بچہ کے حلق میں دودھ کا جانا محقق نہ ہو تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی، اس صورت میں زید کی دختر کا نکاح بکر سے درست ہے۔ فقط۔

رضاعی پھوپھی سے نکاح جائز ہے یا نہیں

**سوال (۱۵۵۴)** - زید کے دو بیویاں ہیں ایک کا بکر نے دودھ پیا اور ایک کا زبیدہ نے، ایسی حالت میں بکر کے لڑکے کا عقد زبیدہ کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

[1] الدر المختار کتاب الرضاع ج۲ ص۵۵۶ ظفیر۔ [2] عالمگیری مصری کتاب الرضاع ج۱ ص۳۲۲ ظفیر۔ [3] رد المحتار المعروف بالشامی ج۲ ص۵۵۶ کتاب الرضاع ظفیر۔ [4] رد المحتار باب الرضاع ج۲ ص۵۵۶ ظفیر

**الجواب** - اس صورت میں زید، بکر اور زبیدہ دونوں کا رضاعی باپ ہے اور دونوں بھائی بہن رضاعی از جانب پدر ہیں، پس زبیدہ بکر کے لڑکے کی رضاعی پھوپھی ہوئی، لہٰذا نکاح ان دونوں میں درست نہیں ہے، درمختار میں ہے ویثبت ابوۃ زوج مرضعۃ اذا کان لبنہا منہ لہ[1] الخ -

**دادی کا جب دودھ پیا تو پھوپھی کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں**

**سوال (۱۵۵۵)** - زید نے اپنی دادی کا دودھ اس وقت پیا ہے، جب کہ اس کی دادی کا لڑکا سوا دو برس کا تھا اور پینے کی یہ حالت ہے کہ دودھ خشک ہو گیا تھا، زید نے اپنی دادی کی چھاتی چوسی، دودھ قدرے اتر آیا اور صرف تین چار روز وہ دودھ پیا - اب زید چاہتا ہے کہ اپنی پھوپی کی لڑکی سے جس کا نام ہندہ ہے شادی کروں، پس فرمایئے کہ عقد ہو سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں ہو سکتا تو کیا تدبیر ہے۔ اور اگر شادی کر لیوے تو گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ -

**الجواب** - زید نے جب کہ مدتِ رضاعت میں اپنی دادی کا دودھ پیا - اگرچہ دو ایک قطرہ ہی پیا ہو، پس زید اپنی دادی کا رضاعی بیٹا ہو گیا۔ اور ہندہ کا رضاعی بھائی ہو گیا پس ہندہ کی دخترِ زید کی بھانجی ہوئی اور رضاعی بھانجی سے مثل نسبی بھانجی کے نکاح قطعی حرام[2] ہے اور گناہ کبیرہ ہے اور وہ ایسا ہی ہے جیسا اپنی بیٹی بہن اور ماں خالہ وغیرہ سے نکاح کیا جاوے، والعیاذ باللہ تعالیٰ، لہٰذا وہ نکاح کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ کوئی حیلہ اور تدبیر اس نکاح کے حلال ہونے کی نہیں ہے،

**جس بچہ نے دادی کی چھاتی چوسی اس کا نکاح چچا کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں**

**سوال (۱۵۵۶)** - زید نے دو یا پونے دو سال کی عمر میں اپنی دادی کا پستان چوسنا شروع کیا اور دو تین سال تک ہر روز چوستا رہا، اس کی دادی کی عمر اس وقت ستر اسی سال کی تھی اس کی پستانوں میں کسی نے اس وقت دودھ نکلتا نہیں دیکھا اور نہ اس نے کسی کے سامنے یہ ظاہر کیا کہ میری پستان میں اس وقت دودھ تھا، اب دادی کا انتقال ہو گیا ورنہ اس سے صاف طور سے معلوم کر لیا جاتا، اس صورت میں زید اپنے حقیقی چچا کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

**الجواب** - اگر دادی سے دریافت کیا جاتا اور وہ کہتی کہ میری پستان میں اس وقت دودھ نہ تھا تو اس کا قول معتبر ہوتا۔ لیکن جب کہ اس کا انکار ثابت نہیں اور پستان کا برابر منھ میں لینا اور چوسنا محقق ہے تو احتیاط اس میں ہے کہ اپنے چچا کی لڑکی سے جو کہ اس کی رضاعی بھتیجی ہے نکاح نہ کرے، لیکن قاعدہ کے موافق چونکہ دودھ پیتے دیکھنے کا اور دودھ اترتے اور پستان سے نکلنے کا کوئی گواہ نہیں ہے اور رضاعت بدون دو گواہ کے ثابت نہیں ہوتی۔ اس وجہ سے زید اپنے چچا کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے حکم ایسا ہی[3] ہے اور احتیاط اول صورت میں ہے۔ فقط

**شوہر کی رضامندی کے بغیر کسی بچہ کو دودھ پلانا -**

**سوال (۱۵۵۷)** - عورت اگر بلا رضامندی شوہر کے دودھ پلاوے صحیح ہے یا نہیں -

**الجواب** - عورت کو نہ چاہئے کہ بدون اجازت شوہر کے کسی کے بچہ کو دودھ پلاوے، لیکن اگر پلاوے گی حرمت رضاعت ثابت ہو جاوے[4] گی -

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ۶ ص ۵۵۵ ج ۲ ظفیر - [2] ویثبت به وان قل ای ابوة المرضعة للرضیع ۱، فیحرم منه ای بسببه ما یحرم من النسب (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۵ ج ۲) ظفیر

[3] فلو التقم الحلمة ولم يدر ادخل اللبن فی حلقه ام لا لم يحرم لان فی المانع شكا درمختار وفی الفتح لو ادخلت الحلمة فی فی الصبی و شكت فی الارتضاع لا تثبت الحرمة بالشك (رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۶ ج ۲ و ص ۵۵۵ ج ۲) ظفیر - [4] يكره للمرأة ان ترضع صبيا بلا اذن زوجها الا اذا خافت هلاكه (رد المحتار باب الرضاع ۶ ص ۵۵۵ ج ۲) ظفیر -

**سوال (۱۵۵۸)** شک کی صورت میں حرمت ثابت ہوگی یا نہیں؟ - اگر رضاعت مشکوک ہو تو کیا حکم ہے؟

**الجواب** - اگر رضاعت میں شک ہو تو حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوتی کذا فی الدر المختار[1]۔

**سوال (۱۵۵۹)** امام شافعی کے یہاں مدتِ رضاعت - مدت رضاعت مذہب شافعیہ میں کتنی ہے؟

**الجواب** - رضاعت کی مدت دو برس یا ڈھائی برس علی اختلاف القولین ہے (امام شافعیؒ کے نزدیک مدتِ رضاعت صرف دو سال[2] ہے - ظفیر)

**سوال (۱۵۶۰)** شہادت نہ ہونے کی صورت میں - جس کے لئے شہادت نہیں وہ مشکوک ہوتا ہے یا نہیں؟

**الجواب** - اگر شہادت رضاعت کی نہ ہو، حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی[3]۔

**سوال (۱۵۶۱)** نانی کا جس نے دودھ پیا اس کی شادی ماموں کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں؟ - ایک شخص نے اپنی نانی کا دودھ بشمول اپنی ہم عمر خالہ کے پیا ہے، آیا یہ شخص اپنی ماموں کی بنت سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں، ماموں عمر میں زیادہ ہے یعنی رشتہ

---

[1] خلوا التقم الحلمۃ ولم یدر ادخل اللبن فی حلقہ ام لا لم یحرم (در مختار) لو ادخلت الحلمۃ فی الصبی وشکت فی الارتضاع لا تثبت الحرمۃ بالشک (رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۶ و ص ۵۵۵ ج ۲) ظفیر۔ [2] ثم مدۃ الرضاع ثلثون شہرا عند ابی حنیفۃ وقالا سنتان وہو قول الشافعی (ہدایہ کتاب الرضاع ص ۳۲۹ ج ۲) ظفیر۔ [3] وانما یثبت بشہادۃ رجلین او رجل وامرأتین الخ (ہدایہ کتاب الرضاع ص ۳۳۳ ج ۲) ظفیر۔



رضاع سے پہلے کا پیدا ہے اور خالہ جو اس وقت رضاعی ہمشیرہ ہے یہ اپنے بھائی سے تیسرے درجہ کی ہے؟

**الجواب** - شریعت کا یہ قاعدہ ہے کہ جس عورت کا کوئی بچہ شیر خوار دودھ پیوے اس عورت کی تمام اولاد اس بچہ کے بہن بھائی رضاعی ہو جاتے ہیں، تقدم وتأخر کا اعتبار نہیں، اگلی پچھلی اولاد مرضعہ کی سب اس بچہ رضیع کے بھائی بہن رضاعی ہیں اور اس اعتبار سے والدہ نسبی بھی بہن رضاعی ہوگئی اور ماموں وخالہ سب بھائی بہن رضاعی ہوئے پس ماموں کی دختر سے اس رضیع کا نکاح درست نہیں ہے ولا حل بین رضیعی امرأۃ لکونہما اخوین وان اختلف الزمن والاب ولا حل بین الرضیعۃ وولد مرضعتہا[1] الخ (در مختار) جملہ وان اختلف الزمن سے یہ صاف طور سے ثابت ہے کہ مرضعہ کی پہلی پچھلی اولاد سب رضیع کے بھائی بہن رضاعی ہیں۔

**سوال (۱۵۶۲)** کوئی بیوی کا دودھ بیماری کی وجہ سے پیئے تو کیا حکم ہے؟ - کسی شخص کو ایسی بیماری ہوگئی کہ بغیر کسی عورت کے دودھ پئے ہوئے اچھا نہیں ہو سکتا تو اس حالت میں اگر وہ شخص اپنی زوجہ کا دودھ پی لے تو جائز اور حلال ہے یا حرام اور دودھ پینے سے نکاح میں کچھ فرق تو نہیں آوے گا؟

**الجواب** - مص رجل ثدی زوجتہ لم تحرم[2] کسی مرد نے اپنی زوجہ کے پستان چوسی اور دودھ پیا اس کی زوجہ اس پر حرام نہ ہوگی، در مختار باب الرضاع وفیہ ایضاً ولم یبح الارضاع بعد مدتہ[3] یعنی مباح نہیں ہے دودھ پینا بعد مدۃ رضاع یعنی زمانہ شیر خوارگی کے، ان دونوں روایتوں سے یہ معلوم ہوا کہ اپنی زوجہ کا دودھ پینا مرد کو جائز نہیں ہے اور یہ کہ دودھ پینے سے اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوگی اور تداوی کے لئے اس وقت اس کا استعمال درست ہے کہ اس میں شفا بقول

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۶۱ ج ۲ ظفیر [2] ایضاً ص ۵۶۴ ج ۲ ظفیر۔ [3] ایضاً ص ۵۵۵ ج ۲ ظفیر

طبیب حاذق مسلمان ثابت ہو اور کوئی دوسری دوا اس کے قائم مقام نہ ہو[۱]

جس لڑکی نے دو سال دس ماہ کی عمر میں دودھ پیا اس سے شادی جائز ہے

**سوال (۱۵۶۷)** - زید نے چھ مہینہ کی عمر میں ہندہ کا دودھ پیا تھا اور ایک لڑکی مسماۃ کریمہ نے بھی دو برس دس مہینہ کی عمر میں ہندہ کا دودھ پیا تھا، تو زید کا کریمہ سے عقد تزویج درست ہے یا نہیں؟

**الجواب** - مدت رضاعت اڑھائی برس یا دو برس ہے، امام ابو حنیفہؒ کا مذہب اولی[۲] ہے اور صاحبین اور دیگر ائمہ کا مذہب دوسرا ہے، بہر حال اڑھائی برس سے زیادہ عمر میں اگر کسی بچے نے کسی عورت کا دودھ پیا تو حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی[۳]، لہٰذا اس صورت میں زید کا نکاح کریمہ سے صحیح ہے۔

رضاعی باپ اور رضاعی بیٹے کی بیوی کے متعلق ابن الہمام کا قول

**سوال (۱۵۶۸)** - حلیلہ اب وابن رضاعی کو فقہاء رحمہ اللہ حرام تحریر فرماتے ہیں جیسا کہ تمام کتب فقہ میں مذکور ہے، اور صاحب فتح القدیر اس کے خلاف تحریر فرماتے ہیں، چنانچہ فتح القدیر میں ہے ومقتضی الحدیث ان ما کانت ابا من الرضاعة او بنتا او اختا او بنت اخ لا تحرم فاثبات کل حلیلة من الاب والابن من الرضاعة قول بلا دلیل بل الدلیل یفید حلها وهو قید الاصلاب فی الآیة۔

**الجواب** - قوله ما یحرم من النسب - معناه ان الحرمة بسبب الرضاع معتبرة بحرمة النسب فشمل زوجة الابن والاب من الرضاع

[۱] ولا یجوز التداوی بالمحرم الخ (درمختار) قیل یرخص اذا علم فیه الشفاء ولم یعلم دواء آخر کما رخص للعطشان وعلیه الفتوی (ردالمحتار باب الرضاع ۲/۴۰۴) ظفیر۔ [۲] هو حولان ونصف عنده وحولان فقط عندهما وهو الاصح (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الرضاع ۲/۴۰۴) ظفیر۔ [۳] ویثبت التحریم فی المدة فقط (درمختار) اما بعدها فانه لا یوجب التحریم (ردالمحتار باب الرضاع ۲/۵۵۵) ظفیر



لانها حرام بسبب النسب فکذا بسبب الرضاع وهو قول اکثر اهل العلم کذا فی المبسوط بحر. وقد استشکل فی الفتح الاستدلال علی تحریمها بالحدیث لان حرمتها بسبب الصهریة لا النسب الخ شامی[۱]۔

اس عبارت نیز تمام کتب فقہ کی عبارات سے حرمت حلیلہ (بیوی) اب وابن رضاعی کی حرمت معلوم ہوتی ہے اور مقتضائے نص قرآنی ولا تنکحوا ما نکح آباءکم الآیة[۲] بھی یہی ہے، باقی امام ہمام ابن الہمام کا استدلال بالحدیث میں استشکال فرمانا از قبیل ابحاث محققین ہے جو بعض دلائل میں وہ فرمایا کرتے ہیں اس سے اصل مسئلہ کا ابطال لازم نہیں آتا، علاوہ بریں جب کہ قول اکثر اہل علم کا یہی ہے اور فقہاء نے عموماً محرمات نسبیہ وصہریہ کو رضاعاً حرام فرمایا ہے تو اس صورت میں احوط واورع باب حرمت میں قول اکثر فقہاء ہے۔ قال فی الدرالمختار وحرم الکل مما مر تحریمه نسبا ومصاهرة رضاعا[۳] الا ما استثنی فی بابه۔

بیوی کا دودھ پینے کا کیا حکم ہے

**سوال (۱۵۶۹)** - زید صاحب اولاد نے اپنی زوجہ کا دودھ قصداً پی لیا، شرعی مقررہ ایام میں یعنی ایام رضاعت میں یعنی دو برس کے اندر، کیا اس صورت میں زید پر وہ زوجہ حرام ہو جائے گی، اور وہ دودھ زید کے لئے حلال تھا یا حرام۔

**الجواب** - زید جو کہ صاحب اولاد ہے اس کو یہ کہنا کہ اس نے مدت رضاعت میں دودھ پیا غلط ہے، مدت رضاعت میں دودھ پینے کے یہ معنی ہیں کہ دودھ پینے والا بچہ ہو اور اس کی عمر دو برس یا ڈھائی برس سے کم ہو، الغرض زید صاحب اولاد نے اگر اپنی زوجہ کا دودھ پی لیا خواہ عمداً خواہ غیر عمداً تو اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوئی، لیکن عمداً اگر پیا تو گنہگار ہوا، توبہ کرے کیونکہ وہ جز انسان ہے، استعمال اس کا بلا ضرورت حرام ہے،

[۱] ردالمحتار باب الرضاع ۲/۵۵۵ ظفیر۔ [۲] سورہ النساء ۴۔ ظفیر۔ [۳] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار فصل فی المحرمات ۲/۳۹۵ ظفیر

درمختار میں ہے مص رجل ثدی امرأته لم تحرم[1] الخ ترجمہ کسی شخص نے اپنی بیوی کا دودھ پی لیا تو اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوئی، وفیہ - ولم یبح الارضاع بعد مدته لانه جزء آدمی والانتفاع به بغیر ضرورة حرام[2] الخ باب الرضاع درمختار -

**سوال (۱۵۷۰)** خوشدامن نے داماد سے کہا کہ میں نے تم کو دودھ پلایا ہے کیا حکم ہے - زید کی خوشدامن کہتی ہے کہ میں نے تم کو طفلی میں دودھ پلایا ہے، زید نے اپنے ساتھ ایک آدمی لے کر پھر دریافت کیا کہ سچ بتاؤ، پھر اس نے یہی کہا، جب زید نے منکوحہ کو علیحدہ کرنا چاہا تو خوشدامن نے انکار کر دیا کہ میں نے تو غصہ کی حالت میں کہدیا تھا اور جھوٹ کہدیا تھا، اور زید کی والدہ کہتی ہے کہ میں کچھ نہیں جانتی کہ کب دودھ پلایا تھا، اب رضاعت ثابت ہے کہ نہیں۔

**الجواب** - کتب فقہ میں لکھا ہے کہ بدون دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی، پس صورت مسئولہ میں حجت شرعیہ رضاعت کی موجود نہیں ہے، لہذا حکم علیحدگی کا مابین زوجین کے نہ کیا جاوے گا۔[3] فقط

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۶۲ ج ۲، ظفیر۔ [2] ایضاً ص ۵۵۹ ج ۲، ظفیر

[3] والرضاع حجته حجة المال وهی شهادة عدلین او عدل وعدلتین لکن لا تقع الفرقة الا بتفریق القاضی لتضمنها حق العبد (درمختار) وما فی شرح الوهبانیة عن النتف من انه لا تقبل شهادة المرضعة عند ابی حنیفة واصحابه فالظاهر ان المراد اذا کانت وحدها (رد المحتار باب الرضاع ص ۵۶۹ ج ۲) ظفیر۔

---

قد تم الجزء الثامن من فتاوی دار العلوم دیوبند علی ید العبد الضعیف المدعو به محمد ظفیر الدین المفتاحی تحت اشراف صاحب الفضیلة مولانا القاری محمد طیب عمید الدار فی سنة احدی و تسعین و ثلثمائة و الف من الهجرة النبویة ویلیه الجزء التاسع ان شاء الله تعالیٰ

باسمہٖ تعالیٰ

# ضمیمہ

# فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

## جلد ہشتم


مرتّب

مولانا مفتی محمّد امین صاحب پالن پوری

استاذ دارالعلوم دیوبند


حسب ارشاد

حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم دیوبند


شائع کردہ

شعبۂ نشر و اشاعت دارالعلوم دیوبند (یو۔پی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات، والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین امّا بعد:-

مکتبہ دار العلوم دیوبند نے جب فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد ہشتم کو آفسیٹ سے لانا طے کیا، تو حضرت اقدس مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم مہتمم دار العلوم دیوبند نے احقر کو اور مولانا عبد الخالق صاحب سنبھلی کو اس جلد کی تصحیح کا کام سپرد فرمایا، ہم نے جو طباعتی اغلاط تھیں ان کو اصل مراجع سے ملا کر صحیح کیا، اور جو قابل اشکال مقامات اور وضاحت طلب مواقع تھے ان کو پہلے رجسٹروں میں تلاش کیا، جہاں سے یہ فتاویٰ لئے گئے تھے، پھر حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری دامت برکاتہم محدثِ کبیر دار العلوم دیوبند کی خدمت میں ان کو پیش کیا، موصوف نے ان رجسٹروں کی روشنی میں تمام قابل اشکال مواقع حل فرمائے، اور وضاحت طلب امور کی تفصیل فرمائی۔

یہ تصحیحات ایسی تھیں جن کی تفصیل ضروری تھی، تاکہ جن حضرات نے پہلے فتاویٰ دار العلوم دیوبند خرید لیا ہے وہ اپنا نسخہ صحیح کر سکیں، اس لئے یہ ضمیمہ مرتب کیا گیا ہے ـــ اس ضمیمہ میں صرف وہی تصحیحات شامل کی گئی ہیں جن کا مسائل پر اثر پڑا ہے، یا جن میں فتاویٰ میں درج شدہ مسائل کی تفصیل کی گئی ہے، امید ہے کہ قارئین کرام کے لئے یہ ضمیمہ مفید ثابت ہوگا۔

محمد امین پالنپوری

خادم دار العلوم دیوبند

۲۰ر جمادی الثانیہ ۱۴۰۹ھ

## ضمیمہ متعلقہ ص ۳۹ سوال ۸۸۲ ج ۸ عنوان عاقلہ بالغہ الخ

اس سوال کے جواب کے آخر میں ترکہ تھا، رجسٹر ۱۳۳۷ھ نمبر سلسلہ ۱۷۲۹ سے اس کی تصحیح اس طرح کی گئی ہے۔

"وفی الدر المختار ولہٗ ای للولی الاعتراض فی غیر الکفو الخ ویُفتیٰ فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً الخ الحاصل نکاحِ مکلفہ بالغہ بلا رضاءِ ولی در کفو جائز است و در غیر کفو صحیح نیست وہو المفتی بہ فقط"

## متعلقہ ص ۴۳ سوال ۸۸۹ عنوان وَلی اقرب دو سو میل الخ

اس سوال کے جواب کے آخر میں جواُردو عبارت ہے اس میں ترکہ تھا۔ رجسٹر ۱۳۳۶ھ نمبر سلسلہ ۱۰۹۴ سے عبارت کی اس طرح تصحیح کی گئی ہے۔

"ان عبارات سے واضح ہے کہ راجح عند المحققین قولِ ثانی یعنی خوفِ فوتِ کفو ہے، پس نابالغہ کی وَالدہ اگر نابالغہ کے پاس جاکر الخ"

## مُتعلّقہ ص ۴۷ سوال ۹۳۴ ج ۸ عنوان لڑکی کی اجازت سے الخ

اس سوال کے جواب کی چوتھی سطر میں ترکہ تھا، اب رجسٹر ۱۳۳۴ھ نمبر سلسلہ ۱۳۵۸ سے اس طرح تصحیح کی گئی ہے۔

"نکاح خوانی کو کہتے ہیں وکیل بنا دیا ہے تو نکاح منعقد ہوجاتا ہے، اور نابالغہ کو بعد بلوغ الخ"

## متعلّقہ ص ۸۴ سوال ۹۵۶ عنوان نابالغہ کی شادی الخ

اس سوال کا جواب صحیح ہے، مگر ایک بات پیش نظر رکھنا ضروری ہے، اور وہ

یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں چونکہ بھائی نے نکاح کیا ہے اس لئے بلوغ کے بعد لڑکی کو خیارِ بلوغ حاصل ہوگا۔ اگرچہ شوہر نابالغ ہو، ھدایہ میں ہے: وان زوّجهما غیرُ الاب والجد فلِکُلّ واحد منهما الخیارُ اذا بلغ ان شاءَ اقام علی النکاح۔ وان شاءَ فَسَخَ (وقال فی تعلیله) ان قرابة الاخ ناقصة (ھدایہ ص۱۳ ج۲ باب فی الاولیاء) وقال فی الدر المختار: ولو بلغتْ وهو صغیرٌ فرّق بحضرة ابیه اَوْ وَصِیّه بشرط القضاء، قال العلّامة الشامی: فان لم یوجد احدهما ینصب القاضی وَصِیًّا یُخَاصِمُ الخ (شامی ص۳۳۲ ج۲ باب الولی)

## متعلقہ ص۹۱ سوال ۹۷۳ عنوان بالغہ لڑکی سے الخ

اس سوال کے جواب کی چوتھی سطر میں ایک لفظ بڑھایا گیا ہے، اب عبارت اس طرح ہے" اور اب اگر انکار کرے الخ "

## مُتعلّقہ ص۱۱۳ ج۸ سوال ۱۰۲۲ عنوان صُورتِ مسئولہ میں الخ

اس سوال کے جواب کے آخر میں ترکہ تھا، رجسٹر ۱۳۳۷ھ نمبر سلسلہ ۴۷ سے اب جواب کی اس طرح تکمیل کی گئی ہے۔

" اور ماں نے اپنی ولایت سے نکاح کیا، تو وہ صحیح ہوگیا، اب فہیم اس کو فسخ نہیں کرسکتا۔ ہکذا فی کتب الفقہ فقط "

اور اس صفحہ کا حاشیہ لہ وفی الخلاصہ الخ حذف کیا گیا ہے، کیونکہ اس حاشیہ کا نہ کوئی نمبر لگا ہوا تھا، نہ اس کا یہاں کوئی موقع تھا، اور باقی حواشی کے نمبر بدلے گئے ہیں۔

## متعلقہ ص ۱۳۷ ج ۸ سوال ۱۰۵۲ عنوان ولی اور وکیل الخ

اس سوال کی چوتھی سطر میں تھا " اگر وکیل بنا ہے " اس کی رجسٹر ۱۳۳۷ھ نمبر سلسلہ ۲۲۸۵ سے اس طرح تصیح کی گئی ہے " اگر وکیل بنائے طلب اجازت الخ "

اور جواب کی تیسری سطر میں " اگر بذریعہ " کی تصحیح رجسٹر سے " اگرچہ بذریعہ " کی گئی ہے، اور جواب کی چوتھی سطر میں یہ جملہ ہے " لیکن اسی حالت میں بصورت بکر بالغہ ایک عورت یا ایک مرد کا بیان کافی نہ ہوگا "، رجسٹر میں " اسی " کے بجائے " اس " ہے، اس کی کتاب میں تصیح کی گئی ہے، باقی جملہ رجسٹر میں بعینہ ہے، مگر ہماری رائے میں اس جملہ میں ایک لفظ ہونا چاہئے اور پورا جملہ اس طرح ہونا چاہئے۔

" لیکن اس حالت میں بصورتِ انکارِ بکرِ بالغہ ایک عورت یا ایک مرد کا بیان کافی نہ ہوگا " کیونکہ انکار کی صورت میں الزام کے لئے حجتِ تامہ ضروری ہے، اور وہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہیں، چنانچہ کتاب میں بین القوسین لفظ ( انکارِ ) بڑھایا گیا ہے۔

## متعلقہ ص ۱۷۲ و ص ۱۸۱

ص ۱۷۲ سطر ۱۴ و ص ۱۸۱ سطر ۱ میں فسخ نکاح کے بعد عدت کو ضروری قرار دیا گیا ہے، اس سلسلہ میں یہ جاننا ضروری ہے کہ عدت اس وقت واجب ہوتی ہے جب جماع یا خلوت کے بعد نکاح فسخ کیا گیا ہو۔ دُرِّ مختار میں ہے:

وھی فی حق حرۃ تحیض لطلاق او فسخ بجمیع اسبابہ بعد الدخول حقیقۃً او حکماً ثلث حِیَضٍ کوامل ( انتھی ملخصًا ) قال الشامی قولہ بجمیع اسبابہ مثل الانفساخ بخیار البلوغ الخ قولہ او حکمًا المراد بہ الخلوۃ ولو فاسدۃً ( شامی ص ۶۶۱ ج ۲ باب العدۃ ) وقال فی الدر المختار : ولھما خیار الفسخ ولو بعد الدخول ( شامی ص ۳۳۲ ج ۲ باب الولی )

## متعلق صـ ۱۹۰ و صـ ۱۹۱ سوال ۱۱۲۱ عنوان بذریعہ خط وکیل بنانا الخ

اس سوال کا جو جواب ہے وہ اس صورت میں ہے جب نکاح ہندہ کی اجازت سے ہوا ہو اور عاقلہ بالغہ ہو، نیز اس نکاح پر اس کی ماں بھی جو اس کی ولیہ ہے راضی ہو۔

مگر سوال میں یہ ہے کہ زید نے (جس کے گھر ہندہ رہتی ہے) ہندہ کی ولیہ (یعنی اس کی والدہ) سے اجازت مانگی ہے کہ وہ جہاں مناسب سمجھے ہندہ کا نکاح کردے۔ چنانچہ اس کی ماں نے اجازت دیدی اور زید نے خود ہی ہندہ سے نکاح پڑھ لیا، یہ توکیل بالنکاح کا مسئلہ ہے، اور اس مسئلہ میں اصول یہ ہے کہ وکیل اپنی ذات سے اور اپنے اصول و فروع سے نکاح نہیں کرسکتا، ہاں اگر لڑکی عاقلہ بالغہ ہو اور وہ راضی ہو نیز اس کا ولی بھی راضی ہو تو پھر نکاح درست ہے

صورت مسئولہ میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ زید نے پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے ہندہ سے نکاح کیا ہے اس لئے ہندہ کی ماں جو اس کی ولیہ ہے اس نکاح پر راضی نہیں ہے، پس ایسی صورت میں یہ نکاح نافذ نہ ہوگا، قال فی الدرالمختار: بخلاف ما لو وکّلتہ بتزویجها من رجل فزوجها من نفسہ او وکّلتہ ان یتصرف فی اُمرها، او قالت لہ: زَوِّجْ نفسی مِمَّنْ شِئْتَ لم یصح تزویجها من نفسہ کما فی الخانیہ، قال العلّامۃ الشامی: قولہ فزوجها من نفسہ وکذا لو زَوَّجها من ابیہ او ابنہ عند ابی حنیفۃ کما قدمناہ عن البحر، لان الوکیلَ لا یعقد مع مَن لا تُقبَلُ شہادتُہ لہ للتھمۃ وقال تحت قولہ اَوْ وَکَّلتہ ان یتصرف فی اُمرها: وینبغی انہ لو قامت قرینۃ علی ارادۃ تزویجها منہ انہ یصح کما لو خطبها لنفسہ فقالت انتَ وکیلی فی

امورى ، وقال فى شرح قوله لم يصح اى لم ينفذ بل يتوقف على اجازتها لانه صار فضوليا من جانبها (شامی ص۳۵۶ ج۲ قُبَیل باب المهر) درمختار اور شامی کی یہ عبارتیں اگرچہ اس صورت میں ہیں جب عورت نے کسی کو اپنے نکاح کے لئے وکیل بنایا ہو، مگر جس صورت میں عورت کے ولی نے کسی کو وکیل بنایا ہو اس صورت میں بھی یہی احکام ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

نوٹ :۔ اس جگہ کتاب میں مرتّب مدظلہٗ نے جو حاشیہ لکھا ہے وہ جواب کے خلاف ہے، ہم نے اُسے باقی رکھا ہے کیونکہ مسئلہ وہی ہے جو حاشیہ میں ہے

## متعلقہ ص۲۱۰ و ص۲۱۱ سوال ۱۱۴۸ عنوان صالح مرد کی لڑکی الخ

اس سوال کے جواب میں اور سوال ۱۱۵۲ ص۲۱۲ ج۸ کے جواب میں تعارض ہے، کیونکہ اس جواب کا حاصل یہ ہے کہ فاسقہ بنت صالح، فاسق کا کفو نہیں ہے، اور آئندہ جواب کا حاصل یہ ہے کہ کفو ہے،

اس سلسلہ میں جاننا چاہئے کہ پہلا فتویٰ درمختار کے قول پر مبنی ہے، لیکن علّامہ شامی نے اس پر بحث کی ہے کہ جو عورت خود فاسقہ ہو اگرچہ وہ نیک آدمی کی لڑکی ہو وہ فاسق کا کفو ہے، اور اسی بحث کے مطابق دوسرا فتویٰ ہے اور وہی راجح ہے واللہ اعلم بالصواب۔

## متعلقہ ص۲۲۷ ج۸ سوال ۱۱۷۸ عنوان وہابی نجدی الخ

اس سوال کے جواب میں دو۲ مرتبہ لفظ "کفو" آیا ہے جو غلط ہے صحیح "کفر" ہے

## متعلقہ ص۲۹۵ سوال ۱۲۸۴ عنوان فارغ خطی الخ

اس سوال کے جواب میں لفظ "فارغ خطی" کو خلع اور مبارات کے معنی میں لیا گیا ہے، غالبًا اس کی وجہ سوال کا یہ جملہ ہے "اور عورت نے بھی قبول کر لیا"، کیونکہ طلاق عورت کے قبول کرنے پر موقوف نہیں ہوتی اس لئے مفتی صاحب قدس سرّہ نے اس لفظ کو خُلع اور

مبارات کے معنی میں لیا ہے ۔ لیکن امداد الفتاویٰ ص۴۶۵ ج۲ مطبوعہ دیوبند میں ہے کہ "یہ لفظ فارغ خطی کنایہ ہے اور چونکہ اس سے ایقاعِ بائن متعارف ہے اس لئے بلانیت اس سے طلاق بائن واقع ہوجائے گی"، ـــــ اس لئے جس عُرف میں لفظ "فارغ خطی" خلع اور مبارات کے معنیٰ میں مستعمل نہ ہو، بلکہ طلاق کے معنیٰ میں غلبۂ استعمال ہو تو وہاں "فارغ خطی" سے طلاق بائن واقع ہوگی، اور مہر وغیرہ حقوق ساقط نہ ہوں گے،

## متعلقہ ص۳۷۸ ج۸ سوال نمبر ۱۴۴۰ عنوان ٹوٹنے کے بعد الخ

اس سوال کے جواب میں یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ شوہر اس عورت کو نکاح میں رکھنا چاہتا ہو، اور عورت رضامند نہ ہو، تو تجدیدِ نکاح پر عورت کو مجبور کیا جائے گا۔ قال الشامی: ولا یخفیٰ ان محلہ ما اذا طلب الزوج ذٰلک (ص۵۴۸ ج۲) اور اگر شوہر اسکو نکاح میں رکھنے کے لئے تیار نہ ہو تو پھر عدّت کے بعد وہ عورت دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔

یہ مسئلہ اور اسی طرح اس جلد میں آئے ہوئے دوسرے مسائل جو ارتداد احد الزوجین سے متعلق ہیں وہ ظاہر روایت کے مطابق ہیں۔ لیکن الحیلۃ الناجزۃ کے ضمیمہ حکم الازدواج مع اختلاف دین الازواج میں تحقیق یہ کی گئی ہے کہ موجودہ ہندوستان میں مشائخ بلخ و سمرقند کے قول پر فتویٰ دینا چاہیئے یعنی عورت کے مرتد ہونے کی صورت میں نکاح فسخ نہیں ہوتا، بلکہ بدستور وہ عورت شوہر کے نکاح میں رہتی ہے (الحیلۃ الناجزۃ ص۱۲۱)

اس قول کے مطابق اگر شوہر اس عورت کو نکاح میں رکھنے کے لئے تیار نہ ہو تو پھر تین صورتیں ہیں، یا۱ تو شوہر طلاق دے، یا۲ عورت خلع وغیرہ کرے، یا۳ بصورتِ مجبوری پنچایت سے تفریق کرائے، پھر عدّت گذار کر دوسری جگہ نکاح کرے۔

وَاللہُ اعلم بالصّواب